مؤلفہ

علامہ قطب الدین ابوالحسن سعید بن ھبۃ اللہ راوندیؒ

ترجمہ وحواشی

ملک العلماء مولانا محمد شریف

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر درگاہ حضرت عباسؑ لکھنؤ

باسمہ سبحانہ

کنوز المعجزات

ترجمہ

الخرائج والجرائح

مؤلفہ

شیخِ اجلّ علامہ قطب الدین ابوالحسن سعد بن ہبۃ اللہ راوندیؒ

متوفی ۵۷۳ھ

ترجمہ و حواشی

ملک العلماء مولانا محمد شریف صاحب قبلہ، ملتان

عباس بک ایجنسی

رستم نگر درگاہ حضرت عباسؑ لکھنؤ

نام کتاب : کنوز المعجزات

ترجمہ الخرائج والجرائح

مؤلف : علامہ قطب الدین ابوالحسن

سعید بن ہبۃ اللہ راوندی

مترجم : ملک العلماء مولانا محمد شریف صاحب

تعداد : ۱۱۰۰

سن طباعت : نومبر ۲۰۰۱ء

مطبوعہ : ایس۔ ایس انٹر پرائز۔ دہلی

ناشر : عباس بک ایجنسی، رستم نگر لکھنو

ہدیہ : ۸۰ روپے

ملنے کا پتہ

عباس بک ایجنسی

رستم نگر درگاہ حضرت عباسؑ لکھنو

فون نمبر: 269598,260756

فیکس: (0522) 260923

باسمہ سبحانہ

نذر عقیدت

بخدمت سید الاولیاء امام الانس والجان ولی العصر والزمان الحجۃ ابن الحسن سلام اللہ علیہ وعلی آبائہ الطاہرین عجل اللہ فرجہ۔

آقا! تیری بارگاہ میں تیرے اور تیرے آباؤ اجداد علیہم السلام کے معجزات کو اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں پیش کر رہا ہوں!

آقا! مجھے اپنی کم مائگی کا اعتراف ہے، میری بضاعت کو قبول فرمائیے اور میرے دامن کو دنیوی و اخروی نعمتوں سے مالا مال کر دیجئے۔

فاوف لنا الکیل وتصدق علینا

ان اللہ یجزی المتصدقین

ذرۂ حقیر

محمد شریف عفی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

حالات مؤلف کتاب

" ابو الحسن سعید (سعد) بن ھبتہ اللہ بن حسن رح " عالم تھے، متبحر تھے، فقیہ تھے محدث تھے، مفسر تھے، محقق تھے، ثقہ جلیل تھے، صاحب کتاب " الخرائج والجرائح قصص الانبیاء، لب اللباب اور شرح النہج وغیرہ

آپ کا شمار اعاظم محدثین شیعہ میں ہوتا ہے۔ ہمارے شیخ نے مستدرک میں تحریر کیا ہے کہ قطب الدین رح نے مختلف کتب کے ذریعہ جو مذہب کی ترویج کی ہے۔ جس کے باعث آپکو اس قدر فضائل اور مناقب حاصل ہوئے جو شمار سے باہر ہیں۔ آپ جید نفیس طبع کے مالک تھے۔ آپکے حالات بیان کرنیوالوں نے آپکے اشعار نقل کرنے میں غفلت سے کام لیا ہے۔ آپ ابن شہر آشوب رح کے شیخ ہیں

مشائخ کی کثیر جماعت سے آپنے روایت نقل کی ہے مندرجہ ذیل حضرات خاص طور قابل ذکر ہیں۔

(۱) امین الاسلام رح (۲) سید مرتضیٰ (۳) رازی (۴) رازی کا بھائی (سید مجتبیٰ (۵) عماد الدین طبری (۶) ابن شجری (۷) آمدی (۸) والد محقق طوسی وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین (۹) شیخ عبد الرحیم بغدادی معروف ابن الاخوۃ (۱۰) فاضلہ جلیلہ سیدہ نقیہ بنت سید مرتضےٰ علم الہدیٰ (۱۱) آپکے چچا شریف رضی رح

قطب الدین راوندی رح کے والد، دادا اور آپکے فرزند تمام کے تمام عالم تھے۔
منتجب الدین نے تصریح کی ہے کہ ابو الفضل محمد بن قطب راوندی اور آپکے بھائی عماد الدین علی دونوں ثقہ فقیہ تھے۔"

قطب الدین نے ۴ شوال ۵۷۳ھ میں انتقال کیا۔
بحار نے شہید رح کے خط سے نقل کیا ہے کہ آپ کی قبر قم میں ہے حضرت فاطمہ (ع) کے پہلو میں آپ کا مزار مشہور ہے۔

الکنیٰ والالقاب جلد ثالث ص ۶۲ تا ۶۳
مطبوعہ نجف اشرف ۱۳۷۶ ھ ۱۹۵۶ء
در مطبع حیدریہ

" راوند " قاسان کی ایک بستی ہے۔ قاموس میں ہے کہ راوند اصبہان کے نواح میں ایک جگہ کا نام ہے۔ الکنیٰ ص ۲۸۳ جلد ۱

فاضل جلیل صاحب تنقیح المقال فی علم الرجال آپکے حالات میں تحریر فرماتے ہیں سعد بن ہبتہ اللہ قطب راوندی۔ کتاب فرج الغموم میں ابن کلوس نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ نیز کتاب الوسائل میں ان الفاظ سے یاد کیا ہے۔

" کتاب الخرائج والجرائح شیخ صدوق سعد بن ہبتہ اللہ کی تالیف ہے۔
سماہیجی اپنے اجازہ میں تحریر کرتے ہیں شیخ قطب الدین ابو الحسین سعد بن ہبتہ اللہ بن حسن راوندی، عالم، فاضل، متبحر کامل، فقیہ، محدث، ثقہ عین اور علامہ تھے۔ بعض افاضل نے کہا شیعہ کے اعظم محدث تھے، آپنے بہت کتب تصانیف کیں ہیں ان میں (۱) کتاب الخرائج والجرائح معجزات میں ہے۔ (۲) کتاب الایجاز (۳) شیخ طوسی کی نہایہ کی شرح دس جلدوں میں جس کا نام مغنی رکھا (۴) کتاب خلاصۃ التفاسیر دس جلدیں (۵) منہاج البراعۃ فی شرح نہج البلاغہ دو جلدوں میں۔ تنقیح المقال کے حاشیہ پر تحریر ہے کہ یہ نہج البلاغہ کی سب سے پہلی شرح ہے جیسا کہ ابن ابی الحدید نے تصریح کی ہے۔" سعد بن ہبتہ اللہ

بن حسن فقیہ معروف قطب الدین راوندی سے پہلے کسی نے نہج البلاغہ کی شرح نہیں لکھی، یہ سب سے پہلی شرح ہے آپ حضرات امامیہ کے فقیہ تھے۔ ساری زندگی علم فقہ کی خدمت کرتے رہے" (۶) المستقصی فی شرح الذریعہ ۳ جلدیں (۷) کتاب الضیاء الشہاب (۸) کتاب حل العقود فی شرح الجمل والعقود (۹) کتاب شرح نہایۃ النہایۃ (۱۰) کتاب غریب الاحکام (۱۱) کتاب بیان الانفراد (۱۲) کتاب شرح ما یجوز وما لا یجوز من النہایۃ (۱۳) کتاب التقریب فی التعریب (۱۴) کتاب الاغراب فی الاعراب (۱۵) کتاب زہر المباحثۃ فی ثمر المناقشۃ (۱۶) کتاب تہافتۃ الفلاسفۃ (۱۷) کتاب جواہر الکلام فی شرح مقدمۃ الکلام (۱۸) کتاب النیات فی جمیع العبادات (۱۹) نفثۃ المصدور اس میں آپ کے اشعار ہیں (۲۰) شرح الابیات المشکلۃ فی التنزیہ (۲۱) کتاب شرح الکلمات المائۃ امیر المؤمنین (۲۲) کتاب شرح العوامل المائۃ (۲۳) رسالہ فی مسئلہ غسل الجنابۃ (۲۴) رسالہ تسمی بالمسئلۃ الکافیۃ فی الغسلۃ الثانیۃ (۲۵) رسالہ فی مسئلہ العقیقۃ (۲۶) رسالہ فی صلوات الایات (۲۷) رسالہ فی مسئلہ الخمس (۲۸) رسالہ من حضرہ الاداء وعلیہ القضاء (۲۹) کتاب قصص الانبیاء الی اخرہ۔ شیخ حر رح نے آپکی تصانیف میں (۳۰) کتاب الرائع فی الشرائع جو دو جلدوں میں ہے کا اضافہ کیا ہے۔ ابن شہر اشوب رح نے معالم العلماء میں لکھا ہے "میرے شیخ ابوالحسین سعد بن ہبتہ اللہ راوندی ہیں" پھر آپ کی کتب تحریر کی ہیں ان میں ایک کتاب کا نام (۳۱) جنا الجنتین فی ذکر ولد العسکریین (۳۲) کتاب فقہ القرآن شرح الاحکام غیر فقہ القرآن (۳۳) رسالہ فی احوال احادیثنا واثبات صحتہا (۳۵) کتاب البحر۔ المنجحۃ میں ابن شہر اشوب رح نے ابن طاوس سے نقل کیا ہے کہ آپنے ایک کتاب تالیف فرمائی تھی جو علم کلام میں شیخ مفید رح اور سید مرتضی رح کے

درمیان اختلاف واقع ہوا تھا۔ اس بارے میں تھی جس میں ۹۵ مسائل کا ذکر کیا تھا۔ فرمایا تھا۔ اگر ہم پورے اختلاف کو بیان کریں تو کلام طویل ہو جائیگا۔ علم کلام کی ندرت کے بارے میں بحث کی تھی۔ مجلسیؒ نے اپنے خط میں جو لکھا ہے سعد بن ہبتہ اللہ راوندی کو شیخ منتجب الدین نے ثقہ کہا ہے اور کہا ہے کہ میں نے شہید رح کی تحریر میں دیکھا ہے کہ آپ نے شوال ۵۷۳ھ میں انتقال فرمایا۔ قم میں معصومہ ع کے مقبرہ کی مشرقی طرف دفن ہوئے کتاب الاقبال میں کاتب کی غلطی سے سعد سے آپ کو سعید لکھا گیا ہے": تنقیح المقال فی علم الرجال الحاج الشیخ عبداللہ مامقانی۔

جلد۲۔ ص ۲۱ تا ۲۲ مطبوعہ نجف اشرف مطبع مرتضویہ ۱۳۵۰ھ

عصر حاضر کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ترجمہ کیا ہے۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

صلی اللہ علی محمد و الہ الطاہرین

ارادتمند

محمد شریف

عفی اللہ عنہ و عن جمیع المؤمنین

پوسٹ بکس نمبر ۲۶۸

۸۵۔ شمس آباد کالونی ملتان۔ پاکستان

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبِّ وَفِّقْ لَہٗ کَمَالَہٗ یَاکَرِیْم ، اَمَّا بَعْد حَمْدُ اللّٰہِ

الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی مِنْھَاجِ الدَّلِیْلِ ، وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی

مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ الَّذِیْنَ سَلَکُوْا اَبْنَاءَ السَّبِیْلِ ۝

ہمیں ایک معتبر جماعت نے آگاہ کیا۔ جن میں شیخ ابو جعفر محمد بن علی بن محسن حلبی ہیں۔ آپ ابو جعفر طوسی سے، آپ احمد بن عبدون بن علی بن محمد بن زبیر قرشی سے آپ احمد بن حسین بن عبد الملک ازدی سے، آپ حسن بن محبوب سے، آپ صفوان بن یحییٰ سے آپ ابوالحسن بن جعفر علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ نے فرمایا کہ "محمد صلعم کے فرمان کے مطابق بڑے گناہ اور زیادہ معصیت والا وہ شخص ہے جس نے عالم (امام) آلِ محمدؐ پر طعن کیا ہو۔ آلِ محمدؐ کے فرمان کو ٹھکرا دیا ہو اور ان حضرات کے معجزات کا انکار کردیا ہو۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ نبی صلعم کے معجزات کا تو اقرار کرتے ہیں لیکن علیؑ اور آپ کے گیارہ فرزندوں جو امام ہیں کے معجزات کا انکار کرتے ہیں، دراصل ایسا شخص منکر، جاہل بالقرآن ہے۔ اگر قرآن کی ذرا سی بھی معرفت ہوتی تو حضرت سلیمانؑ کے وصی آصف بن برخیا کے واقعہ سے مطلع ہوتا جس کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے ہمیں آگاہ کیا ہے، آصف بن برخیا نے ملکہ یمن کا تخت آنکھ جھپکنے کی دیر سے پہلے حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں پیش کردیا۔ سلیمان علیہ السلام اس وقت بیت المقدس میں موجود تھے۔ سلیمانؑ کی خواہش پر وصی نے عرض کیا کہ میں آنکھ

جھپکنے کی مدت سے پہلے تختِ بلقیس آپ کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں، پلک کے جھپکنے کی مدت اس قدر کم ہے کہ اس میں مدت کا تصور اور مسافت کے طے ہونے کا گمان اور خیال بھی نہیں کیا جاسکتا، تختِ بلقیس اور بیت المقدس کے مابین پانچ سو فرسخ جانے اور پانچ سو فرسخ آنے کی راہ تھی، سلیمان علیہ السلام کے وصی نے اس مسافت کو پلک جھپکنے کی دیر سے پہلے قطع کر لیا اور بلقیس کا تخت حاضر کر دیا، اگر حضرت سلیمانؑ اس کام کو خود انجام دیتے تو آپ کا معجزہ قرار پاتا، بلکہ آپ نے لوگوں کو دکھایا کہ میرا وصی کس منزل اور شرف کا مالک ہے اور یہی میرے بعد میرا قائم مقام ہوگا۔ اس لئے اس کام کو جناب آصف بن برخیا نے سرانجام دیا" یہ بات نص سے بھی زیادہ مضبوط ہے،

یہ واقعہ ایسا ہی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اور انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا ذکر کیا ہے، مثلاً طوفانِ نوح، کشتیٔ نوح، ناقۂ صالحؑ اور ناقہ کا بچہ، آتشِ نمرود و ابراہیمؑ، ضیافتِ ابراہیمؑ۔ اللہ تعالیٰ کا ان چار پرندوں کو دوبارہ زندہ کرنا جنہیں حضرتِ خلیل اللہؑ نے ذبح کر کے پہاڑوں پر متفرق کر دیا تھا۔ پھر انہیں بلایا تو وہ اڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کے تابع ہوا کو کر دیا اور آپ کے والد حضرت داؤد کے لئے لوہے کو نرم کر دیا اور آپ ہی کو اللہ نے پرندوں اور چیونٹیوں کی زبان کی تعلیم دی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مندرجہ ذیل معجزات قرآن میں موجود ہیں، عصا کا اژدہا بن جانا، ہاتھ کا روشن ہو جانا، طوفان کا آنا، ٹڈیوں، جوؤں، مینڈکوں اور خون کا ہو جانا، پہاڑ کا کفار پر بلند ہونا، آپ کی قوم کے لئے سمندر کا شگافتہ ہو جانا، من و سلویٰ کا آسمان سے آنا، پتھر سے چشموں کا جاری ہو جانا اور بادل کا سایہ کرنا وغیرہ وغیرہ

عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ نے جھولے

میں کلام کیا، مردوں کو زندہ کیا اور ہرنی کو پرندہ بنا دیا۔

محمد صلعم کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے قرآن حکیم میں آگاہ کیا ہے کہ آپ نے چاند کے دو ٹکڑے کئے اور رات کے وقت بیت المقدس تشریف لے گئے اور معراج کی سعادت حاصل کی، نیز وہ آیات، دلائل اور معجزات جن کو مسلمانوں نے بیان کیا اس بات پر گواہ ہیں اور اس بات پر اجماع ہو چکا ہے، شیعہ امامیہ حضرات نے جہاں رسول اللہ صلعم کے معجزات کو بیان کیا ہے وہاں خاص طور پر ائمہ معصومین علیہم السلام کے معجزات کو بھی بیان کیا ہے ائمہ معصومین علیہم السلام سے معجزات کے صدور کے بارے میں شیعہ امامیہ کا اجماع ہو چکا ہے، ان حضرات کا اجماع حجت ہوتا ہے کیونکہ ان کے اجماع میں حجت[1] کا ہونا لازمی ہے، میں نے اللہ تعالےٰ کی مدد سے ان معجزات کو یکجا جمع کر دیا ہے، چہاردہ ۱۴ معصومین علیہم السلام کے معجزات یکجا کسی کتاب میں موجود نہیں تھے، جن سے ناظرین لطف اندوز ہوتے اور مومنین فائدہ اٹھاتے میں نے اس کتاب کا نام الخرائج والجرائح رکھا ہے، کیونکہ معجزات کا ان حضرات سے صدور ہوا ہے، اس کتاب کو ۲۰ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جن کی تفصیل فہرست مضامین میں ملاحظہ فرماویں۔

تیرہ ابواب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بارہ ۱۲ ائمہ علیہم السلام کے معجزات کو بیان کیا گیا ہے، ۱۴ ابواب میں اعلام نبیؐ اور ائمہ علیہم السلام بیان کئے گئے ہیں یہ ابواب ۱۴ فصول پر مشتمل ہے اور ایک ایک فصل کو ان میں سے ایک ایک فرد کے ساتھ مختص کیا گیا ہے۔ پندرہواں ۱۵ باب بارہ ائمہ علیہم السلام کی امامت کے دلائل

[1] حجت سے مراد امام وقت ہیں عجل اللہ فرجہٗ۔ ۱۲ مترجم

کے بارے میں ہے۔ سولہواں[16] نوادر معجزات ہیں، سترہویں[17] باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اوصیاءؑ کے معجزات کا گذشتہ انبیاءؑ کے معجزات کے ساتھ تقابل کیا گیا ہے۔ اٹھارہواں باب اس موجودہ معجزہ کے بارے میں ہے جو قرآن مجید ہے۔ انیسواں[19] باب حیلوں اور معجزات کے بارے میں فرق بیان کیا گیا۔ بیسویں[20] باب میں ائمہ علیہم السلام کے علامات اور مراتب خارقہ بیان کئے ہیں۔

*

باب ۱

رسول اللہ صلعم کے معجزات

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلعم پیدا ہوئے تو عرب کی نگاہ میں قریش کی عزت بڑھ گئی، قریش کو اللہ والے لوگ کہنے لگے، ابلیس لعین پہلے سات آسمانوں تک جایا کرتا تھا جب حضرت عیسٰی علیہ السلام پیدا ہوئے تو تین آسمانوں سے روک دیا گیا، لیکن چار آسمانوں میں برابر جایا کرتا، جب رسول اللہ صلعم عام الفیل ماہ ربیع الاوّل صبح کے وقت پیدا ہوئے تو سات آسمانوں سے روک دیا گیا۔

حضرت عبدالمطلب نے حضرت رسول اللہ صلعم کو حارث بن عبدالعزیز بن رفاعہ السعدی کے سپرد کیا، یہ بزرگ جناب حلیمہؓ کے شوہر ہیں، جناب حلیمہؓ نے آپ کو دودھ پلایا، آپ شاعر ابوذویب کی بیٹی ہیں، رسول اللہ صلعم چار سال کے تھے کہ آپ کی والدہ کا انتقال ہوگیا، آٹھ سال کی عمر میں آپ کے دادا حضرت عبدالمطلبؓ کا بھی انتقال ہوگیا۔ آنحضرتؐ کی پرورش آپ کے چچا جناب ابوطالبؓ (عمران) نے کی۔

فصل ۱

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کئی قسم کے ہیں

(۱) جو نقلاً تمام مقامات پر پھیل گیا ہے، جو ہر جگہ اور ہر زمانے میں موجود اور ثابت

ہے اور حضرتؐ کے ظہور کی خبر دیتا ہے جیسے قرآن مجید جو ہمارے سامنے موجود ہے ہم اس کی تلاوت کرتے، سنتے، لکھتے اور یاد کرتے ہیں، اس بات سے کسی شخص کو انکار نہیں ہے کہ اس کو ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے تھے، جس قوم کے دل میں قرآن کے معجزہ ہونے پر شبہ پڑ گیا ہے اس کا یہ شبہ اس کی جہالت کی وجہ سے ہے۔ ہم اس شبہ کو عنقریب ایک علیحدہ کتاب میں صاف کر دیں گے۔

(۲) وہ معجزات جن کو مسلمانوں نے اجماعاً نقل کیا ہے، ایسے معجزات کو صرف وہی لوگ بیان کرتے ہیں، کیونکہ ایسے معجزات کو انہوں نے بچشم خود آنحضرتؐ سے صادر ہوتے ملاحظہ کیا، ایسے معجزات یا تو آنحضرتؐ کے سفر میں صادر ہوئے یا یہ لوگ آنحضرتؐ کے ساتھ تھے، یا ایسے معجزات آنحضرتؐ سے عالم حضر میں صادر ہوتے اور یہ لوگ موجود تھے اور انہوں نے مشاہدہ کیا، اور ان کے علاوہ اور لوگ موجود نہیں تھے اسی لحاظ سے ایسے معجزات کو بیان کرنے میں صرف یہی لوگ مخصوص ہیں، ایسے معجزات بیان کرنے والی ایک کثیر جماعت ہے، جس سے ایسے جھوٹ کا سرزد ہونا ناممکن ہے جس کی کوئی حقیقت نہ ہو۔

(۳) وہ معجزات جو آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے آپ کے امور کی تاسیس کی خاطر آپ سے صادر ہوئے۔

(۴) بعض معجزات وہ ہیں جو حضرتؐ کے لشکر کے ہاتھوں دور دراز علاقوں میں صادر ہوئے تاکہ رسول اللہ صلعم کے بارے میں نبوت کے دعوے کی تصدیق ظاہر ہو سکے اگرچہ ایسے لوگ صاحب معجزات اور آنحضرتؐ کے اوصیاء نہیں تھے، ان لوگوں کے ہاتھ سے معجزات کا ظہور اس غرض کے تحت تھا کہ رسول اللہؐ کے نبوت کے دعوے

کی تصدیق ان لوگوں کے ذریعہ ہو سکے۔

(۵) بعض معجزات وہ ہیں جو پہلے انبیاءؑ کی کتب میں موجود ہیں۔ ان انبیاءؑ نے آپ کے آنے کا وقت، آنے کا مقام، جائے ولادت اور آپ کے آباء اور امہات کے حالات بیان کئے ہیں

(۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق، معاملات، سیرت اور خوارق العادات حالات بذات خود ایک معجزہ ہیں۔

(۷) آپ نے شرائع اسلامی کو اس خوبی اور حسن ترتیب اور اس قدر کمال عمدگی کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ان میں انگشت نمائی کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ باوجودیکہ طویل زمانہ گذر چکا ہے

ہم سب سے پہلے ان معجزات کو بیان کرتے ہیں جو آپ سے اپنی زندگی میں ظاہر ہوئے ہیں ان کی کئی قسمیں اور مراتب ہیں۔

(۱) وہ معجزات جو بطور تمہید اور تاسیس آپ سے آپ کی بعثت سے پہلے صادر ہوئے ان معجزات کی کئی قسمیں ہیں، بعض وہ ہیں جو مخلوق پر اتمام حجت کی خاطر ظاہر ہوئے بعض وہ ہیں جو آپ سے کسی دعا کے مقبول ہونے کی صورت میں صادر ہوئے۔ بعض وہ ہیں جو اخبار غیب کی شکل میں صحیح طور پر وقوع پذیر ہوئے۔ بعض وہ ہیں جن کے متعلق آنحضرتؐ نے آگاہ کیا اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد صادر ہوئے

فصل ۲

روایات عامہ میں

(۱) ابوجہل نے باہر کے ایک عرب سے مکہ میں اونٹ خریدا لیکن اس کی قیمت ادا نہ

کی۔ عرب قریش کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہیں خانہ کعبہ کا واسطہ دیکر اپنی حق رسی
چاہی۔ انہوں نے مذاق اڑانے کی خاطر اس شخص کو حضرت محمد صلعم کے پاس بھیجا کہ آپ کی
رقم ابوجہل سے محمدؐ ہی واپس دلا سکتے ہیں۔ عرب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہوا۔ آنحضرتؐ ابوجہل کے پاس گئے اور دق الباب کیا، ابوجہل گھر سے اس حالت میں
نکلا کہ اس کا حل خوفزدہ تھا اور انکساری کے لہجہ میں کہا" ابوالقاسم آنا مبارک ہو"۔ آنحضرتؐ
نے فرمایا" اس شخص کا حق ادا کر دو"۔ ابوجہل نے اسی وقت اس کا حق ادا کر دیا، ابوجہل کو
قوم نے طعنہ دیا (کہ تم نے محمدؐ کا کہنا کیوں مانا) کہا میں نے اس چیز کو دیکھا جس کو تم نے
نہیں دیکھا شیر کو دیکھا، اگر میں انکار کرتا تو وہ مجھے پھاڑ ڈالتا۔

(۲) ابوجہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کی حالت میں دیکھا۔ ایک پتھر
آنحضرتؐ پر پھینکنا چاہا۔ لیکن پتھر ابوجہل کے ہاتھ میں چپک گیا۔ جب اسے معلوم ہوا
کہ محمدؐ کے بغیر اس آفت سے کوئی چھٹکارہ نہیں دے سکتا۔ تو رسولؐ اللہ کی خدمت میں
حاضر ہوا۔ عرض کیا آپ اللہ تعالیٰ سے میرے بارے میں دعا فرمائیں۔ آنحضرتؐ نے
اللہ تعالےٰ سے دعا کی اللہ تعالےٰ نے اس کے ہاتھ کو پتھر سے الگ کر دیا اور اس نے پتھر
پھینک دیا۔

(۳) ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا، بھیڑیا ایک بکری چرا کر لے بھاگا، چرواہا چلانے
لگا۔ بھیڑیئے نے بکری کو چھوڑ دیا اور فصیح زبان میں چرواہے سے گفتگو شروع کر دی
اور کہا تم لوگوں پہ تعجب اور افسوس ہوتا ہے کہ محمد صلعم مکہ کی سرزمین میں لوگوں
کو حق کی طرف بلا رہے ہیں اور تم لوگ غفلت میں پڑے ہو، چرواہا مسلمان ہو گیا، اپنی
قوم کو تمام واقعے سے آگاہ کیا۔ اس کی اولاد عرب پر فخر کرتی اور ان کا ہر شخص یہ بات کہتا ہے

کہ میں اس شخص کا بیٹا ہوں۔ جس سے بھیڑیئے نے گفتگو کی

(۴) رسول اللہ صلعم کی خدمت میں منافقین رہ کر جو بات بھی آپ کے خلاف کرتے
اللہ تعالےٰ آپ کو مطلع فرما دیتا، اس سے منافقین کو آگاہ کرتے (تنگ آ کر)
ایک دوسرے کو کہتے خدا کی قسم چپ رہو۔ اگر ہمارے پاس تخلیہ میں صرف
پتھر ہی رہ گیا تو وہ بھی جا کر محمدؐ کو ہماری بات سے آگاہ کر دے گا۔ یہ واقعات
فریقین کی طرف سے ایک دو دفعہ نہیں ہوئے تھے بلکہ ایسے واقعات اس
کثرت سے ہیں جن کا شمار ناممکن ہے۔ آنحضرتؐ دل کی باتوں سے آگاہ کر دیتے
جب ایسے واقعات بے شمار واقع ہوئے تو بغض وعناد کی وجہ سے منافقین کا
غم وغصہ بڑھتا چلا گیا۔

(۵) ایک عورت جس کا نام زائدہ تھا، جو اللہ تعالےٰ کو بہت زیادہ یاد کیا کرتی تھیں
آپ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے افرادِ خاندان کی خاطر آٹا گوندھا، باہر
لکڑیاں لینے گئی،

اس دوران میں نے ایک سوار کو دیکھا، اس سے پہلے میں نے ایسا
خوبصورت کوئی سوار نہیں دیکھا۔

اس نے کہا محمدؐ کی کیا حالت ہے؟

میں نے کہا" لوگوں کو اللہ تعالےٰ کی آیات سے آگاہ کرتے ہیں"۔ کہا" جب
تم محمدؐ کی طرف جاؤ تو آپ کو میری طرف سے سلام کہنا اور عرض کرنا کہ بہشتوں کے
خازن رضوان کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی امت کے لئے جنت کو تین حصوں
میں تقسیم کیا ہے۔ آپ کی امت کا تیسرا حصہ جنت میں بے حساب

داخل ہوگا. اور ایک ثلث تھوڑے سے حساب کتاب کے بعد جنت میں وارد ہوگا
ایک ثلث کے بارے میں آپ سفارش فرمائیں گے. آپ کی سفارش منظور کی جائے
گی. یہ سن کر میں نے لکڑیوں کو اٹھانا چاہا لیکن اٹھا نہ سکی میں نے ادھر ادھر دیکھا. ایک جوان
نے مجھ سے کہا "لکڑیوں کا اٹھانا دشوار ہوگیا ہے؟" میں نے کہا "ایسا ہی ہے". اس کے
ہاتھ میں چھڑی تھی، پہلے اس نے لکڑیوں کی طرف اشارہ کیا. پھر میری طرف دیکھا، اسی
اثنا میں ایک پتھر موجود تھا، کہا اس پتھر پر لکڑیاں رکھ کر خود بیٹھ جاؤ، اے اللہ کے رسولؐ
اس نے میرا بوجھ ہلکا کر دیا تھا، میں نے پتھر کو دیکھا کہ آپ کو یاد کرتا تھا. پھر لکڑیاں
اتار کر واپس چلا گیا.

(۶) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلعم کے نام محمدؐ، کی نگرانی کی. آپ سے پہلے کسی کا
نام محمد نہیں رکھا گیا جس طرح یحیٰی بن زکریا پہلے کسی کا نام نہیں تھا. اسی طرح ابراہیمؑ
اسحاقؑ یعقوبؑ. صالحؑ اور دیگر بہت سے نبی گذرے ہیں. جن کی بعثت سے پہلے
ان کے ناموں سے دنیا ناواقف تھی.

(۷) تبع بن حسان بن تبع مکہ میں آیا، تین سو پچاس یہودیوں کو نہایت بیدردی
سے قتل کیا اور خانۂ کعبہ کو تباہ کرنے کا ارادہ کیا. ایک یہودی سنے جس کی عمر
دو صد پچاس برس تھی کہا "اے بادشاہ! جھوٹی بات پر اعتبار نہ کیجئے، غصے میں مدہوش
نہ ہو جیئے. آپ اس بستی (کعبہ) کو تباہ نہیں کر سکتے". تبع نے کہا "کیوں؟" اس نے
جواب دیا "اس میں اولادِ اسماعیل سے ایک نبی پیدا ہوگا جو بیت الحرام کو دنیا میں
غالب کرے گا. تبع اپنے ارادہ سے باز آگیا، مکہ میں خانۂ کعبہ کے پاس یہود کی معیت میں
آیا، کعبہ پر غلاف چڑھایا اور لوگوں کو کھانا کھلایا

(۸) ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم صحرا میں تشریف لئے جا رہے تھے
ایک آواز دینے والے نے آواز دی "یا رسول اللہ!" آپ نے مڑ کر دیکھا تو وہ ایک
ہرنی تھی جو بندھی ہوئی تھی آپ نے فرمایا "تیری کیا حاجت ہے؟" عرض کیا "اس اعرابی
نے مجھے اسیر کر لیا ہے، میرے دو بچے ہیں جو پہاڑ میں موجود ہیں، مجھے چھوڑ دیجئے تاکہ میں
جا کر انہیں دودھ پلا کر واپس آسکوں، فرمایا کیا ایسا کرو گی؟ عرض کیا "ضرور" آنحضرتؐ
نے اسے چھوڑ دیا وہ چلی گئی اور دودھ پلا کر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوگئی آنحضرتؐ
نے دوبارہ اسے باندھ دیا، اعرابی خواب سے بیدار ہوا. نبی صلعم نے اعرابی کو ہرنی کے تمام
واقعات سے آگاہ کیا، اعرابی نے اسے چھوڑ دیا اور ہرنی نے کہا

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ.

میں گواہی دیتی ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمدؐ خدا کے رسول ہیں

(۹) نبی صلعم مجمع اصحاب میں تشریف فرما تھے. اسی اثنا میں ایک اعرابی ایک گوہ
شکار کی ہوئی لایا جس کو اپنی آستین میں چھپا رکھا تھا.

اعرابی:۔ "یہ کیا چیز ہے؟"

نبی صلعم:۔ "گوہ ہے"

اعرابی:۔ لات اور عزیٰ کی قسم آپ میرے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ دشمن
ہیں، اگر میری قوم مجھے جلد باز نہ کہتی تو ضرور میں جلدی سے آپ کو قتل کر دیتا.

رسولؐ اللہ:۔ اللہ پر ایمان لاؤ.

اعرابی:۔ میں اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک یہ گوہ آپ پر
ایمان نہیں لائے گی، پھر اعرابی نے گوہ کو زمین پر پھینک دیا.

رسول اللہ :- "اے گوہ! اس کو عربی زبان میں جواب دے جس کو تمام لوگ سن لیں"۔

گوہ :- (یارسول اللہ) "لبیک وسعدیک اے وہ ذات جو قیامت کے روز (مومنین کے لئے) صاحب زینت ہوں گے"۔

رسول اللہ :- "تم کس ذات کی عبادت کرتی ہو؟"

گوہ :- "الذی فی السماء عرشہ وفی الارض سلطانہ وفی البحر سبیلہ وفی الجنۃ رحمتہ وفی النار عقابہ (جس کا آسمان میں عرش ہے، جس کی زمین میں حکومت ہے، جس کا سمندر میں راستہ ہے، جس کی جنت میں رحمت اور جس کا دوزخ میں عذاب ہے)

رسول اللہ :- فمن انا یاضب (اے گوہ میں کون ہوں؟)

گوہ :- "رسول رب العالمین وخاتم النبیین وقد افلح من صدقک وخاب من کذبک (آپ عالمین کے رب کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، جس نے آپ کی تصدیق کی وہ کامیاب ہوا اور جس نے آپ کو جھٹلایا وہ نامراد رہا"۔

اعرابی :- "(یارسول اللہ) جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو اس وقت میری یہ حالت تھی کہ روئے زمین پر مجھ سے زیادہ آپکا کوئی دشمن نہیں تھا اب میری حالت یہ ہے کہ آپ میری جان اور میری اولاد سے زیادہ مجھے محبوب ہیں۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانک محمد رسول اللہ ٭ یہ اعرابی بنو سلیم سے تعلق رکھتا تھا اپنی قوم کو تمام واقعہ سے آگاہ کیا۔ ان میں سے ایک ہزار مسلمان ہو گئے"۔

(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یمن کا ایک اعرابی سُرخ اونٹنی

٭ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ محمد خدا کے رسول ہیں

پر سوار ہو کر حاضر ہوا۔ جب وہ رسول اللہ کی خدمت میں سلام و دعا عرض کر چکا تو لوگ کہنے لگے۔ "یارسول اللہ جس اونٹنی پر اعرابی سوار ہے یہ چوری کی ہے"۔

رسول اللہ نے فرمایا "تمہارے پاس گواہ موجود ہیں"۔ کہنے لگے "یارسول اللہ! ہمارے پاس گواہ موجود ہیں"۔ فرمایا اے علیؑ! اگر اعرابی پر شہادت قائم ہو جائے تو اللہ کا حق اس سے لے لو"۔ تھوڑی دیر تک اعرابی نے سر نیچے کر لیا۔ علی علیہ السلام نے فرمایا، "اے اعرابی اللہ تعالےٰ کے حکم کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ فقالت الناقۃ والذی بعثک بالحق نبیاً ان ھذا ما سرقنی ولا ملکنی احد سواہ (اونٹنی نے عرض کیا (یارسول اللہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا، اس شخص نے مجھے نہیں چرایا اور اس کے سوا میرا مالک اور کوئی شخص نہیں ہے"۔ نبی صلعم نے فرمایا "اے اعرابی کس ذات نے اسے گویا کر کے تیری صفائی پیش کی اور تم دل میں کیا کہہ رہے ہو، عرض کیا۔ میں کہہ رہا ہوں اے معبود تو ایسا نہیں ہے جس سے ہم نے اپنی خلقت کے بارے میں تیری مدد کی ہو اور نہ ہی تیرے ساتھ کوئی دوسرا رب ہے جو تیرا تیری ربوبیت میں شریک ہو، جیسا ہم کہتے ہیں تو ہمارا رب ہے۔ کہنے والوں کے گمان و وہم سے بالاتر ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو محمد و آلِ محمد پر درود بھیج اور مجھے اس تہمت سے بری الذمہ قرار دے۔ نبی صلعم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا۔ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ تیری گفتگو لکھ رہے تھے۔ جس شخص پر تجھ جیسی مصیبت نازل ہو اسے تجھ جیسی بات کرنی چاہیئے اور اسے مجھ پر کثرت سے درود بھیجنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ اسے تکلیف سے چھٹکارہ دے گا۔

(۱۱) حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ جب ہم خیبر کی طرف روانہ ہوئے تو ہم

ایک ایسی وادی میں پہنچے جو پانی سے بھری ہوئی تھی اور پانی چودہ آدمیوں کی قامت کے برابر گہرا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! دشمن ہمارے پیچھے ہے اور وادی ہمارے سامنے ہے۔ یہ واقعہ تو ایسا ہے جیسا اصحابِ موسےٰؑ نے موسیٰؑ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ ہمارے سامنے دریائے نیل ہے اور پیچھے فرعون کا لشکر ہے ہم ضرور پکڑے جائیں گے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلعم سواری سے اتر پڑے اور فرمایا" اے پالنے والے تو نے ہر رسول کو ایک معجزہ عطا کیا ہے۔ ہمیں اپنی قدرت کا کرشمہ دکھا دے یہ کہہ کر آپ سواری پر سوار ہو گئے۔ گھوڑوں اور اونٹوں نے ندی کو عبور کر لیا۔ گھوڑوں اور اونٹوں کے پاؤں تک گیلے نہ ہوئے

(۱۳) جب عباس گرفتار ہو کر مدینہ میں لائے گئے تو اس رات رسول اللہؐ نہ سوئے آنحضرتؐ سے سبب پوچھا گیا تو فرمایا" چونکہ عباس رسیوں سے بندھے تھے اس کے کراہنے کی آواز نے مجھے بیدار کر رکھا تھا، عباس کو چھوڑ دیا گیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا " اے عباس! اپنا اور اپنے بھائی عقیل کا اور نوفل بن حرث کا فدیہ ادا کیجئے۔ کیونکہ آپ صاحبِ مال ہیں۔ عباس نے عرض کیا کہ میں مسلمان ہو جاتا مگر میری قوم اس بات کو ناگوار تصوّر کرتی ہے۔ نبی صلعم نے فرمایا: اپنی شان کو پہچانو اور تم غنی آدمی ہو۔ عباس نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! مجھ سے بیس اوقیہ سونا لیا گیا ہے۔ بس اس کو میرا فدیہ تصوّر فرمالیجئے۔ فرمایا یہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہے اس کا زرِ فدیہ سے کوئی تعلق نہیں" عرض کیا" یا رسول اللہؐ! اور تو میرے پاس کوئی مال نہیں" فرمایا " تمہارا وہ مال کیا ہوا جو تم نے مکہ میں امّ فضل کے حوالے کیا تھا، جب تم وہاں سے روانہ ہوئے تھے، اور تم نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر مجھے سفر میں موت آجائے تو فضل کا اتنا حصّہ ہے، عبداللہ اور

عبیداللہ کا اتنا اتنا حصّہ ہے":

یہ سن کر عباس نے کہا" قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ رسالت پر فائز کیا، اس بات کو میرے اور امّ فضل کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور اب مجھے اس بات کا پختہ یقین ہو چکا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں

(۱۴) فیروز دیلمی سیف بن ذی نیرن کے بقیہ اصحاب میں سے تھا، اس کو کسریٰ نے خط لکھا کہ اس غلام کو گرفتار کر کے میرے پاس پہنچا دو جس نے اپنا نام میرے نام سے پہلے تحریر کیا ہے اور اس بات کی جسارت کیوں کی ہے کہ میرے دین کے علاوہ مجھے ایک اور دین کی دعوت دی ہے۔ فیروز رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میرے مالک نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو پکڑ کر اس کے پاس لے جاؤں" یہ سن کر رسول اللہؐ صلعم نے فرمایا کہ" میرے رب نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ تیرا مالک گذشتہ رات قتل کر دیا گیا ہے"۔ یہ خبر مشہور ہو گئی کہ کسریٰ کے فرزند شیرویہ نے حملہ کر کے اپنے باپ کو اسی رات قتل کر دیا ہے، فیروز اور اس کے ساتھی اسی وقت مسلمان ہو گئے۔

* فصل ۳ *

روایاتِ امامیہ

(۱) ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم ایک دفعہ راستے میں جا رہے تھے اور اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ایک گھاٹی سے تمہارے پاس ایک شخص آئے گا۔ جس نے تین روز سے کچھ نہیں کھایا، تھوڑی دیر بعد ایک اعرابی

حاضر ہوا، جس کا چمڑا اس کی ہڈیوں پر سوکھ چکا تھا، اس کی آنکھیں سر میں دھنس چکی تھیں، گھاس کھانے کی وجہ سے اس کے دونوں ہونٹ سبز ہو چکے تھے۔ اعرابی نے رسولؐ اللہ کی خدمت میں عرض کیا مجھے اسلام کی تعلیم دیجئے۔ فرمایا کہو اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وانی رسول اللہ" عرض کیا" میں نے اس بات کا اقرار کیا"۔ فرمایا" پانچ نمازیں پڑھا کرو۔ ماہِ رمضان کے روزے رکھا کرو، حج ادا کرو۔ زکوٰۃ دیا کرو اور غسلِ جنابت کیا کرو" عرض کیا،" میں نے ان باتوں کا اقرار کیا۔ اعرابی کا اونٹ پیچھے کی طرف مڑ کر چلا گیا، رسولؐ اللہ نے اعرابی کے متعلق پوچھا۔ اصحاب اعرابی کی تلاش میں مصروف ہوگئے۔ اس کو لشکر کے آخری حصہ میں پایا اس کے اونٹ کا پاؤں دیوار کے ایک گڑھے سے پھسلا جس کی وجہ سے وہ گڑھے میں گر گیا، اونٹ اور اعرابی کی گردن چور چور ہو گئی۔ دونوں اس وجہ سے مر گئے تھے، نبی صلعم نے خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا، اس میں اسے غسل دیا گیا، نبی صلعم نے خیمہ میں داخل ہو کر اعرابی کو غسل دیا، لوگوں نے آنحضرتؐ کے آنے کی آہٹ سنی۔ آپ اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ کی پیشانیٔ اقدس سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ فرمایا: "یہ اعرابی بھوک کی حالت میں انتقال کر گیا ہے یہ ان اشخاص میں سے ہے۔ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم۔ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے نہیں ملایا، نیز فرمایا، حوریں جنت کے پھل توڑ کر لائی ہیں اور اس کی خدمت میں پیش کر رہی ہیں اور عرض کرتی ہیں، یا رسولؐ اللہ! اس کی شادی میرے ساتھ کر دیجئے اور یہ حور کہتی ہے اس کی شادی میرے ساتھ کر دیجئے۔

(۲) ایک روز علی علیہ السلام رو پڑے اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ! میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھڑے ہو گئے۔ فرمایا: "خدا کی قسم

یہ میری حقیقی ماں تھیں۔ آپ میرے ساتھ میرے چچا سے بہت زیادہ مشفقانہ سلوک کیا کرتی تھیں، بلند آواز میں فرمایا" اے ام سلمہؓ! میری اس چادر کو لے لو، یہ انہیں پہنا دو، میری یہ قمیض آپ کو پہنا دو اور میری یہ ردا آپ کو اوڑھا دو، جب غسل دے کر فارغ ہو جاؤ تو مجھے اس بات سے آگاہ کر دو۔ ام سلمہؓ نے آنحضرتؐ کو آگاہ کیا، آنحضرتؐ نے آپ کو اٹھا کر تخت پر رکھا، پھر آپ نے نماز جنازہ پڑھی ثمّ نزل بلحدھا فلبث ماشاء اللہ لہ تسمع الا ھمتہ ثم صاح یا فاطمتہ قالت لبیک یا رسول اللہ۔ قال ھل رائت ماضمنت لک قالت نعم فجزاک اللہ عنی فی الحیاۃ والممات افضل الجزاء فلما سوی علیھا وخرج۔ پھر آنحضرتؐ قبر کے اندر تشریف لے گئے۔ جتنا اللہ نے چاہا اتنی دیر ٹھہرے رہے، آپ کے ہمہمہ کی آواز سنائی دے رہی تھی، پھر آپؐ نے چلا کر فرمایا" اے فاطمہؓ! عرض کیا" لبیک یا رسول اللہ" فرمایا: "جس چیز کی میں نے تمہیں ضمانت دی تھی اسے پا لیا ہے؟" کہا" ہاں پا لیا ہے" اللہ تعالیٰ تجھے میری طرف سے زندگی اور موت کا اچھا بدلہ عطا کرے" جب لحد کو درست کیا گیا تو آنحضرتؐ قبر سے باہر تشریف لائے۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ ایک روز میں نے فاطمہؓ کے سامنے آیت ولقد جئتمونا فرادیٰ کما خلقناکم اوّل مرۃ پڑھی۔ آپ نے کہا" یا رسولؐ اللہ فرادیٰ سے کیا مراد ہے؟" میں نے کہا برہنہ[1] محشور ہوں گے" یہ سن کر کہنے لگیں ہے افسوس۔ میں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ آپ کو برہنہ محشور نہ کیا جائے۔ پھر آپ نے منکر اور نکیر کے بارے میں پوچھا، میں نے ان کے بارے میں آگاہ کیا، کہنے لگیں، میں ان کے متعلق اللہ

۱؎ احادیث میں آتا ہے کہ قیامت کے روز انسان اپنا کفن پہنے ہوئے محشور ہوگا۔ ۱۲

سے فریاد کرتی ہوں . میں نے دربارِ خداوندی میں عرض کیا کہ منکر و نکیر[1] آپ کو نہ
دکھلائے جائیں اور آپ کی قبر کشادہ کی جائے اور آپ کو کفن میں محشور کیا جائے

(۳) ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ ایک جنگ میں تشریف لے
گئے . واپسی پر راستے میں تشریف فرما ہو کر کھانا تناول فرما رہے تھے اور اصحابؓ بھی آپ
کے ساتھ تھے . اسی دوران میں جبرئیلؑ نازل ہو کر عرض گزار ہوئے "اے محمدؐ! کھڑے
ہو جایئے اور سوار ہو چلئے" . رسولؐ اکرم سوار ہو گئے . جبرئیلؑ بھی ساتھ تھے . اللہ نے
آپؐ کی خاطر زمین کو کپڑے کی طرح لپیٹ دیا . آپ فدکؑ کے مقام پر پہنچ گئے . اہل
فدک نے گھوڑوں کی آوازوں کو سن کر کہا . دشمن آگیا . انہوں نے گھروں کے دروازے
بند کر کے کنجیاں اپنی بوڑھی عورتوں کے حوالے کر دیں . جو شہر سے باہر والے گھروں
میں موجود تھیں اور خود پہاڑوں کے دامن میں چھپ گئے . جبرئیل علیہ السلام بڑھیا کے
پاس آئے اور کنجیاں لے لیں . شہر کے دروازوں کو کھول دیا . تمام گھروں کا رسول اللہ
صلعم کو دورہ کرایا . جبرئیلؑ نے عرض کیا "اے محمدؐ! یہ خصوصیت صرف آپ کو عطا ہوئی
ہے اور لوگ اس سے بے بہرہ ہیں" . اس واقعہ کے متعلق اللہ تعالےٰ کی یہ آیت ہے
ما افاء اللہ علیٰ رسولہ من اھل القریٰ فللہ وللرسولؐ . اللہ تعالیٰ کی یہ آیت
بھی اسی واقعہ کے متعلق ہے . فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب ولکن اللہ یسلط
رسلہ علیٰ من یشاء . مسلمانوں کو اس بات کا علم نہیں تھا اور نہ ہی انہوں نے فوج

[1] احادیث میں ہے کہ منکر و نکیر قبر میں کفار سے سوال و جواب کریں گے اور مومنین کے
پاس اور دو فرشتے آتے ہیں . جن کے نام مبشر و بشیر ہیں . ملاحظہ ہو علامہ عبد اللہ شبّر مجلسی
ثانی کی کتاب حق الیقین مطبوعہ نجف . ۱۲ مترجم .

کشی کی تھی . اللہ تعالےٰ نے رسولؐ اللہ کو محض مالِ غنیمت کے طور پر یہ چیز دی تھی .
جبرئیلؑ نے فدک کے گھروں اور باغوں کا دورہ کیا اور دروازوں کو بند کر کے کنجیاں
رسولؐ اللہ کے حوالے کیں . رسولؐ اللہ نے کنجیاں تلوار کے نیام میں ڈال دیں . غلاف زین
میں معلق تھا اس کے بعد آپ گھوڑوں پر سوار ہو گئے . زمین کپڑے کی طرح لپیٹ
دی گئی . رسولؐ اللہ نے فرمایا "میں فدک کی طرف گیا تھا اور وہ مجھے اللہ تعالےٰ نے
بطورِ مالِ غنیمت دیدیا ہے" .

منافقین یہ سن کر ایک دوسرے کو آنکھیں مارنے لگے . رسولؐ اللہ نے فرمایا
"یہ فدک کی کنجیاں میرے پاس موجود ہیں . آپ نے کنجیاں تلوار کی نیام سے نکال کر
دکھلائیں . پھر رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑے پر سوار ہو گئے اور لوگ بھی آپ
کے ساتھ تھے . مدینہ میں تشریف لا کر خانۂ فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا میں قدم رنجہ فرمایا .
کہا "اے بیٹی! اللہ تعالےٰ نے فدک تیرے باپ کو بطور مالِ غنیمت عطا کیا ہے . اللہ تعالےٰ
نے اسے تیرے باپ کے لئے مخصوص کیا ہے اور لوگوں کا اس کے لئے کوئی حق نہیں ہے
جس طرح میں چاہوں گا اسے تصرف میں لاؤں گا . خدیجہ کا تیرے باپ پر حق مہر
موجود ہے . اسی وجہ سے تیرا باپ فدک تجھے دیتا ہے . میں نے فدک تجھے ہبہ کر
دیا ہے تاکہ وہ تیری ملکیت قرار پائے اور تیرے بعد اس کی مالک تیری اولاد
قرار پائے . آنحضرتؐ نے چمڑہ طلب فرمایا اور علی بن ابی طالبؑ کو بلا کر فرمایا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے فدک فاطمہؑ کے لئے بطور ہبہ لکھ دو . اس تحریر
پر علی بن ابی طالبؑ اور رسولؐ اللہ کے ایک غلام اور ام ایمن نے گواہی دی . رسولؐ اللہ
نے فرمایا "ام ایمن جنت کی عورت ہے" . اہل فدک رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر

ہوئے، ۲۴ ہزار دینار سالانہ خراج دینا منظور کیا۔

(۴) عیسیٰ بن عبداللہ ہاشمی اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے وہ علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے روز رسولؐ اللہ اور آپ کے ساتھیوں کو مشرکین مکہ نے عمرہ کرنے سے روک دیا۔ رسولؐ اللہ صلعم اور مشرکین مکہ کے درمیان صلح نامہ تحریر کیا گیا، حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ میں نے (صلح نامہ) میں لکھا ہے کہ "باسمک اللھم ھذا کتاب بین محمد بن عبد اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و بین قریش" یہ سن کر سہیل بن عمرو نے کہا کہ اگر ہم اس بات کا اقرار کرتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ سے جھگڑا کیوں کرتے؟ میں نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں، تیری ناک رگڑی جائے:: رسولؐ اللہ نے فرمایا "جو بات یہ کہتا ہے لکھو اے علیؑ! میرے بعد تیرے ساتھ بھی ایسا واقعہ پیش آئے گا": علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میرے اور اہل شام میں معاہدہ صفین تحریر کیا گیا تو میں نے تحریر کیا:۔۔۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ھذا کتاب بین علی امیر المؤمنین و بین معاویہ بن ابی سفیان: معاویہ اور عمرو عاص نے کہا "اگر اس بات کو مانتے کہ آپ امیر المؤمنین ہیں تو آپ سے جھگڑا نہ کرتے": میں نے کہا "جو چاہو تحریر کرو، میں نے سمجھ لیا کہ رسولؐ اللہ کے فرمان کی صداقت کا وقت آگیا ہے":

(۵) رسول اللہ صلعم نے آیت والنجم اذا ھویٰ ما ضل صاحبکم وما غویٰ
ترجمہ: قسم ہے ستارہ کی جب وہ گرا، تمہارا ساتھی نہ گمراہ ہوا نہ بھٹکا" کو تلاوت فرمایا، قریش کے ایک آدمی نے سن کر کہا کہ میں نے نجم کے رب کا انکار کر دیا، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اپنے کتوں

میں سے ایک کتا یعنی شیر کو تم پر مسلط کرے، وہ شخص اپنے ساتھیوں کے ساتھ ملک شام کی طرف روانہ ہوا، ان سب لوگوں نے راستہ میں شیر کو دیکھا وہ شخص خوفزدہ ہو گیا، اس کے شلنے ڈر کے مارے کانپنے لگے، اس کے ساتھیوں نے کہا "تم کیوں ڈرتے ہو؟ تم اور ہم برابر ہیں": کہا "مجھے محمدؐ نے بددعا دی تھی، خدا کی قسم محمدؐ سے زیادہ صادق القول کسی انسان پر آسمان نے سایہ نہیں کیا" رات کا کھانا اس کے سامنے پیش کیا گیا لیکن اس نے ڈر کے مارے ہاتھ نہ لگایا، ساتھیوں نے رات کے وقت چاروں طرف سے اسے گھیر لیا اور اسے اپنے درمیان سلایا، رات کے وقت شیر آیا اور ایک ایک آدمی کو سونگھا، آخر اس آدمی کے پاس پہنچ گیا اور اس کا کام تمام کر دیا، مرتے وقت اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ محمدؐ تمام لوگوں سے زیادہ سچے ہیں۔

(۶) شیبہ بن ابی عثمان بن طلحہ کا بیان ہے کہ میں سب سے زیادہ محمدؐ کے ساتھ کینہ رکھا کرتا تھا۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ آپ نے ہمارے آٹھ آدمی ایسے قتل کر دیئے جو ہر ایک سپہ سالار فوج تھا، فوج کا علم اٹھایا کرتا تھا، فتح مکہ کے وقت میری امیدوں پر پانی پھر گیا اور میں اپنے ارادہ سے مایوس ہو گیا۔ کہ اب محمدؐ کا قتل کرنا ناممکن ہے خیال کیا کہ اب تمام عرب محمدؐ کے دین میں داخل ہو گیا ہے، بدلہ لینا میرے لئے محال ہے جنگ حنین کے موقعہ پر جب ہوازن اکٹھے ہوئے تو میں ان سے جا کر مل گیا تاکہ دھوکہ بازی سے آنحضرتؐ کو قتل کر دوں گا۔ دل میں سوچ رہا تھا کہ کیا طریقہ اختیار کروں مسلمان بھاگ گئے، محمدؐ اکیلے رہ گئے اور کچھ لوگ بھی آپ کے ساتھ رہ گئے، میں آنحضرتؐ کی پشت کی جانب آیا، تلوار بلند کر کے وار کرنا چاہا، جب قریب ہوا تو دل پر غشی کا دورہ پڑا، مجھے

آپ پر تلوار چلانے کی طاقت نہ رہی. میں سمجھ گیا کہ آپ پر وار کرنا منع ہے. اس دوران میں نے دیکھا کہ آگ کے شعلے میری طرف بڑھ رہے ہیں. قریب تھا کہ مجھے صفحۂ ہستی سے مٹا دیں. پھر محمدؐ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا" اے شیبہ! میرے قریب آجاؤ. میرے ساتھ لڑائی کرو" آنحضرت نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا. اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آنحضرت میرے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو گئے. میں نے فوراً آگے بڑھ کر حضور کے ساتھ مل کر کفار کے ساتھ لڑنا شروع کر دیا. اگر رسول اللہ صلعم کی نصرت میں میرے مقابل میرا باپ یوں نہ آجاتا تو میں اس کو بھی قتل کر دیتا جنگ کے خاتمہ پر رسول اللہ صلعم تشریف لائے اور فرمایا" اللہ نے تیرے لئے بھلائی کا ارادہ کیا" آپ نے میرے تمام پوشیدہ ارادوں سے مجھے آگاہ فرمایا. ان وجوہات کی بنا پر میں مسلمان ہو گیا.

(۷) سطیح مکہ کی طرف روانہ ہوا. قریش کے چار آدمی ملے اور کہنے لگے کہ ہم تیری ملاقات کے لئے اس غرض کے تحت آئے ہیں کہ آپ صاحبِ علم ہیں آپ ہمیں آگاہ فرمائیے کہ اس زمانے میں کیا ہو گا؟ اور آئندہ کیا ہونے والا ہے؟ کہا اے گروہ عرب تمہارے پاس نہ علم ہے نہ فہم، تمہاری پشت سے کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے. جو مختلف علوم کی تلاش کرینگے، بتوں کو توڑیں گے اور عجم کو قتل کریں گے، اور مال غنیمت، طلب کریں گے کہنے لگے" اے سطیح ایسے اشخاص کون ہونگے؟ کہا صاحب شرف گھر سے پیدا ہوں گے، رحمٰن کو وحدہٗ لا شریک لہٗ تصور کرینگے، شیطان کی عبادت کو چھوڑ دیں گے. کہنے لگے" کس کی نسل سے پیدا ہوں گے؟" جواب دیا" آلِ عبدِ مناف کے اشراف سے پیدا ہوں گے." کہنے لگے" کس گھر سے ظہور فرمائیں گے؟" کہا" ہمیشہ رہنے

والے گھر سے پیدا ہوں گے اور اس شہر میں جو ہدایت کی طرف رہنمائی کرے گا اور اکیلے معبود کی عبادت کرے گا"

(۸) ایک روز جناب عبداللہ بن عبدالمطلب گھوڑے پر سوار ہو کر شکار کے لئے روانہ ہوئے. بطحا میں یہودی حضرت محمد صلعم کے والد کو قتل کرنے کے لئے ٹھہرے ہوئے تھے تاکہ اللہ کے نور کو بجھا دیں. انہوں نے حضرت عبداللہ کو دیکھ کر آپ میں حلیۂ نبوت موجود پایا، یہ وہی افراد تھے جو تلواریں اور چھریاں لے کر آپ کو قتل کرنے کے لئے آگے بڑھے. حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ آمنہؓ کے والد وہب شکار کی خاطر اس سرزمین میں موجود تھے. آپ نے دیکھا کہ عبداللہ کو یہودیوں نے گھیرے میں لے لیا ہے اور آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں آپ نے آگے بڑھ کر انہیں ہٹانا چاہا، اسی اثناء میں آپ اچانک دیکھتے ہیں کہ فرشتے مع ہتھیار موجود ہیں: اور یہودیوں کو عبداللہ سے ہٹا رہے ہیں. اس واقعہ سے اللہ نے وہب کو بصیرت عطا کی، آپ نے اس بات کو حیران کن تصور کیا، واپس آکر حضرت عبدالمطلب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ" میری بیٹی آمنہ کا عقد عبداللہ سے کر دیجئے" عقد ہو گیا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمنہؓ کے شکم میں حمل کی صورت میں قرار پذیر ہوئے

(۹) بادشاہ نجاشی کا واقعہ ابنِ مسعود یوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے ہمیں نجاشی کے ملک کی طرف روانہ فرمایا، ہم سب اسّی آدمی تھے. ہمارے ساتھ جعفر بن ابی طالب بھی تھے، ہماری گرفتاری کے لئے قریش نے نجاشی کے لئے تحفہ تحائف دے کر عمارہ بن ولید اور عمرو عاص کو روانہ کیا، یہ دونوں نجاشی کی خدمت

میں حاضر ہوئے، تحائف پیش کئے جو اس نے قبول کر لئے، یہ لوگ اس کی تعظیم کی
خاطر سجدہ میں گر گئے، عرض گزار ہوئے کہ ہماری قوم کے کچھ لوگوں نے ہمارے مذہب
کو چھوڑ دیا ہے اور وہ بھاگ کر آپ کے ملک میں آ گئے، وہ ہمیں واپس کر دیجئے
حضرت جعفر نے ہم لوگوں سے کہا کہ آج کوئی شخص نہ بولے، تمہاری وکالت کے
فرائض میں انجام دوں گا۔" ہم نجاشی کے پاس پہنچ گئے، عمرو عاص اور عمارہ پہلے
ہی نجاشی کی خدمت میں کہہ چکے تھے کہ ان لوگوں کی نشانی یہ ہے کہ وہ آپ کو سجدہ
نہیں کریں گے، ہم پہنچ گئے، لیکن نجاشی کو سجدہ نہ کیا، اس بنا پر راہب نے ہمیں
ڈانٹا کہ بادشاہ کو سجدہ کرو، جعفرؓ نے کہا" ہم صرف اللہ تعالےٰ کو سجدہ کرتے ہیں۔"

نجاشی: یہ کیوں:

حضرت جعفرؓ: "اللہ تعالےٰ نے ہم میں ایک رسولؐ مبعوث کیا ہے۔ جس کی بشارت
حضرت عیسٰیؑ نے دی تھی کہ اس کا نام احمدؐ ہو گا۔ اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ
کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا
کریں، نیکیوں کا حکم دیا ہے اور برائیوں سے منع کیا ہے۔"

یہ سن کر نجاشی حیران و ششدر ہو گیا۔ یہ موقع غنیمت جان کر عمرو عاص نے
کہا، خداوند عالم بادشاہ سلامت کا بھلا کرے کہ یہ لوگ تو ابنِ مریم کے بارے میں
جناب کی بھی مخالفت کرتے ہیں، نجاشی نے کہا کہ تمہارے صاحب (رسولؐ اللہ)
ابنِ مریمؑ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ حضرت جعفرؓ نے کہا: "وہ یہ بات بیان فرماتے
ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ حضرت عیسٰیؑ روح اللہ اور اس کا کلمہ ہیں، ایک پاک
دامن عورت سے اللہ تعالےٰ نے انہیں پیدا کیا۔ جس کو بشر نے مس تک نہیں کیا۔"

نجاشی نے کہا" اس چیز کو کچھ پڑھ سکتے ہو جس کو لے کر محمدؐ آئے ہیں۔" کہا ہاں
میں ضرور پڑھوں گا۔" راہبوں کو نجاشی نے حکم دیا کہ جو چیز جعفرؓ پڑھ رہے ہیں، اس
کو اپنی اپنی کتابوں میں ملاحظہ کریں۔

حضرت جعفرؓ نے سورہ کہیعص کو آخر قصہ حضرت عیسٰیؑ تک پڑھا، پادری سن
کر رو رہے تھے، نجاشی نے کہا" تمہیں خوش آمدید ہو اور جس شخص کے پاس سے آئے
ہو اسے بھی خوش آمدید ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ (محمدؐ) رسولؐ اللہ ہیں، آپ
وہی ہیں جن کی بشارت عیسٰی بن مریمؑ نے دی تھی، اگر مجھے امورِ سلطنت بجالانے نہ ہوتے
تو میں ضرور آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ کی کفش برداری کرتا، جاؤ تم امن
میں ہو اور تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"

راوی کا بیان ہے کہ نجاشی نے ہمیں لباس اور کھانا عطا کیا، عمرو عاص اور عمارہ
کے تحائف واپس کر دیئے، عمرو عاص کوتاہ قد اور عمارہ خوبصورت تھا۔ دونوں نے
شراب پی لی۔ عمارہ نے عمرو عاص سے کہا کہ اپنی عورت سے کہو کہ مجھے قبول کرے، عمرو عاص
کی عورت اسکے ساتھ تھی، عمرو عاص نے بات ماننے سے انکار کر دیا، عمارہ نے اسے
اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا، عمرو عاص نے منت سماجت کی تب کہیں جا کر عمارہ
نے اسے سمندر سے نکالا۔

(۱۰) جناب فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا بیان ہے کہ جب عبدالمطلب
کی رحلت کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی تمام اولاد کو بلا کر فرمایا کہ تم میں سے کون
محمدؐ کی کفالت کرے گا؟ عرض کیا محمدؐ ہم سے زیادہ دانا ہیں جس کو چاہیں چن لیں۔"
عبدالمطلب نے کہا کہ تیرا دادا سفر قیامت کی طرف روانہ ہو رہا ہے، تم اپنے

چچاؤں اور پھوپھیوں کے ہاں رہنا پسند کرتے ہو؟" آنحضرتؐ نے تمام حضرات کے چہروں کی طرف دیکھ کر فرمایا "میں حضرت ابوطالبؑ کے ہاں رہنا پسند کرتا ہوں۔" عبدالمطلبؑ نے ابوطالبؑ سے فرمایا کہ "میں تیری امانت و دیانت سے بخوبی واقف ہوں، تم محمدؐ کی کفالت اس طرح کرنا جس طرح میں خود کیا کرتا تھا۔"

حضرت عبدالمطلب کی وفات کے بعد حضرت ابوطالب نے آنحضرتؐ کو اپنی کفالت میں لے لیا، حضرت ابوطالبؑ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے گھر میں لے آیا، آپ مجھے امام کہہ کر بلاتے تھے، ہمارے گھر میں کھجوروں کے درخت تھے، محمدؐ کے چالیس ساتھی روزانہ ہمارے باغ میں داخل ہو کر گری ہوئی کھجوریں چنا کرتے، میں نے کبھی نہ دیکھا کہ محمدؐ نے گری ہوئی کھجور کو کسی بچے کے ہاتھ سے چھینا ہو، جبکہ دوسرے بچے ایک دوسرے کے ہاتھ سے کھجوریں چھینا کرتے تھے، ایک روز میں اور میری نوکرانی کھجوریں چننا بھول گئے، حضرت محمدؐ آرام فرما رہے تھے، اور بچوں نے باغ میں داخل ہو کر تمام کھجوریں چن لیں، میں محمدؐ سے شرم کے مارے سو گیا اور آستین کو چہرے پر ڈال لیا، رسول اللہؐ باغ میں تشریف لائے تو زمین پر کوئی کھجور نہ پائی، نوکرانی کا بیان ہے کہ میں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا، بچے باغ میں آئے تھے اور تمام کھجوریں چن کر لے گئے ہیں، یہ سن کر آپ وہاں تشریف لائے۔ واشار الی نخلۃ وقال ایتھا النخلۃ انی جائع، کھجور کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اے کھجور میں بھوکا ہوں، فرایت النخلۃ قد وضعت اغصانھا التی علیھا من الوطب حتی کل منھا ما اراد ثم ارتفعت الی مواضعھا، کھجور نے خرموں سے بھرے ہوئے خوشے نیچے کر دیئے، آنحضرتؐ نے حسب خواہش خرمے تناول فرمائے

پھر خوشے اپنی جگہ پر بلند ہو گئے۔ جناب فاطمہ بنت اسدؑ کا بیان ہے کہ جب میں نے رسول اللہؐ سے یہ بات صادر ہوتے دیکھی تو مجھے حیرانی لاحق ہوئی۔ حضرت ابوطالبؑ کہیں باہر تشریف لے گئے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ جب گھر میں تشریف لاتے تو پہلے دروازہ کو دستک دیتے، میں نوکرانی سے کہا کرتی کہ جاؤ دروازہ کھول دو، لیکن آج میں نے خود ننگے پاؤں جلدی سے دوڑ کر دروازہ کھولا، آپ سے تمام ماجرا کہہ سنایا انہوں نے فرمایا آپ نبی ہوں گے اور تم ایک فرزند جنو گی اس کا نام علیؑ ہوگا۔ وہ آپ کا وزیر ہوگا اور ایسا ہی ہوا۔

(۱۱) حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ سے جناب خدیجہؓ کی شادی کا واقعہ یوں ہے کہ ایک روز حضرت ابوطالبؓ نے محمد رسول اللہ صلعم سے کہا اے محمدؐ! میں تمہاری شادی کرنا چاہتا ہوں، لیکن میرے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ میں ان امور کی انجام دہی کر سکوں، جناب خدیجہؓ ہر سال قریش کے کسی آدمی کو اپنے نوکر کے ساتھ مال دے کر بطور اجیر روانہ کرتی ہیں۔ تو کیا آپ جانا پسند کریں گے؟"

فرمایا، "ہاں" جناب ابوطالبؓ خدیجہ کبریٰؑ کے پاس تشریف لے گئے۔ دراصل اس بات کی محرک خود جناب خدیجہؓ تھیں، رسول اللہؐ کی رضامندی کا سن کر آپ مسرور ہو گئیں، اپنے غلام میسرہ سے کہا کہ یہ تمام مال محمدؐ کی مرضی سے فروخت ہوگا، میسرہ نے سفر سے واپسی پر بیان کیا کہ آنحضرتؐ جس درخت اور پتھر کے پاس سے گزرتے وہ کہتا اَلسَّلَامُ عَلَیکَ یارسول اللہ (اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو) اور راہب کی پیش گوئی سے بھی آگاہ کیا (راہب نے رسول اللہؐ کے نبی ہونے کی پیش گوئی کی تھی) میسرہ نے کہا ہم نے رسول اللہؐ کی خدمت کی جب ہم نے دیکھا

کہ بادل کا ٹکڑا آپ کے سر پر سایہ کرتا ہے آپ جہاں تشریف لے جاتے ہیں. تاکہ آپ گرمی سے محفوظ رہیں. ہم نے اس سفر میں بہت نفع کمایا، میسرہ نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ اے محمدؐ! اگر میں پہلے مکہ چلا جاؤں اور خدیجہؓ کو نفع کے بارے میں آگاہ کروں تو یہ بات نہایت مناسب ہوگی (میسرہ روانہ ہوگیا) محمدؐ سواری پر سوار ہوگئے، خدیجہؓ عورتوں کے ساتھ بالاخانے میں تشریف فرما تھیں، محمدؐ سوار ہونے کی صورت میں نظر آئے، ایک بلند بادل آپ کے سر پر سایہ فگن ہے اور دو فرشتے دائیں بائیں موجود ہیں جن کے ہاتھوں میں برہنہ تلواریں ہیں اور فضا میں گھماتے ہیں. کہا" اس سوار کی تو بڑی شان معلوم ہوتی ہے اور یہ یقیناً میرے گھر کی طرف آرہا ہے۔" بس اسی اثنار میں دیکھا کہ محمدؐ ان کے گھر کا قصد فرما رہے ہیں، فوراً ننگے پاؤں گھر کے دروازہ پر پہنچیں، آنحضرتؐ کے پاس آئیں اور کہا" اے محمدؐ! ابھی ابھی اپنے چچا ابو طالبؓ کو میرے پاس روانہ فرمائیے، نیز جناب خدیجہؓ نے اپنے چچا کے پاس پیغام دے کر بھیجا کہ اسی وقت میری شادی محمدؐ سے کردی جائے۔ ابو طالبؓ تشریف لائے، جناب خدیجہؓ نے کہا میرے چچا کے پاس تشریف لے جائیے تاکہ وہ میری تزویج محمدؐ سے کردیں، میں نے اس بارے میں ان سے کہلوا بھیجا ہے، آنحضرتؐ اور ابو طالبؓ جناب خدیجہؓ کے چچا کے پاس آئے، حضرت ابو طالبؓ نے اپنا مشہور و معروف خطبہ نکاح اور صیغۂ عقد پڑھا، آنحضرتؐ ابو طالبؓ کے ساتھ جانے لگے، جناب خدیجہؓ نے عرض کیا اپنے گھر کیوں تشریف لے جا رہے ہیں. میرا گھر حضورؐ کا گھر ہے اور میں جناب کی باندی ہوں۔

(۱۲) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ تشریف

لائے تو قبا میں نزولِ اجلال فرمایا اور کہا کہ میں اس وقت تک مدینہ میں داخل نہیں ہوں گا جب تک علیؑ نہ آلیں. سلمان فارسیؓ اس وقت مدینہ میں ایک یہودی کے غلام تھے اور اپنے مالک کی کھجوروں کے درختوں کو پانی سے سیراب کیا کرتے. رسولؐ اللہ کی آمد کے بارے میں اکثر اوقات لوگوں سے دریافت کیا کرتے تھے، آنحضرت علیہ السلام مدینہ میں تشریف لائے، سلمانؓ عیسٰے علیہ السلام کے اصحاب اور غیر لوگوں سے آنحضرتؐ کے حالات معلوم کر چکے تھے، سلمانؓ نے کھجوروں کا طبق اٹھایا، اسے لے کر آنحضرتؐ اور آپ کے اصحابؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ لوگ مسافر ہیں اور یہاں آئے ہیں، ہم اپنے صدقات کو آپ کی خدمت میں لائے ہیں ان کو تناول فرمائیے، رسول اللہ صلعم نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھو اور ان کو تناول کرو مگر آپ نے خود ان میں کوئی چیز تناول نہ فرمائی، سلمانؓ کھڑے ہوئے یہ منظر دیکھتے رہے، خالی تھال لے کر واپس چلے گئے اور فارسی زبان میں کہنے لگے کہ ایک علامت تو معلوم ہوگئی، پھر دوسرا تھال لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، عرض کیا کہ میں نے دیکھا کہ آپ نے صدقہ کا مال تناول نہیں فرمایا، یہ حضورؐ کی خدمت میں بطورِ ہدیہ کے خرمے پیش کر رہا ہوں، نبی علیہ السلام نے خود بھی تناول فرمائے اور اپنے اصحابؓ سے کہا" اللہ کا نام لے کر تم بھی کھاؤ"۔ سلمانؓ نے تھال لے لیا اور کہا" دو علامتیں تو پوری ہوگئیں، پھر رسولؐ اللہ کے گرد طواف کرنا شروع کیا، نبیؐ نے اس بات کو جانا اور سلمان رضؓ نے عرض کیا، میں ایک یہودی کا غلام ہوں، آپ اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں، فرمایا" جاؤ کچھ رقم دے کر اپنی جان چھڑا لو"۔ سلمانؓ نے یہودی کے پاس آکر کہا کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں اور اس نبیؐ کے دین پر اس کی پیروی کی ہے. مجھ سے کچھ رقم

لے کر مجھے آزاد کر دیجئے تاکہ میں آزاد ہو جاؤں"۔ یہودی نے کہا" میں اس شرط پر تمہیں آزاد کرتا ہوں کہ تم پانچ صد کھجوروں کی گٹھلیوں کو لگاؤ، جب وہ بڑھ کر پھل لانے کے قابل ہو جائیں اور پھر ان کو میرے حوالے کر دا اور خالص سونے کے چالیس اوقیہ دو، تب میں تمہیں آزاد کر دوں گا"۔ سلمانؓ نے رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا" جاؤ اور اس سے یہ شرط طے کر آؤ"۔ سلمانؓ نے جاکر یہ شرائط طے کر لیں۔ یہودی نے کہا" کھجوریں تو کئی سال بعد پھل لانے کے قابل ہوں گی"۔ سلمانؓ شرائط نامہ لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے رسولؐ اللہ نے فرمایا" پانچ صد کھجور کی گٹھلیاں لاؤ"۔ سلمانؓ نے لاکر پیش کر دیں۔ فرمایا "انہیں علیؑ کے حوالے کر دو"۔ نبی علیہ السلام نے سلمانؓ سے فرمایا" انہیں اس زمین کی طرف لے چلو۔ جس زمین پر یہودی نے کھجوروں کا مطالبہ کیا ہے"۔ یہ لوگ گٹھلیاں وہاں لے گئے۔ رسول اللہ صلعم اپنی انگلی سے زمین میں شگاف کرتے اور فرماتے اس میں گٹھلی ڈال دو، پھر آپ اس پر مٹی ڈال دیتے، آنحضرتؐ جب انگلیوں کو کھولتے تو وہاں ایک پانی کا چشمہ جاری ہو جاتا۔ جس سے وہ جگہ سیراب ہو جاتی۔ پھر آنحضرتؐ دوسری جگہ پر تشریف لاتے اور اسی طرح عمل بجا لاتے، جب دوسری جگہ گٹھلی بو چکتے تو پہلی گٹھلی اگ آتی، جب تیسری گٹھلی بو چکتے تو پہلی بار بردار ہو جاتی، جب چوتھی گٹھلی بوتے تو تیسری اُگ آتی اور دوسری پھل دار ہو جاتی، اسی طرح رسول اللہ نے پانچ صد گٹھلیاں بوئیں اور تمام پھل دار کھجوریں ہو گئیں۔ یہودی نے یہ نظارہ دیکھ کر کہا کہ قریش سچ کہتے ہیں کہ محمدؐ جادوگر ہیں، اے سلمان! میں نے کھجوریں تو لے لیں لیکن سونا کہاں ہے؟ رسولؐ اللہ نے اپنے سامنے سے پتھر اٹھایا اور وہ متوقع سونے سے

بھی بہتر سونا ہو گیا۔ یہودی نے کہا میں نے ایسا سونا کبھی نہیں دیکھا، اسے دس اوقیہ سے ناپا لیکن وہ زیادہ نکلا، بیس سے ناپا تب زیادہ نکلا، حتیٰ کہ چالیس اوقیہ سے وزن کیا، اب نہ زیادہ ہوا نہ کم، سلمانؓ نے کہا میں رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی خدمت کرنے لگا اور میں آزاد تھا۔

(۱۳) ابن اعرابی رسول اللہ صلعم کے غلام سفینہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں کشتی پر سوار ہوا، کشتی مع سامان کے ڈوب گئی، میرے جسم پر صرف ایک چیتھڑا رہ گیا میں کشتی کے ایک تختہ پر پڑا ہوا تھا، تختے نے مجھے سمندر پر پڑے ہوئے ایک پہاڑ پر پھینک دیا، میں پہاڑ پر چڑھ گیا، میں نے یقین کیا کہ اب میں نے نجات پائی ہے سمندر کی موج مجھ سے بار بار ٹکراتی تھی، پھر میں سمندر کے کنارے کا سہارا لے کر باہر آگیا اور سمندر کی موج نے مجھے کچھ نہ کہا، میں نے اپنی سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا میں چل رہا تھا، ناگاہ مجھے ایک شیر نے دیکھ لیا، مجھے پھاڑنے کے لئے دھاڑتا ہوا آگے بڑھا۔ میں نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے کہا اَللّٰھم اِنِّی عَبْدِکَ وَمُولیٰ نبیکَ نجیتنی من الغرق افتسلط عَلیٰ ھٰذا سَبعٌ "، اے معبود میں تیرا عبد ہوں اور تیرے نبیؐ کا غلام ہوں، تو نے مجھے غرق ہونے سے نجات دی، کیا اب اپنے شیر کو مجھ پر مسلط کرتا ہے؟ فالھمت ان قلت ایھا السبع انا سفینۃ مولیٰ رسولؐ اللہ، الہا ہوا کہ میں یہ کہوں کہ اے شیر میں رسولؐ اللہ کا غلام سفینہ ہوں"۔ احفظ رسولؐ اللہ فی مولاہ" رسولؐ اللہ کے غلام کا خیال رکھ، خدا کی قسم اس نے دھاڑنا چھوڑ دیا، بلی کی طرح آکر کبھی میری اِس پنڈلی پر اور کبھی اُس پنڈلی پر منہ رگڑتا تھا، انکساری سے میری طرف دیکھتا تھا۔ اپنی پشت کو خمیدہ کر دیا اور مجھے اشارہ کیا کہ اس پر سوار ہو جاؤں

فوکبت میں اس کی پشت پر سوار ہوگیا، وہ مجھے لے کر جتنی جلدی چل سکتا تھا چل پڑا۔ آخر کار مجھے ایک جزیرہ میں اتارا، جس میں پھل، درخت اور پانی کا ایک میٹھا چشمہ تھا، میں ڈر کے مارے آگے نہ بڑھا، مجھے اشارہ کیا جاؤ (پھل وغیرہ لے لو) اور خود ڈکارتا رہا اور ادھر ادھر دیکھتا رہا، میں نے درختوں سے پھل توڑے اور چشمے سے پانی پیا اور خوب سیر ہوگیا۔ میں نے چند پتوں کو جمع کرکے جوڑ لیا، ان میں پھلوں کو رکھ دیا اور اپنے کپڑے کو بھگو لیا، پیاس کے وقت اسے نچوڑ کر پانی پیتا تھا، جب میں اپنی ضروریات سے فارغ ہوا۔ تو اس نے پھر اپنی کمر خمیدہ کر دی، اشارہ کیا کہ میں سوار ہو جاؤں، میں سوار ہوگیا، ایک اور راستے سے سمندر کی طرف روانہ ہوگیا میں سمندر کے کنارے پہنچ گیا، ایک کشتی آدمیوں سے بھری ہوئی سمندر میں جا رہی تھی اللہ اکبر اور سبحان اللہ کہنے لگے کہ انہوں نے ایک ایسا انسان دیکھا جو شیر پر سواری کر رہا ہے، چلا کر کہا "اے نوجوان تم کون ہو؟" میں نے کہا رسول اللہ کا غلام سفینہ ہوں، رسول اللہ کی وجہ سے شیر نے میری حفاظت کی ہے اور وہ بر تاؤ کیا ہے جو تم دیکھ رہے ہو، انہوں نے کشتی کے لنگر ڈال دیئے، دو آدمیوں کو چھوٹی کشتی میں سوار کیا اور انہیں کچھ کپڑے بھی دیئے۔ جن کو وہ میرے پاس لائے۔ ونزلت عن الاسد میں شیر سے اتر پڑا، ووقف ناحیۃ مطروقا، شیر سمندر کے کنارے سرنگوں کھڑا رہا میری طرف کپڑے پھینک دیئے، ان دونوں نے کہا ان کو پہن لو، میں نے پہن لئے ایک آدمی نے کہا میری پشت پر سوار ہو جاؤ۔ تاکہ میں تمہیں اٹھا کر چھوٹی کشتی تک لے جاؤں۔ امت سے زیادہ رسول اللہ کے حق کا خیال شیر نہیں رکھے گا۔ میں شیر کے پاس آیا اور کہا جزاک اللہ خیر "عن رسول اللہ، اللہ تعالیٰ تجھے

رسول اللہ کی طرف سے اچھا بدلہ دے۔ فواللہ لقد نظرت دموعہ تسیل علیٰ خدیہ خدا کی قسم میں نے شیر کے آنسوؤں کو اس کے رخساروں پر بہتے دیکھا، شیر اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ میں چھوٹی کشتی میں سوار ہوگیا، شیر بار بار ہماری طرف دیکھتا تھا حتیٰ کہ ہم پوشیدہ ہوگئے

(۱۴) جابر کا بیان ہے کہ خیبر سے واپسی پر رسول اللہ صلعم مدینہ کی طرف روانہ ہوئے، راستے میں ہمارا گذر ایک بہت بڑی وادی سے ہوا جو پانی سے بھری ہوئی تھی، نیزوں سے پانی کی گہرائی ناپ لی گئی لیکن نیزے تہ تک نہ پہنچ سکے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے معبود! آج ہمیں اپنے انبیاء اور رسولوں میں سے ایک معجزہ عطا فرما، پھر اپنی چھڑی کو پانی پر مارا اور سواری پر سوار ہو گئے، فرمایا اللہ کا نام لے کر پیچھے چلے آؤ، آنحضرتؐ کی سواری پانی کی سطح پر چلنے لگی اور لوگوں نے سوار ہوکر آنحضرتؐ کی متابعت کی، نہ اونٹوں کے پیر نہ گھوڑوں کے سم گیلے ہوئے۔

(۱۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن حارثہ کی ماتحتی میں ایک لشکر روانہ کیا، فرمایا اگر زید قتل ہو جائیں تو تمہارے سردار جعفر بن ابی طالبؓ ہوں گے، اگر یہ قتل ہو جائیں تو تمہارے سردار عبداللہ بن رواحہ انصاری ہوں گے۔ پھر آنحضرتؐ خاموش ہو گئے، رسول اللہ نے اس ترتیب میں حصر کر دیا۔ یہ لوگ روانہ ہوگئے، ایک یہودی نے کہا اگر محمدؐ نبی ہیں تو یہ تینوں اشخاص قتل کر دیئے جائیں گے۔ پوچھا گیا کیوں؟ کہا کہ بنو اسرائیلؑ کے انبیاء میں سے جو نبی بھی جہاد کے لئے لشکر روانہ کرتا وہ کہتا کہ اگر فلاں قتل ہو جائے تو فلاں سردار ہوگا، اگر وہ دو آدمیوں کی سرداری یا سو آدمیوں کی سرداری یا اس سے کم و بیش کا ذکر کرتا تو جن حضرات کی سرداری کا ذکر ہوتا وہ سب کے سب قتل ہو جاتے، جابرؓ نے

بیان جاری رکھتے ہوئے کہا کہ جس روز ان حضرات نے جہاد کیا، رسول اللہ صلعم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی، پھر منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا تمہارے مسلمان بھائی جہاد کر رہے ہیں آپ ان کے حملوں کا ذکر فرماتے جاتے، آخر کار فرمایا زید بن حارثہ قتل ہو گیا اور علم گر گیا پھر فرمایا جعفرؓ نے علم لے لیا اور جہاد کی طرف بڑھے۔ پھر فرمایا اس کا داہنا ہاتھ قلم ہو گیا۔ اس نے دوسرے ہاتھ میں علم تھام لیا۔ پھر فرمایا اس کا دوسرا ہاتھ بھی قطع ہو گیا، فرمایا اب اس نے علم کو سینہ سے لگا لیا، پھر فرمایا جعفر بن ابی طالبؓ قتل ہو گئے اور علم گر گیا۔ علم کو عبداللہ بن رواحہ نے اٹھا لیا مشرکین کے فلاں فلاں آدمی فی النار والسقر کئے، حتیٰ کہ آپ نے ان سب آدمیوں کے نام لئے جن کو مسلمانوں نے قتل کیا تھا۔ پھر فرمایا عبداللہ بن رواحہ قتل ہو گئے، علم خالد بن ولید نے لے لیا ہے اور مسلمان واپس روانہ ہو پڑے ہیں، پھر آپ منبر سے نیچے تشریف لائے، جعفرؓ کے گھر تشریف لے گئے، عبداللہ بن جعفرؓ کو بلایا، اسے اپنی گود میں بٹھایا اور آپ ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے عبداللہ کی ماں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ عبداللہ کے سر پر اس طرح ہاتھ پھیرتے ہیں جیسے عبداللہ یتیم ہو گئے ہوں، فرمایا آج جعفرؓ شہید ہو گئے ہیں، آنحضرت کی دونوں آنکھوں میں آنسو بھر آئے، فرمایا شہید ہونے سے پہلے ان کے دونوں ہاتھ قلم کئے گئے، اللہ تعالےٰ نے ان کو ان ہاتھوں کے بدلے سبز زمرد کے پَر عطا کئے ہیں اب وہ ان کے ذریعے فرشتوں کے ساتھ جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑ رہے ہیں۔

(۱۶) جنگ ذات السلاسل کے موقعہ پر رسول اللہ نے حضرت علیؑ کو روانہ کیا حضرت علیؑ کی ماتحتی میں ابوبکر، عمر، عمرو بن عاص بھی تھے مشرکین پہاڑوں کی چوٹیوں پر مدینہ سے آنے والے لشکر کی گھات میں بیٹھے رہتے۔ جب مسلمانوں کا لشکر آتا دیکھتے تو پہاڑوں کی کھوہ میں چھپ جاتے، جب حضرت علی علیہ السلام روانہ ہوئے تو مقررہ راستہ چھوڑ کر پہاڑوں کے درمیان وادیوں سے راستہ طے کرنے لگے، جب اس بات کا عمرو بن عاص

کو علم ہوا کہ علیؑ نے یہ روش اختیار کی ہے اور اس طریقے سے یقیناً علیؑ فتح مند ہوں گے تو عمرو عاص نے علیؑ پر حسد کیا۔ اور ابوبکر و عمر کی خدمت میں عرض کیا کہ علیؑ جیسے آدمی کو ان راہوں کا کیا علم، ان راستوں کو ہم لوگ ان سے بہتر جانتے ہیں، جس راستے سے علیؑ جا رہے ہیں اس میں کافی مقدار میں پھاڑنے والے جنگلی جانور موجود ہیں، لوگوں کو اس راستے میں خاصی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان سے کہو کہ اسی مقررہ راستے پر روانہ ہو جائیں، چنانچہ اس بارے میں امیرالمومنینؑ کی خدمت میں کہا گیا، آپ نے فرمایا تم میں سے جو شخص اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرنا چاہتا ہے وہ میرے ساتھ ساتھ چلا آئے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنا چاہتا ہے وہ مجھ سے الگ ہو جائے، یہ سن کر لوگ خاموش ہو گئے اور حضرتؑ کے ساتھ چلتے رہے، حضرت رات کے وقت پہاڑوں کے درمیان چلتے اور دن کے وقت وادیوں میں مع لشکر کے چھپ جاتے، ان مقامات کے رہنے والے درندے بلیوں کی طرح معلوم ہوتے صبح کے وقت امیرالمومنینؑ ان کے مردوں، بچوں اور مال پر کامیاب ہو گئے۔ اس جگہ تک مدینہ سے پانچ مراحل کا راستہ تھا، جس صبح امیرالمومنینؑ نے دشمن پر حملہ کیا اسی صبح نبی صلعم مدینہ سے باہر تشریف لائے، لوگوں کے ساتھ صبح کی نماز ادا فرمائی اور پہلی رکعت میں سورۃ والعادیات کی تلاوت فرمائی، فرمایا اللہ تعالےٰ نے اس سورہ کو اس وقت نازل کیا ہے اور مجھے آگاہ کیا ہے کہ علیؑ نے دشمن پر غارت ڈال دی ہے۔ عمرو عاص نے جو علیؑ کے بارے حسد کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنا حسد قرار دیا، اللہ تعالےٰ نے کہا۔ ان الانسان لربہ لکنود کے معنی حسد ہیں اس سے مراد عمرو عاص ہیں۔

(۱۷) جابرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان کے عم حکم بن عاص نے ایک روز رسولؐ اللہ کا مذاق اڑایا، حکم آنحضرتؐ کے پیچھے ہو لیا، اپنے شانے ہلاتا اور دونوں ہاتھوں کو کمان

کی طرح کئے ہوئے تھا۔ اس سے مقصد رسول اللہ صلعم کی چال کا مذاق اڑانا تھا رسول اللہ
نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ "ایسے ہی تم ہو جاؤ"۔ حکم کی یہی کیفیت ہو گئی، دونوں
شانے حرکت کرتے تھے اور ہاتھ کمان کی طرح ٹیڑھے ہو گئے۔ پھر آنحضرتؐ نے اس پر لعنت کی
اور مدینہ سے نکال دیا، حضرت عثمان کی خلافت کے زمانے تک حکم مدینہ سے مطرود رہا، اپنی خلافت
کے زمانے میں حضرت عثمان نے اسے مدینہ میں واپس بلا لیا اور اس کی عزت کی

(۱۸) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ شب معراج جبرئیل
براق لے کر نازل ہوئے، براق خچر سے چھوٹا اور دراز گوش سے بڑا تھا۔ اس پر یاقوت کے ہر رنگ
کی زین کسی ہوئی تھی، جبرئیلؑ نے براق کو جناب خدیجہؓ کے دروازے پر ٹھہرایا۔ رسول اللہ صلعم
تشریف لائے، براق نے چیں بجیں کیا، جبرئیلؑ نے آکر کہا آرام کرو اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ ترین
مخلوق کا فرد سوار ہو رہا ہے۔ براق آرام سے کھڑا ہو گیا، رسولؐ اللہ رات کے وقت سوار ہو
گئے، بیت المقدس کیطرف روانہ ہوئے، ایک بزرگ نے آپ کا استقبال کیا، جبرئیلؑ نے
عرض کی یہ آپ کے باپ ابراہیمؑ ہیں، ابراہیم علیہ السلام نے کہا تمام انبیا بیت المقدس
میں موجود ہیں، جبرئیل نے اذان کہی، رسول اللہ آگے بڑھے اور تمام انبیار کو نماز پڑھائی پھر
امام محمد باقر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت فان کنت فی شك مما انزلنا الیك
فسئل الذین یقرؤن الکتاب من قبلك جو چیز تم پر نازل کی ہے اگر اس میں شک ہے
تو ان لوگوں سے پوچھو جو تم سے پہلے کتاب کی تلاوت کرتے ہیں کے بارے میں فرمایا کہ اس
سے مراد انبیار ہیں جو (بیت المقدس) میں جمع تھے۔ فلا تکونن من الممترین شک
کرنے والوں میں نہ ہو جاؤ، رسولؐ اللہ نے نہ شک کیا اور نہ ہی انبیاء سے سوال کیا
ایک اور روایت میں ہے کہ براق نے رسول اللہ صلعم کو اس شرط پر سوار کیا کہ قیامت

کے روز آنحضرتؐ ہی اس پر سوار ہوں گے۔

(۱۹) جنگ تبوک کے موقع پر رسولؐ اللہ کے ساتھ غلاموں کے سوا پچیس ہزار آدمی تھے
آنحضرتؐ ایک پہاڑ سے گزرے جس کے اوپر کے حصے سے نیچے کیطرف پانی کے قطرات
ٹپک رہے تھے۔ لوگوں نے عرض کی کہ تعجب کی بات ہے کہ اس پہاڑ سے پانی کے قطرات
ٹپک رہے ہیں، یہ سن کر آنحضرتؐ نے فرمایا یہ رو رہا ہے"۔ لوگوں نے عرض کیا "کہیں پہاڑ
بھی روتا ہے؟ فرمایا تم یہ بات معلوم کرنا پسند کرتے ہو؟ عرض کیا کیوں نہیں، فرمایا اے پہاڑ
کیوں روتے ہو؟ پہاڑ نے فصیح زبان میں عرض کیا اور جس کو ایک جماعت نے سنا "یا رسولؐ اللہ
میرے پاس عیسیٰ بن مریمؑ یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے گذرے وقودھا الناس والحجارۃ جہنم
کا ایندھن پتھر ہوں گے۔ مجھے خوف دامنگیر ہوا کہ کہیں وہ پتھر میں نہ ہوں"۔ فرمایا، رونا بند
کر دو۔ تم ان پتھروں میں سے نہیں ہو، اس پتھر سے مراد کبریت ہے"۔ پہاڑ نے اسی وقت
رونا بند کر دیا اور پھر اس سے ایک بوند تک نہ ٹپکی۔

(۲۰) جنگ تبوک میں رسول اللہ صلعم اور بادشاہ روم کے درمیان خط و کتابت نے
طول پکڑا، سامان سفر ختم ہو گیا، اس بارے میں رسولؐ اللہ کی خدمت میں عرض کیا گیا
آپ نے فرمایا جس شخص کے پاس آٹا، کھجوریں اور ستو موجود ہوں وہ میرے پاس لائے، ایک
شخص مٹھی آٹے کی لایا، دوسرا کھجوریں، تیسرا ستو، آنحضرتؐ نے ان چیزوں کو اپنی چادر پھیلا
کر ڈال دیا اور ہر ایک چیز پر اپنا ہاتھ رکھا، پھر فرمایا لوگو! اعلان کر دو کہ جو شخص سامان
خوراک لینا چاہے وہ آجائے، لوگ حاضر ہو گئے اور آنحضرت سے یہ چیزیں لینے لگے۔ لیکن
آٹا، کھجوریں اور ستو ویسے کے ویسے موجود تھے ان میں سے نہ کوئی چیز کم ہوئی نہ زیادہ
مدینہ کی طرف روانہ ہوئے، ایک وادی میں تشریف لائے جس میں پہلے پانی موجود تھا

لیکن اب خشک تھی، انہوں نے عرض کیا کہ اب تو اس وادی میں پانی نہیں ہے، آنحضرتؐ نے ترکش سے تیر نکالا اور ایک شخص سے کہا کہ اسے لو اور وادی کے اوپر والے حصے پر گاڑ دو۔ اس شخص نے تیر جا کر گاڑ دیا۔ اور تیر کے ارد گرد دوبارہ چشمے پانی کے پھوٹ پڑے یہ وادی کے اوپر کے حصے سے نیچے کی طرف بہ رہے تھے۔ لوگوں نے سیر ہو کر پانی پیا اور اپنے مشکیزے بھر لئے

باب نمبر ۲

امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کے معجزاتؑ

(۱)

علی علیہ السلام کی خدمت میں آپ کے اصحاب کی ایک جماعت حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ موسیٰؑ کے وصی نے اپنے اصحاب کو دلائل، علامات، براہین اور معجزات دکھلائے اور حضرتِ عیسیٰؑ کے وصی نے بھی اپنے ماننے والوں کو یہ باتیں دکھلائیں، اگر آپ بھی ہمیں کوئی چیز دکھلاتے تو ہمیں اطمینان حاصل ہو جاتا حضرت ابیات ہجرتین کیطرف تشریف لائے اور خفیف زبان میں دعا فرمائی اور کہا: "اپنی چادر کھول دو" بس اتنا کہنا تھا کہ ایک طرفِ باغات اور نہریں موجود ہو گئیں اور دوسری طرف آگ کی بھٹیاں اور آگ موجود تھی، کچھ لوگوں نے کہا: "جادو ہے جادو" کچھ لوگوں نے ثابت قدم رہ کر آپ کی تصدیق کی اور انکار نہ کیا۔

(۲)

ایک مرد اور ایک عورت علی علیہ السلام کی خدمت میں اپنا جھگڑا لے کر آئے مرد نے عورت پر زیادتی کی، حضرت نے مرد سے فرمایا "مسخ ہو جا" اس کا سر کتے کے سر کی طرح ہو گیا، یہ شخص خارجی تھا، خارجی کہنے لگا۔ آپ یہی حشر معاویہ کا کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا تمہارے لئے ہلاکت ہو، اگر میں چاہوں تو معاویہ اپنے تخت سمیت میرے

پاس یہاں حاضر ہو جائے۔ اگر میں اللہ سے دعا کروں تو ایسا ہو جائے گا لیکن ہم لوگ
اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں، سونے چاندی کے نہیں، اللہ تعالیٰ کے اسرار کی تدبیر پر انکار
نہیں ہے۔ کیا یہ آیت نہیں پڑھی؟ بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ
یعملون۔ ترجمہ! بلکہ عزت والے بندے ہیں اس سے بات میں پہل نہیں کرتے اس کے
حکم کی تعمیل کرتے ہیں، اگر مجھے معاویہ کے ہلاک کرنے کے بارے میں دعا کرنے کی اجازت
دی جائے تو دعا کی قبولیت میں) ہرگز تاخیر نہ ہوگی۔

۳

ابو حمزہ علی بن حسین عا سے اور آپ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ امیرالمؤمنین
علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ جس کسی سے رسول اللہ نے وعدہ کیا ہو یا اس کا رسول اللہ پر
قرض ہو تو وہ میرے پاس آئے جو شخص قرض لینے والا یا وعدہ والا حضرت کی خدمت میں
آتا آپ مصلےٰ اٹھاتے اور مطلوبہ چیز مصلے کے نیچے پاتے اور طلب کرنے والے کے حوالے
کرتے۔ ایک صاحب نے دوسرے سے کہا کہ اس سے تو ہمارا وقار ختم ہو رہا ہے۔

اوّل:۔ پھر کیا تدبیر کرنی چاہیئے؟

دوم:۔ تم بھی اسی طرح اگر اعلان کر دو۔ جس طرح وہ کرتے ہیں تو تم بھی وہی چیز پاؤ
گے۔ چنانچہ اول نے اعلان کر دیا۔ امیرالمؤمنینؑ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ عنقریب پشیمان
ہو گا، چنانچہ اوّل کی خدمت میں صبح کو ایک اعرابی حاضر ہوا۔ وہ جماعت مہاجرین و
انصار میں بیٹھا تھا۔ اعرابی نے کہا تم میں سے رسول اللہ کا وصی کون ہے، اوّل کی طرف
اشارہ کیا گیا فقال انت وصی رسول اللہ وخلیفتہ قال نعم فما تشاء قال فعلم الثمانین
الناقۃ: التی ضمن لی رسول اللہ۔ رسول اللہ کے وصی اور خلیفہ تم ہو؟ کہا "ہاں

میں ہوں، تم کیا چاہتے ہو؟ کہا رسول اللہ صلعم نے اسی اونٹنیوں کا مجھ سے وعدہ کیا تھا
وہ میرے حوالے کرو۔

اوّل:۔ کس قسم کی اونٹنیاں مطلوب ہیں؟

اعرابی:۔ رسول اللہ نے سرمئی آنکھوں والی سرخ رنگ کی اسی اونٹنیوں کا وعدہ
کیا تھا۔

اوّل:۔ (دوم سے) اب کیا کروں؟

دوم:۔ اعرابی جاہل ہے، اس سے گواہ طلب کرو۔

اوّل:۔ (اعرابی سے) اس بات پر گواہ پیش کرو۔

اعرابی: مجھ سے رسول اللہ کے وعدہ پر گواہ طلب کرتے ہو، خدا کی قسم ما انت بوصی
رسول اللہ وخلیفتہ تم نہ ہی رسول اللہ کے وصی ہو نہ ہی آپ کے خلیفہ یہ واقعہ دیکھ کر
حضرت سلمان فارسیؓ کھڑے ہو گئے اور اعرابی سے کہا میرے ساتھ چلے آؤ۔ میں رسول اللہ
کے وصی کی طرف لے چلتا ہوں، اعرابی ساتھ ہو لیا۔

امیرالمؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا

اعرابی:۔ آپ رسول اللہ کے وصی ہیں؟

امیرالمؤمنینؑ۔ ہاں میں رسول اللہ کا وصی ہوں، کیا چاہتے ہو؟

اعرابی:۔ رسول اللہ نے اسی سرمی آنکھوں والی سرخ اونٹنیوں کا مجھ سے وعدہ
کیا تھا، وہ لائیے

امیرالمؤمنین:۔ کیا تم مع خاندان کے مسلمان ہو گئے ہو؟

یہ سنتے ہی اعرابی حضرت کے قدموں میں گر پڑا اور حضرت کے ہاتھوں کو بوسے

دینے لگا، وہ کہتا جاتا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول اللہ کے وصی اور خلیفہ ہیں اور یہی شرط میرے اور رسول اللہ کے درمیان قرار پائی تھی، ہم لوگ تمام کے تمام مسلمان ہو گئے۔

فقال علیؑ یا حسنؑ انطلق انت وسلمان مع ھذا الاعرابی الی وادی فلان فناد یا صالح فاذا اجابک فقل ان امیر المؤمنین یقراء علیک السلام ویقول لک ھلم الثمانین الناقۃ التی ضمنھا رسول اللہ لھذا الاعرابی. علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے حسنؑ فلاں وادی میں سلمان کے ساتھ چلے جاؤ اور اعلان کرو کہ اے صالحؑ جب جواب دیں تو ان سے کہو کہ امیر المؤمنینؑ سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ اسی اونٹنیاں پیش کیجئے جن کا وعدہ رسول اللہ نے اس اعرابی سے کیا تھا۔

فمضینا الی الوادی فنادی الحسنؑ یا صالحؑ! اجابہ لبیک یا ابن رسول اللہ فادی الیہ رسالۃ امیر المؤمنین فقال السمع والطاعۃ. فلم یلبث ان خرج الینا زمام ناقۃ من الارض فاخذ الحسنؑ زمامھا فناد لہ الاعرابی وقال خذ فجعلت النوق تخرج حتی اکملت الثمانین الناقۃ علی الصفۃ، ہم وادی کی طرف چلے گئے امام حسنؑ نے آواز دی "اے صالحؑ"! جواب آیا "حاضر ہوں اے فرزندِ رسولؐ"۔ امام حسنؑ نے امیر المؤمنینؑ کا پیغام دیا، عرض کیا بسر و چشم تعمیل کے لئے حاضر ہوں، اس وقت زمین سے اونٹنیوں کی ایک مہار باہر نکلی، امام حسنؑ نے مہار اعرابی کے ہاتھ میں دی اور فرمایا لے جاؤ، بعینہٖ اسی قسم کی اونٹنیاں زمین سے نکلنی شروع ہوئیں حتیٰ کہ اسی کی تعداد میں مکمل زمین سے باہر آ گئیں۔

(۴)

ابو حمزہ ثمالی امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنینؑ

علیہ السلام نے آیت "اذا زلزلت الارض زلزالھا" ترجمہ! جب زمین میں زلزلے آئیں گے۔ کو پڑھا۔ جب اس آیت پر پہنچے۔ قال الانسان مالھا یومئذٍ تحدث اخبارھا، اس وقت ایک انسان زمین سے کہے گا اب تمہاری کیا حالت ہے؟ زمین اپنی حالت بتائے گی۔ امیر المؤمنینؑ نے فرمایا وہ انسان میں ہوں۔ جس سے زمین اپنی حالت بتلائے گی،

ابن کوا نے امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کی اس آیت کا کیا مطلب ہے وعلی الاعراف رجال یعرفون کلاً بسیماھم اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے، جو ہر شخص کو اس کی پیشانی سے پہچانتے ہوں گے۔ فرمایا اعراف والے آدمی ہم لوگ ہیں۔ ہم اپنے انصار کو ان کی پیشانیوں سے پہچانتے ہیں، اصحابِ اعراف ہم لوگ ہیں۔ ہم جنت اور دوزخ کے درمیان قیام فرما ہوں گے۔ جس شخص نے ہمارا انکار کیا ہو گا۔ ہم اس کا انکار کر دیں گے۔ حضرت امیر المؤمنینؑ ابن کوا کو "تمہارے لئے ہلاکت ہو" کے الفاظ سے مخاطب فرماتے تھے، کیونکہ ابن کوا بنا دٹی شیعہ تھا۔ نہروان کی جنگ میں ابن کوا حضرت علیؑ کے خلاف لڑا تھا، ایک شخص امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو؟ اس شخص نے عرض کی سبحان اللہ گویا کہ آپ میرے دل کی بات جانتے ہیں (حقیقت میں یہ شخص جھوٹا تھا)

ایک اور شخص امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں اہلبیت کو دوست رکھتا ہوں۔ فرمایا تم لوگ جھوٹے ہو، ہمیں مخنث، دیوس ولد الزنا اور وہ شخص جس کا نطفہ حیض میں قرار پایا ہو، دوست نہیں رکھے گا۔ یہ شخص چلا گیا اور صفین کی لڑائی میں معاویہ کے ساتھ ہو کر امیر المؤمنینؑ سے لڑا

(۵) عمرو بن الحمقؓ سے روایت ہے کہ جس روز امیر المؤمنینؑ کو کوفہ میں ضربت

لگی حضرت کی تکلیف کو دیکھ کر جناب امِ کلثومؑ رونے لگیں، فرمایا اے امِ کلثوم مجھے اذیت نہ دینا، تم وہ ہر چیز نہیں دیکھ سکتیں. جس کو میں دیکھ رہا ہوں. سات آسمانوں کے فرشتے اور انبیاء ایک دوسرے کے پیچھے موجود ہیں اور کہتے ہیں کہ اے علیؑ ہماری طرف چلے آؤ. جن حالات میں تم موجود ہو اس سے آنے والے حالات میں تیرے لئے بہت بہتری ہے.

۶

ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عمرو کا بیان ہے کہ میں نے ابو القاسم حسن بن محمد معروف بن وفا کو کوفہ میں کہتے ہوئے سنا کہ میں مسجدِ حرام میں موجود تھا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا. مقامِ ابراہیم کے ارد گرد جمع ہیں، میں نے کہا کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا، ایک راہب آیا ہوا ہے، میں اس کے پاس گیا، وہ ایک شیخ پیکر تھے، جن کے جسم پر اون کا جبہ اور ٹوپی تھی، وہ بڑے ڈیل ڈول والے تھے. مقامِ ابراہیمؑ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے، میں نے انہیں کہتے سنا کہ میں گرجا گھر میں بیٹھا ہوا تھا. میں نے وہاں سے گدھ کی مانند ایک پرندے کو دیکھا جو سمندر کے کنارے پڑے ہوئے ایک پتھر پر آکر گرا ہے. اس نے انسان کے چوتھے حصے جسم کو اس پتھر پر پھینکا اور پھر اڑ کر چلا گیا. پھر واپس آیا اور انسان کے چوتھے حصے جسم کو پتھر پر پھینک کر واپس چلا گیا. پھر جسم انسانی کا چوتھا حصہ لایا اور پھینک کر واپس اڑ گیا. آخر کار چوتھا حصہ لایا، ان چاروں حصّوں کو جوڑ دیا. ان سے ایک انسان بن کر کھڑا ہو گیا. میں یہ دیکھ کر تعجب میں پڑ گیا. پھر وہ پرندہ اس انسان پر ٹوٹ پڑا اسے ایک ضرب لگائی اور اس کے جسم کا چوتھا حصہ لے کر اڑ گیا، اسی طرح پے در پے بقیہ تینوں حصے بھی لے کر اڑ گیا. میں متفکر تھا اور افسوس بھی کر رہا تھا کہ میں نے اس بارے میں کیوں

نہ چھان بین کی، میں پتھر کو تلاش کرنے لگا. حتیٰ کہ میں نے پرندے کو پھر آتے ہوئے دیکھا کہ انسانی جسم کا چوتھا حصہ اس کے پاس ہے اور وہ پتھر پر بیٹھ گیا. میں اس کے مقابل میں پوشیدہ ہو گیا. وہ انسانی جسم کے چار حصّوں کو ایک ایک کر کے لایا، انہیں جوڑا اور اڑ کر چلا گیا. اور وہ آدمی کھڑا ہو گیا. میں اس کے قریب گیا اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ یہ سن کر وہ خاموش ہو گیا. میں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے تجھے پیدا کیا. تم کون ہو؟ کہا" میں ابن ملجم ہوں. پوچھا: تم نے کیا گناہ کیا ہے؟ کہا! میں نے علی بن ابی طالبؑ کو قتل کیا ہے. اللہ تعالیٰ نے اس پرندہ کو مجھ پر مسلط کیا ہے. وہ روز مجھے قتل کرتا ہے. ابھی وہ مجھ سے باتیں کر رہا تھا. کہ پرندہ اس پر ٹوٹ پڑا اور ضرب لگائی. اس کے جسم کا چوتھا حصہ لے کر اڑ گیا. پھر آیا اور چوتھا حصہ لے گیا. آخر کار تمام حصے لے کر اڑ گیا میں نے لوگوں سے پوچھا علیؑ کون شخص ہے؟ کہا کہ وہ رسول اللہ صلعم کے ابنِ عم اور وصی ہیں "

۷

مرحب کو اس کی دایہ نے آگاہ کیا کہ تم سے لڑنے والوں میں ایک شخص ایسا بھی ہو گا. جس کا نام حیدر ہو گا، اگر تم نے اس سے لڑائی کی تو ہلاک ہو جاؤ گے. یہ بات دایہ نے کتب قدیم میں پڑھی تھی. جب قلعہ خیبر فتح نہ ہو سکا. تو لوگوں نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں استدعا کی کہ مرحب کے مقابلہ میں حضرت علیؑ کو بھیجا جائے. حضرت علیؑ کی آنکھیں آشوب میں مبتلا تھیں. آنحضرتؐ نے آپ کی آنکھوں میں لعابِ دہن لگایا، آپ کی آنکھیں صحیح و سالم ہو گئیں. فرمایا علیؑ! مجھے مرحب سے نجات دلاؤ، علیؑ مرحب کے پاس گئے، جب مرحب نے آپ کو دیکھا تو آپ کی طرف دوڑ کر آیا اور کہا" انا الذی

سمتنی امی مرحب میں وہ ہوں جس کا نام اس کی ماں نے مرحب رکھا ہے" علی علیہ السلام نے فرمایا" انا الذی سمتنی امی حیدرہ۔ میں وہ ہوں۔ جس کا نام اس کی ماں نے حیدر اژدر کے دو ٹکڑے کرنے والا رکھا ہے" مرحب نے جب حیدر کا نام سنا تو بھاگ گیا، کیونکہ اسے دایہ نے حیدر کے نام سے ڈرایا تھا۔ ابلیس نے انسانی شکل میں آکر کہا" کہاں جاتے ہو" کہا کہ" میں اس شخص سے ڈرتا ہوں۔ جس کا نام حیدر ہے" کہا" حیدر دنیا میں بہت ہیں، یہ وہ حیدر نہیں ہیں جن سے تم ڈرتے ہو۔ واپس جاؤ، ممکن ہے تم اس کو قتل کر دو اور میں تمہاری امداد کرتا ہوں" امیر المؤمنین نے اسے فی النار والسقر کر دیا

۸

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ ہم امیر المؤمنین علیہ السلام کے پیچھے جا رہے تھے اور ہمارے ساتھ قریش کا ایک آدمی بھی تھا۔ امیر المؤمنین کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آپ نے بہادروں کو قتل کیا، بچوں کو یتیم بنایا اور آپ نے ایسے ایسے کام کیئے۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا" مسخ ہو جا اے کتے" وہ شخص سیاہ کتے کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ حضرت سے پناہ لیتا تھا اور دم مارتا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت کو اس پر رحم آگیا اپنے ہونٹوں کو حرکت دی، پہلے کی طرح وہ انسانی شکل میں تبدیل ہو گیا، لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا" اے امیر المؤمنینؑ! آپ جب یہ کام کر سکتے ہیں اور معاویہ آپ کو بار بار للکار رہا ہے، اس کا خاتمہ کیوں نہیں کرتے؟" فرمایا! ہم مکرم بندے ہیں، ہم قول سے سبقت نہیں کرتے، اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہیں"

۹

علی بن ہارون منجم کا بیان ہے کہ خلیفہ راضی بہت دفعہ اس بات پر میرے ساتھ

جھگڑا کیا کرتا تھا۔ کہ علی بن ابی طالبؑ غلطی پر تھے، آپ نے معاویہ کے معاملے میں تدبر سے کام نہیں لیا، میں نے اس پر حجت واضح کر دی کہ غلطی کا جملہ علیؑ کی شان میں کہنا نامناسب ہے، جو کچھ حضرت نے کام کیا وہ درست ہے، وہ میری اس بات کو نہیں مانتا تھا۔ ایک روز ہمارے پاس آکر کہنے لگا کہ اس بارے میں زیادہ غور و فکر کی ضرورت نہیں ہے۔ اس نے سنایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں گھر کے باہر ہوں اور میرے سامنے ایک شخص پیش ہوا جس کا سر کتے کے سر کی طرح تھا، اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا گیا کہ یہ وہ شخص ہے جو معاویہ کے مقابل میں علیؑ بن ابی طالب کو خطا کار تصور کرتا تھا، بس میں سمجھ گیا کہ یہ شخص میرے لئے اور مجھ ایسے لوگوں کے لئے عبرت تھا اور میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں۔

۱۰

ابن ابو سعید سے روایت ہے کہ ہم لوگ علی علیہ السلام کے ساتھ حنین کی طرف جا رہے تھے، ہمارا گذر کربلا کی زمین سے ہوا، فرمایا یہ جگہ حسینؑ اور آپ کے اصحاب کی ہے، پھر ہم ایک راہب کے گرجے میں پہنچے۔ لوگوں کا پیاس کی شدت سے برا حال ہو رہا تھا۔ انہوں نے اس بات کی علی علیہ السلام سے شکایت کی، آپ ایسے راستے سے تشریف لے جا رہے تھے جہاں پانی میسر نہ ہوتا تھا، ہم راہب کے پاس پہنچے، اسے آواز دی۔ وہ حضرت کے سامنے ظاہر ہوا، فرمایا! کیا تیرے گرجے کے قریب کہیں پانی ہے" عرض کیا! کہیں پانی نہیں ہے" حضرت ایک ریتلے مقام پر اترے، لوگوں کو ریت کھودنے کا حکم دیا، انہوں نے نیچے ایک سفید پتھر موجود پایا، تین آدمیوں نے مل کر اسے ہلانا چاہا، لیکن ہلا نہ سکے علی علیہ السلام نے فرمایا ہٹ جاؤ۔ میں ہی اسے ہٹاؤں گا۔ دایاں ہاتھ پتھر کے نیچے ڈالا اور اس کو اکھاڑ دیا، لوگوں نے پتھر کو حضرت کے ہاتھ میں دیکھا اسے ایک طرف رکھ دیا،

اس کے نیچے چشمہ موجود تھا، جو خوشگوار پانی سے زیادہ شفاف اور شربت سے زیادہ میٹھا تھا۔ لوگوں نے سیر ہو کر پانی پیا اور جانوروں کو پلایا اور جمع کر لیا، پھر پتھر کو اسی جگہ رکھ دیا، ریت کو پہلے کی طرح اس پر ڈال دیا، راہب حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ عرض کیا کہ میرے باپ نے میرے دادا کے حوالے سے آگاہ کیا، جو حضرت عیسٰی کے حواری تھے کہ اس ریت کے نیچے پانی کا ایک چشمہ ہے جو نبی یا نبی کا وصی ظاہر کرے گا۔ علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے اپنی صحبت میں رہنے کا شرف عطا فرمائیے؟ فرمایا! "میرے ساتھ رہو۔" حضرت نے اس کے حق میں دعا فرمائی، لیلۃ الھریر میں راہب شہید ہوا، اپنے ہاتھ سے دفن کیا۔ فرمایا! "گویا کہ میں اسے جنت میں دیکھ رہا ہوں اور میں اس کے وہ درجے بھی دیکھ رہا ہوں جن سے اسے اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے۔

۱۱

عمران اپنے باپ میثم تمارؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز مجھے امیرالمؤمنین علیؑ بن ابی طالب نے بلایا اور فرمایا، اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب بنو امیہ کا ایک شخص تجھے بلائے گا۔ اور مجھ سے برأت کرنے کو کہے گا۔ میں نے عرض کی کہ آپ سے ہرگز برأت نہیں کروں گا۔ فرمایا! "خدا کی قسم ضرور وہ تجھے قتل کر کے سولی پر لٹکائے گا۔" میں نے عرض کی کہ میں صبر سے کام لوں گا، میرے نزدیک یہ بات اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہیچ ہے۔ فرمایا! "یقیناً تم میرے ساتھ جنت میں ہو گے، میثمؓ نے اپنے بیٹے عمرانؓ سے کہا کہ بنو امیہ کا داعی مجھے بلاتا ہے اور تم سے میرے بارے میں مطالبہ کرتا ہے اور تم کہتے ہو وہ تو مکہ میں موجود ہیں وہ تم سے کہتا ہے کہ اسے ضرور میرے حوالے کر وجہاں کہیں بھی ہو، تم قادسیہ کی طرف چلے جاؤ گے۔ وہاں قیام کرو گے، میں مکہ سے تمہارے پاس آجاؤں گا۔ تم مجھے لے کر اس کے پاس جاؤ گے، وہ مجھ سے کہے گا کہ ابوتراب سے بیزاری کرو۔ میں کہوں گا۔ "خدا کی قسم میں یہ کام نہیں کروں گا، اس میں بھلائی نہیں ہے۔ وہ مجھے عمرو بن حریث کے دروازے پر سولی پر لٹکا دے گا، چوتھے روز میرے نتھنوں سے خون جاری ہو جائے گا، جب سولی پر لٹکے ہوئے میثمؓ کی یہ حالت ہو گئی تو میثمؓ نے لوگوں سے کہا "سلونی واللہ لاخبرنکم بما یکون من الفتن و مخازی بنی امیہ، مجھ سے دریافت کرو خدا کی قسم میں آنیوالے فتنوں اور بنی امیہ کے برے کاموں سے تمہیں ضرور آگاہ کروں گا۔ راوی کا بیان ہے جب میثمؓ نے لوگوں کو فتنوں کے متعلق آگاہ کیا تو داعی (زنازادہ ابن زیاد) نے ایک شخص کو روانہ کیا، اس نے میثمؓ کے منہ میں لجام ڈال دی، میثمؓ پہلے شخص تھے جن کو سولی کی حالت میں لجام دی گئی۔

۱۲

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو معلوم ہوا۔ کہ حضرت عمر آپ کے شیعوں کا ذکر کرتے ہیں۔ آپ سے حضرت علیؑ کی ملاقات مدینہ کے ایک باغ میں ہو گئی۔ حضرت کے ہاتھ میں کمان تھی، فرمایا! "مجھے معلوم ہوا کہ آپ میرے شیعوں کا ذکر کرتے ہیں"، حضرت نے کمان کو زمین پر پھینک دیا، وہ اونٹ کی مانند اژدہا بن گئی اور حضرت عمر کی طرف نگلنے کے لئے بڑھی، آپ نے چلا کر کہا "اللہ اللہ اے ابوالحسن" التجا اور زاری شروع کر دی، حضرت نے اژدہے پر ہاتھ مارا، وہ پہلے کی طرح کمان ہو گیا، حضرت عمر مرعوب ہو کر گھر واپس چلے گئے، حضرت سلمانؓ کا بیان ہے کہ رات کے وقت مجھے علی علیہ السلام نے بلایا اور فرمایا کہ عمر کے پاس چلے جاؤ۔ ان کے پاس مشرق کے علاقہ سے مال آیا ہے، جس کو ان کے سوا اور کوئی شخص نہیں جانتا، وہ اسے رکھنا چاہتے ہیں

تم جاکر کہو کہ علیؑ کہتے ہیں کہ جو مال تمہارے پاس مشرق سے آیا ہے اسے مستحقوں میں تقسیم کر دو۔ ورنہ میں یہ راز فاش کر دوں گا۔ سلمانؓ نے کہا کہ میں ان کے پاس گیا اور پیغام پہنچا دیا کہا: "مجھے بتاؤ تمہارے صاحب کو اس بات کا کیسے علم ہو گیا؟ میں نے کہا کیا ایسی باتیں آپ سے پوشیدہ رہ سکتی ہیں؟ کہا: سلمان: ایک بات میری ضرور مان لو، علیؑ جادوگر معلوم ہوتے ہیں اور مجھے تو ان سے ڈر لگتا رہتا ہے۔ مناسب یہی ہے کہ تم ان کو چھوڑ دو اور میرے گروہ میں شامل ہو جاؤ۔ میں نے کہا یہ نامناسب ہے۔ علیؑ تو اسرارِ نبوت کے وارث ہیں، میں نے تو آپ سے زیادہ باتوں کا مشاہدہ کیا ہے، پھر انہوں نے کہا ان کے پاس چلے جاؤ اور ان سے کہو کہ میں آپ کا حکم بسر و چشم بجا لاؤں گا۔" میں علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا میں اس بات چیت کے بارے میں بتاؤں جو تمہارے درمیان ہوئی تھی۔" میں نے عرض کی آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں، آپ نے وہ پوری گفتگو بتا دی۔ جو ہمارے درمیان ہوئی تھی پھر فرمایا: "اژدہے کا خوف مرتے دم تک ان کے دل میں باقی رہے گا۔"

(١٣)

امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ میرے چہرے سے غبار صاف کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: "علیؑ تم پر حرج نہیں، علیؑ تم پر حرج نہیں، تم نے اپنی ذمہ داری کو پوری طرح نبھایا"۔ تین دن کے بعد آپ پر تلوار کا وار لگا، پھر فرمایا میں نے رسولؐ اللہ کو خواب میں دیکھا ہے اور میں نے آپ کی خدمت میں بنوامیہ کے مظالم کا شکوہ کیا ہے اور رو پڑا ہوں، فرمایا گریہ نہ کرو...." پھر امام حسنؑ اور حسینؑ سے فرمایا جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے غری کی طرف اٹھا کر لے جانا جو کوفہ کے نجف میں واقع ہے، میرے جنازے کے تابوت کے

آخری حصہ کو اٹھانا، پہلے حصے کو فرشتے اٹھائیں گے، فرمایا مجھے وہاں دفن کر دینا اور میری قبر مٹا دینا، حضرت کو بنوامیہ کے کرتوتوں کا علم تھا، فرمایا، چلتے رہنا آخر کار تمہیں ایک سفید پتھر ملے گا جس سے نور چمکتا ہو گا، وہاں قبر کھودنا۔ ایک تختہ ملے گا جس پر لکھا ہوا ہو گا کہ یہ قبر نوحؑ نے علیؑ بن ابی طالب کے لئے کھودی ہے، حسنینؑ نے حضرت کے حکم کی بجا آوری کی آپ کو دفن کر کے آپ کی قبر کے نشان مٹا دیئے۔ حضرت کی قبر لگاتار مخفی رہی۔ حتیٰ کہ امام جعفر بن محمد علیہما السلام نے خلافتِ عباسیہ کے زمانے میں بتائی۔ ایک روز خلیفہ ہارون الرشید شکار کو گیا۔ اس کے شکاریوں نے بازوں اور کتوں کو ہرنوں پر چھوڑ دیا، ہرنوں نے دوڑ کر جھاڑیوں میں پناہ لی، کتے اور باز لوٹ آئے، ہرن جھاڑیوں سے پھر نمودار ہوئے۔ کتوں اور بازوں کو پھر چھوڑا گیا۔ ہرن پھر جھاڑیوں میں جا چھپے، کتے اور باز واپس آ گئے، ایسا تین مرتبہ ہوا، ہارون الرشید یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا، بنواسد کے ایک شخص سے پوچھا یہ جھاڑیاں کیا چیز ہیں؟ اس نے کہا اگر بتا دوں تو اماں ملے گی؟ کہا۔ ہاں۔ کہا یہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر کی جگہ ہے۔ ہارون الرشید نے وضو کیا، نماز پڑھی اور دعا مانگی انہیں جھاڑیوں میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام کی قبر کو ظاہر کیا۔

باب نمبر ۳

حضرت امام حسن علیہ السلام کے معجزات

۱

معاویہ سے عمرو بن عاص نے کہا: حسن بن علی علیہما السلام حیا والے انسان ہیں اگر آپ منبر پر تشریف لے جائیں اور لوگ آپ کو دیکھیں تو آپ شرما جائیں گے۔ اور خطبہ کہنا چھوڑ دیں گے، امام حسنؑ سے خطبہ کہنے کو کہیں، معاویہ نے عرض کی کہ ابو محمدؑ آپ منبر پر تشریف لے جائیں اور ہمیں نصیحت فرمائیں، حضرتؑ نے منبر پر جاکر کہا: "اے لوگو! جو شخص مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ میں حسنؑ بن علیؑ بن ابی طالب ہوں۔ میں رسول اللہؐ کی بیٹی فاطمہؑ سیدۃ النساء کا بیٹا ہوں، میں رسولؐ اللہ کا فرزند ہوں، میں اللہ کے نبی کا بیٹا ہوں، میں سراجِ منیر کا بیٹا ہوں۔ میں بشیر و نذیر کا فرزند ہوں، میں اس کا فرزند ہوں جو عالمین کے لئے رحمت تھا، میں اس کا بیٹا ہوں جو تمام انسانوں اور جنات کے لئے بھیجا گیا۔ میں اس کا فرزند ہوں، جو اللہ کے رسول کے بعد تمام مخلوق سے افضل تھے۔ میں صاحبِ فضائل، معجزات اور دلائل کا نورِ چشم ہوں۔ میں امیر المؤمنینؑ کا فرزند ہوں۔ میں اس کا فرزند ہوں جس کو حق سے محروم رکھا گیا، میں جوانانِ جنت کے سرداروں میں سے ایک ہوں، میں رکن و مقام کا بیٹا ہوں میں مکہ اور منیٰ کا فرزند ہوں۔ میں مشعر اور عرفات کا بیٹا ہوں، میں شفیع اور مشفع کا بیٹا ہوں، میں

اس کا بیٹا ہوں جس کے ساتھ مل کر فرشتوں نے جہاد کیا۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس کے آگے قریش جھک گئے۔ میں امام الخلق کا بیٹا ہوں، میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ہوں معاویہ کو خوف لاحق ہوا کہ کہیں لوگ امام حسنؑ کے گرویدہ نہ ہو جائیں۔ عرض کیا، اے ابو محمد! نیچے تشریف لائیے جتنا بیان ہو چکا وہ کافی ہے۔"

حضرت نیچے تشریف لائے، معاویہ نے کہا، آپ کا خیال ہے کہ آپ عنقریب خلیفہ ہو جائیں، آپ اور یہ چیز؟ امام حسنؑ نے فرمایا۔ خلیفہ وہ ہوتا ہے جو کتاب خدا اور سنت رسولؐ کا عامل ہو، نہ وہ شخص جو ظلم و جور کا بانی ہو، سنت کو معطل کر رہا ہو، دنیا کو ماں باپ بنا رکھا ہو، ملک کا مالک بن گیا ہو۔ جس سے تھوڑا فائدہ اٹھائے گا۔ دنیا کی لذت ختم ہو جائے گی۔ لیکن اس کے وبال سر پر قائم ہوں گے۔ اس مجلس میں بنو امیہ کا ایک آدمی موجود تھا جو نوجوان تھا۔ وہ امام حسنؑ سے بکواس کرنے لگا، آپ کو اور آپ کے والد کو بڑھ کر سب و شتم کئے، امام حسنؑ نے فرمایا اے معبود! اس سے نعمت چھین لے اور اسے عورت بنا دے تاکہ اس کے ذریعہ عبرت ہو۔ اس نے اپنے آپ کو دیکھا تو وہ عورت بن چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی فرج کو عورت کی فرج میں تبدیل کر دیا تھا۔ اس کی ڈاڑھی گر گئی تھی، امام حسن علیہ السلام نے فرمایا۔ تم مردوں کی مجلس میں کیوں بیٹھے ہو تم تو عورت ہو، امام حسنؑ تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر اس کا کپڑا اٹھایا تاکہ اٹھ کر چلا جائے ابن عاص نے کہا تشریف رکھئے میں آپ سے سوال کرتا ہوں، فرمایا، جو مرضی چاہے پوچھو، کہا۔ فرمائیے کرم، نجدت اور مروت کیا چیز ہے، فرمایا کرم پرہیزگاری کی طرح مشہور ہے۔ سوال کرنے سے پہلے دینے کا نام کرم ہے، نجدت کے معانی حرام چیزوں سے دور رہنا اور ناگوار باتوں کے وقت صبر کرنا ہے۔ مروت دین کی حفاظت اور

نفسی کو پہچاننا اور اسلام پھیلانے کا نام ہے۔ حضرت اٹھ کر چلے گئے۔ معاویہ عمرو عاص سے ناراض ہو گیا، کہا کہ تم نے شام والوں کو خراب کر دیا ہے۔ عمرو نے کہا تمہیں اہل شام مبارک ہوں، مگر یاد رکھو کہ ایمان اور دین کی محبت سے تمہیں محبت نہیں کرتے وہ اس دنیا کی وجہ سے تمہیں چاہتے ہیں۔ جو تم انہیں عطا کرتے ہو۔ تلوار اور مال تمہارے قبضہ میں ہے۔ اموی نوجوان کے عورت ہو جانے کا قصہ سارے شہر میں مشہور ہو گیا۔ اس جوان کی عورت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ گریہ وزاری شروع کر دی۔ حضرت کو اس عورت پر رحم آ گیا۔ آپ نے دعا کی وہ شخص پہلے کی طرح ہو گیا۔

۲

امام حسن علیہ السلام مکہ سے مدینہ کی طرف پیدل جا رہے تھے۔ آپ کے پاؤں متورم ہو گئے۔ عرض کیا گیا اگر آپ سواری پر سوار ہو جائیں تو ورم سے سکون حاصل ہو گا۔ فرمایا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ ہو گا کہ جب ہم منزل پہ وارد ہوں گے تو ایک حبشی حاضر ہو گا۔ اس کے پاس تیل ہو گا جو ورم کو ٹھیک کر دے گا، یہ تیل اس سے خرید لینا۔ کئی میل چلنے کے بعد حبشی سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت نے اپنے غلام سے کہا، حبشی کو قیمت ادا کر کے تیل خرید لو۔ حبشی نے کہا کس کے لئے تیل لیتے ہو؟ کہا، حسنؑ بن علی بن ابی طالبؑ کی خاطر۔ کہا مجھے ان کی خدمت میں لے چلو۔ حبشی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی اے رسولؐ اللہ کے فرزند میں آپ کا غلام ہوں، میں قیمت نہیں لوں گا، میرے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ مجھے فرزند عطا کرے جو اہل بیت رسولؐ کو دوست رکھے۔ میں اپنی عورت کو دردِ زہ کی حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں، فرمایا جاؤ اللہ تعالیٰ نے تمہیں خوبصورت فرزند عطا کیا ہے۔ حبشی فوراً اپنی عورت کے پاس آیا، دیکھا کہ وہ خوبصورت بچہ جن چکی تھی۔ پھر حبشی امام حسنؑ کی خدمت میں حاضر

ہوا۔ فرزند کی ولادت کی وجہ سے حضرت کو دعائے خیر دی، حضرت نے تیل پاؤں پر ملا۔ جب تک ورم زائل نہ ہوا آپ اپنی جگہ سے نہ اٹھے۔

۳

امام حسن علیہ السلام نے اپنے اہل بیت سے فرمایا، میں زہر سے شہید کیا جاؤں گا، جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا ایسا کام کون کرے گا: فرمایا میری بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس یہ کام کرے گی، معاویہ اسے جال میں پھنسا کر یہ کام کرائے گا۔ عرض کی اسے گھر سے نکال دیجئے اور اپنے سے دور فرمائیے۔ فرمایا کس طرح اسے گھر سے نکال سکتا ہوں، اس کے سوا مجھے اور کوئی قتل نہیں کرے گا (نکالنے کی صورت میں اسے لوگوں سے کہنے کا بہانہ بھی مل جائے گا (کہ امام کو میں نے زہر نہیں دیا) تھوڑے عرصہ بعد معاویہ نے جعدہ کے پاس کافی مال بھیجا اور اسے اس بات کی لالچ دی کہ تجھے ایک لاکھ درہم اور بھی دیں گے۔ اس کے علاوہ ایک جاگیر بھی عطا ہو گی اور یزید سے تیری شادی بھی کر دی جائے گی۔ زہر آلود شربت بھیجا کہ یہ امام حسنؑ کو پلا دو۔ ایک دن امام حسن علیہ السلام گھر میں تشریف لائے، آپ روزہ کی حالت میں تھے، دن سخت گرم تھا، افطار کے وقت جعدہ نے دودھ کا پیالہ دیا، اس میں زہر ملا دیا، حضرت نے اسے پیا اور فرمایا۔ اے اللہ کی دشمن تو نے مجھے قتل کر دیا۔ خدا تجھے قتل کرے اور تجھے بھلائی کا دیکھنا نصیب نہ ہو، تجھے دھوکہ دیا گیا ہے اور تیرے ساتھ مذاق ہوا ہے، وہ تجھے خراب کرے گا۔ اس کے بعد حضرت دو روز زندہ رہ کر انتقال فرما گئے، معاویہ نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا اور جعدہ سے بے وفائی کی۔

(۴)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امام حسن علیہ السلام اپنی وفات کے وقت رو پڑے اور فرمایا کہ مجھے ایک عظیم اور بڑا ہولناک حادثہ درپیش ہے۔ میں ایسے امر سے کبھی دوچار نہیں ہوا، پھر وصیت فرمائی کہ مجھے بقیع میں دفن کیا جائے۔ فرمایا اے بھائی (حسینؑ) میرا جنازہ نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر لے جانا تاکہ میں عہد کی تجدید کرسکوں۔ پھر مجھے وہاں میری دادی فاطمہ بنت اسدؓ کی قبر کی طرف لے جانا اور مجھے وہاں دفن کر دینا۔ عنقریب تمہیں معلوم ہوگا کہ قوم کا یہ خیال ہوگا کہ آپ لوگ مجھے رسول اللہ کے پاس دفن کرنا چاہتے ہیں، تم لوگوں کو زبردستی منع کریں گے۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ میرے بارے میں اپنے خون کو نہ جلانا، غسل و کفن کے بعد امام حسن علیہ السلام کا جنازہ تابوت میں رکھ کر اٹھایا گیا آپ کا جنازہ آپ کے نانا رسول اللہؐ کی قبر کی طرف لے جایا گیا تاکہ عہد کی تجدید ہو سکے۔ مروان بن حکم بنوامیہ کے آدمی لے کر آگیا اور کہا کہ عثمان تو مدینہ کے انتہائی کونے میں دفن ہوں اور حسنؑ رسول اللہ کے ساتھ دفن ہوں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بی بی عائشہ خچر پر سوار ہو کر آگئیں اور کہنے لگیں کہ "میں اس شخص کو اپنے گھر میں دفن نہیں ہونے دوں گی۔ جس کو ......"

ابن عباسؓ نے مروان سے کہا کہ تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ۔ ہم امام حسنؑ کو یہاں دفن نہیں کریں گے۔ آپ اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت سے اور لوگوں سے زیادہ عالم اور عارف تھے، آپ پر اس طرح ہجوم ہو گیا ہے۔ جس طرح آپ کے غیر پر اس کی مرضی کے خلاف اس کے گھر میں ہجوم کر دیا گیا تھا، تم چلے جاؤ۔ ہم آپ کو بقیع میں آپ کی وصیت کے مطابق دفن کریں گے۔ بی بی عائشہ سے فرمایا، افسوس کہ ایک روز جمل والا تھا اور ایک روز خچر والا ہے ....."

باب نمبر ۴

امام حسین علیہ السلام کے معجزات

(۱)

یحییٰ بن ام طویل کا بیان ہے کہ میں امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، حضرت کی خدمت میں ایک نوجوان روتا ہوا حاضر ہوا، امام حسین علیہ السلام نے پوچھا کیوں روتے ہو۔ عرض کی کہ میری والدہ اس وقت فوت ہو گئی ہے اس کے پاس مال تھا اس بارے میں اس نے کوئی وصیت نہیں کی اور مجھے آگاہ کیا تھا کہ میں مال میں اس وقت تک کوئی چیز نہیں بتاؤں گی جب تک میں آپ کی خدمت میں اس کی موت کی اطلاع نہ کر دوں۔ امام حسین علیہ السلام نے کہا کہ چلو اس حرہ کے پاس چلیں۔ ہم حضرت کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔ گھر کے دروازے کے پاس پہنچے۔ جس میں عورت موجود تھی، حضرت نے اس کے حق میں دعا کی تاکہ وہ زندہ ہو کر وصیت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر دیا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور کلمہ شہادت پڑھا۔ امام حسین علیہ السلام کی طرف دیکھ کر عرض کی، مولا! گھر میں تشریف لائیے۔ مجھے اپنے امر کے بارے میں حکم کیجیے۔ حضرت اندر تشریف لے گئے۔ فرمایا خدا تم پر رحم کرے، وصیت کرو۔ عرض کی اے اللہ کے رسول کے فرزندؑ میرے پاس فلاں فلاں مال موجود ہے۔ اور فلاں فلاں جگہ رکھا ہے۔ میں نے مال کے تین حصے کیے ہیں۔ ایک حصہ جناب کا ہے جہاں چاہیں صرف فرمائیں، باقی دو حصے میرے

فرزند کے ہیں. مجھے معلوم ہے کہ یہ آپ کا غلام اور دوست ہے اگر آپ کا مخالف ہوتا اس
سے وہ مال بھی لے لو، منافقین کو مومنین کے مال میں کوئی حق حاصل نہیں ہے. پھر عرض کی
میری نماز جنازہ آپ پڑھائیں اور میرے امور کی نگرانی فرمائیں. پھر وہ پہلے کی طرح
مردہ ہوگئی.

۲

ایک اعرابی امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے فرمایا
اے اعرابی تمہیں شرم نہیں آتی کہ اپنے امام کے سامنے جنب کی حالت میں داخل ہوئے
ہو، اعرابی باہر چلا گیا اور غسل کر کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت سے وہ
بات پوچھی جو اس کے دل میں تھی.

۳

امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ
امام حسین علیہ السلام جب اپنے نوکروں کو کسی کام کی خاطر روانہ کرتے تو فرماتے کہ فلاں دن
جاؤ، فلاں فلاں دن نہ جاؤ اگر تم نے میرے حکم کی مخالفت کی تو راستے میں مارے جاؤ گے
ایک دفعہ انہوں نے مخالفت کی انہیں راستے میں چوروں نے قتل کر دیا اور ان کا سارا
سامان لوٹ لیا. امام حسین علیہ السلام کو معلوم ہوا، فرمایا میں نے انہیں تنبیہہ کی تھی لیکن
انہوں نے میری نصیحت نہیں مانی. پھر آپ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے، حاکم کے پاس
تشریف لے گئے. حاکم نے عرض کیا، اے ابو عبداللہ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے
غلام مارے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں آپ کو اجر عنایت کرے. فرمایا میں
تجھے آگاہ کروں کہ کن لوگوں نے انہیں قتل کیا ہے. اس بارے میں تیرا ہاتھ بٹاؤں؟

عرض کیا فرزند رسولؐ آپ ان کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، جس طرح تمہیں جانتا ہوں
یہ ان میں سے ہے. حضرت نے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا جو حاکم کے سامنے کھڑا ہوا
تھا. اس نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں ان میں سے ہوں. امام حسین علیہ السلام نے
فرمایا اگر میں ٹھیک ٹھیک بتا دوں تو تم میری تصدیق کرو گے: کہا خدا کی قسم میں ضرور آپ
کی تصدیق کروں گا. فرمایا جب تم چلے تو تمہارے ساتھ فلاں فلاں آدمی تھا: حضرت
نے تمام کے نام لئے. فرمایا چار مدینے کے غلام ہیں. باقی مدینے کے اور لوگ ہیں. حاکم نے غلام
سے کہا ٹھیک ٹھیک بتا ورنہ کوڑوں سے تیرے گوشت کے پرزے پرزے کر دوں گا.
اس نے کہا خدا کی قسم حسینؑ نے جھوٹ نہیں کہا بلکہ سچ فرمایا ہے. ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
آپ ہمارے ساتھ تھے. حاکم نے تمام لوگوں کو طلب کیا اور سب نے جرم کا اقرار کیا اور
ان کی گردنیں اڑا دی گئیں.

۴

ایک شخص امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی کہ فلاں عورت
کے بارے میں آپ سے مشورہ لیتا ہوں. فرمایا میں اس بات کو پسند نہیں کرتا، عورت
اور مرد دونوں مال دار تھے. اس نے امام کے مشورے کی مخالفت کر کے عورت سے شادی
کر لی، تھوڑے عرصے بعد جدائی ہوگئی. امام نے فرمایا اس کا راستہ تیرے خلاف تھا. اللہ تعالیٰ
اس کے عوض میں تجھے اس سے بہتر عورت عطا کرے گا تم فلاں عورت سے عقد کر لو. ایک
سال کے اندر وہ شخص بہت مالدار ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے فرزند عطا کیا. اس نے اس
عورت کو بہتر پایا.

۵

امام حسین علیہ السلام کی ولادت کے وقت اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ فرشتوں

کی ایک جماعت لے کر محمدؐ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ کو مبارک باد دیں۔ جبرئیلؑ ایک جزیرہ میں اترے، وہاں ایک فرشتہ موجود تھا جس کا نام فطرس تھا جو اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے راندہ گیا تھا، اللہ کے حکم میں کوتاہی کرنے کے باعث اس کے پَر توڑ دیئے گئے اور اس جزیرے میں پھینک دیا گیا، اس نے سات سو سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، فطرس نے جبرئیل سے کہا کہاں جا رہے ہو؟ کہا محمد صلعم کے پاس جا رہا ہوں۔ کہا مجھے ساتھ لے چلئے تاکہ میرے بارے میں دعا فرمائیں۔ جبرئیلؑ نے حاضر ہو کر حضرت محمد صلعم کو فطرس کے حالات سے آگاہ کیا۔ نبیؐ نے فرمایا فطرس سے کہو اس مولود کے جسم سے اپنے پَر مس کرے فمسح فطرس بمهد الحسینؑ فاعاد الله تعالے الیه جناحه فی الحال۔ فطرس نے حسینؑ کے جھولے سے اپنے پروں کو مس کیا اسی وقت اللہ تعالٰے نے اس کے پر لوٹا دیئے پھر جبرئیلؑ آسمان کی طرف اڑ کر چلے گئے۔

۶

امام حسین علیہ السلام نے جب عراق جانے کا ارادہ فرمایا تو جناب اُمّ سلمہ نے عرض کی آپ عراق تشریف نہ لے جائیے۔ فانی سمعت رسول الله یقتل ابنی الحسین بالعراق ۔ ۔ ۔ ۔ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا میرا فرزند حسینؑ عراق میں قتل ہو گا اور میرے پاس وہ مٹی موجود ہے جو ایک شیشی میں رکھی ہوئی ہے۔ فرمایا خدا کی قسم میں اس طرح قتل کیا جاؤں گا۔ اگر میں عراق کی طرف نہ جاؤں تب بھی مجھے قتل کیا جائے گا۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو میں اپنی قتل گاہ اور اپنے اصحاب کے بچھڑنے کی جگہ بتاؤں؟ پھر حضرتؑ نے جناب ام سلمہ کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نگاہ کو اس قدر تیز کیا کہ انہوں نے سب کچھ دیکھ لیا حضرتؑ نے کچھ مٹی لی اور ام سلمہ کو عطا کی، یہ مٹی بھی اسی مٹی جیسی تھی جو پہلے ام سلمہ کے پاس

موجود تھی، انہوں نے اس مٹی کو ایک اور شیشی میں بند کر دیا۔ فرمایا جب سرخ ہو جائے تو جان لینا کہ میں قتل کیا گیا ہوں۔

جناب ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ عاشور کے روز میں نے دونوں شیشیوں کو عصر کے بعد دیکھا تو ان سے خون چھلک رہا تھا، جناب ام سلمہؓ نے چلانا شروع کیا اس روز جو پتھر اور ڈھیلا اٹھایا جاتا تو اس کے نیچے جوش مارتا ہوا خون نکلتا تھا۔

باب نمبر ۵

علی ابن حسین علیہ السلام کے معجزات

۱

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان خانۂ کعبہ کا طواف
کر رہا تھا، علیؑ بن حسینؑ بھی اس کے سامنے طواف فرما رہے تھے، حضرت نے عبدالملکؔ کی
طرف کوئی توجہ نہ کی، عبدالملک . . . . .
آپ کو پہچانتا نہیں تھا، کہا کون شخص ہے، جو ہمارے سامنے طواف کر رہا ہے اور ہماری
طرف توجہ نہیں دیتا؟ کہا گیا کہ یہ علیؑ بن حسینؑ ہیں، اپنی جگہ پر بیٹھ گیا کہا آپ کو میرے پاس
لاؤ، آپ لائے گئے، کہا اے علیؑ بن حسینؑ میں آپ کے والد کا قاتل نہیں ہوں، آپ میری
طرف کیوں تشریف نہیں لاتے؟ فرمایا میرے باپ کے قاتل نے اپنی دنیا خود خراب کی اور
اس کی آخرت میرے باپ نے خراب کر دی فان اجبت ان تکون کھو فکن. اگر تمہیں پسند
ہے کہ تم وہ شخص بننا چاہتے ہو تو تم بھی ویسے ہو جاؤ. قال کلا کہا ہرگز نہیں ولکن صرالینا
تنال من دنیانا لیکن ہمارے پاس آکر ہماری دنیا لیتے رہیں، فجلس زین العابدین و بسط
رداوۂ و رمی فیہ کفامن حصاۃ المسجد فقال اللھم ارہ حرمۃ اولیاءک عندک فاذا
رداوۂ مملوۃ در یکاد شعاعہ یخطف الابصار فقال لہ من تکون ھٰذہ حرمتہ عند
یحتاج الٰی دنیاک ثم قال اللّٰھم خذھا فمالی فیھا حاجۃ حضرت بیٹھ گئے چادر

کو زمین پر بچھا دیا، مسجد کے سنگریزوں کی مٹھی بھر کر اس پر ڈال دی، فرمایا "اے معبود اس
کو اپنے نزدیک اپنے اولیاء کی منزلت دکھا دے، فوراً چادر موتیوں سے بھر گئی جن کی شعاعیں
آنکھوں کو خیرہ کرنے کے قریب تھیں، فرمایا جس شخص کی اللہ کے نزدیک یہ منزلت ہو وہ
کہاں تیری دنیا کا محتاج ہوگا، پھر فرمایا "اے معبود! ان کو واپس لے لو مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے

۲

ابو خالد کابلی سے مروی ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد مجھے محمد بن حنفیہ
نے بلایا اور اس وقت امام زین العابدین علیہ السلام مدینہ میں تشریف لا چکے تھے اور ہم لوگ
مکہ میں موجود تھے، کہا علی بن حسینؑ کے پاس جاؤ اور کہو کہ میں امیرالمومنینؑ کی اولاد میں سے اپنے
بھائی حسنؑ اور حسینؑ کے بعد سب سے بڑا ہوں، اگر منظور ہو تو کسی شخص کو حکم مقرر فرمالیجئے
اور فیصلہ اس کے سپرد ہونا چاہیئے. میں امام کی خدمت میں حاضر ہوا اور پیغام پہنچا دیا.
فرمایا واپس جا کر کہو کہ عم بزرگوار اللہ تعالٰے سے ڈرو اور اس بات کا دعوٰی نہ کرو جو اللہ تعالٰے
نے تمہارے لئے مقرر نہیں کی، اگر اس بات پر انکار ہے تو میرے اور آپ کے درمیان حجرِ اسود
فیصلہ کرے گا جس کے بارے میں حجرِ اسود گواہی دے گا وہی شخص امام ہوگا. میں یہ جواب لے
کر گیا (محمد بن حنفیہ اس بات کو مان گیا) ابو خالد کا بیان ہے کہ دونوں حضرات خانہ کعبہ کے
اندر تشریف لے گئے اور میں دونوں کے ساتھ تھا، حجرِ اسود کے پاس تشریف لائے. علی بن حسینؑ
نے فرمایا اے چچا آگے بڑھئے کیونکہ آپ عمر میں بڑے ہیں اس سے اپنے متعلق گواہی طلب
کیجئے، محمد آگے بڑھے اور دو رکعت نماز ادا کی. دعائیں مانگیں، پھر حجرِ اسود سے اپنے متعلق
گواہی طلب کی کہ امامت میرے لئے ہے. لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا. پھر علی بن حسینؑ
کھڑے ہوئے. دو رکعت نماز ادا کی اور کہا اے حجرِ اسود جس کو اللہ تعالٰے نے اپنے بیت الحرام

میں ہراس آنے والے کیلئے گواہ بنایا ہے جو شوقِ عبادت میں آتا ہے . ان کنت تعلم انی صاحب الامام انی الامام المفترض الطاعۃ فانطق الحجر بلسان عربی مبین فقال یا محمد بن علی سلم الی علی بن الحسین فانہ المفترض الطاعۃ علیک وعلی جمیع عباد اللہ دونک ودون الخلق اجمعین اگر تم جانتے ہو کہ میں صاحب امام ہوں اور میں تمام بندوں پر واجب الاطاعت امام ہوں تو تم میرے بارے میں گواہی دو تاکہ میرا چچا جان لے کہ امامت میں اس کا حق نہیں ہے . اللہ تعالیٰ نے حجرِ اسود کو صاف عربی زبان میں گویا کیا، کہا اے محمد بن علی علی بن حسینؑ کی اطاعت مان لے، وہ تیرے واجب الاطاعت امام ہیں اللہ کے تمام بندوں پر، محمد بن حنفیہ نے اس بات کو قبول کر لیا اور کہا (اے علیؑ) امامت کے حق دار آپ ہیں، محمد بن حنفیہ نے صرف شکوک کے زائل کرنے کی خاطر یہ بات کہی تھی ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حجرِ اسود کو یوں گویا کیا" اے محمد بن علیؑ . علی بن حسینؑ تم پر اور تمام ان چیزوں پر جو زمین اور آسمان میں موجود ہیں اللہ تعالےٰ کی حجت اور واجب الطاعۃ ہیں آپ کی بات قبول کرو اور اطاعت قبول کرو . یہ سن کر محمد نے کہا بسر و چشم مانتا ہوں اے اللہ کی حجت زمین اور آسمان میں .

۳

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ علی بن حسینؑ ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے، جنگل سے ایک ہرنی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے کو آپ کے قدموں میں گرا دیا حضرت کی تعریف کرنے لگی اور اپنے پاؤں زمین پر مارتی تھی . ایک شخص نے عرض کی کہ یہ ہرنی آپ کی خدمت میں کیا عرض کرتی ہے یہ تو آپ سے مانوس معلوم ہوتی ہے . فرمایا یزید کے فرزند نے اپنے باپ سے ہرنی کا بچہ طلب کیا ہے اس نے صیاد کو پکڑنے

کا حکم دیا، بچہ ہرنی سے مانوس تھا، اس نے بچے کو (گرفتار ہونے کے بعد) دودھ نہیں پلایا یہ سوال کرتی ہے کہ میں اسے ہرنی کا بچہ (صیاد سے) لاکر دوں تاکہ اسے دودھ پلالے اور پھر صیاد کو واپس لوٹا دے گی، امام زین العابدین علیہ السلام صیاد کے پاس تشریف لے گئے . فرمایا کہ اس ہرنی کا بیان ہے کہ تم نے اس کا بچہ گرفتار کیا ہے . یہ مجھ سے سوال کرتی ہے کہ میں تم سے کہوں کہ وہ بچہ اسے واپس کر دے ." عرض کیا اے فرزندِ رسولؐ ! میں اس بات کی جسارت نہیں کر سکتا، فرمایا تو اس کو بچہ دے دو، اور یہ دودھ پلا کر تجھے واپس کر دیگی، شکاری نے یہ بات مان لی، جب بچے کو دیکھا تو بلائیں لینے لگی اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے، امام زین العابدین علیہ السلام نے شکاری سے فرمایا . تجھے میرے اس حق کی قسم جو تجھ پر واجب ہے بچہ واپس کر دے . شکاری نے بچہ واپس کر دیا، ہرنی بچہ لئے ہوئے یہ کہتی ہوئی چلی . اشھد انک من اھل بیت الرحمۃ وان بنی امیۃ من اھل اللعنۃ . میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ اہلِ بیت رحمت ہیں اور اولادِ امیہ اہلِ لعنت ہے،

۴

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے والد علی بن حسینؑ مع اہلِ بیتؑ اور اصحاب ایک باغ میں تشریف لائے، آپ نے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا، دسترخوان کھانے کے لئے بچھایا گیا، ایک ہرن غمگین صورت میں صحرا سے آکر میرے والد کے قریب ہو گیا، ان لوگوں نے کہا رسول اللہؐ کے فرزند! یہ ہرن کیا کہتا ہے؟ فرمایا اس بات کی تکلیف بیان کرتا ہے کہ اس نے تین روز سے کوئی چیز نہیں کھائی (دیکھو) اس کو ہاتھ نہ لگانا حتیٰ کہ اس کو بلاؤں اور وہ ہمارے ساتھ کھانا کھائے، عرض کی ہاں، حضرت نے ہرن کو بلایا، اس نے ان حضرات کے ساتھ کھانا کھایا، ان میں سے ایک شخص نے اس کی پشت پر ہاتھ رکھا، ہرن ڈر گیا، میرے

والد نے فرمایا کہ تم نے اس بات کا وعدہ نہیں کیا تھا کہ تم اسے ہاتھ نہیں لگاؤ گے، اس آدمی
آدمی نے قسم کھائی کہ آئندہ ایسی بے ادبی نہیں کرے گا۔ میرے والد نے ہرن سے فرمایا: واپس
آجاؤ اب تم پر کوئی خوف نہیں ہوگا۔ ہرن واپس آکر کھانے میں مشغول ہو گیا اور پھر چلا گیا
حاضرین نے کہا اے رسول اللہؐ کے فرزند! ہرن نے کیا کہا؛ فرمایا "تم لوگوں کو دعائے خیر دے
کر چلا گیا ہے۔

۵

ابو صباح کنانی سے مروی ہے کہ میں نے امام باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔
کہ کابلی نے علی بن حسین علیہ السلام کی کچھ عرصہ خدمت کی پھر اپنی والدہ سے ملنے کا ارادہ
کیا اور حضرتؑ سے اجازت طلب کی، فرمایا، اے کنکر! ہمارے پاس شام کا غدار آدمی آئے
گا۔ جو صاحبِ مال و صاحبِ وجاہت ہوگا۔ اس کی بیٹی جن کے عارضہ میں مبتلا ہے، وہ معالج
تلاش کرے گا۔ اس بارے میں اپنا مال خرچ کرے گا۔ جب وہ آئے تو سب سے پہلے تم اس
کے پاس جانا اور کہنا کہ دس ہزار درہم کے عوض میں تیری بیٹی کا علاج کر دوں گا۔ اور یہ جن کبھی
لوٹ کر نہیں آئے گا۔ لڑکی کے باپ نے اس بات کا وعدہ کیا، ابو خالد کنکر نے امام زین العابدین
علیہ السلام نے فرمایا، یہ عنقریب تم سے بے وفائی کرے گا، پھر فرمایا جاؤ لڑکی کے بائیں کان کو
پکڑ کر کہو، یاخبیث یقول لک علی بن الحسینؑ اخرج من بدن ھذہ الجاریۃ ولا تعد
الیھا۔ اے خبیث، تمہیں علی بن حسینؑ فرماتے ہیں کہ اس لڑکی کے بدن سے چلا جا اور پھر لوٹ
کر نہ آنا؛ ابو خالد نے حضرتؑ کے فرمان کے مطابق کیا، جن نے لڑکی کو چھوڑ دیا، لڑکی ٹھیک ہو
گئی، ابو خالد نے رقم طلب کی، شامی نے باتیں بنائیں۔ ابو خالد نے امام علیہ السلام کی خدمت
میں درخواست کی اور مفصل حالات سے آگاہ کیا۔ فرمایا: ابو خالد میں نے تم سے کہا کہ عنقریب وہ
تم سے بے وفائی کرے گا۔ لیکن جن پھر لوٹ آئے گا۔ لیکن جب دوبارہ آئے تو اس سے

کہنا کہ جن واپس اس لئے لوٹ آیا کہ تو نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا تھا۔ اگر تم دس ہزار درہم علی
بن حسینؑ کے ہاتھ پر رکھ دو تو میں اس لڑکی کو ایسا ٹھیک کر دوں گا کہ جن پھر کبھی لوٹ کر واپس
نہیں آئے گا۔ شامی نے یہ شرط مان لی، ابو خالد لڑکی کے پاس آئے اور اس کے کان میں اس
طرح کہا جس طرح پہلے کہا تھا، پھر کہا اگر تم دوبارہ لڑکی کے پاس آئے تو میں تمہیں آگ میں جلا
دوں گا، جن ڈر گیا، پھر کبھی لوٹ کر نہ آیا اور لڑکی ٹھیک ہو گئی۔ ابو خالد نے امامؑ سے رقم لے
لی اور حضرت نے اسے اپنی والدہ کے پاس جانے کی اجازت بھی دے دی، ابو خالد مال لے
کر اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

۶

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ میرے والد نے وصیت فرمائی، "میرے
فرزند جب میرا انتقال ہو جائے تو تمہارے سوا مجھے اور کوئی غسل نہ دے کیونکہ امام کو اس
جیسا امام ہی غسل دیتا ہے جو اس کے بعد امام ہوتا ہے۔ میرے فرزند تیرا بھائی عبداللہ عنقریب
لوگوں کو اپنی طرف بلائے گا، اسے روکنا، اگر انکار کرے تو اس کی عمر کوتاہ ہو جائے گی"۔ امام
محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا میرے باپ کا انتقال ہوا تو عبداللہ نے امامت کا دعویٰ کر
دیا۔ میں نے اس سے کوئی جھگڑا نہ کیا۔ چند ماہ بعد عبداللہ دنیا سے انتقال کر گیا

۷

حماد بن حبیب کوفی سے مروی ہے کہ ایک سال ہم پہاڑوں کے درمیان والے راستے
سے روانہ ہوئے، جب زبالہ سے کوچ کیا تو سیاہ اور تاریک آندھی نے ہمیں گھیر لیا۔
قافلہ بیابان میں تتر بتر ہو گیا۔ میں ایک بے آب و گیاہ وادی میں پہنچا، رات چھا گئی میں
نے درخت کے نیچے پناہ لی، رات کی سخت تاریکی میں ایک نوجوان کو دیکھا۔ اس نے اتنا

بوسیدہ سیاہ لباس پہنا ہوا تھا جو بالکل بے قیمت تھا۔ میں نے کہا "یہ اللہ تعالےٰ کا ولی ہے۔ ایک جگہ وہ تشریف لائے۔ نماز کے لئے تیار ہوئے آپ کی خاطر پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا، فوراً اس کی طرف لپکے اور یہ دعا فرماتے تھے یامن جازکل شیٔ ملکوتا وقھر کل شیٔ جبروتا صل علی محمد و ال محمد و اولج قلبی فرح الاقبال علیک والحقنی بمیدان المطعین لک۔ نماز میں مصروف ہوگئے۔ میں بس آپ کے پیچھے نماز پڑھنے لگا۔ ناگاہ حضرت کے سامنے محراب کی شکل بن گئی، جب وعدو وعید کی آیت تلاوت فرماتے تو گریہ زاری فرماتے تاریکی کا دامن چاک ہوا۔ کھڑے ہو کر فرمانے لگے یامن قصدہ الضالون فاسابوہ متر شداً واما الخائفون فوجدوہ معقلا والجاء الیہ العائذون فوجدوہ متمادہ متی راحت من نصب لغیرک یدیہ و متی فرح من قصدک لغیرک ھمتہ الٰھی قد انقشع الظلام ولم افض من خدمتک وطرا ولا من حیاض مناجاتک صدرا صل علی محمد و ال محمد وافعل بی اول الامرین بک۔ میں حضرت کے دامن سے لپٹ گیا، فرمایا اگر تیرا توکل سچا ہے تو تو بھٹک نہیں سکتا، لیکن میری پیروی کر اور میرے نشان (قدم) پر ٹھہر جا اور میرا ہاتھ پکڑ لے۔ راوی کا بیان ہے کہ جوں ہی میں نے حضرت کے ہاتھوں کو پکڑا تو مجھے یوں معلوم ہوا کہ میرے پاؤں کے نیچے زمین کی طنابیں کھنچی جا رہی ہیں، جب صبح کے ستون ظاہر ہوئے تو فرمایا یہ مکہ ہے۔ میں نے عرض کی آپ کو قسم ہے اس ذات کی جس کی طرف آپ رجوع کرتے ہیں، آپ کون ہیں؟ فرمایا جب تم نے مجھے قسم دی ہے (ابھی آپ نے یہی جملہ فرمایا تھا کہ مجھ پر ظاہر ہوا) یہ تو علی بن حسینؑ ہیں)

۸

امام زین العابدین علیہ السلام نے اس سال حج کیا جس سال ہشام بن عبد الملک

نے حج کیا، لوگوں نے ہشام سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ کہا مجھے معلوم نہیں کہ یہ کون ہے، یہ سن کر فرزدق نے کہا میں ان کو جانتا ہوں ؎

هٰذا الّذی تعرف البطحاء وطاته
والبیت یعرفه والحل والحرم

ترجمہ:- یہ وہ ہے۔ مکہ کے سنگریزے جس کے قدموں کے نشانات کو جانتے ہیں جس کو خدا کا گھر حل اور حرم جانتے ہیں۔

فرزدق نے اپنا مشہور و معروف قصیدہ پورا پڑھا، ہشام نے فرزدق کو پکڑ کر قید کر دیا اور اس کا نام دفتر سے قلمزد کر دیا، علی بن حسینؑ نے فرزدق کے پاس کچھ دینار بھیجے۔ فرزدق نے واپس کر دیئے، عرض کی کہ میں نے یہ اشعار دین داری کی خاطر کہے ہیں، حضرت نے دوبارہ بھیج دیئے اور فرمایا ہم تیرے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہم اہلبیت جو چیز دیتے ہیں اسے واپس نہیں لیتے، فرزدق نے دینار قبول کر لئے۔ جب قید کی میعاد نے طول پکڑا تو ہشام نے فرزدق کو قتل کی دھمکی دی۔ فرزدق نے اس کی شکایت امام کی خدمت میں کی، امام نے ان کے حق میں دعا کی، اللہ تعالیٰ نے انہیں رہائی عطا کی، فرزدق امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی کہ اے رسول اللہ کے فرزندؑ! ہشام نے میرا نام دفتر سے مٹا دیا ہے، فرمایا وہ تمہیں کتنا دیا کرتا تھا؟ عرض کی اتنی رقم۔ حضرتؑ نے فرزدق کو چالیس سال تک کا عطیہ دیدیا فرمایا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تمہیں اس سے زیادہ ضرورت پڑے گی تو میں تمہیں ضرور دیتا، جب چالیس سال ختم ہوئے تو فرزدق انتقال کر گئے۔

۹ عبداللہ بن زبیر سے جنگ کی وجہ سے حجاج بن یوسف نے خانہ کعبہ کو تباہ کر دیا، لوگوں نے پھر اسے تعمیر کیا اور حجر اسود کو نصب کرنے لگے جب اس کا کوئی

عالم، قاضی یا زاہد نصب کرتا تھا تو حجرِ اسود متزلزل اور مضطرب ہو جاتا تھا، اپنی جگہ قرار نہیں پکڑتا تھا، حضرت امام علی بن حسینؑ تشریف لائے، حجرِ اسود ان کے ہاتھ سے لے لیا، بسم اللہ پڑھ کر نصب کیا اور وہ اپنی جگہ قرار پکڑ گیا، یہ دیکھ کر لوگوں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔

۱۰

ابو خالد کابلی کا بیان ہے کہ میں نے امام علی بن حسینؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے بعد امام کون ہو گا؟ ارشاد فرمایا میرا بیٹا محمدؑ ہو گا جس سے علم کا چشمہ پھوٹ نکلے گا۔ محمدؑ کے بعد جعفر ہوں گے، جو ایمان والوں میں صادق کے نام سے مشہور ہیں، میں نے عرض کی کہ ان کا نام صادق کیسے ہو گا؟ آپ حضرات تمام کے تمام صادق ہیں، فرمایا مجھے میرے باپ نے رسول اللہ صلعم کے حوالہ سے حدیث بیان کی تھی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جب میرا فرزند جعفر بن محمدؑ بن علی بن حسین بن علیؑ بن ابیطالب پیدا ہو تو اس کا نام صادق رکھنا۔

۱۱

ابو حمزہ ثمالی کا بیان ہے کہ میں امام علی بن حسینؑ کے ساتھ مدینہ سے باہر آ گیا حضرت ایک دیوار کے پاس پہنچے، فرمایا ایک روز میں اس دیوار کے پاس پہنچ کر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا، ایک شخص آیا جس پر دو سفید کپڑے تھے، میری طرف دیکھ کر کہا، کہ میں تجھے غمگین دیکھ رہا ہوں، اگر دنیا کا غم ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا رزق ہے جسے نیک اور بد دونوں کھا رہے ہیں، میں نے کہا مجھے دنیا کا غم نہیں ہے، کہا عاقبت کا غم ہے جو ایک سچا وعدہ جس میں بادشاہ قاہر فیصلہ کرے گا، میں نے کہا یہ بات بھی نہیں ہے، کہا پھر کس کا خوف ہے۔ میں نے کہا ابن زبیر کا، یہ سن کر وہ شخص مسکرا دیا، پھر کہا کیا کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے جس نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کی نگرانی نہ کی ہو؟ میں نے کہا نہیں، کہا کیا کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسے نجات نہ دی

باب نمبر ۶

امام محمد باقر علیہ السلام کے معجزات

۱

عباد بن کثیر کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ مومن کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟ آپ نے منہ پھیر لیا، میں نے آپ سے تین دفعہ یہی سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا مومن کا اللہ تعالیٰ پر حق یہ ہے اگر اس کھجور سے کہے کہ آ جاؤ تو آ جائے عباد نے کہا میں نے دیکھا کہ وہ کھجور جو وہاں موجود تھی اس نے آنے کے لئے حرکت شروع کر دی حضرت نے اشارہ کر کے فرمایا! ٹھہر جا تکلیف نہ کر۔

۲

ابو بصیر سے مروی ہے کہ میں رسولؐ اللہ کی مسجد میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا، اس زمانے میں ابھی امام زین العابدین علیہ السلام کا انتقال نہیں ہوا تھا۔ دوانیقی اور داؤد بن سلیمان مسجد میں آئے، ملک ابھی اولادِ عباس کی طرف منتقل نہیں ہوا تھا۔ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں داؤد بیٹھ گیا، حضرت نے داؤد سے فرمایا دوانیقی کو آنے میں کیا چیز مانع ہے؟ عرض کی کہ اس میں گنوارپن موجود ہے، فرمایا دن نہیں گزریں گے جتنے کہ دوانیقی لوگوں پر حکومت کریگا لوگوں کی گردنیں کچلے گا، دنیا کے مشرق اور مغرب کا مالک ہو گا، اس کی عمر طویل ہو گی، مال کے اتنے خزانے جمع کریگا کہ اس سے پہلے کسی کے لئے جمع نہیں ہوئے ہوں گے۔ داؤد

اٹھ کھڑا ہوا اور دوانیقی کو آگاہ کیا، دوانیقی حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی کہ میں آپ کے رعب کی وجہ سے آپ کی خدمت میں نہیں بیٹھا، مجھے ایک چیز کے بارے میں داؤد نے آگاہ کیا ہے۔ فرمایا وہ ضرور ہو کر رہے گی۔ کہا ہماری حکومت آپ حضرات کی حکومت سے پہلے ہوگی؟ فرمایا: ہاں، عرض کی: میرے اور میری اولاد میں سے کوئی بادشاہ ہوگا؟ فرمایا! ہاں، کہا! ہماری مدت حکومت زیادہ ہوگی یا بنوامیہ کی؟ فرمایا! تمہاری حکومت کی مدت طویل ہوگی، اس حکومت کو تمہارے لڑکے ٹھوکر لگاتے پھریں گے۔ حکومت سے اس طرح کھیلیں گے جس طرح بچے گیند سے کھیلا کرتے ہیں، یہ وہ بات ہے جو میرے والدؑ نے مجھے بتائی تھی جب دوانیقی بادشاہ ہوا تو اس نے امام محمد باقر علیہ السلام کے اس فرمان پر تعجب کا اظہار کیا

ابوبصیرؓ:۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کے علوم کے وارث تھے۔

امامؑ:۔ ہاں تمام انبیاء کے علوم کے وارث تھے۔

ابوبصیرؓ:۔ وانتم تقدرون ان تحیی الموتی وتبرئ الاکمہ والابرص وتخبر الناس بما فیہ وما یدخرون فی بیوتھم۔ آپ حضرات کو اس بات کی قدرت حاصل ہے کہ آپ مردوں کو زندہ، کوڑھیوں کو، مبروصوں کو ٹھیک کر دیں، لوگوں کو ان کے حالات اور گھر میں ذخیرہ کی ہوئی چیزوں سے آگاہ کریں۔

امامؑ:۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ایسا کر سکتے ہیں، ذرا میرے قریب آجاؤ۔

ابوبصیر کا بیان ہے کہ:۔

میں قریب ہوگیا، حضرتؑ نے اپنا ہاتھ میرے چہرے پر پھیرا، میں نے تمام میدانوں پہاڑوں، زمینوں اور آسمانوں کو دیکھ لیا۔ فالبصرت السھل والجبال والسماء والارض۔ پھر حضرت نے میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا، میں پہلے کی طرح ہوگیا، مجھے کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی تھی۔ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا! اگر جس طرح تو نے دیکھا ہے اس قسم کی بینائی کا ارادہ ہے تو تیرا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، اگر یہ بات پسند ہے کہ پہلے کی طرح رہو۔ وثوابك الجنۃ معنا تو تیرا ثواب جنت ہے، ہمارے ساتھ رہے گا۔ میں نے عرض کی، میں پہلے کی طرح رہنا پسند کرتا ہوں۔ مجھے جنت زیادہ محبوب ہے۔

۴

عاصم بن ابی حمزہ سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سوار ہوئے۔ میں اور سلیمان بن خالد آپ کے ساتھ تھے۔ ہم تھوڑی دیر چلے تھے کہ ہمیں دو آدمی ملے، امام علیہ السلام نے فرمایا یہ چور ہیں ان کو پکڑ لو، ہم نے انہیں پکڑ لیا، سلیمان سے امامؑ نے فرمایا: اس غلام کے ساتھ اس پہاڑ کی چوٹی پر چلے جاؤ۔ اس کے اوپر ایک کھوہ پاؤ گے، اس کے وسط میں چلے جانا، اس میں جو کچھ ملے اسے نکال لینا، اس غلام کے حوالے کر دینا اور اپنی نگرانی میں اٹھوا کر لانا، ایک دو آدمیوں کا سامان چوری کیا ہوا موجود ہے، سلیمان چلا گیا، سامان کے دو تھیلے نکالے، غلام کی معیت میں انہیں اٹھایا، غلام اور خود امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فرمایا دونوں تھیلے حاضر آدمی کے ہیں اور وہاں ایک تھیلا موجود ہے جو غیر حاضر آدمی کا ہے، وہ شخص عنقریب ظاہر ہوگا، غار کی دوسری جگہ سے دوسرا تھیلا بھی نکال لو، جب امام محمد باقر علیہ السلام واپس تشریف لائے تو دو تھیلوں کے مالکؑ نے لوگوں پر اپنے تھیلوں کی چوری کا حاکم کے سامنے دعویٰ کر رکھا تھا، حاکم نے سزا دینے کا

ارادہ کیا، امامؑ نے فرمایا ان کو سزا مت دو، مال کے تھیلے مالک کے حوالے ہوئے، چوروں کے ہاتھ کاٹے گئے، ایک چور نے عرض کیا۔ حق کے ساتھ میرا ہاتھ کاٹا گیا ہے، خدا کا شکر ہے کہ فرزندِ رسولؐ کے ہاتھ پر میرا ہاتھ کٹا اور میری توبہ ہوئی۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا، تیرے ہاتھ نے بیس سال پہلے تجھ سے سبقت کی، وہ شخص بیس سال زندہ رہا پھر مر گیا۔ تین دن کے بعد دوسرے تھیلے کا مالک امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امامؑ نے فرمایا میں تجھے آگاہ کرتا ہوں کہ تیرے تھیلے میں کیا چیز ہے؟ حالانکہ اس پر تیری مہر لگی ہوئی ہے، اس میں ایک ہزار دینار تیرے ہیں اور ایک ہزار دینار دوسرے شخص کے ہیں اور اس میں فلاں فلاں کپڑے موجود ہیں، عرض کیا، اگر آپ مجھے ہزار دینار کے مالک کے متعلق آگاہ فرمائیں کہ وہ کون ہیں۔ اور اس کا نام کیا ہے اور اب وہ کہاں ہے تو میں جان لوں گا کہ آپ مفروض الطاعۃ امامؑ ہیں، فرمایا یہ ہزار دینار محمد بن عبدالرحمٰن کے ہیں جو مرد صالح، کثیر الصدقہ اور کثیر الصلوٰۃ ہیں، اب دروازے پر موجود ہیں اور تیرا انتظار کر رہے ہیں، اس شخص نے جو نصرانی اور بربری تھا کہا، امنت باللہ الذی لا الٰہ الا ھو و ان محمدًا عبدہٗ و رسولہٗ و انک امام المفترض الطاعۃ، میں اللہ پر ایمان لایا جس کے سوا کوئی معبود نہیں، محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں اور آپؑ واجب الطاعۃ امام ہیں۔ وہ شخص مسلمان ہو گیا۔

۵

ایک جماعت نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی، جماعت کا بیان ہے کہ حضرت کے درِ اقدس پر جب ہم پہنچے تو ہم نے خوبصورت آواز سے عبرانی پڑھنے کی آواز سنی، پڑھنے والا پڑھتا تھا۔ اور روتا بھی تھا۔ حتیٰ کہ اس کو سن کر ہم میں سے بعض آدمی بھی رو پڑے، لیکن ہم یہ نہیں سمجھے تھے کہ کہنے والا کیا

کہہ رہا ہے، ہم نے یہی خیال کیا کہ حضرتؑ کے پاس کوئی شخص اہل کتاب موجود ہے، جب آواز ختم ہوئی تو ہم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم نے آپؑ کے پاس کسی شخص کو نہ دیکھا، قلنا یا ابن رسول اللہ لقد سمعنا قراۃ عبرانیۃ بصوت حزین۔ اے فرزندِ رسولؐ! ہم نے تو درد ناک لہجے میں عبرانی زبان کو پڑھتے ہوئے سنا ہے، قال ذکرت مناجاۃ الیاسؑ فابکتنی۔ فرمایا: میں نے الیاسؑ نبی کی مناجات کو پڑھا جس نے مجھے رلا دیا۔

۶

عیسیٰ بن عبدالرحمٰن اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عکاشہ محض اسدی امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، ابو عبداللہ علیہ السلام بھی آپ کے پاس کھڑے تھے، میں نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ کس وجہ کی بنا پر آپ ابو عبداللہ علیہ السلام کی شادی نہیں کرتے، حالانکہ آپ بالغ ہو چکے ہیں اور حضرتؑ کے سامنے مہر شدہ تھیلی موجود تھی، فرمایا عنقریب ایک بربر کا تاجر آئے گا اور دار میمون میں اترے گا، جس طرح حضرتؑ نے فرمایا ویسا ہی ہوا۔ پھر فرمایا تمہیں اس تاجر کے بارے میں مطلع کر دوں جس کا ذکر ہوا، اور وہ آ بھی گیا ہے، فرمایا جاؤ اس تھیلی کے بدلے اس سے لونڈی خرید لاؤ۔ میں تاجر کے پاس آ گیا، اس نے کہا، میں نے تمام لونڈیاں فروخت کر دی ہیں صرف دو باقی رہ گئی ہیں جو ایک دوسری سے زیادہ خوبصورت ہے، میں نے کہا، لاؤ ذرا دیکھوں تو سہی دونوں لائی گئیں، میں نے کہا اس لونڈی کی کیا قیمت ہے؟ کہا ستر دینار، میں نے کہا، خوب، تاجر نے کہا میں اس میں ایک پائی بھی کم نہیں کروں گا، میں نے کہا میں تو اس تھیلی کے عوض میں خریدوں گا، جو کچھ بھی اس میں موجود ہو اور میں یہ بھی نہیں جانتا کہ اس میں کتنے دینار

ہیں، سوداگر کے پاس ایک شخص سفید ریش اور سفید سر موجود تھا۔ اس نے کہا کہ تھیلی کی مہر توڑ دو اور رقم تو گنو۔ سوداگر نے کہا کہ تھیلی کی مہر مت توڑو، اگر ستر دینار سے ایک پائی بھی کم نکلی تو میں اس لونڈی کو ہرگز نہیں دوں گا، بزرگ نے کہا، میں گن کر پورے کر دوں گا، میں نے تھیلی کی مہر کو توڑ دیا۔ اس میں ستر دینار موجود تھے۔ میں نے ستر دینار دیکر لونڈی کو لے لیا، اسے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں لایا، امام جعفر صادق علیہ السلام آپ کے پاس کھڑے تھے، حضرتؑ نے لونڈی سے دریافت فرمایا، تمہارا کیا نام ہے؟ عرض کیا حمیدہ، فرمایا حمیدۃ فی الدنیا محمودۃ فی الآخرۃ (دنیا میں حمیدہ اور آخرت میں محمودہ)۔ پھر فرمایا کہ مجھے آگاہ کرو کہ تم باکرہ ہو یا ثیبہ؟ عرض کیا باکرہ ہوں، فرمایا سوداگروں کے ہاتھ جو چیز آتی ہے وہ خراب ہو جاتی ہے، عرض کیا، سوداگر آتا تھا اور میرے قریب بیٹھتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک سفید سر اور سفید ریش شخص کو مسلط کر رکھا تھا، جو لگاتار اس کو تھپیڑ مارتا تھا، حتیٰ کہ میرے پاس سے چلا جاتا تھا اور مجھ سے کوئی چیز نہیں پاتا تھا۔ سوداگر نے کئی مرتبہ ایسا کرنا چاہا، مگر اس بزرگ نے ہر مرتبہ اس کے ساتھ یہی سلوک کیا، فرمایا! اے جعفرؑ! اس کو اپنے لئے لے لو: اس نیک خاتون کے بطن سے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام پیدا ہوئے۔

۷

ابو بصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد ایک مجلس میں تشریف فرما تھے، زمین کی طرف سر نیچے فرمالیا۔ اسی حالت میں رہے جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا، پھر سر اٹھا کر فرمایا، اے قوم! اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی، جب ایک شخص چار ہزار آدمی لے کر تمہارے شہر میں داخل ہو کر تین روز تمہیں تلوار سے قتل کرتا رہے گا۔ تم یہ

مصیبت اٹھاؤ گے اور اس مصیبت کو دور کرنے کی قدرت نہیں رکھو گے، تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ ضرور ہو کر رہے گا، اہل مدینہ نے حضرت کے کلام پر کوئی توجہ نہ دی، کہنے لگے یہ کبھی نہیں ہوگا، بہت تھوڑے آدمیوں نے مدینہ سے کوچ کیا۔ وہ بھی بنو ہاشم تھے، کیونکہ یہ حضرات حضرتؑ کی بات کو حق جانتے تھے، جب امام محمد باقر علیہ السلام اپنے عیال اور بنو ہاشم کے ساتھ مدینے سے باہر چلے گئے تو نافع بن ارزق نے آ کر مدینہ میں تباہی ڈال دی، مقابلے میں آنے والے قتل کئے گئے اور عورتوں کو رسوا کیا گیا، یہ مصیبت اٹھا کر مدینہ کے لوگ کہنے لگے کہ اب ہم نے امام محمد باقر علیہ السلام کی کسی بات کو سنا تو اسے ہرگز رد نہیں کریں گے ہم نے حضرت کی بات کو سنا۔ اور اسکا آنکھوں سے دیکھ کر تجربہ کیا ہے کیونکہ یہ حضرت اہلبیت نبوت ہیں اور ہمیشہ حق بولتے ہیں۔

۸

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ عبد الملک بن مروان نے میرے والد محمد بن علیؑ کے پاس کسی شخص کو بھیجا، میرے باپ تشریف لے گئے اور اپنے ساتھ مجھے لے لیا، ہم چل کر مدائن شعیب میں آئے، وہاں ایک عظیم الشان گرجا تھا، گرجے کے دروازے پر لوگ جمع تھے، جنہوں نے خوبصورت اون کا لباس پہن رکھا تھا۔ ہم ان لوگوں کے ساتھ گرجے میں آئے، ایک شخص کو دیکھا جس کے پپوٹے بڑھاپے کی وجہ سے آنکھوں پر گر چکے تھے، ہماری طرف دیکھ کر کہا، تم ہم میں سے ہو یا اس امت مرحومہ میں سے ہو؟ امامؑ نے فرمایا میں اس امت مرحومہ میں سے ہوں، کہا ان کے علماء سے ہو یا جہال سے؟ فرمایا علماء میں سے ہوں۔

شیخ:- میں آپ سے ایک مسئلہ دریافت کرتا ہوں؟

امامؑ :۔ جو مرضی آئے پوچھو۔

شیخ :۔ اہلِ جنت کے بارے میں بتاؤ کہ جب وہ جنّت کی نعمتیں کھائیں گے. تو کیا جنّت کی نعمتیں کم ہوں گی ؟

امامؑ :۔ ایسا نہیں ہوگا.

شیخ :۔ اس کی کوئی مثال؟

امامؑ :۔ توراۃ، انجیل، زبور اور فرقان سے (حقائق و معارف کو) لیا جاتا ہے. لیکن ان میں پھر بھی کمی نہیں ہوتی.

شیخ :۔ آپ اس امت کے علماء میں سے ہیں. شیخ نے پھر کہا کہ کیا اہل جنّت بول و براز کے محتاج ہوں گے ؟

امامؑ :۔ نہیں !

شیخ :۔ کوئی مثال ؟

امامؑ :۔ بچہ ماں کے شکم میں کھاتا پیتا رہتا ہے لیکن بول و براز نہیں کرتا

شیخ :۔ آپ نے سچ فرمایا.

پھر اس نے حضرتؑ سے کئی سوال دریافت کئے، میرے باپ نے ان کا جواب دیا

شیخ :۔ فرمائیے وہ دو کون شخص ہیں جو ایک وقت میں پیدا ہوئے اور ایک ہی وقت میں مر گئے. ایک ایک سو پچاس سال زندہ رہا اور ایک صرف پچاس سال، یہ لوگ کون تھے ان کا کیا قصّہ ہے؟

امامؑ :۔ یہ عزیرا اور عزرت ہیں، اللہ تعالیٰ نے عزیر کو بیس سال نبوت سے مکرم کیا، پھر اسے سو سال موت دیدی. پھر اسے زندہ کیا اس کے بعد وہ تیس سال زندہ رہے

اور ایک ہی وقت میں مر گئے.

یہ سن کر شیخ بے ہوش ہو کر گر پڑا، پھر میں اور میرے والد کھڑے ہوئے اور گرجے سے باہر نکل آئے، ایک جماعت گرجے سے باہر نکل کر ہمارے پاس آئی کہ ہمارے شیخ آپ کو بلاتے ہیں، میرے باپ نے فرمایا! مجھے تمہارے شیخ کی ضرورت نہیں ہے، اگر اسے ضرورت ہے تو وہ ہمارے پاس آجائے، وہ اسے جا کر لے آئے، شیخ میرے والد کے سامنے بیٹھ گیا.

شیخ :۔ آپ کا کیا نام ہے؟

امامؑ :۔ محمدؐ.

شیخ :۔ آپ وہ محمدؐ ہیں جو نبی ہیں؟

امامؑ :۔ نہیں، آپؐ کی بیٹی کا فرزند ہوں۔

شیخ :۔ آپ کی والدہ کا کیا نام ہے ؟

امامؑ :۔ فاطمہؑ.

شیخ :۔ آپ کے باپ کا کیا نام ہے ؟

امامؑ :۔ علیؑ۔

شیخ :۔ ایلیا (عبرانی میں علیؑ کو کہتے ہیں)

امامؑ :۔ ہاں.

شیخ :۔ آپ کے والد شبرؑ کے فرزند تھے یا شبیرؑ کے؟

امامؑ :۔ میرے والد شبیرؑ کے فرزند تھے.

شیخ :۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ وان جدک محمد رسول اللہ

ہم سفر طے کرتے ہوئے عبدالملک کے پاس آگئے (ایک روایت کی رو سے ہشام) جب ہم پہنچے تو وہ تخت سے اتر کر میرے والد کے استقبال کو آیا، کہا مجھے ایک مسئلہ درپیش ہے، جسے اس امت کے عالم نہیں جانتے، مجھے اس بارے میں آگاہ فرمائیے۔ جس روز اس امت نے اپنے مفترض الطاعۃ امام کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو کون سی عبرت دکھائی فرمایا عبرت یہ تھی کہ جو پتھر بھی اٹھاتے تھے۔ اس کے نیچے سے تازہ خون جوش مارتا ہوا نکلتا تھا عبدالملک نے میرے باپ کے سر کو بوسہ دیا اور کہا، آپ نے سچ فرمایا اس روز یہی ہوا تھا جس روز آپ کے باپ حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب قتل ہوئے تھے، میرے باپ مروان کے دروازے پر ایک عظیم پتھر رکھا ہوا تھا، اس نے اس کے اٹھانے کا حکم دیا تو ہم نے اس کے نیچے جوش مارتا ہوا خون دیکھا تھا، نیز میرے باغ میں ایک حوض ہے، جس کے کنارے سیاہ پتھروں سے بنے ہوئے ہیں، میں نے ان پتھروں کو الگ کرنے کا حکم دیا۔ اور ان کی بجائے سفید پتھر لگانے کا حکم دیا، یہ اس روز کی بات ہے جس روز حسین علیہ السلام قتل ہوئے تو ہم نے ان پتھروں کے نیچے کھولتا ہوا خون دیکھا تھا، عبدالملک نے کہا، کیا آپ ہمارے ہاں قیام فرمائیں گے یا واپس تشریف لے جائیں گے؟ فرمایا! میں اپنے نانا کی قبر پر واپس جاؤں گا، اس نے جانے کی اجازت دیدی۔ ہمارے جانے سے قبل ہر منزل پر اطلاع کرا دی کہ نہ ہمیں کھانا دیا جائے اور نہ ہی ہمیں اترنے دیا جائے۔ حتیٰ کہ ہم لوگ اسی حالت میں بھوک سے مر جائیں، جس منزل پر ہم وارد ہوتے ہمیں بھگا دیا جاتا، ہمارا زادِ راہ ختم ہوگیا، ہم مدین شعیب پہنچے، اس کے تمام دروازے بند کئے جا چکے تھے، میرے والد پہاڑ پر تشریف لے گئے وہاں سے شہر دکھائی دیتا تھا، آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی، والی انخاھم شعیبا قال یاقوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ ولا تنقصوا المکیال والمیزان انی اراکم بخیر وانی

اخاف علیکم عذاب یوم محیط ویاقوم اوفوا المکیال والمیزان بالقسط ولا تبخسوا الناس اشیاءھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین بقیت اللہ خیر لکم ان کنتم مؤمنین ۞

پھر حضرتؑ نے آواز کو بلند کر کے فرمایا، خدا کی قسم ہم بقیۃ اللہ ہیں، ہمارے آنے اور حالات کی شیخ کو خبر دی گئی، اسے ہمارے باپ کے پاس اٹھا کر لائے، ساتھ ہی بہت سا کھانا بھی لائے، ہماری خوب مہمانی کی، حاکم نے شیخ کے قید کرنے کا حکم دیا اسے عبدالملک کے پاس لانے کی خاطر قید کیا گیا، کیونکہ اس نے عبدالملک کے حکم کی مخالفت کی تھی، امام جعفر صادقؑ نے فرمایا، مجھے اس بات سے غم لاحق ہوا۔ اور میں رو پڑا، میرے والد نے فرمایا شیخ کو عبدالملک سے کوئی خوف نہیں ہے وہ عبدالملک کے پاس نہیں پہنچے گا، پہلی ہی منزل پر نہ بچ جائے گا، ہم لوگ بڑی تکلیف سے واپس مدینہ پہنچے

۞ ہم نے اہل مدین کے پاس ان کے بھائی شعیب کو بھیجا جس نے کہا ایک خدا کی عبادت کرو، ناپ تول کم نہ کرو، میں تمہیں اچھائی کی دعوت دیتا ہوں کہیں تم کو عذاب نہ گھیرے، پوری طرح ناپا تولا کرو، لوگوں کی چیز کم نہ کیا کرو، زمین پر فساد برپا نہ کیا کرو، اللہ تعالیٰ کی باقی چیز تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم مومن بن جاؤ۔

باب نمبر ۷
امام جعفر صادق علیہ السلام کے معجزات

(۱)

مفضل بن عمر کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ مکہ یا منیٰ میں گزر رہا تھا، ہم نے ایک عورت کو دیکھا جس کے سامنے ایک مردہ گائے پڑی ہوئی تھی، عورت کے ساتھ اس کی لڑکی گائے کی موت پر رو رہی تھی، حضرتؑ نے عورت سے فرمایا کیا بات ہے؟ عرض کیا میرا اور میرے بچوں کا گزارہ اس گائے کے ذریعے ہوتا تھا، اب یہ مر گئی ہے میں اپنے معاملے میں حیران ہوں۔

امامؑ:۔ کیا اس بات کو پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری گائے کو زندہ کر دے؟

عورت:۔ ایک تو میری گائے مر گئی ہے میں اس کی مصیبت میں گرفتار ہوں، ساتھ ہی آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔

امامؑ:۔ ایسا ہرگز نہیں ہے، پھر حضرتؑ نے دعا فرمائی اور گائے کو اپنے پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور چلا کر بلایا گائے فوراً صحیح حالت میں کھڑی ہو گئی۔

عورت:۔ رب کعبہ کی قسم آپ عیسیٰؑ ہیں؟ حضرتؑ مجمع میں داخل ہو گئے اور عورت آپ کو پہچان نہ سکی۔

(۲)

صفوان بن یحییٰ کا بیان ہے کہ مجھ سے عبدی نے بیان کیا کہ ایک روز میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی زیارت کو ایک لمبا عرصہ گزر چکا ہے، اگر ہم حج کے لئے چلے جائیں تو امامؑ کی زیارت ہو سکے گی۔ میں نے کہا خدا کی قسم میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے جس سے میں حج ادا کر سکوں، کہنے لگی میرے پاس لباس اور زیور ہیں انہیں فروخت کر دے اور حج کی تیاری کر دے۔ میں حج کے لئے روانہ ہو گیا۔ راستے میں میری بیوی سخت بیمار ہو گئی اور قریب المرگ ہو گئی۔ ہم نا امیدی کی حالت میں اسے چھوڑ کر مدینہ میں داخل ہوئے میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، سلام عرض کیا۔ حضرت نے جواب دیا میری بیوی کے متعلق پوچھا میں نے حالات سے آگاہ کیا کہ میں اس حالت میں اسے چھوڑ کر روانہ ہوا ہوں کہ میں اس کے بچنے سے مایوس ہو چکا تھا۔ حضرت نے تھوڑی دیر سر نیچے فرما لیا۔ پھر فرمایا اے عبدی تم اس کی وجہ سے غمگین ہو؟ میں نے عرض کیا ایسا ہی ہے۔ فرمایا کوئی خطرہ کی بات نہیں، میں نے اس کی عافیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے۔ لوٹ جاؤ اسے ٹھیک ٹھاک پاؤ گے، وہ بیٹھی ہوئی ہو گی اور خادمہ اسے شکر کھلا رہی ہو گی۔ میں جلدی سے اس کے پاس واپس آیا۔ اسے باعافیت پایا۔ وہ بیٹھی ہوئی تھی، نوکرانی اسے شکر کھلا رہی تھی۔ میں نے کہا کیا حال ہے؟ کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے تندرستی عطا کی ہے۔ مجھے اس شکر کے کھانے کا شوق ہے۔ میں نے کہا میں تیرے ہاں سے تیری زندگی سے مایوس ہو کر روانہ ہوا تھا، تیرے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے پوچھا، میں نے تیرے بارے میں بتایا تو امامؑ نے فرمایا اسے کوئی خطرہ نہیں ہے جاؤ وہ شکر کھا رہی ہو گی، عرض کرنے لگی، آپ میرے ہاں سے روانہ ہو گئے۔ میری جان پر بنی ہوئی تھی، میرے پاس ایک شخص آیا، کہنے لگا تجھے کیا ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ

میں مرنے والی ہوں اور سامنے موت کا فرشتہ موجود ہے، میری روح قبض کرنے آیا ہے
یہ سن کر فرمایا اے ملک الموت! عرض کیا: اے امامؑ فرمائیے

امامؑ:- کیا تمہیں ہماری اطاعت کا حکم نہیں دیا گیا؟

ملک الموت:- ایسا ہی ہے۔

امامؑ:- میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اسے بیس سال اور مہلت دے دو۔

ملک الموت:- بسر و چشم تعمیل کروں گا۔

عورت کا بیان ہے کہ وہ شخص اور ملک الموت باہر نکل گئے اور میں اسی وقت تندرست ہوگئی۔

(۳)

علی بن حمزہ کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ حج ادا کیا، ہم لوگ راستے میں ایک سوکھی کھجور کے نیچے بیٹھ گئے، حضرتؑ نے اپنے ہونٹوں کو دعا کے ساتھ حرکت دی۔ میں اس بات کو سمجھ نہ سکا، پھر فرمایا، کھجور! اللہ تعالےٰ نے تجھ میں جو اپنے بندوں میں رزق قرار دیا ہے اس سے ہمیں کھلا، میں نے دیکھا کہ کھجور حضرتؑ کی طرف مع پتوں کے اور رطب کے جھک گئی۔ فرمایا نزدیک آجاؤ، بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔ میں نے اس سے تازہ کھجوریں کھائیں جو بہت میٹھی اور بہت پاکیزہ تھیں، ہم نے ایک اعرابی کو یہ کہتے سنا کہ آج جیسا جادو دیکھا ہے۔ اس سے بڑا جادو اور کوئی نہیں دیکھا، امامؑ نے فرمایا ہم لوگ ورثۃ الانبیاء ہیں، ہم میں جادو اور کہانت نہیں ہے بلکہ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور وہ ہماری دعا قبول فرمالیتا ہے۔ اگر تم پسند کرو تو میں تمہارے بارے میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں، وہ تجھے کتے کی شکل میں مسخ کر دے،

اپنے گھر کی راہ پائے گا، گھر والوں کے پاس اس حالت میں جائے گا۔ ان کے آگے دم ہلاتا رہے گا، اعرابی نے نادانی سے کہا، ہاں ایسی دعا فرمائیے، حضرتؑ نے اللہ تعالےٰ سے دعا کی وہ اسی وقت کتے کی صورت میں تبدیل ہوگیا۔ گھر کی طرف روانہ ہوگیا، امامؑ نے فرمایا تم اس کے پیچھے پیچھے جاؤ، میں اس کے پیچھے ہولیا۔ وہ گھر میں داخل ہوا، اپنی بیوی اور بچوں کے آگے دم ہلانے لگا۔ انہوں نے ڈنڈا اٹھا کر اسے مار بھگایا، میں امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے حالات سے آگاہ کیا، ہم ابھی اس کے متعلق گفتگو کر رہے تھے کہ وہ آیا اور حضرت کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ اور اس کے آنسو رخسار پر بہتے تھے اور مٹی میں منہ رگڑنے لگا اور بھونکتا تھا۔ یہ دیکھ کر امامؑ کو رحم آگیا، اس کے حق میں دعا کی پھر وہ اعرابی اپنی اصلی شکل میں آگیا۔ امامؑ نے فرمایا اے اعرابی اب ایمان لاتے ہو؟ عرض کیا، ہزار ہزار دفعہ!

(۴)

یونس بن ظبیان کا کہنا ہے کہ میں ایک جماعت کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا، میں نے عرض کیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ خذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک، کیا چاروں پرندے مختلف قسم کے تھے؟ یا ایک ہی نوعیت کے تھے؟

امامؑ نے فرمایا "تم لوگوں کو وہی نظارہ دکھاؤں"؟

ہم لوگوں نے کہا "ضرور"!

امامؑ نے فرمایا "اے مور"! مور اڑ کر امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوگیا، پھر فرمایا اے کوتے! کوا حضرتؑ کے سامنے موجود تھا۔ پھر فرمایا "اے باز"! باز سامنے

آگیا، پھر فرمایا" اے فاختہ!" فاختہ سامنے آگئی۔ اس کے بعد تمام پرندوں کو ذبح کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ انہیں ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے۔ اور ان کے پَر نوچ کر ان کا گوشت ایک دوسرے کے ساتھ مخلوط کر دیا جائے، مور کا سر لے کر فرمایا" اے مور" میں نے دیکھا کہ مور کا گوشت اور ہڈیاں، پَر دوسرے پرندوں سے الگ ہو رہے ہیں، تمام چیزیں مور کے سر سے مل گئیں، حضرتؑ کے سامنے صحیح وسالم مور موجود تھا، پھر فرمایا" اے کوّے!" کوّا موجود تھا، پھر فرمایا" اے باز!" باز سامنے موجود تھا، پھر فرمایا" اے فاختہ!" فاختہ موجود تھی، اسی طرح تمام پرندے حضرتؑ کے سامنے زندہ موجود ہو گئے

(۵)

داؤد کثیر رقی کا بیان ہے، ہم لوگ صحرا سے گذر رہے تھے، ہم نے ایک گہرا کنواں دیکھا، امام جعفر صادق علیہ السلام ابو عبداللہ بلخی کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ اس کنوئیں سے ہمیں پانی پلا دے۔ بلخی نزدیک ہوا، کہنے لگا، کنواں بہت گہرا ہے، پانی کہیں دکھائی نہیں دیتا، حضرتؑ آگے بڑھے، فرمایا اے کنوئیں اپنے رب کے سامع اور مطیع اللہ تعالےٰ کے اذن سے جو پانی اس نے تجھ میں قرار دیا ہے وہ ہمیں پلا، ہم نے دیکھا کہ کنوئیں سے پانی بلند ہوا، ہم نے اس سے پانی پیا، ہم ایک مقام پر وارد ہوئے وہاں سوکھی کھجور موجود تھی، حضرت اس کے قریب گئے، فرمایا! کھجور کھلا جو اللہ تعالےٰ نے تجھ میں مقرر کیا ہے اس میں تازہ پھل آگئے، پھل کھائے گئے۔ حضرت روانہ ہو گئے۔ پھر کھجور میں پھل دکھائی نہ دیئے، ایک ہرن حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا جو اپنی دم ہلاتا تھا، فرمایا انشاءاللہ تعالیٰ میں یہ کام کروں گا۔ ہرن چلا گیا، بلخی نے کہا ہم نے ایک عجیب چیز دیکھی ہے۔ ہرن نے آپ سے سوال کیا تھا؟ فرمایا مجھ سے پناہ طلب کی تھی۔ اور مجھے آگاہ کیا کہ مدینے

کے بعض شکاریوں نے اس کی مادّہ کو پکڑ لیا ہے اور اس کے دو بچے ہیں اور میری خدمت میں التماس کی تھی کہ میں اسے خرید کر اللہ تعالےٰ کی خاطر اس کے پاس بھیج دوں میں نے اس سے وعدہ کر لیا ہے، حضرتؑ قبلہ کیطرف متوجہ ہوئے دعا کی اور فرمایا۔۔

الحمد للہ کثیر اکما ھو اھلہ و مستحقہ

توجمہ۔ اللہ تعالیٰ ہی بہت تعریف کے لائق، وہ اس کا اہل اور مستحق ہے۔

اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔

ام یحسدون الناس علی ما اتٰھم اللہ من فضلہ

ترجمہ:۔ وہ لوگ ان لوگوں پر حسد کرتے ہیں، جن کو خدا نے اپنے فضل سے ملک عطا کیا (تفصیل کے لیے تفسیر فرات اردو ملاحظہ ہو)

پھر فرمایا خدا کی قسم ہم لوگ محسود ہیں، حضرت واپس مدینہ میں تشریف لے گئے ہم آپ کے ساتھ تھے، حضرت نے ہرنی کو لیکر چھوڑ دیا۔

(۶)

ابوالصلت ہروی امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میرے باپ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے باپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، آپ کی خدمت میں آپکا ایک محب داخل ہوا اور عرض کیا کہ دروازے پر کافی لوگ موجود ہیں، میں نے بہت سے اونٹوں کو دیکھا جن پر صندوق لدے ہوئے تھے اور ایک شخص گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا میں سندھ جو ہند میں ہے، اس کا رہنے والا ہوں اور جعفرؑ بن محمدؐ سے ملنا چاہتا ہوں، میں نے اپنے والد کو آگاہ کیا، فرمایا ناپاک خائن کو اجازت نہ دو، وہ کافی دیر ٹھہرا رہا، حضرت نے اسے آنے کی اجازت نہ دی، یزید بن سلیمان نے اس کی سفارش کی، حضرتؑ

نے آنے کی اجازت دے دی، ہندی داخل ہوا اور ایک حبشی اس کے آگے آگے تھا عرض کیا، اللہ تعالیٰ امامؑ کا بھلا کرے، میں ایک ہندی ہوں۔ اپنے بادشاہ کی طرف سے مہر شدہ خط لایا ہوں، کافی دیر تک دروازے پر رکا رہا ہوں، آپ نے اجازت نہیں دی، اس میں میرا کیا گناہ ہے؟ کیا اولاد انبیاء اس طرح کیا کرتی ہے؟ حضرتؑ نے اپنا سر نیچے کر لیا، پھر فرمایا، اس کی وجہ تھوڑی دیر میں ضرور معلوم کر لو گے۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار نے مجھے خط لینے اور اس کو کھولنے کا حکم دیا، اس میں یہ عبارت تحریر تھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

یہ خط بادشاہ کی طرف سے جعفر بن محمد صادقؑ کی طرف ہے جو ہر نجس سے پاک ہیں اما بعد! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں پر مجھے ہدایت دی ہے، میں ایک لونڈی بطور ہدیہ کے بھیج رہا ہوں، ایسی خوبصورت لونڈی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ اس سے آپ کے سوا کسی کو مباشرت کے لائق نہیں پاتا، اسے میں آپ کی خدمت میں مع زیورات، جواہرات اور خوشبو بھیج رہا ہوں، میں نے اپنے وزراء کو جمع کیا، ان میں سے ایک ہزار آدمیوں کو منتخب کیا جو امانت کے ادا کرنے کے اہل تھے پھر میں نے ان ہزار میں سے ایک سو آدمیوں کو چنا اور پھر سو میں سے دس کو منتخب کیا اور دس میں سے صرف میزاب بن حزاب کو چنا، اس سے زیادہ قابل اعتماد میں کسی کو نہیں جانتا، میں اس کے ذریعہ جنابؑ کی خدمت میں لونڈی اور ہدیہ بھیج رہا ہوں یہ پڑھ کر حضرتؑ نے فرمایا، اے خائن! تو واپس چلا جا، میں ان چیزوں کو قبول نہیں کروں گا، تو نے امانت میں خیانت کی ہے، اس نے قسم کھائی کہ میں نے خیانت

نہیں کی، فرمایا اگر تیرے بعض کپڑے اس بات کی گواہی دیں تو تو لا الٰہ الا اللہ و ان محمداً عبدہٗ و رسول اللہ کی گواہی دے گا، کہا اس بارے میں مجھے معذور سمجھئے، فرمایا، میں تیرے بادشاہ کو وہ لکھوں گا جو کچھ تو نے کیا ہے، کہا، اگر یہی کرنا ہے تو تحریر فرمائیے، وہ پوستین پہنے ہوئے تھا۔ اس کے اتارنے کا حکم دیا، پھر حضرتؑ قیام فرما ہوئے۔ دو رکعت نماز پڑھ کر سجدہ فرمایا، امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے آپ کو سجدہ میں کہتے سنا۔ اللّٰھم انی بمعاقد العز من عرشك و منتھی الرحمة من کتابك ان تصلی علی محمد عبدك و رسولك و امینك فی خلقك و آلہٖ اس ہندی کی پوستین کو اجازت دیجئے کہ وہ صاف عربی زبان میں گفتگو کرے، تیرے اولیاء جو اس مجلس میں موجود ہیں اس کی بات چیت کو سنیں تاکہ ان کیلئے تیرے اہلبیتؑ نبی کے آیات میں سے ایک آیت قرار پائے اور ان کا ایمان کے ساتھ ایمان زیادہ ہو، پھر حضرتؑ نے سر بلند کیا اور فرمایا، اے پوستین جو کچھ تو ہندی کے بارے میں جانتی ہے بیان کر، امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا بیان ہے کہ پوستین مینڈھے کی صورت میں تبدیل ہو گئی اور عرض کیا اے فرزندِ رسولؐ بادشاہ نے مع اور چیزوں کے لونڈی اس کے حوالے کی اور اس کی حفاظت کی وصیت کی، ہم ایک صحرا میں وارد ہوئے، بارش ہونے لگی، جس نے ہماری تمام چیزیں گیلی کر دیں، بارش رک گئی، جو نوکر اس لونڈی کی خدمت پر مامور تھا، اس کا نام بشیر تھا، اس سے کہا کہ شہر میں جا کر ہمارے لئے کھانا لاؤ، رقم اس کے حوالے کی، خادم شہر میں پہنچ گیا میزاب نے لونڈی کو ایک خیمے سے نکال کر دوسرے خیمے میں داخل کیا۔ لونڈی قبے سے باہر نکلی، جب زمین پر چل رہی تھی تو اس کی پنڈلیاں ظاہر ہو رہی تھیں، یہ خائن اس پر بے ایمان ہو گیا، اس نے اسے گمراہ کیا، وہ منہ سیاہ کرنے پر تیار ہو گئی۔ اس نے اس سے بدکاری کی۔

یہ سن کر ہندی زمین پر گر پڑا اور عرض کرنے لگا۔ مجھے معاف فرمائیے۔ میں نے غلطی کی، میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں، مینڈھا پھر پوستین بن گیا، حضرتؑ نے اسے پوستین پہننے کا حکم دیا، جب اس نے پہنی تو اس کے حلق اور گردن میں لپٹ گئی۔ جس سے اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا، امامؑ نے فرمایا اے پوستین اسے چھوڑ دے تاکہ یہ اپنے مالک کے پاس جائے، وہ ہم سے زیادہ بدلہ لینے کے حقدار ہیں، فرمایا اپنا ہدیہ لے لو اور اپنے مالک کے پاس چلے جاؤ، عرض کیا اللہ اللہ! اے آقا! اگر میں ہدیہ واپس لے جاؤں تو میرا مالک بگڑ جائے گا اور وہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔ امامؑ نے فرمایا اسلام لاؤ، یہ لونڈی بھی تجھے دیدوں گا۔ اس نے اسلام لانے سے انکار کیا۔ حضرتؑ نے ہدیہ قبول کر لیا اور لونڈی واپس کر دی، وہ بادشاہ کے پاس پہنچ گیا ایک ماہ کے بعد میرے والدؑ کے پاس خط کا جواب آ گیا جس میں تحریر تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بادشاہِ ہند کا خط حضرت جعفرؑ بن محمدؑ کی خدمت میں روانہ ہے جو امامؑ ہیں۔

امابعد! میں نے جناب کی خدمت میں لونڈی بھیجی تھی، آپ نے ان چیزوں کو تو قبول فرما لیا جن کی کوئی قیمت نہیں تھی۔ لیکن لونڈی کو واپس کر دیا، یہ بات میرے دل میں کھٹکی، میں سمجھ گیا کہ انبیاءؑ اور اولادِ انبیاء میں فراست موجود ہوتی ہے، میں نے قاصد کو غائر نظر سے دیکھا تو خائن پایا۔ اس نے خیال کیا کہ اسے سچائی کے بغیر کوئی چیز نجات نہیں دے گی، اس نے اور لونڈی نے اپنے کرتوت کا اقرار کر لیا، اور لونڈی نے پوستین کا واقعہ بھی سنایا۔ مجھے اس سے حیرانی ہوئی، میں نے لونڈی اور میراب دونوں کی گردنیں اڑا دی ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود

نہیں ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اس خط کے پیچھے خود بھی جنابؑ کی خدمت میں نہایت تھوڑی مدت میں حاضر ہو رہا ہوں، امام موسیٰؑ کاظم علیہ السلام کا بیان ہے کہ ہند کا بادشاہ میرے باپ کے پاس آیا اور اسلام لایا اور اچھی طرح اسلام پر کاربند رہا۔[۱]

(۷)

ہشام بن حکم سے مروی ہے کہ جبل سے ایک شخص ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے ساتھ دس ہزار درہم تھے، امامؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ ان کے عوض میرے لئے گھر خرید دیجئے، جب میں واپس آؤں گا تو اس میں ہوں گا۔ وہ شخص حج کو روانہ ہو گیا۔ واپس آیا تو امامؑ نے اپنے گھر ٹھہرایا۔ فرمایا! میں نے تیرا گھر فردوسِ اعلیٰ میں خریدا ہے، جس کی حدِ اوّل رسول اللہؐ اور حدِ دوم علی علیہ السلام ہیں اور تیسری حد حسنؑ ہیں اور چوتھی حد حسینؑ ہیں اور یہ دستاویز میں نے تحریر کی ہے جب اس شخص نے اس بات کو سنا تو عرض کیا کہ میں اس بات پر راضی ہوں، امامؑ نے تمام درہم اولادِ حسنؑ اور حسینؑ میں تقسیم کر دیئے، وہ شخص واپس گھر روانہ ہو گیا، گھر پہنچ کر ایک بیماری میں مبتلا ہوا، وفات کے وقت تمام گھر والوں کو جمع کیا اور انہیں قسم دی کہ امامؑ کی تحریر کردہ دستاویز اس کی قبر میں رکھ دیں، انہوں نے حسبِ وصیت ایسا ہی کیا، صبح کے وقت اس کی قبر پر گئے، دستاویز قبر کی پشت پر موجود تھی۔ اور دستاویز پر لکھا ہوا تھا۔ دفی وفاء ولی اللہ جعفر بن محمد الصادقؑ بما قال قال ہ

---

[۱] علماء اور مؤرخین کا کام ہے کہ اس بادشاہ کے متعلق تحقیق کی جائے، اس کا نام و نسب اور جملہ کوائف منصۂ شہود پر لائے جائیں۔ ۱۲ ہ محمد شریف عفی عنہٗ مترجم ہ

اللہ کے ولی جعفر بن محمد صادقؑ نے جس طرح وعدہ کیا اسی طرح پورا ہوا۔

(۸)

حماد بن عیسیٰ نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ میرے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مجھے بہت سے حج کرنا نصیب کرے، ایک بہترین جاگیر عمدہ گھر، نیکوکار بیوی اور صالح اولاد عطا کرے، امامؑ نے اس کے حق میں فرمایا! اے معبود! حماد بن عیسیٰ کو پچاس حج نصیب کر، عمدہ جاگیر، بہترین گھر، نیک عورت اور صالح اولاد عطا فرما۔ اس وقت امامؑ کی خدمت میں جو حضرات موجود تھے ان میں سے ایک کا بیان ہے کہ ایک سال میں حماد بن عیسےٰ کے پاس اس کے گھر بصرہ گیا، کہا میرے بارے میں تجھے امام جعفر صادق علیہ السلام کی دعا یاد ہے؟ میں نے کہا ہاں مجھے یاد ہے۔ کہا یہ میرا گھر ہے، بصرہ میں اس سے بہتر اور کوئی گھر نہیں ہے، میری جاگیر بہترین جاگیر ہے، میری بیوی کو جو لوگ جانتے ہیں وہ اچھے خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ میری اولاد کو جو جانتے ہیں وہ نیکوکار ہیں۔ میں نے ۴۸ حج ادا کئے ہیں، دو حج بعد میں ادا کئے جب اکاونویںؑ حج کے ارادہ سے روانہ ہوئے اور جحفہ میں پہنچے۔ احرام کا ارادہ کیا وادی میں غسل کی خاطر پہنچا تو اسے سیلاب بہا کر لے گیا۔ نوکروں نے جا کر مردہ حالت میں پکڑ کر پانی سے باہر نکالا، حماد کا نام غریقِ جحفہ پڑا۔

باب نمبر ۸

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے معجزات

(۱)

ابوصلت ہروی امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد امام موسےٰ بن جعفر علیہما السلام نے علی بن حمزہ سے کہا کہ تجھے اہل مغرب کا ایک آدمی ملے گا اور وہ تجھ سے میرے بارے میں پوچھے گا۔ اس سے کہنا وہ ہمارے امامؑ ہیں جن کو ابو عبداللہ صادق کہتے ہیں، جب وہ تم سے حلال اور حرام کے متعلق پوچھے تو اس کو جواب دینا، کہا اس کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا! ایک جسیم اور طویل آدمی ہے ان کا نام یعقوب بن یزید ہے اور اپنی قوم کا سردار ہے، اگر وہ میرے پاس آنا چاہے، تو اس کو میرے پاس لے آنا، علی بن حمزہ کا بیان ہے کہ خدا کی قسم میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا، ایک طویل اور جسیم شخص آیا اور مجھ سے کہا کہ میں تیرے ساتھی کے بارے میں پوچھتا ہوں، میں نے کہا کہ کون سے ساتھی کے بارے میں؟ کہا موسیٰؑ بن جعفرؑ! میں نے پوچھا! تیرا کیا نام ہے؟ کہا! یعقوب بن یزید، میں نے پوچھا! کہاں کے رہنے والے ہو؟ کہا! اہل مغرب (افریقہ) میں سے ہوں، میں نے کہا مجھے کیونکر جانتے ہو؟ کہا! خواب میں میرے پاس ایک آنے والا آیا اور کہا کہ علی بن حمزہ کو ملو اور جن باتوں کی تمہیں ضرورت ہے ان سے پوچھو، میں نے تیرے بارے میں پوچھا اور اس نے تیری طرف میری رہنمائی کی۔ میں

نے کہا! یہاں بیٹھ جاؤ تاکہ میں طواف سے فارغ ہولوں اور تمہارے پاس آتا ہوں
میں آیا اور اس سے گفتگو کی اور میں نے اسے صاحبِ عقل وفہم پایا۔ اس نے مجھ سے
امام موسیٰؑ بن جعفرؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کی درخواست کی، میں نے اس کو حضرت ع
کی خدمت میں پہنچا دیا، امامؑ نے جب اسے دیکھا تو فرمایا! اے یعقوب بن یزید
تم کل آئے ہو، تمہارے اور تمہارے بھائی کے درمیان فلاں جگہ جھگڑا ہو گیا تھا اور تم نے
ایک دوسرے کو گالیاں دی تھیں، یہ بات میرے اور میرے آباء کے دین میں داخل
نہیں ہے، اس بات کا ہم اپنے شیعوں میں سے کسی کو حکم نہیں دیتے۔ تم عنقریب میت
کی وجہ سے آپس میں جدا ہو جاؤ گے۔ تمہارا بھائی اپنے گھر والوں کے پاس نہیں پہنچے
گا اور اسی سفر میں مر جائے گا۔ اور تم اس کے بارے میں اپنے کئے پر پچھتاؤ گے۔ تم دونوں
نے آپس میں صلۂ رحمی قطع کی تھی، اس لئے تمہاری عمریں کم ہو گئی ہیں! اس نے کہا اے فرزندِ
رسولؐ! مجھے موت کب آئے گی؟ فرمایا! تمہاری موت آچکی تھی لیکن تم نے فلاں فلاں جگہ اپنے
چچا کے ساتھ صلۂ رحمی کی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمہاری عمر میں بیس سال کی توسیع کر دی ہے۔

علی بن حمزہ کا بیان ہے کہ میں اس سے اس وقت ملا جب میں مکہ سے واپس آرہا تھا، اس نے مجھے
بتایا کہ اس کے بھائی کا انتقال ہو گیا ہے، اسے راستے میں دفن کیا گیا ہے اور وہ گھر والوں تک
نہیں پہنچ سکا۔

۲

مفضل بن عمر سے مروی ہے کہ جب امام جعفر صادق علیہ السلام نے وفات پائی تو امامت
کے بارے میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے متعلق وصیت کی، عبداللہ نے امامت کا دعویٰ کیا
عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس وقت بڑے بیٹے تھے، آپ افطح کے نام سے

مشہور ہیں۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے گھر کے درمیان میں بہت سی لکڑیاں جمع کرنے کا
حکم دیا، کسی شخص کو بھیجکر عبداللہ کو اپنے پاس بلا بھیجا، عبداللہ امامؑ کی خدمت میں پہنچا تو
امامیہ مذہب کے چیدہ چیدہ حضرات آپ کی خدمت میں موجود تھے۔ امام موسیٰ کاظم
علیہ السلام نے حکم دیا کہ لکڑیوں کو آگ لگا دی جائے، لکڑیوں کو آگ لگا دی گئی، لوگوں کو
اس کی وجہ کا علم نہیں تھا۔ لکڑیاں جل کر سرخ ہو گئیں۔ ثم قام موسیٰ وجلس بثیابہ فی
وسط النار واقبل یحدث الناس ساعۃ ثم قام فنفض ثیابہ ورجع الی المجلس فقال
لاخیہ عبد اللہ ان کنت تزعم انک الامام بعد ابیک فاجلس فی ذلک المجلس
قالوا فرأینا عبد اللہ تغیر لونہ ثم قام یجر ردائہ حتی خرج من دار موسیٰؑ۔
امام موسیٰ کاظمؑ کپڑوں سمیت آگ کے درمیان میں بیٹھ گئے، کچھ دیر تک لوگوں سے باتیں کرتے
رہے، پھر کپڑے جھاڑ کر لوگوں کے پاس آ گئے۔ اپنے بھائی عبداللہ سے فرمایا، اگر تیرا خیال ہے کہ
تم اپنے باپ کے بعد امام ہو تو اس جگہ جا کر بیٹھو۔ ہم نے دیکھا کہ عبداللہ کا رنگ اڑ گیا، اپنی
چادر گھسیٹتا ہوا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے گھر سے باہر چلا گیا۔

۳

اسحٰق بن منصور کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے امام
موسیٰؑ بن جعفرؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ اپنے ایک شیعہ کی موت کے متعلق فرما رہے تھے
میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ آپ ضرور اس بات کو جانتے ہیں کہ آپ کے شیعہ کی موت
کب واقع ہو گی، میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا جو کچھ کرنا ہے کر لو، تمہاری عمر دو سال سے
بھی کم رہ گئی ہے، یہی حالت تمہارے بھائی کی ہے، وہ تمہارے بعد صرف ایک ماہ زندہ رہے
گا پھر مر جائے گا۔ اسی طرح تمہارے اہل پراگندہ ہو کر متفرق ہو جائیں گے، ان کے دشمن ان کا مذاق

اڑائیں گے۔ اور اپنے بھائیوں کے رحم وکرم پر ہوں گے، یہی باتیں تیرے سینے میں موجود ہیں، میں نے کہا جو کچھ میرے سینے میں کھٹک رہا ہے اس سے میں اللہ تعالےٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، دو سال پورے نہ ہوئے تھے کہ منصور مرگیا، ایک ماہ کے بعد اس کا بھائی مرگیا، اس کے اہلبیت تباہ ہوگئے، جو باقی رہے افلاس میں گرفتار ہوئے اور اس قدر لاچار ہوئے کہ صدقے کے محتاج ہوگئے۔

۴

واضح امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد امام موسٰی کاظم علیہ السلام نے حسین بن ابی العلا سے فرمایا، میری خاطر ایک نوبیہ لونڈی خرید لاؤ، حسین نے کہا خدا کی قسم میں ایک نوبیہ لونڈی کو جانتا ہوں جو بہت نفیس ہے، ایسی میں نے نوبیہ لونڈی نہیں دیکھی، اگر اس میں ایک عیب نہ ہوتا تو میں اس کو خرید کر ضرور آپ کے پاس لاتا، فرمایا! وہ عیب کیا ہے؟ عرض کیا، وہ آپ کی بات کو نہیں جانتی، یہ سن کر حضرتؑ مسکرا دیئے، پھر فرمایا جاؤ، اور اس کو خرید لو۔ میں نے لونڈی خرید کر حضرتؑ کی خدمت میں پیش کر دی، آپ نے اس کی زبان میں دریافت فرمایا کہ تیرا کیا نام ہے؟

لونڈی:۔ میرا نام مونسہ ہے۔

حضرتؑ:۔ میری زندگی کی قسم تو مونسہ ہے، تیرا اس سے پہلے ایک اور نام بھی ہے اور وہ جیبہ ہے۔

لونڈی:۔ آپ نے سچ فرمایا۔

حضرتؑ:۔ اٹھو اور وضو کر کے نماز شب ادا کرو، نماز شب سے فارغ ہونے کے بعد فجر کی نماز پڑھو، اے علیؑ! میری ام ولد دردِ زہ کی شکایت میں مبتلا ہوگئی ہے، میں نے اسے

ثعلبیہ کے پاس بھیج دیا ہے، اس ڈر کے مارے کہ اس کی آواز کو لوگ نہ سنیں، اس نے یہاں ایک لڑکا جنا ہے۔ جس کی بزرگی اور بہادری کا تم سے ذکر کیا تھا۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اس لڑکے کو دیکھا، وہ ایسا تھا جیسا کہ حضرتؑ نے فرمایا تھا۔

۵

ابو حمزہ سے مروی ہے کہ میں ابوالحسن موسٰیؑ بن جعفرؑ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرتؑ کی خدمت میں تیس غلام لائے گئے جو حضرتؑ کی خاطر خریدے گئے۔ ان میں سے ایک غلام نے جو خوبصورت تھا حضرتؑ سے کلام کیا، امام موسٰے کاظم علیہ السلام نے اس کی زبان میں جواب دیا، غلام اور تمام لوگ یہ سن کر حیران ہوگئے، ان کا یہ خیال تھا کہ آپ ان کی زبان کو نہیں جانتے، حضرت نے اس غلام سے فرمایا کہ میں تجھے مال دیتا ہوں اور تم اس میں سے ہر ایک کو تیس درہم ہر ماہ دیا کرنا، یہ لوگ چلے گئے اور ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ آپ ہماری زبان ہم سے زیادہ فصیح بولتے ہیں، یہ ہم پر اللہ تعالےٰ کی نعمت ہے۔ علی بن حمزہ نے کہا کہ ان کے جانے کے بعد میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ کے فرزندؑ! میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ نے ان سے ان کی زبان میں گفتگو فرمائی ہے، فرمایا: ہاں، اور میں نے اس غلام کو حکم دیا ہے، دوسرے کو نہیں اور میں نے اسے اس کے ساتھیوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کی ہے کہ وہ ہر ایک کو ہر ماہ تیس درہم دیتا رہے، یہ اس لئے ہوا کہ جب اس نے گفتگو کی۔ تو وہ ان سے زیادہ علم والا تھا۔ کیونکہ یہ ان کے بادشاہ کی اولاد میں سے ہے۔ میں نے اس کو ان کا نگران مقرر کیا ہے اور اسے وصیت کی ہے کہ اگر انہیں کوئی ضرورت پیش آئے تو وہ پوری کرے، ان باتوں کے باوجود ایک سچا غلام ہے، پھر فرمایا، شاید میں نے ان سے حبشی

ہیں کلام کیا ہے، تمہیں اس سے تعجب ہوا ہے ؟ میں نے کہا خدا کی قسم ایسا ہی ہے، فرمایا جو میری بات تم پر پوشیدہ ہو اس پر تعجب نہ کیا کرو، جو بات تم نے سنی ہے وہ تو ایسی ہے جس طرح پرندہ اپنی منقار سے سمندر سے پانی کا ایک قطرہ لے، کیا پرندے کے پانی کا ایک قطرہ لینے سے سمندر کا پانی کم ہو جاتا ہے؟ امامؑ سمندر کی مانند ہے، جو کچھ اس کے پاس ہوتا ہے وہ ختم نہیں ہوتا، اور اس کے عجائبات سمندر کے عجائبات سے زیادہ بڑے ہیں.

۶

امام رضا علیہ السلام کے غلام بدر کا بیان ہے کہ اسحٰق بن عمار موسیٰؑ بن جعفرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا. آپ کے پاس بیٹھ گیا، اسی دوران میں ایک خراسانی آدمی اجازت لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے حضرت سے ایک ایسی زبان میں گفتگو کی کہ وہ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ پرندے کی بولی بول رہا ہے، ایسا کلام میں نے پہلے نہیں سنا تھا، اسحٰق کا بیان ہے کہ حضرتؑ نے اس کو اس کی زبان میں جواب دیا، جب وہ اپنے مسائل دریافت کر چکا تو چلا گیا، میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا، میں نے ایسا کلام نہیں سنا فرمایا یہ اہل چین کا کلام اور ہر ایک چینی یہ کلام نہیں بولتا، پھر فرمایا تمہیں اس کے کلام اور لغت سے تعجب ہوتا ہے، میں نے کہا تعجب کی تو بات ہے، فرمایا میں تجھے وہ بات بتاؤں جو اس سے بھی عجیب تر ہے اعلم ان الامام یعلم منطق الطیر ونطق کل ذی روح خلقہ اللہ تعالٰے وما یخفی علی الامام شئی، تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ امام پرندوں کی بولی جانتا ہے اور ہر ذی روح کی زبان جانتا ہے جن کو اللہ تعالٰے نے پیدا کیا اور امام پر دنیا کی کوئی چیز مخفی نہیں ہے

۷

علی بن حمزہ کا بیان ہے کہ ایک روز امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا، مدینہ کے

صحرا کی طرف چلے گئے، ہم نے راستے میں ایک شخص کو پڑا ہوا دیکھا، جو رو رہا تھا اور اس کے سامنے مردہ گدھا موجود تھا، جس کی کاٹھی ایک طرف پڑی ہوئی تھی، امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے پوچھا کیا بات ہے؟

شخص :۔ میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حج کو جا رہا تھا، یہاں میرا گدھا مر گیا ہے، اکیلا رہ گیا ہوں، حیران اور پریشان ہوں، میرے اور ساتھی جا چکے ہیں۔ اور میرے پاس اور کوئی سواری نہیں جس پر سوار ہو کر جا سکوں

امامؑ :۔ ممکن ہے کہ یہ گدھا نہ مرا ہو.

شخص :۔ آپ میری حالت پر رحم نہیں فرماتے بلکہ میرا مذاق اڑاتے ہیں، امام علیہ السلام گدھے نزدیک تشریف لے گئے ایسی بات کی جس کو میں سمجھ نہ سکا اور ایک پڑی ہوئی لکڑی کو اٹھایا اور گدھے پر ماری اور چلائے، گدھا کود کر صحیح سالم کھڑا ہو گیا.

امامؑ نے فرمایا اے مغربی (حبشی) یہاں کوئی مذاق کی چیز دیکھی ہے ؟ اپنے ساتھیوں سے مل جا، ہم اس کو چھوڑ کر روانہ ہو گئے، علی بن حمزہ کا بیان ہے کہ میں ایک روز زمزم کے کنوئیں پر جو مکہ میں ہے کھڑا ہوا تھا، ایک مغربی وہاں آگیا جب مجھے دیکھا تو میری طرف بڑھا، خوشی اور مسرت سے میرا ہاتھ چوما، میں نے پوچھا تیرے گدھے کا کیا حال ہے ؟

مغربی :۔ خدا کی قسم گدھا ٹھیک ٹھاک ہے، وہ شخص کہاں ہے جس نے میرے گدھے کو مرنے کے بعد زندہ کر دیا تھا، اس کے ذریعے اللہ تعالٰے نے مجھ پر احسان کیا تھا۔

علی بن حمزہ :۔ تیرا مقصد حل ہو گیا تھا، اب تو اس بات کو دریافت نہ کر جس کی کنہہ کو تو نہ پہنچ سکے گا.

۸

علی بن محمد ہمارے بعض اصحاب سے وہ بکار قمی سے روایت کرتے ہیں کہ

میں نے چالیس حج ادا کئے ، آخری حج میں زادِ راہ ختم ہوگیا، میں مکہ میں آگیا ، میں نے مدینہ جانے کی ٹھانی تاکہ رسول اللہ صلعم کے روضے کی زیارت کر سکوں اور اپنے آقا ابوالحسنؑ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کروں ، میں نے ارادہ کیا کہ کوئی کام کروں گا جس سے اپنی حالت ٹھیک کر کے کوفہ کی راہ لوں گا ۔ میں روانہ ہو کر مدینہ پہنچا ، رسول اللہ صلعم کے روضے کی زیارت سے مشرف ہوا ، پھر معلّے میں آیا ، یہ وہ جگہ ہے جہاں کام کرنے والے لوگ کام کے حصول کی خاطر ٹھہرا کرتے ہیں ، میں بھی اس امید پر ٹھہر گیا . کہ اللہ تعالےٰ میرے لئے بھی کام کا کوئی سبب بنائے گا ۔ میں اسی ادھیڑبن میں تھا . کہ مجھے ایک شخص آتے ہوئے دکھائی دیا ، کاریگر اس کے گرد جمع ہو گئے ۔ میں بھی ان میں شامل ہو گیا وہ ایک جماعت لے کر روانہ ہوا ، میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا ، میں نے کہا : اللہ کے بندے میں ایک مسافر آدمی ہوں مجھے بھی ان لوگوں کے ساتھ لے جا اور کام پر لگا دے ، کہا کیا تم کوفہ کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا ہاں ، کہا چلو ، میں اس کے ساتھ ایک بہت تازہ بنے ہوئے گھر میں آیا ۔ میں نے وہاں کئی روز کام کیا ، ایک روز میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو آتے ہوئے دیکھا ، آپ نے گھر میں چکر لگایا ، پھر میری طرف سر بلند کرتے ہوئے فرمایا ! تم آگئے ہو؟ اتر آؤ ، میں اتر آیا ، الگ کونے میں لے جا کر فرمایا ! یہاں کیا کرنے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں ، میرا زادِ راہ ختم ہو گیا تھا ، میں نے مکہ میں قیام کیا ، پھر مدینہ میں آگیا ، کام کی تلاش میں معلّے میں آیا ، اسی اثنا میں آپ کے وکیل آگئے ، وہ لوگوں کو لے کر چلے ، میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا ، جس طرح لوگوں کو کام پر لگاؤ گے مجھے بھی کام پر لگاؤ ، اس کے بعد حضرتؑ تشریف لے گئے ، میں کام میں مصروف ہو گیا ۔ وہ دن آگیا جس روز اجرت ملا کرتی تھی ، وکیل آکر دروازے پر بیٹھ گیا ، ہر ایک

آدمی کو باری باری بلا کر اس کی اجرت دیتا تھا ، جب میری باری آئی تو ہاتھ کا اشارہ کر کے کہا بیٹھ جاؤ ، سب سے آخر میں مجھ سے کہا ادھر آؤ میں نزدیک ہو گیا ۔ اس نے مجھے ایک تھیلی دی جس میں پندرہ دینار تھے ، کہا یہ لے لو ، یہ تمہارے کوفہ جانے کی زادِ راہ ہے پھر کہا کہ تم سے امام فرماتے ہیں کہ کل جاؤ گے؟ میں نے کہا ہاں ، وکیل چلا گیا ۔ حضرتؑ کا قاصد آیا اور کہا کہ ابوالحسنؑ فرماتے ہیں کہ جانے سے پہلے میرے پاس آنا ۔ میں نے کہا ! بسر و چشم ، خدمت میں حاضر ہوں گا ۔ دوسرے روز خدمتِ امامؑ میں حاضر ہوا ، فرمایا ابھی ابھی چلے جاؤ تاکہ تم قبد کے مقام تک پہنچ سکو ، وہاں تمہیں کوفہ جانے والے لوگ ملیں گے ، یہ خط لے لو اور علی بن حمزہؓ کے سپرد کر دینا ، میں چل پڑا ، خدا کی قسم قبد تک کوئی آدمی نہ ملا ، وہاں لوگ ملے جو دوسرے روز کوفہ جانے کے لئے آمادہ تھے ۔ میں نے اونٹ خریدا اور ان کے ساتھ ہو لیا ۔ میں کوفہ میں رات کو پہنچا ، میں نے کہا اب اپنے گھر چلنا چاہیئے ، رات وہاں آرام کروں گا . صبح کو خط لے کر آقا علی بن حمزہ کی خدمت میں حاضر ہوں گا ۔ میں اپنے گھر میں آگیا ، مجھے بتایا گیا کہ میرے آنے سے چند روز پہلے چور میری دکان میں نقب زنی کر گئے تھے ۔ میں نے صبح کو فجر کی نماز پڑھی ، بیٹھا ہوا دکان کے چوری شدہ مال کے متعلق سوچ رہا تھا ، اچانک ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا ، میں باہر آیا تو وہ علی بن حمزہ تھے ، میں نے انہیں گلے لگا لیا اور ان پر سلام کیا ، کہا بکار ! میرے آقاؑ کا خط مجھے دیدو ، میں نے کہا ہاں حاضر کرتا ہوں ، میں ابھی ابھی جناب کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کر رہا تھا ۔ فرمایا خط لاؤ ، مجھے معلوم ہے کہ تم شام کو آئے ہو ۔ میں نے خط لا کر آپ کے حوالے کیا ۔ انہوں نے خط کو بوسہ دے کر اپنی آنکھوں پر رکھا اور رو پڑے ، میں نے عرض کیا ، کیوں روتے ہیں؟ فرمایا آقاؑ کی زیارت کا شوق خط کھول کر پڑھا اور میری طرف سر اٹھا کر کہا : اے بکار ! تیری دکان میں چور داخل ہوئے

تھے؟" میں نے کہا، ہاں. کہا، اللہ تعالٰے نے تیرا مال واپس کر دیا ہے. میرے اور تیرے آقا نے حکم دیا ہے کہ جو کچھ تیرا مال چلا گیا ہے وہ میں تجھے ادا کر دوں." آپ نے ایک تھیلی نکالی جس میں چالیس دینار تھے وہ میرے حوالے کئے. میں نے اپنے چوری شدہ مال کا حساب لگایا تو وہ بھی چالیس دینار بنتے تھے، علی بن حمزہ رض نے میرے سامنے حضرت ع کا خط پڑھا کہ بکار کی دوکان سے چالیس دینار کا مال چوری ہو گیا ہے. وہ ان کے حوالے کر دو.

۹

اسحٰق بن عمّار کا بیان ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید نے امام موسٰی کاظم علیہ السلام کو قید کر دیا، ابو یوسف اور محمد بن حسن صاحبان ابو حنیفہ حضرت ع کی خدمت میں قید خانہ میں حاضر ہوئے، یہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے سندی بن شاہک کی طرف سے ایک شخص یہ پیغام لے کر حاضر ہوا کہ میرے پہرہ کی باری ختم ہو رہی ہے اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بیان فرمائیے تاکہ میں اس وقت پوری کر دوں، حضرت ع نے فرمایا مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے، جب وہ شخص چلا گیا. تو حضرت ع نے ابو یوسف سے کہا کہ مجھے اس شخص پر تعجب آتا ہے کہ میں اس کو اپنی حاجت پوری کرنے کی تکلیف دوں، حالانکہ یہ شخص آج مر جائے گا. ابو یوسف اور محمد بن حسن حضرت ع کی خدمت سے اٹھ کھڑے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہم تو اس غرض کے تحت آئے تھے کہ آپ سے فرائض اور سنت کے مسائل دریافت کریں گے، اب تو آپ نے ایک آنے والے کے بارے میں علم غیب کی بات بتائی ہے، انہوں نے اس شخص کے ساتھ ایک آدمی کو بھیج دیا اور دونوں نے اس سے کہا کہ دیکھو آج رات اس کا کیا حشر ہوتا ہے اور کل اس کے بارے میں ہمیں آگاہ کرنا، وہ شخص

جا کر مسجد میں جو اس شخص کے دروازے کے پاس تھی سو گیا، صبح کو اس نے رونے کی آواز سنی اور لوگ اس کے گھر میں داخل ہو رہے تھے، پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا فلاں شخص آج رات بغیر بیماری کے اچانک مر گیا ہے. اس شخص نے آ کر اس بات سے ابو یوسف اور محمد بن حسن کو آگاہ کیا، دونوں امام موسٰی کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ہمیں تو صرف یہی علم تھا کہ آپ حلال اور حرام کے عالم ہیں لیکن یہ علم کہاں سے حاصل کیا ہے؟ کہ فلاں شخص اس رات مر جائے گا! فرمایا اس باب سے یہ علم حاصل کیا، جس کی خبر رسول اللہ صلعم نے دی تھی وہ علی بن ابی طالب ع ہیں، جب حضرت ع نے دونوں پر یہ بات کہی تو ہکے بکے رہ گئے اور کوئی جواب نہ دے سکے.

۱۰

داؤد بن کثیر رقی رض سے مروی ہے کہ خراسان سے ایک شخص آیا جس کی کنیت ابو جعفر تھی. خراسان کی ایک جماعت نے اس کے ساتھ مال سامان اور مسائل روانہ کئے تھے، کوفہ میں آیا، امیر المؤمنین کے مزار کی زیارت کی اور کوفے میں ایک شخص کو دیکھا کہ جس کے پاس لوگ جمع تھے، زیارت سے فارغ ہو کر ان کے پاس گیا. ان کو شیعہ اور فقیہ پایا، وہ شیخ کے مسائل سن رہے تھے. ان سے شیخ کے بارے میں پوچھا، انہوں نے کہا ان کا نام ابو حمزہ ثمالی ہے، اس دوران میں مدینہ سے ایک اعرابی آیا. جس نے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا انتقال ہو گیا ہے، یہ سن کر ابو حمزہ نے گریبان چاک کیا اور زمین پر ہاتھ مارا پھر اعرابی سے پوچھا آپ ع کے وصی کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ کہا آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ، اپنے بیٹے موسٰی ع اور دیگر شخص منصور کے بارے

میں وصیت کی ہے۔ [1]

یہ سن کر ابو حمزہ ثمالیؒ نے کہا۔ شکر ہے اللہ تعالیٰ کا کہ اس نے ہمیں گمراہ نہیں کیا ہماری رہنمائی چھوٹے کی طرف کی ہے، بڑے کو صرف بیان کیا ہے، اور امر عظیم کو پوشیدہ رکھا ہے۔ ابو حمزہ امیر المومنینؑ کی قبر پر آئے۔ آپ نے نماز پڑھی اور ہم نے بھی نماز ادا کی پھر میں آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ جو کچھ آپ نے کہا ہے خدا اس کی وضاحت فرمایئے۔ کہا حضرت نے بیان کیا ہے بڑے صاحب افت ہالے چھوٹے کیطرف رہنمائی کی ہے کہ میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر بڑے کے ہوتے ہوئے رکھ دوں اور امر عظیم کو پوشیدہ رکھا ہے۔ آپ حضرت امیر المومنینؑ کی قبر کیطرف لپکے۔ اس اثنا میں منصور آ گئے۔ آپ سے پوچھا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا وصی کون ہے؟ خراسانی کا بیان ہے کہ ابو حمزہ نے منصور کو ایسا جواب دیا۔ جسے میں سمجھ نہ سکا۔ میں مدینہ میں آ گیا۔ میرے پاس مال، کپڑے اور مسائل تھے۔ میرے پاس وہ درہم بھی تھے جو شطیطہ نے میرے حوالے کئے تھے۔ میں نے اس سے کہا میں تم سے سو درہم پوشیدہ رکھوں گا۔ میں نے درہم نکال کر ایک اور تھیلے میں ڈال دیئے۔ میں مدینہ آ گیا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے وصی کے متعلق پوچھا، انہوں نے کہا حضرت کے فرزند عبد اللہ ہیں، میں وہاں آیا، اجازت طلب کر کے حاضر ہوا آپ اپنے منصب پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے امتحانے انداز میں پوچھا آپ امام جعفر صادق علیہ السلام کے وصی ہیں؟ کہا ہاں۔ میں نے پوچھا! آپ

[1] امام علیہ السلام نے حالات کے اقتضا کے مطابق تین آدمیوں کا نام لیا ورنہ امام نے در حقیقت اپنے فرزند امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بارے میں وصیت فرمائی تھی۔ ۱۲ مترجم

امام جعفر صادق علیہ السلام کے وصی ہیں؟ کہا، ہاں میں نے پوچھا دو صد درہموں میں کتنی زکوٰۃ ہے؟ کہا پانچ درہم۔ میں نے پوچھا ایک سو میں کتنی ہے؟ کہا ڈیڑھ درہم۔ میں نے پوچھا ایک شخص اپنی عورت سے کہتا ہے کہ تجھے ستاروں کے برابر طلاق ہو کیا بغیر گواہوں کے ایسی عورت مطلقہ ہو جائے گی، کہا ہاں، مجھے ان کے جوابات سے تعجب ہوا، مجھ سے کہا جو مال لائے ہو وہ میرے پاس لاؤ۔ میں نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے میں نبی کریم کی قبر پر آیا پھر واپس اپنے گھر کی طرف لوٹ رہا تھا کہ مجھے راستہ میں کھڑا ہوا ایک حبشی ملا اس نے کہا تم پر سلام ہو میں نے کہا تم پر سلام ہو کہا جن کو چاہتے ہو تمہیں طلب کرتے ہیں، میں اس کے ساتھ گھر کے دروازے پر پہنچا، وہ مجھے اندر لے گیا میں نے موسیٰ بن جعفرؑ کو نماز کی چٹائی پر بیٹھے ہوئے دیکھا، فرمایا ابو جعفر بیٹھ جاؤ، فرمایا جو مال لائے ہو میرے پاس لاؤ، میں نے حضرت کی خدمت میں پیش کر دیا حضرتؑ نے اس تھیلے کی طرف اشارہ فرمایا، جس میں عورت کا درہم تھا، فرمایا اسے کھولو، میں نے کھول دیا فرمایا اسے الٹو، میں نے الٹا، شطیطہ کا درہم ظاہر ہو گیا، اسے لے لو میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا، اللہ تعالیٰ حق بات بیان کرنے سے نہیں شرماتا اے ابو جعفر، شطیطہ کو میرا سلام کہنا اور یہ تھیلی اسکے حوالے کرنا۔۔۔ ابو جعفر کا بیان ہے کہ میں خراسان آ گیا، میں نے امام کی عطا کردہ تھیلی شطیطہ کے حوالے کی، وہ خوش ہو گئیں، کہا یہ درہم اپنے پاس رکھو جو میرے کفن کے کام آئیں گے تین دن کے بعد وہ مر گئیں

۱۱

ہشام بن سالم کا بیان ہے کہ میں اور احمد بن نعمان صاحب طاق امام جعفر صادقؑ کی وفات کے بعد مدینہ میں موجود تھے لوگ امامؑ کے فرزند کے پاس جمع ہو گئے تھے، ہم آپکے پاس آئے اور کہا زکوٰۃ کتنے میں واجب ہوتی

ہے کہا دو سو درہم میں یا پانچ درہم، ہم نے پوچھا کہ سو میں؟ کہا ڈیڑھ درہم ہم پریشان ہو کر باہر آگئے اور رونے بیٹھ گئے سکتے تھے کہ کس طرف رجوع کریں، فرقہ مرجیہ کی طرف یا معتزلہ اور زیدیہ کی طرف، اب ہم اس ششش و پنج میں تھے، کہ ہم نے ایک بزرگ کو دیکھا اس نے ہمیں اپنی طرف اشارہ کیا میں اسکو پہلے نہیں جانتا تھا میں ڈر گیا کہ یہ کہیں جعفر منصور کا جاسوس نہ ہو کیونکہ جو شخص امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی طرف رجوع کرتا تھا، اسکی گردن اڑانے کا حکم جاری کیا تھا مجھے اپنی جان کا خوف تھا میں اس بزرگ کے پیچھے ہو لیا، اس نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے دروازے پر پہنچا دیا اور حضرت کی خدمت میں پہنچا دیا حضرت نے مجھے دیکھتے ہی پہلے فرمادیا کہ مرجیہ، معتزلہ اور زیدیہ کی طرف رجوع نہ کرو، میں نے عرض کیا آپ کے والد کا انتقال ہو گیا ہے؟ فرمایا ہاں میں نے عرض کیا، ان کے بعد ہمارا امام کون ہے؟ فرمایا انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دیگا، میں سے رہا میں آپ سے اس طرح پوچھوں گا، جس طرح آپکے باپ سے پوچھا کرتا تھا فرمایا پوچھو، میں نے آپسے پوچھا تو آپ کو نہ ختم ہونے والا سمندر پایا۔

۱۲

علی بن یقطین کا بیان ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید نے مجھے خز سیاہ کا جوڑا جو شاہوں کے لباس میں سے تھا اور سونے کی تاروں سے کڑھا ہوا تھا عطا کیا میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں اور بہت سے مال کے ساتھ روانہ کر دیا، امامؑ نے اور مال قبول کر لیا لیکن وہ بیش قیمت جوڑا واپس کر دیا اور فرمایا اس کو سنبھال کے رکھو اسکی تمھیں ضرورت پڑے گی، کچھ دنوں کے بعد علی بن یقطین نے اپنے ایک خاص غلام کو مارا اور اسے اس بات کا علم تھا کہ علی بن یقطینؒ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے محبت کرتے ہیں اس نے خلیفہ ہارون الرشید سے چغلخوری کی کہ علی

بن یقطین امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی امامت کے قائل ہیں اور وہ بیش قیمت لباس جو آپ نے دیا تھا اس نے امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں بھیج دیا ہے یہ سن کر خلیفہ ہارون الرشید سخت ناراض ہوا اور کہا میں اس کی تحقیق کروں گا۔ علی بن یقطین کو طلب کیا اور پوچھا وہ لباس کہاں ہے؟ جو میں نے تجھے عطا کیا تھا؟ کہا میرے پاس موجود ہے کہا اسے یہاں پیش کرو، علی بن یقطینؒ نے اپنے نوکر سے کہا کہ اس رومال کو لے آؤ جو فلاں صندوق میں رکھا ہوا ہے۔ غلام نے رومال لا کر دیا، اس نے اسے کھولا تو اس میں لباس موجود تھا، ہارون الرشید کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور آپ کو دوسرا انعام دیا۔ چغلخور کو لکڑیاں مار مار کر فی النار والسقر کیا گیا

۱۳

علی بن یقطین نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں تحریر کیا کہ وضو کے مسئلہ میں شک پڑ گیا ہے، میں پاؤں کا مسح کروں یا غسل کروں؟ جو کچھ آپ فرمائیں گے میں اس پر عمل کروں گا! امامؑ نے تحریر فرمایا کہ میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ تم تین مرتبہ کلی، تین مرتبہ ناک میں پانی، تین مرتبہ چہرہ کا دھونا، تین مرتبہ داڑھی کا خلال، تین مرتبہ دونوں پاؤں کو دھونا اور ظاہر و باطن میں دونوں کانوں کا مسح کرنا اور تین مرتبہ دونوں پاؤں کو دھونا، اس طریقے کی مخالفت نہ کرنا، اس نے امامؑ کے حکم کی پابندی کی اور اس پر عمل کرتا رہا، ایک روز ہارون رشید نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ علی بن یقطینؒ رافضی ہے۔ میں اس بارے میں تحقیق کرنا چاہتا ہوں رافضی وضو میں سہل نگاری سے کام لیتے ہیں، علی بن یقطین کو بلایا اور گھر میں کسی کام کو لگا دیا نماز کا وقت آگیا۔ ہارون رشید پتھروں کی دیوار کے پیچھے چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ تاکہ علی بن یقطین کو دیکھ سکے۔ اس نے علی کے پاس وضو کا پانی بھیج دیا۔ علی نے امامؑ کے حکم کیمطابق وضو کیا، یہ دیکھ کر علی کے پاس ہارون رشید آکر کہنے لگا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ تم رافضی ہو۔

وہ جھوٹے ہیں، اس کے بعد علی بن یقطین کے پاس امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا خط آیا کہ اب اس طرح وضو کیا کرو جس طرح اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم ہے، چہرے کو ایک دفعہ بطور فریضہ کے دھویا کرو اور دوسری مرتبہ اسباغاً اور دونوں کہنیوں کو بھی اسی طرح اور سر کے اگلے حصے اور پاؤں کے ظاہر حصے کا وضو کی تری سے مسح کیا کرو، جس بات کا تجھے ڈر تھا وہ ختم ہو گئی

باب ۹

امام علی رضا علیہ السلام کے معجزات

۱

ابراہیم بن موسےٰ قزاز سے مروی ہے کہ ایک دن مسجد رضا میں جو خراسان میں ہے موجود تھا، میں نے حضرتؑ کے باہر تشریف لانے پر اصرار کیا، آپ تشریف لائے، بعض مریدوں نے آپ کا استقبال کیا، نماز کا وقت آگیا، آپ وہاں ایک قصر کی طرف مڑ گئے قصر کے دروازے کے قریب ایک درخت تھا، اس کے نیچے تشریف فرما ہو گئے، ہمارے ساتھ تیسرا آدمی کوئی نہیں تھا. فرمایا اذان دو، میں نے عرض کیا انتظار فرمائیے تاکہ ہمارے اصحاب نماز میں شریک ہو سکیں، فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے، اول وقت سے نماز کی تاخیر نہ کرو، میں نے اول وقت میں اذان کہی. نماز ادا کی، میں نے کہا اے اللہ تعالےٰ کے رسولؐ کے فرزند آپ نے ایک وعدہ فرمایا تھا، اس کی مدت بہت لمبی ہو گئی ہے. میں محتاج ہوں، آپ کثیر الاشغال ہیں. ہر وقت آپ سے مانگ نہیں سکتا، حضرتؑ نے اپنے کوڑے کو زمین پر سختی سے مارا، پھر مضروب جگہ پہ اپنا ہاتھ مارا، وہاں سے سونے کا پگھلا ہوا ٹکڑا نکلا، کہا اسے لے لو، اللہ تعالےٰ تجھے اس میں برکت دے اور اس سے فائدہ اٹھاؤ، جو کچھ تم نے دیکھا ہے اسے پوشیدہ رکھنا، اس میں مجھے برکت دی گئی. میں نے خراسان میں (شاندار گھر) خریدا جس کی قیمت ستر ہزار دینار تھی، جو لوگ مجھ ایسے وہاں موجود تھے

میں ان میں دولت مند آدمی تھا۔

۲

محمد بن عبدالرحمٰن ہمدانی کا بیان ہے کہ میں قرض میں مبتلا ہوگیا، جس کی وجہ سے میرا سینہ تنگ رہتا تھا، میں نے دل میں سوچا میرا قرض آقا امام علی رضا علیہ السلام ہی ادا فرما سکتے ہیں، میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، فرمایا اے ابو جعفر! اللہ تعالٰے نے تیری حاجت پوری کر دی ہے، اپنے سینہ کو تنگ نہ رکھ، جو کچھ حضرت نے فرمایا۔ پھر میں نے کوئی سوال نہ کیا، میں آپ کے پاس ٹھہر گیا، اور میں روزے سے تھا، میرے لئے کھانا لانے کا حکم دیا، میں نے عرض کیا میں روزے سے ہوں، میں آپ کے ساتھ کھانا کھانا پسند کرتا ہوں مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد گھر کے وسط میں تشریف فرما ہوگئے، کھانا طلب فرما کر تناول فرمایا اور میں نے بھی ساتھ کھایا، فرمایا ہمارے ہاں رات بسر کرو گے یا تمہاری ضرورت پوری کر دوں چلے جاؤ گے؟ میں نے عرض کیا میری ضرورت پوری ہو جائے، چلا جاؤں گا۔ یہ بہتر اور مجھے پسند ہے، آپ نے زمین پر ہاتھ مارا، مٹی کی مٹھی لی، فرمایا لے لو، میں نے اس کو اپنی آستین میں رکھ دیا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ دینار تھے، میں گھر واپس آگیا، چراغ کے پاس آیا تاکہ دیناروں کو گنوں، ایک دینار میرے ہاتھ سے گر پڑا اور اس پر لکھا ہوا تھا کہ یہ پانچ سو دینار ہیں، آدھے تیرے قرض ادا کرنے کے لئے اور آدھے تیرے نان و نفقہ کے لئے، جب میں نے یہ دیکھا تو ان کو نہ گنا، ان کو بستر کے نیچے رکھ دیا، سو گیا، صبح کو دیناروں میں اس لکھے ہوئے دینار کو تلاش کیا۔ لیکن نہ پایا۔ دس مرتبہ الٹ پلٹ کیا لیکن وہ نہ ملا، میں نے دیناروں کو گنا تو وہ پانچ سو تھے۔

۳ محمد بن فضل ہاشمی سے مروی ہے کہ جب امام موسٰی کاظم علیہ السلام نے انتقال فرمایا

تو مدینہ میں آیا اور امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور جو کچھ میرے پاس مال تھا آپ کے سپرد کیا۔ میں نے خدمت میں عرض کیا کہ میں بصرہ جا رہا ہوں، وہاں لوگوں کو امام موسٰی کاظم علیہ السلام کی وفات کے متعلق علم ہوگیا ہے اور ان میں اختلاف پڑ گیا ہے، مجھے یقین ہے کہ وہ مجھ سے دلائل امامؑ پوچھیں گے، اگر آپ اس بارے میں مجھے کوئی چیز بتا سکتے ہیں تو بہتر ہوگا۔ فرمایا اس بارے میں فکر نہ کرو، ہمارے بصرہ وغیرہ کے دوستوں کو آگاہ کرو کہ میں ان کے پاس آرہا ہوں، ولا قوۃ الا باللہ پھر آپ نبی صلعم کی تمام چیزیں میرے پاس لائے آنحضرتؐ کی چادر، چھڑی اور ہتھیار وغیرہ۔ میں نے عرض کیا آپ کب آئیں گے؟ تین دن کے بعد، میں بصرہ آگیا، لوگوں نے مجھ سے حالات دریافت کئے۔ میں نے کہا، میں امام موسٰی کاظم علیہ السلام کی خدمت میں آپ کی وفات کے ایک دن پہلے حاضر ہوا فرمایا! میں لامحالہ انتقال کرنیوالا ہوں، جب مجھے قبر میں پوشیدہ کر دینا تو (یہاں) مت قیام کرنا مدینہ کی طرف روانہ ہو جانا۔ میری ودیعتیں میرے بیٹے رضاؑ کے پاس پہنچا دینا، وہ میرے وصی ہیں اور میرے بعد صاحب الامر ہیں، میں نے حضرتؑ کے حکم کی تعمیل کی اور تمام ودیعتیں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا دیں۔ تین دن کے بعد آپ تشریف لا رہے ہیں جو چاہنا آپ ہی سے دریافت کرنا۔ امام رضا علیہ السلام تیسرے روز بصرہ میں تشریف لائے۔ حسن بن محمد کے گھر کا قصد فرمایا، حضرتؑ کے لئے اس کا گھر خالی کیا گیا، آپ امر و نہی میں مصروف ہوگئے۔ حسن بن محمد نے فرمایا تمام ان لوگوں کو بلاؤ جو محمد بن فضل وغیرہ کے ہاں شیعہ موجود تھے، جاثلیق نصاریٰ، راس جالوت اور تمام لوگوں کو بلاؤ جو سوال کرنا چاہتے ہیں، تمام لوگوں کو جمع کیا، زیدیہ اور معتزلہ

بھی حاضر ہوئے ان لوگوں کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ حسن بن محمد نے ان کو کیوں بلایا
ہے، جب یہ تمام لوگ آ گئے، امام رضا علیہ السلام نے مسند کو بچھایا اور اس پر تشریف
فرما ہوئے، فرمایا" السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، کیا تمہیں علم ہے کہ میں نے تم پر سلام
کی ابتدا کیوں کی ہے ؟ انہوں نے کہا نہیں، فرمایا تاکہ تمہارے دلوں کو اطمینان ہو جائے
انہوں نے کہا، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، آپ کون ہیں ؟ میں علیؑ بن موسیٰؑ بن جعفرؑ
بن محمدؑ بن علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ ہوں۔ میں رسول اللہؐ کا فرزند ہوں، میں
نے صبح کی نماز حاکمِ مدینہ کے ساتھ رسول اللہؐ کی مسجد میں پڑھی ہے۔ نماز پڑھنے کے
بعد اس نے مجھے اپنے خلیفہ کا خط سنایا ہے اس نے اپنی بہت سی باتوں میں مجھ سے
مشورہ دیا ہے، میں نے جو کچھ خط میں تحریر تھا اس کے بارے میں اسے مشورہ دیا ہے
اور اس سے وعدہ کیا ہے کہ میں آج عصر کے بعد آپ کے پاس آجاؤں گا۔ تاکہ میرے
پاس بیٹھ کر اپنے خلیفہ کو خط کا جواب تحریر کرے، میں وعدہ کے مطابق اس کے
پاس جاؤں گا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۔ لوگوں نے عرض کیا، فرزند رسولؐ
ہم اس بات پر آپ سے ثبوت نہیں چاہتے ہمیں معلوم ہے کہ آپ صادق القول
ہیں، لوگ جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، فرمایا مت جاؤ، میں اس لئے آیا ہوں
تاکہ تم آثارِ نبوت اور امارت امامت کے متعلق سوال کرو۔ جس کو ہم اہلبیتؑ کے
کے ہاں پاتے ہو، اپنے مسائل پیش کرو"۔ عمر بن ہذاب (جو خارجی تھا) نے پوچھا اور کہا۔
محمد بن ہاشمی نے آپ کے حوالے سے وہی باتیں بیان کی ہیں۔ جن کو دل نہیں مانتے، امام علیہ السلام
نے فرمایا وہ کیا باتیں ہیں ؟ آؤ اور دریافت کرو، پھر فرمایا" میں تمہیں تمام باتوں سے پہلے زبانوں
اور لغات کے بارے میں آگاہ کرتا ہوں، یہ شخص رومی ہے، یہ ہندی ہے، یہ فارسی ہے اور یہ

ترکی ہے"۔ ہم نے ان لوگوں کو حضرتؑ کے سامنے کر دیا، فرمایا؛ تم میں سے جو شخص چاہے
اپنی زبان اور لغت میں مجھ سے سوال کرے"۔ حضرتؑ نے ان کے سوالات کا ان کی زبان
اور لغت میں جواب دیا، یہ دیکھ کر لوگ حیران و ششدر رہ گئے، تمام لوگوں نے اس
بات کا اعتراف کیا کہ حضرتؑ ان سے ان کی زبان اور بولی زیادہ فصیح بولتے ہیں پھر حضرتؑ
نے ابن ہذاب کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ میں تجھے آگاہ کرتا ہوں کہ تم عنقریب ان دنوں میں
اپنے رشتہ دار کے خون سے ہاتھ رنگو گے، میری اس بات کی تصدیق کرتے ہو؟" اس نے کہا
نہیں۔ ان الغیب لا یعلمہ الا اللہ۔ غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ امامؑ
نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من
ارتضیٰ من رسول۔ اللہ تعالیٰ عالم غیب ہے، غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر جس رسول
کو مرتضیٰ کرے، رسول اللہؐ، اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرتضیٰ ہیں اور ہم لوگ اسی رسول
کے وارث ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب سے جتنا چاہا مطلع کیا، ہم لوگ گذشتہ اور
قیامت تک ہونے والی تمام باتوں کو جانتے ہیں، اے فرزندِ ہذاب جس بات سے
میں نے تمہیں آگاہ کیا ہے وہ پانچ دن کے اندر ضرور ہو کر رہے گی، مگر اس مدت میں یہ بات
صحیح ثابت نہ ہو تو میں کاذب اور افترا پرداز (نعوذ باللہ من ذالک) ہوں، اگر یہ بات
سچی ثابت ہو جائے تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تم نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی بات کو رد
کیا اور تمہیں ایک اور ثبوت سے آگاہ کرتا ہوں، تم آنکھوں کی تکلیف میں چلنے پھرنے
سے معذور ہو جاؤ گے۔ یہ بات چند دن تک ہونیوالی ہے، تمہیں ایک بات اور بتاتا
ہوں کہ تم جھوٹی قسم اٹھاؤ گے اور برص کی بیماری میں مبتلا ہو گے"۔ محمد بن فضل کا بیان
ہے کہ خدا کی قسم ابن ہذاب ان تمام باتوں میں مبتلا ہوا، اس سے پوچھا گیا کہ امام رضاؑ

سچے ہیں یا جھوٹے ہیں؟ کہا میں اس وقت جانتا تھا جب مجھے آگاہ کیا گیا کہ یہ باتیں ضرور ہو کر رہیں گی، لیکن میں سخت اَن جان بنا ہوا تھا

امامؑ:۔ (جاثلیق سے) انجیل محمدؐ کی نبوت پر دلالت کرتی ہے؟۔

جاثلیق:۔ اگر انجیل دلالت کرتی تو ہم محمدؐ کی نبوت کا انکار نہ کرتے"!

امامؑ:۔ مجھے اس سکنت سے آگاہ کرو جو تمہارے سفر میں ہے۔

جاثلیق:۔ وہ تو اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، ہمارے لئے جائز نہیں ہے کہ ہم اس کو ظاہر کریں۔

امامؑ:۔ اگر میں نے ثابت کر دیا کہ اس سے مراد نام محمدؐ اور آپؐ کا ذکر ہے، اور اس بات کا عیسٰیؑ بھی اقرار کرتے ہیں، بنو اسرائیل کو محمدؐ کے آنے کی بشارت دی ہے تو کیا تم اس بات کا اقرار کروگے اور منکر نہیں بنوگے؟"

جاثلیق:۔ اگر آپ نے ثابت کر دیا تو میں انجیل کی بات کو رد نہیں کروں گا نہ ہی منکر ہوں گا۔"

امامؑ: سفر ثالث نکالو جس میں محمدؐ کا ذکر ہے اور آپ کے بارے میں عیسٰیؑ نے بشارت دی

جاثلیق: یہ جگہ ہے۔

امامؑ نے سفر ثالث کی انجیل سے تلاوت شروع کر دی، جب ذکرِ محمدؐ پر پہنچے تو فرمایا اے جاثلیق یہ کون نبی ہے جس کی صفت بیان کی گئی ہے؟" جاثلیق نے کہا یہ انکی صفت ہے، حضرتؑ نے فرمایا، تو آپ کی وہی صفت بیان کروں گا جو اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے کہ وہ صاحبِ ناقہ ہوگا چادر اور عصا کا مالک ہوگا۔ نبی امی ہوگا جس کو تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پائیں گے کہ وہ ان کو نیکی کا حکم اور برائی سے منع کریگا اور وہ ان کے بوجھ اور بندھنوں کو ختم کرائے گا اور وہ انہیں طریق افضل اور منہاج اعدل اور صراط اقوم کی طرف ہدایت کریگا اے جاثلیق میں تم سے عیسٰی روح اللہ

اور اس کے حکم کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم یہ صفت اس نبی کی انجیل میں پاتے ہو؟ جاثلیق نے سر نیچے کر لیا اور یہ جانا کہ انجیل کا انکار کرنا کفر ہے، کہا ہاں یہ صفت انجیل میں موجود ہے، اس نبیؐ کا ذکر عیسٰیؑ نے انجیل میں کیا ہے، محمدؐ کی صفت جو آپ نے ثابت کی ہے یہ صحیح ہے کہ وہ انجیل میں موجود ہے (امامؑ نے فرمایا فدا سفر ثانی کو دیکھو، میں تم کو آپؐ کا اور آپؐ کے وصی کا اور آپ کی بیٹی فاطمہؑ کا اور حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کا ذکر دکھاتا ہوں" جب جاثلیق اور راس جالوت نے یہ بات سنی تو جان لیا کہ امام رضا علیہ السلام تورات اور انجیل کے عالم ہیں، دونوں نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا" خدا کی قسم آپ نے وہ چیز پیش کی ہے جس کا رد کرنا ممکن نہیں۔ اس کا انکار تو وہی شخص کریگا جو تورات، انجیل اور زبور کا منکر ہوگا، آنحضرتؐ کی بشارت موسٰی و عیسٰی علیہم السلام دونوں نے دی ہے، لیکن یہ بات ہمارے نزدیک پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی کہ اس محمدؐ سے وہی شخص مراد ہے جس کا نام محمدؐ ہے یہ بات درست نہیں کہ جس شخص کا ذکر ہمارے ہاں موجود ہو ہم اس کی نبوت کا بھی اقرار کریں اور ہمیں اس کے متعلق شک ہے کہ اس محمدؐ سے مراد تمہارے محمدؐ ہیں": امام رضا علیہ السلام نے فرمایا تم شک سے دلیل پکڑتے ہو؟ کیا اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ سے پہلے یا آپ کے بعد یا آدمؑ سے لے کر اس وقت تک کسی ایسے نبی کو بھیجا ہے جسکا نام محمدؐ ہو جس کو تم کتابوں میں پاتے ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء پر نازل کیا اور وہ محمد اس محمدؐ کے سوا کوئی اور محمدؐ ہو" یہ سن کر وہ لوگ حضرتؑ کی بات سے لاجواب ہو گئے اور عرض کرنے لگے کہ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ ہم اس بات کا اقرار کریں کہ وہ آپ کے محمدؐ ہیں۔ اگر ہم آپ کے سامنے اس بات کا اقرار کر لیں کہ اس سے مراد آپ کے محمدؐ، آپ کے وصی، آپکی بیٹی کے دونوں فرزند مراد ہیں تو آپ لوگ ہمیں اسلام میں مجبوراً داخل کریں گے؟" امام رضا علیہ السلام نے فرمایا اے جاثلیق تم اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری میں ہوگے، ہماری طرف سے کوئی ایسی چیز صادر نہ ہوگی جس سے تم ڈرتے اور خوف کرتے ہو"۔ جاثلیق نے عرض کیا جب آپ نے مجھے اطمینان دلا دیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس سے مراد یہی نبیؐ ہیں جن کا نام محمدؐ ہے اور وصی سے

مراد یہی وصی ہیں جن کا نام علیؑ ہے اور بیٹی سے مراد یہی بیٹی ہیں جن کا فاطمہؑ نام ہے اور سبط سے مراد حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ امامؑ نے فرمایا "تورات، انجیل اور زبور میں اس نبیؐ، اس وصیؑ، اس بیٹیؑ اور ان سبطینؑ کا ذکر سچا اور انصاف پر مبنی ہے یا جھوٹ اور کذب ہے؟" عرض کیا "سچا اور انصاف پر مبنی ہے، اللہ تعالیٰ نے حق بات کہی ہے"۔ امام رضا علیہ السلام نے جب اس بات کا جاثلیق سے اقرار لیا تو فرمایا! اے راس الجالوت اب تم زبورِ داؤد کا فلاں سفر سنو بارک اللہ، فیک وعلیک وعلی ولدک حضرت نے زبور کا سفر ثانی تلاوت فرمایا حتیٰ کہ ذکر محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ پر پہنچے اور فرمایا "اے راس جالوت، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کیا یہ بات زبورِ داؤد علیہ السلام میں موجود ہے اور تم بھی امان، ذمہ داری اور عہد میں اس طرح ہو جس طرح کہ میں نے جاثلیق سے یہ وعدہ کیا ہے"۔ راس جالوت نے کہا ہاں ہو بہو یہ باتیں زبور میں ان حضرات کے ناموں کے ساتھ موجود ہیں"۔ امام علیہ السلام نے فرمایا تجھے ان آیات کا واسطہ جن کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام پر تورات میں نازل کیا ہے، کیا تم محمدؐ، علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام کی تعریف پاتے ہو جو عدل اور فضل کے ساتھ منسوب ہیں"۔ کہا۔ ہاں اور جو اس بات کا انکار کرے گا وہ اپنے رب اور انبیاء کے ساتھ کافر ہے"۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا "اب تورات کا فلاں سفر نکالو"۔ امام علیہ السلام نے تورات کی تلاوت شروع کردی اور راس جالوت حضرتؑ کی تلاوت، بیان، فصاحت اور زبان کی صفائی سے متعجب ہو رہا تھا جب حضرتؑ ذکرِ محمدؐ پر پہنچے تو راس جالوت نے کہا "یہ احماد اور بنتِ احماد، الیا، شبر و شبیر کا ذکر ہے جس کے عربی میں معانی محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کے ہیں"۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے تمام حصہ تلاوت فرمایا۔ امامؑ جب تورات کی تلاوت سے فارغ ہوئے تو راس جالوت نے عرض کیا اے فرزندِ محمدؐ! اگر میری تمام یہودیوں پر حکومت اور سرداری ہوتی

تو میں احماد (محمدؐ) پر ایمان لاتا اور آپ کے حکم پر چلتا، قسم ہے اس اللہ تعالیٰ کی جس نے تورات کو موسیٰؑ پر اور زبور کو داؤدؑ پر نازل کیا۔ میں نے آپ سے زیادہ تورات، زبور اور انجیل کا قاری کسی شخص کو نہیں دیکھا، اور نہ ہی کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے جو آپ سے زیادہ اچھی تفسیر اور بہترین فصاحت سے پڑھ سکتا ہو"۔ امام رضا علیہ السلام ان لوگوں کے ساتھ زوال تک تشریف فرما رہے، فرمایا۔ حضر وقت الزوال لنا صلی و اعود الی المدینة للوعد الذی دعدته به والی المدینة یکتب جوابه و اعود الیکم بکرة انشاء اللہ تعالیٰ زوال کا وقت آگیا ہے، میں نماز ادا کرتا ہوں اور حاکم مدینہ سے جو میں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ (خلیفہ) کا جواب میری موجودگی میں تحریر کرے گا۔ میں مدینہ چلتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ صبح کو تمہارے پاس آجاؤں گا

راوی کا بیان ہے کہ عبداللہ بن سلیمان نے اذان اور اقامت کہی، امام رضا علیہ السلام نے آگے ہو کر نماز پڑھائی اور قرأت میں آہستگی فرمائی، سنت کے پورے طریقے پر رکوع فرمایا (پھر) واپس مدینہ تشریف لے گئے۔ صبح کے وقت اس مجلس میں امام رضا علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ایک رومی لونڈی بھی تھی، حضرت اس کے ساتھ رومی زبان میں گفتگو فرماتے تھے، جاثلیق دونوں کی باتیں سنتا رہا کیونکہ جاثلیق رومی زبان جانتا تھا، امام رضا علیہ السلام نے لونڈی سے مخاطب ہو کر فرمایا "تیرے نزدیک محمدؐ زیادہ محبوب ہیں یا عیسیٰؑ"، عرض کرنے لگی "جب تک میں محمدؐ کو نہیں جانتی تھی عیسیٰؑ میرے نزدیک زیادہ محبوب تھے، اب جبکہ میں نے محمدؐ کو پہچان لیا ہے تو آپ میرے نزدیک عیسیٰؑ سے زیادہ محبوب ہیں بلکہ ہر نبی سے زیادہ محبوب ہیں"۔ جاثلیق نے کہا "اگر تم دین محمدؐ میں داخل ہو جاؤگی تو عیسیٰؑ سے بغض رکھو گی"۔ کہنے لگی "معاذ اللہ ایسا نہیں ہوگا۔ بلکہ عیسیٰؑ میرے نزدیک محبوب ہوں گے۔ آپ پر

ایمان رکھوں گی، لیکن محمدؐ سب سے زیادہ محبوب ہوں گے۔" امام رضا علیہ السلام نے جاثلیق سے فرمایا: "لونڈی کی گفتگو کی ترجمانی لوگوں سے کر دیجئے۔ تم نے لونڈی سے کیا کہا اور اس نے تمہیں کیا جواب دیا؟" جاثلیق نے تمام لوگوں سے اس کی گفتگو بیان کر دی۔ جاثلیق نے کہا: "اے فرزندِ محمدؐ! یہاں ایک سندھی آدمی موجود ہے نصرانی المذہب ہے جو صاحب احتجاج ہے اور سندھی زبان میں کلام کرتا ہے۔" فرمایا "اسے حاضر کرو۔" وہ حاضر ہوا، حضرتؑ نے اس سے سندھی زبان میں گفتگو کی۔ پھر اسے سندھی زبان میں بحث کر کے کوئی چیز نوٹ کرانے لگے جو دین نصرانی میں ثابت تھی، ہم لوگوں نے سندھی کو "تبطلی تبطلی تبطلہ" کہتے ہوئے سنا، امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ شخص سندھی زبان میں اللہ تعالےٰ کی توحید بیان کرتا ہے پھر حضرت نے اس سے عیسیٰ اور مریمؑ کے متعلق گفتگو کی، حضرتؑ پے در پے ایک کے بعد دوسری گفتگو کرتے رہے، آخر کار سندھی نے کہا: اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و ان محمداً رسول اللّٰہ۔ پھر اس نے اپنا کوٹ اتارا درمیان میں زنّار موجود تھا، عرض کیا "اے رسول اللہؐ کے فرزند! اس کو اپنے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیجئے۔" حضرتؑ نے چھری منگوا کر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، محمد بن فضل ہاشمی کا بیان ہے کہ سندھی کو حمّام میں لے جایا گیا، اسے غسل دیکر اسے اور اس کے اہل و عیال کو لباس پہنایا، میں تمام لوگوں کو مدینہ میں لے گیا

۴

محمد بن فضل نے بیان کیا کہ میں نے حضرتؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ خراسان بلائے جائیں گے؟ فرمایا "یہ درست ہے، میں بزرگی اور عزت کے ساتھ لے جایا جاؤں گا۔" لوگوں نے حضرتؑ کی امامت کی گواہی دی وہی رات ہمارے پاس گذاری، صبح کو لوگوں کو الوداع کہا اور مجھے وصیت فرمائی، روانہ ہوئے میں ساتھ ہو لیا۔ بستی کے وسط میں

پہنچ گئے، راستہ سے ہٹ کر آپ نے چار رکعت نماز پڑھی، پھر فرمایا "اے محمد! اللہ کی حفاظت میں واپس جاؤ، آنکھیں بند کر دو۔" میں نے آنکھیں بند کریں، فرمایا "آنکھیں کھول دو!" میں نے کھول دیں تو اپنے گھر کے دروازے پر بصرہ میں موجود تھا، پھر میں نے امام رضا علیہ السلام کو کہیں نہ دیکھا، حج کے زمانے میں سندھی اور اس کے بال بچوں کو مدینہ میں لے گیا۔

۵

محمد بن فضل سے مروی ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے بصرہ سے جاتے وقت مجھے وصیت فرمائی تھی کہ تم کوفہ میں جاؤ اور وہاں شیعوں کو جمع کرو اور انہیں آگاہ کرو کہ میں آ رہا ہوں اور مجھے حکم دیا کہ میں حفص بن عمیر یشکری کے گھر میں قیام کروں گا، میں کوفہ میں آ گیا اور شیعوں کو بتایا کہ امام رضا علیہ السلام تشریف لا رہے ہیں، ایک دن میں نصر بن مزاحم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ امام رضا علیہ السلام کے نوکر سلام کا وہاں سے گذر ہوا، میں نے سمجھ لیا کہ حضرت تشریف لائے ہیں میں جلدی حفص بن عمیر کے گھر آیا، حضرت حفص کے گھر تشریف رکھتے تھے، میں نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا، فرمایا "شیعوں کے لئے کھانا تیار کرو" میں نے عرض کیا "حسب ضرورت تیار کر چکا ہوں۔" فرمایا! اللہ تعالےٰ کی ذات کی حمد جس نے تمہیں اس بات کی توفیق عطا کی۔" ہم نے شیعوں کو جمع کیا، انہوں نے کھانا کھایا، فرمایا "اے محمد! دیکھو کوفیوں میں کوئی متکلم اور عالم موجود ہو تو اس کو لے آؤ۔" ہم ان لوگوں کو حضرتؑ کی خدمت میں لائے، حضرتؑ نے فرمایا "جس طرح میں نے اہل بصرہ کو اپنی ذات سے مستفید کیا تھا اسی طرح تمہیں بھی کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر نازل شدہ کتاب کے علم سے آگاہ کیا ہے، حضرتؑ علماء نصاریٰ اور یہود کی طرف اس طرح مخاطب ہوئے تھے۔ جس طرح بصرہ کے روز

خطاب فرمایا تھا۔ نصاریٰ کا ایک شخص علم، جدل اور انجیل کے جاننے میں مشہور تھا، حضرت نے اس سے فرمایا، کیا تم اس صحیفے کو جانتے ہو، جس میں پانچ نام تحریر تھے اور اس صحیفے کو عیسیٰؑ گردن سے باندھے رکھتے تھے۔ جب مشرق میں اس کو کھولتے تو فوراً مغرب میں ہوتے۔ ان پانچ ناموں میں سے ایک نام کی قسم اللہ کے ساتھ اٹھاتے تو ان کے لئے زمین لپیٹ دی جاتی۔ ایک لمحہ کے اندر مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق میں موجود ہو جاتے"۔

اس نے عرض کیا کہ مجھے اس بات کا علم ہے کہ آپ کے پاس ایک صحیفہ تھا اور پانچ نام تھے اور وہ سب کے ذریعہ یا ایک نام کے ذریعہ اللہ تعالےٰ سے سوال کرتے، جو چیز چاہتے وہ اللہ تعالیٰ آپ کو عطا کرتا تھا۔" امامؑ نے فرمایا" اللہ اکبر تم نے اسمار کا انکار نہیں کیا اور یہی مطلوب ہے؟ فرمایا" اے لوگو! وہ شخص زیادہ انصاف کا مالک نہیں ہے جو اپنے فہم سے اس کی ملت، کتاب، نبی اور ان کی شریعت سے دلیل پیش کرے؟" ان سب نے کہا" ہاں ایسا ہی ہے"! امامؑ نے فرمایا" تمہیں علم ہونا چاہیئے، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امام وہ شخص ہو سکتا ہے جو اس چیز پر قائم ہو جس پر محمدؐ قائم تھے۔ امام اس وقت تک امام نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ تورات، انجیل، زبور اور فرقان حکیم کا عالم نہ ہو اور ہر ایک قوم اپنی کتاب سے اس سے دلیل حاصل نہ کر سکے۔ وما یکون الامام اماما حتی یکون عالماً بالتوراۃ والانجیل والزبور والفرقان الحکیم فیہ۔ ہ امۃ بکتابہ وان یکون عالماً بجمیع اللغات حتی لا یخفی علیہ شئ ولا لسان وہ تمام زبانوں کا عالم ہوتا کہ اس سے کوئی چیز اور زبان

مخفی نہ ہو ثم یکون مع ذالک تقیاً نقیاً من کل دنس طاھراً من خبث عادلاً منصفاً حکیماً رؤفاً رحیماً غفوراً عطوفاً باراً صادقاً مشفقاً امیناً ماموناً راتقاً فاتقاً فائقاً ہ ان باتوں کے ہوتے ہوئے تقی ہو، نقی ہو، ہر خرابی سے پاک ہو، ہر شرارت سے دور ہو، منصف ہو، حکیم ہو، رؤف ہو، رحیم ہو، غفور ہو، عطوف ہو، بار ہو، صادق ہو، مشفق ہو، امین ہو، مامون ہو، راتق ہو، فاتق ہو اور فائق ہو۔ وان رسول اللہ صلعم لما کان وقت وفاتہ دعا علیاً واوصاہ ودفع الیہ الصحیفۃ التی کان فیہ الاسماء التی فضل اللہ تعالیٰ بہا الانبیاء والاوصیاء ہ رسول اللہ صلعم نے وفات کے وقت علی علیہ السلام کو بلایا اور آپ سے وصیت کی اور آپ کے حوالے وہ صحیفہ کیا، جس میں اسماء تھے، جن کے ذریعے اللہ تعالےٰ نے انبیاء و اوصیار کو مخصوص کیا تھا، ثم قال یا علیؑ ادن منی فدنی۔ پھر فرمایا علیؑ قریب ہو جاؤ، آپ قریب ہو گئے، ثم قال لہ اخرج لسانک فاخرجہ فختمہ بخاتمہ ہ پھر فرمایا، اپنی زبان نکالو، آپ نے زبان نکالی اس پر اپنی مہر لگائی، ثم قال یا علیؑ اجعل لسانی فی فیک فمصہ وابلع ہ پھر فرمایا اے علیؑ! میں اپنی زبان تیرے منہ میں دیتا ہوں اسے چوسو۔ اور جو کچھ میری طرف سے پاؤ اس کو نگلو، اللہ تعالیٰ تجھے وہ چیز سمجھائے گا جو مجھے سمجھائی، وہ بصیرت دے گا، جو مجھے دی۔ نبوت کے سوا وہ علم دے گا جو مجھے دیا، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اسی طرح ایک امامؑ کے بعد دوسرا ہوتا ہے، جب موسیٰ کاظمؑ نے انتقال فرمایا، میں نے ہر زبان، ہر کتاب، گذشتہ اور آنے والے علم کو بغیر تعلیم کے جان لیا، یہ انبیار کے راز ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر یہ راز ودیعت کرتا ہے وہ اپنے اوصیار کے سپرد کرتے ہیں، جو شخص ان باتوں کو نہیں جانتا اس کے پاس

کچھ بھی نہیں ہے۔ ولا قوۃ الا باللہ ہ

(۵)

محمد بن عیسیٰ ۔۔۔ ہشام عیاشی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے مکہ میں اپنے لڑکے کی خاطر دو سعیدی اور بہت عمدہ کپڑے تلاش کیئے مگر حسبِ منشا ر نہ مل سکے میں مدینہ میں آیا اور واپسی کے وقت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے آپ کو الوداع کہا، چلے جانے کا ارادہ کیا، آپ نے دو سعیدی نقش و نگار والے کپڑے طلب فرمائے، یہ وہ کپڑے تھے جن کی تلاش میں تھا، حضرتؑ نے ان کو میرے حوالے کیا اور فرمایا "اپنے بیٹے کے لئے لے جاؤ"۔

(۶)

سلیمان جعفری کا بیان ہے کہ امام رضا علیہ السلام کے ساتھ آپ کے باغ کی طرف باتیں کرتا ہوا جا رہا تھا، اسی دوران میں ایک چڑیا حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؑ کے سامنے گر پڑا، چیختا اور چلاتا تھا اور بہت بے چین تھا، فرمایا "تم جانتے ہو یہ کیا کہتا ہے؟" میں نے عرض کیا "اللہ، اس کے رسولؐ اور رسولؐ کے فرزندؑ بہتر جانتے ہیں"۔ فرمایا "یہ کہتا ہے کہ سانپ میرے بچے میرے گھر میں کھاتا ہے، اٹھو یہ ہاتھ کا جوڑ لے لو اور سانپ کو مار ڈالو"۔ میں اٹھا، ہاتھ کے جوڑ کو لیا (غالباً بڑے جانور کی ہڈی ہوگی) گھر میں داخل ہوا سانپ گھر میں بچوں کو کھانے کے لئے چکر لگا رہا تھا میں نے اسے مار ڈالا۔

(۷)

عبداللہ بن مغیرہ کا بیان ہے کہ میں ڈھل مل یقین تھا، میں نے اسی حالت میں

حج کیا، مکہ میں میرے دل میں بے چینی واقع ہوئی، میں نے (کعبۃ اللہ کے) ملتزم کو پکڑ لیا، پھر کہا اے معبود! تو میرا مقصد اور ارادہ جانتا ہے، مجھے بہترین دین کی ہدایت عطا کر۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ میں مدینہ میں حضرتؑ کی ڈیوڑھی پر آکر رک گیا، غلام سے کہا اپنے آقا سے کہو کہ دروازے پر ایک عراق کا شخص آیا ہوا ہے۔ حضرتؑ کی آواز میں نے خود سنی فرما رہے تھے "اے عبداللہ بن مغیرہ اندر آجاؤ"۔ میں اندر چلا گیا، میری طرف دیکھ کر فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تیری دعا کو قبول کر لیا ہے، تجھے اپنے دین کی طرف ہدایت دی ہے۔ میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں۔

(۸)

عبداللہ بن عمرہ کا بیان ہے کہ امام رضا علیہ السلام ہمارے پاس سے گذرے اور ہم آپ کی امامت کے متعلق جھگڑا کر رہے تھے، حضرتؑ کے پیچھے میں اور اہل برقعہ کے تمیم بن یعقوب سراج روانہ ہوگئے اور ہم حضرت کے مخالف تھے، اور ہم زیدیہ خیالات کے تھے، صحرا میں پہنچ گئے، وہاں ہم نے ہرنوں کو دیکھا، ابوالحسن (امام رضاؑ) نے ایک ہرنی کے بچے کی طرف اشارہ کیا، بچہ خدمت میں حاضر ہوگیا، حضرت نے اسے پکڑ لیا اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور نوکر کے حوالے کر دیا، بچہ چراگاہ کی طرف جانے کے لئے بے چین ہوا۔ امام رضا علیہ السلام نے اس سے گفتگو کی جس کو ہم سمجھ نہ سکے (امامؑ کے کلام کو سن کر) ہرن کا بچہ مطمئن ہوگیا۔ پھر فرمایا عبداللہ تم ایمان نہیں لاؤ گے؟ میں نے کہا میں ضرور ایمان لاؤں گا، اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر آپ حجۃ اللہ ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں پھر امامؑ نے ہرن کے بچے سے کہا، چراگاہ میں جاؤ۔ ہرن کا بچہ روتا ہوا آیا اور ابوالحسن

(امام رضاؑ) کے دامن سے آنکھیں مس کرنے لگا، امامؑ نے فرمایا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ ہرن
کا بچہ کیا کہتا ہے؟ ہم نے کہا اللہ تعالیٰ اس کا رسولؐ اور رسول اللہؐ کے فرزندؑ بہتر جانتے
ہیں۔ فرمایا "یہ کہتا ہے کہ آپ نے مجھے بلایا تو مجھے امید تھی کہ آپ میرا گوشت تناول
فرمائیں گے۔ میں حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوگیا، جب واپس جانے کا حکم دیا ہے
تو میں رنجیدہ ہوگیا ہوں"

(۹)

اسماعیل بن مہران کا بیان ہے کہ میں اور احمد بزنطی ایک دن امام رضا علیہ السلام
کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم حضرتؑ کی عمر کے بارے میں تکرار کر رہے تھے۔ احمد نے
کہا جب حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے تو مجھے یاد دلانا، میں اس کے متعلق
آپ سے پوچھوں گا، ہم نے حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور بیٹھ گئے۔ حضرت نے احمد کی طرف
متوجہ ہو کر فرمایا، آپ کی عمر کیا ہے؟ عرض کیا ۲۹ سال۔ فرمایا لیکن میری عمر ۳۴ سال ہے

(۱۰)

حسن بن وشا سے مروی ہے کہ میں مرو میں ایک شخص کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ہمارے
ساتھ ایک واقف آدمی بھی تھا، میں نے اس سے کہا اللہ تعالیٰ سے ڈرو، میں بھی تو
تجھ ایسا آدمی تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو منور کیا، بدھ، خمیس اور جمعہ کو روزہ
رکھو، غسل کر کے دو رکعت نماز پڑھو، اللہ تعالیٰ خواب کی حالت میں حقیقت سے
آگاہ کر دے گا، میں یہ کہہ کر گھر واپس آگیا، میرے پاس ابو الحسنؑ کا خط پہنچ گیا تھا
جس میں مجھے حکم دیا تھا کہ میں اس تجویز کے ذریعے حقیقت کی طرف بلاؤں، اس
شخص کو دعوت دوں، میں اس شخص کے پاس گیا، اسے واقعہ سے آگاہ کیا کہ امام رضا علیہ السلام کا

خط مجھ سے پہلے میرے گھر میں میرے نام آچکا ہے، میں نے جو تجویز تم سے کہی ہے
وہ تمہیں بتاؤں، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے دل کو منور کر دے گا، میں نے
کہا روزہ رکھو اور دعا مانگو، ہفتہ کے روز سحر کے وقت میرے پاس آیا اور کہنے لگا
کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ امام رضا علیہ السلام مفترض الطاعۃ امامؑ ہیں
میں نے کہا، یہ کیوں کر ہوا؟ کہا کل رات حضرتؑ میرے پاس خواب میں تشریف لائے
اور فرمایا "اے ابراہیم! خدا کی قسم تم ضرور حق کی طرف رجوع کرو گے، میرا خیال ہے کہ
حضرتؑ کو اس بات سے اللہ تعالیٰ نے مطلع کیا ہوگا

(۱۱)

حسن بن سعید فضل بن یونس سے روایت کرتے ہیں کہ ہم مکہ کے ارادے سے روانہ
ہوئے، مدینہ میں قیام کیا، وہاں ہارون رشید حج کے ارادے سے آیا ہوا تھا میرے
پاس میرے اصحاب تھے، میرے پاس امام رضا علیہ السلام تشریف لائے۔ صبح کو غلام
نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ دروازے پر ایک شخص موجود ہے جس کی کنیت ابو الحسنؑ
ہے، آپ کے ہاں آنے کی اجازت طلب کرتا ہے، میں نے کہا اگر وہی ابو الحسنؑ ہیں
جن کی میں معرفت رکھتا ہوں تو تم آزاد ہو، میں باہر آیا تو دیکھا کہ واقعی امام رضا علیہ السلام
موجود تھے، میں نے عرض کیا نیچے اتریئے، آپ نیچے تشریف لائے، گھر کے اندر تشریف
لائے، کھانا کھانے کے بعد فرمایا، اے فضل! امیر المومنین نے لکھا ہے کہ تم حسین بن یزید
کو دس ہزار دینار ادا کر دو، میں نے عرض کیا کہ میرے پاس نہ تھوڑا اور نہ ہی زیادہ
کوئی مال نہیں ہے، اگر میں یہ رقم اپنی طرف سے ادا کر دوں تو سب ضائع ہو جائے
گی، اگر اس بارے میں جناب کی رائے ہو تو میں ادا کر دیتا ہوں، فرمایا "اے فضل! یہ رقم

ادا کر دو، تمہارے گھر جانے سے پہلے تمہیں مل جائے گی، انہوں نے مجھ سے رقم طلب کی، میں نے ادا کر دی، جس طرح حضرتؑ نے فرمایا تھا مال میرے گھر واپس آگیا

باب نمبر ۱۰

امام محمد تقی علیہ السلام کے معجزات

(۱)

محمد بن میمون کا بیان ہے کہ میں مکہ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں تھا حضرتؑ ابھی خراساں تشریف نہیں لے گئے تھے، میں نے حضرتؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں مدینہ جانا چاہتا ہوں، مجھے ابو جعفر علیہ السلام کی خدمت میں خط تحریر کر دیجئے، یہ سن کر حضرتؑ مسکرائے اور خط تحریر کر دیا، میں مدینہ آگیا، میری بصارت زائل ہو چکی تھی، ابو جعفر علیہ السلام کو خادم باہر لایا اور حضرت کو جھولے میں لٹا دیا، میں نے آپ کی خدمت میں خط پیش کیا نوکر سے فرمایا مہر توڑ دو اور اسے پھیلاؤ، اس نے مہر توڑ کر خط پھیلایا، خط کا مطالعہ فرمایا، پھر فرمایا "اے محمد! تمہاری بصارت کا کیا حال ہے؟" عرض کیا: "اللہ کے رسولؐ کے فرزند، ایک بیماری میں آنکھیں مبتلا ہو گئی تھیں جس کی وجہ سے میری بصارت زائل ہو گئی ہے، اس حالت کو آپ خود ملاحظہ فرما رہے ہیں" فرمایا "قریب آؤ" میں قریب ہو گیا، آپ نے ہاتھ پھیلا کر میری آنکھوں پر مس کیا، میری بصارت پہلے سے بھی بہتر صورت میں ہو گئی، میں نے حضرتؑ کے ہاتھ اور پاؤں کو چوما، میں واپس آ

گیا، اس دن سے میں صاحبِ بصارت ہوں

(۲)

محمد بن ابراہیم جعفری، حکیمہ بنت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب میرے بھائی محمد کا انتقال ہوا تو میں ایک ضرورت کے تحت آپ کی بیوی ام الفضل بنتِ مامون خلیفہ عباسی کے پاس گئی، ہم آپس میں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی فضیلت اور بزرگی جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ علم و حکمت عطا کی تھی بیان کر رہے تھے، اسی اثناء آپ کی بیوی ام الفضل نے کہا اے حکیمہ میں آپ کو ابو جعفر محمد بن رضاؑ کی ایسی عجیب و غریب بات بتاتی ہوں، آپ نے ایسی بات کبھی نہیں سنی ہو گی میں نے کہا وہ کیا بات ہے؟ کہا "بسا اوقات مجھے لونڈی یا شادی کرنے سے غیرت دلاتے تو میں اس بات کی شکایت مامون سے کرتی تو وہ فرماتے، صبر سے کام لو، وہ رسول اللہؐ کے فرزند ہیں، ایک روز میں بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک عورت آئی جو شاخ بان یا خیزران کی مانند تھی، کہنے لگی میں ابو جعفرؑ کی بیوی ہوں، میں نے کہا، کون ابو جعفرؑ کہا محمد بن رضاؑ، میں اولاد عمار بن یاسرؓ سے ایک عورت ہوں، مجھے غیرت نے اس قدر بے بس کیا کہ میں اسی وقت اٹھی، مامون کے پاس گئی، وہ شراب میں بدمست تھے رات کافی بیت گئی تھی، میں نے اپنی حالت سے آگاہ کیا، میں نے کہا، حضرتؑ مجھے آپ کو، عباس کو اور اولادِ عباس کو گالیاں دیتے ہیں، مامون جلدی سے اٹھے، تلوار کو ہاتھ میں لیا، قسم اٹھائی کہ وہ حضرتؑ کو تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے، میں پچھتائی کہ میں نے یہ کیا کیا، میں نے خود کو ہلاک کیا اور دوسرے کو بھی ہلاکت میں ڈالا میں مامون کے پیچھے ہو لی کہ دیکھوں کیا کرتے ہیں، مامون مکان کے اندر گئے، حضرتؑ

محوِ خواب تھے، مامون نے حضرتؑ کے حلق پر تلوار رکھ کر آپ کو ذبح کر ڈالا، میں یہ نظارہ دیکھتی رہی، مامون واپس مست اونٹ کی طرح بڑبڑاتے ہوئے چلے گئے۔ میں گھر آ گئی اور رات کو سو گئی لیکن مجھے نیند نہ آئی، صبح کو مامون کے پاس گئی، آپ نماز پڑھ رہے تھے، اور شراب سے ہوش آ گیا تھا، میں نے کہا" اے امیرالمؤمنین! آپ کو علم ہے کہ رات آپ نے کیا کیا ہے، کہا، خدا کی قسم مجھے کسی بات کا علم نہیں ہے میں نے کہا آپ نے فرزند رضاؑ کو نیند کی حالت میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور خود اپنی ہی تلوار سے ذبح کیا ہے، کہا تیرے لئے ہلاکت ہو، یہ کیا کہتی ہے؟ چلا کر کہا" اے یاسر یہ ملعونہ کیا کہتی ہے؟ کہا، جو کچھ کہتی ہے ٹھیک کہتی ہے، مامون نے کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہم ہلاک اور رسوا ہو گئے، اے یاسر! جاؤ، فوراً مجھے حضرتؑ کے حالات سے آگاہ کرو، یاسر آیا، حالات کا جائزہ لے کر جلدی سے مامون کے پاس حاضر ہوا اور کہا اے امیرالمؤمنین خوشخبری ہو، کہا کیا بات ہے؟ عرض کیا میں حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ آرام سے تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں، میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا، میں نے چاہا کہ آپ کے جسم کو دیکھوں، کہیں تلوار کی ضرب کا نشان تو موجود نہیں، اس غرض کے تحت میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ یہ قمیض مجھے بطور تبرک عنایت فرمائیے، آپ مجھے دیکھ کر مسکرائے، ایسا معلوم ہوا کہ حضرتؑ میرے ارادہ کو بھانپ گئے ہیں، فرمایا میں تجھے لباسِ فاخرہ پہناؤں گا، میں نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، میں تو صرف آپ کے جسم والی قمیض لینا چاہتا ہوں، آپ نے مجھے قمیض عطا فرمائی، آپ نے میرے سامنے تمام جسم ظاہر کیا، میں نے اس پر تلوار کا کوئی زخم نہ دیکھا، یہ سن کر مامون سجدہ میں گر پڑا، یاسر کو ہزار دینار انعام دیئے اور کہا

خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے حضرتؑ کے خون میں ملوث نہیں کیا۔ اے یاسر مجھے اس ملعونہ (ام الفضل) کا آنا اور رونا پیٹنا تو یاد ہے لیکن حضرتؑ کے پاس جانا مجھے یاد نہیں۔ یاسر نے کہا، خدا کی قسم آقا! آپ لگاتار امامؑ کو تلوار کے ساتھ مار رہے تھے میں اور یہ (ام الفضل) دیکھ رہے تھے، حتیٰ کہ آپ نے حضرت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تلوار آپؑ کے حلق پر رکھ کر آپ کو ذبح کر ڈالا، پھر اس طرح بڑبڑائے جس طرح مست اونٹ بڑبڑاتا ہے۔ یہ سن کر مامون نے کہا، خدا کا شکر ہے، پھر کہا" خدا کی قسم اے ام الفضل اگر تو نے دوبارہ امامؑ کی اس بارے میں شکایت کی تو میں تجھے ضرور قتل کر دوں گا، یاسر! دس ہزار درہم اور دس ہزار دینار .... لے کر حضرتؑ کی خدمت میں جاؤ (اور یہ رقم آپ کی خدمت میں پیش کرو) اور التماس کرو کہ میرے پاس سوار ہو کر تشریف لائیں اور میں کسی کو ہاشمیوں، اشراف اور جرنیلوں کے پاس بھیجتا ہوں، تاکہ وہ سوار ہو کر حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ پر سلام کریں اور ان لوگوں کی معیت میں آپ میرے پاس تشریف لائیں، یاسر نے یہ امور انجام دیئے، یہ تمام لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، اندر آنے کی اجازت طلب کی، امامؑ نے فرمایا اے یاسر! میرے اور مامون کے درمیان یہی عہد تھا؟ یاسر کا بیان ہے کہ میں نے حضرتؑ کی خدمت میں عرض کیا، یہ شکوہ کا موقعہ نہیں ہے، مجھے محمدؐ کے حق کی قسم مامون نے جو فعل کیا ہے اسے اس بارے میں کسی چیز کا علم نہیں ہے، یہ سن کر حضرتؑ نے تمام اشراف کو اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی، پھر حضرتؑ ان لوگوں کے ساتھ سوار ہو کر مامون کے پاس تشریف لائے اس نے آپ سے ملاقات کی، آپ کی دونوں آنکھوں کو بوسہ دیا، اپنی جگہ پر صدرِ مجلس میں بٹھایا، لوگوں کو ایک طرف بیٹھنے کا حکم دیا، امامؑ سے تخلیہ میں معذرت طلب کی،

امامؑ نے فرمایا میری ایک نصیحت یاد رکھ. کہا فرمائیے، فرمایا "شراب پینا چھوڑ دو"۔
عرض کیا "فرزند عم! میں نے آپ کی نصیحت کو مان لیا

(۳)

علی بن خالد کا بیان ہے کہ میں سامرہ میں تھا، مجھے معلوم ہوا کہ ایک شخص پابہ زنجیر
شام کے علاقہ سے لاکر قید کر دیا گیا ہے. لوگوں نے کہا کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کر
دیا ہے. میں قید خانہ کے دروازہ پر آیا، دربانوں سے اجازت لے کر اس کے پاس گیا
میں نے اس شخص کو دیکھا، وہ صاحبِ عقل و فہم تھا. میں نے پوچھا آپ کا کیا قصہ ہے
کہا" میں شام میں اس مقام پر اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتا تھا جہاں امام حسین
علیہ السلام کے سر کو نصب کیا گیا تھا. ایک رات مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میں محراب
عبادت کی طرف اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے جا رہا ہوں، اسی اثنا میں میں نے ایک
شخص کو دیکھا جو بارعب تھا. میں کافی دیر تک اس کی طرف دیکھتا رہا. فرمایا
"اٹھو!" میں آپ کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا. مجھے لے کر وہ چلے، تھوڑی دیر میں مسجد
کوفہ آگئے. انہوں نے نماز پڑھی، میں نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کی. پھر روانہ ہو
گئے
میں بھی آپ کے ساتھ ہو لیا، تھوڑی
دیر مجھے لے کر چلے، میں نے اپنے آپ کو مسجدِ رسول اللہ صلعم میں پایا. آپ نے رسول اللہ
صلعم پر سلام کیا. میں نے بھی سلام عرض کیا، نماز ادا فرمائی. میں نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا
کی. پھر آپ روانہ ہو گئے. میں بھی آپ کے ساتھ تھا. تھوڑی دیر میں میں نے آپ کو
مکہ میں پایا، میں آپ کے ساتھ اس وقت تک رہا کہ آپ نے مناسک ادا کئے. میں
نے بھی مناسک بجا لائے. اچانک میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں اسی جگہ شام میں موجود ہوں

جہاں اللہ تعالےٰ کی عبادت کیا کرتا تھا. وہ بزرگ آنکھوں سے غائب ہو گئے، مجھے
اس بات پر تعجب ہوا، دوسرے سال پھر میں نے اس شخص کو دیکھا. میں اس کو
دیکھ کر خوش ہو گیا. اس نے مجھے بلایا، میں خدمت میں حاضر ہو گیا. آپ نے وہی بات
کی جو پہلے سال کی تھی، جب شام میں مجھ سے جدا ہونے لگے تو میں نے خدمت میں
عرض کیا کہ آپ کو اس ذات کی قسم جس نے آپ کو وہ قدرت دی ہے. جس کو میں نے
ملاحظہ کیا ہے. آپ کون ہیں؟ فرمایا! میں محمدؑ بن علیؑ بن موسیٰؑ بن جعفرؑ ہوں.
اس کے بعد جو شخص میرے پاس آیا کرتا، میں اس کو آپ کے اس واقعہ سے آگاہ کیا
کرتا، کسی نے اس بات کی مخبری محمد بن عبدالملک زیات کے پاس کر دی، اس نے میرے
پاس ایک آدمی کو بھیجا. جو مجھے لوہے کی بیڑیاں پہنا کر عراق میں لایا اور قید کر دیا. میں
نے اس سے کہا کہ میرے واقعہ سے محمد بن عبدالملک کو آگاہ کر دو، کہا ضرور آگاہ کر دوں
گا. اس نے میرے مفصل حالات پیش کئے. اس نے کوئی توجہ نہ دی. بلکہ کہا کہ اس شخص
سے کہو کہ جو شخص تجھے شام سے کوفہ، کوفہ سے مدینہ اور مدینہ سے مکہ لے گیا تھا. میری
قید سے بھی تجھے وہی رہائی دلائے گا. علی بن خالد نے کہا میں یہ سن کر غمگین ہوا، مجھے
اس کی حالت پر رحم آیا. رنجیدہ حالت میں واپس آیا. صبح کے وقت بہت سویرے
قید خانہ کی طرف گیا تاکہ اس کو حالات سے آگاہ کروں اور صبر کی تلقین کر دوں. میں
نے وہاں جا کر دیکھا کہ امیر لشکر، پہرہ دار، قید خانہ کا نگران اور بہت سی مخلوق
ادھر ادھر دوڑ رہی ہے. میں نے وجہ پوچھی. انہوں نے کہا جس شخص نے نبوت کا
دعویٰ کیا تھا، وہ رات قید خانے سے گم ہو گیا ہے. ہم لوگ نہیں جانتے کہ اسے
زمین نگل گئی یا کوئی پرندہ اچک کر کہیں لے گیا. علی بن خالد زیدی المذہب تھا

جب یہ واقعہ دیکھا تو مسلمان ہوگیا اور اسی طرح اسلام پر کاربند رہا

(۴) حسین مکاری سے روایت ہے کہ میں امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں بغداد میں حاضر ہوا، میں نے دل میں کہا، یہ شخص کبھی لوٹ کر اپنے وطن (مدینہ) میں نہیں جائے گا۔ میں آپ کے کھانے کو پہچانتا ہوں، امامؑ نے سر نیچے کر لیا۔ پھر بلند کیا۔ آپ کا رنگ زرد پڑا ہوا تھا۔ فرمایا "اے حسین! جو کی روٹی، در نمک حرم رسول اللہؐ (مدینہ) میں بیٹھ کر کھانا میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے اس حالت سے جس میں مجھے دیکھ رہے ہو۔

(۵) محمد بن ارومہ کا بیان ہے کہ میرے پاس ایک عورت کچھ زیور، کچھ درہم اور کچھ کپڑے لے کر آئی، میں نے بھی خیال کیا کہ یہ سب چیزیں اسی عورت کی ہیں اور میں نے اس سے نہ پوچھا کہ اس میں کسی اور عورت کا مال بھی ہے۔ ہمارے اصحاب کے سامان کے ساتھ یہ چیزیں مدینہ میں روانہ کر دیں، میں نے خط میں تحریر کیا کہ فلاں عورت کی طرف سے اتنا مال اور فلاں فلاں شخص کی جانب سے اتنا، امام محمد تقی علیہ السلام کا خط موصول ہوا کہ تم نے فلاں فلاں اشخاص اور دو عورتوں کی طرف سے جو مال بھیجا تھا وہ موصول ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ ان سے قبول کرے اور تم سے راضی ہو، اور تمہیں ہمارے ساتھ دنیا اور آخرت میں قرار دے۔ جب حضرت نے دو عورتوں کا ذکر کیا۔ تو میں شک میں پڑ گیا کہ یہ کسی اور کی طرف خط روانہ کیا گیا ہے۔ مجھے اس بات کا پورا یقین تھا کہ میں نے صرف ایک عورت کا مال بھیجا ہے۔ جو سب کا سب اس کا تھا میں نے کہا "ہاں!" پھر اس نے کہا "اس میں میرا اتنا، اور میری بہن کا اتنا سامان تھا۔" میں نے کہا "ہاں میرے پاس خط (حضرت علیہ السلام کا) آ چکا ہے، اس کے بعد میرا شک دور ہوگیا۔

باب ۱۱

امام علی نقی علیہ السلام کے معجزات

(۱)

اصفہان کی ایک جماعت نے بیان کیا جن میں ابو العباس احمد بن نصر اور ابو جعفر محمد بن علویہ ہیں، انہوں نے کہا کہ اصفہان کا ایک شخص تھا جس کا نام عبد الرحمن تھا، اور وہ شیعہ تھا، اس سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ پر امام علی نقی علیہ السلام کی امامت کا اعتقاد رکھنا واجب ہے اور آپ کے سوا اور کسی اہل زمانہ کی امامت کا اعتقاد نہیں رکھتے، کہا جس چیز نے مجھ پر حضرتؑ کی امامت کو واجب قرار دیا ہے میں نے اس کا خود مشاہدہ کیا ہے، میں ایک غریب آدمی تھا لیکن منہ میں زبان اور دل میں جرأت رکھتا تھا (حق بیان کرنے میں) ایک سال مجھے اہل اصفہان نے نکال دیا، میں دوسرے لوگوں کے ساتھ متوکل کے دروازے پر پہنچا، اس نے ہم پر ظلم کیا، ہم لوگ دروازے پر موجود تھے کہ امام علی بن محمد رضاؑ کے لانے کا حکم دیا گیا، میں نے ایک آدمی سے پوچھا کہ کس شخص کے لانے کا حکم دیا گیا ہے، اس نے کہا سنا ہے کہ کوئی علوی شخص ہے اور رافضی اس کو امام مانتے ہیں۔ متوکل نے اسے قتل گاہ کی طرف لانے کا حکم دیا ہے (تاکہ قتل کر دیئے جائیں) میں نے کہا کہ میں اس جگہ سے نہیں ہٹوں گا اور اس شخص کو ضرور دیکھوں گا حضرت گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے، استقبال کی خاطر سڑک پر لوگ دائیں بائیں کھڑے ہو گئے، لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے تھے، جب میں نے دیکھا تو میرے دل

میں آپ کی محبت بڑھ گئی۔ میں دل میں دعا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو متوکل کے
شر سے دور رکھے۔ آپ لوگوں میں اس شان سے تشریف لائے تو میری طرف متوجہ ہو
کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری دعا کو قبول کر لیا ہے۔ تیری عمر کو لمبا کیا ہے۔ تیرا مال
اور اولاد زیادہ کی ہے۔ میں آپ کے رعب سے کانپ اٹھا۔ میں اپنے ساتھیوں
کے درمیان گر پڑا، پوچھنے لگے، تجھے کیا ہو گیا؟" میں نے کہا" ٹھیک ہوں"۔ اور ر
حقیقت سے میں نے کسی بشر کو آگاہ نہ کیا، پھر ہم واپس اصفہان آگئے

حضرتؑ کی دعا سے اللہ تعالےٰ نے میرے مال کے دروازے کھول دیئے
اب میں ایسا دروازہ بند کرتا ہوں، جس کی قیمت ایک لاکھ درہم ہے۔ اس کے
علاوہ گھر کے باہر بھی میرا مال موجود ہے، مجھے دس اولادیں دی گئیں، میری عمر
ستر سال سے متجاوز ہو گئی ہے۔ میں اس شخص کی امامت کا قائل ہوں جو میرے
دل کی بات جانتا ہے، اور میرے بارے میں اللہ تعالےٰ نے اس کی دعا قبول کر لی ہے

۲

یحیٰی بن ہرثمہ کا بیان ہے کہ مجھے متوکل نے بلایا اور کہا کہ اپنی پسند کی تین سو آدمیاں
لے لو اور کوفہ روانہ ہو جاؤ، وہاں اپنا ساز و سامان رکھ کر جنگل کی راہ سے سیدھے
مدینہ روانہ ہو جاؤ۔ میرے پاس عزت اور تکریم کے ساتھ امام علی نقی علیہ السلام
کو لے آؤ، راوی کا بیان ہے کہ میں تمام لوازمات طے کرنے کے بعد روانہ ہو گیا
ہمارے ساتھیوں میں ایک شخص تھا، جو شرارت کا سردار تھا۔ میرا ایک کاتب
تھا جو شیعہ مذہب رکھتا تھا، میں خود مذہب حشویہ کا پیروکار تھا، شاری کاتب
سے مناظرہ کرتا، ہم سفر طے کرنے میں ان کے مناظرہ سے لطف اندوز ہوتے

ہم نے نصف راستہ طے کیا، شاری نے کاتب سے کہا کہ تمہارے صاحب
(امامؑ) علی بن ابی طالبؑ کا یہ قول نہیں ہے کہ زمین کے ہر ٹکڑے میں یا تو قبر
موجود ہے ..... یا موجود ہو گی۔ ذرا اس لق و دق میدان کا ملاحظہ فرمایئے
اس میں کون دفن ہو گا تاکہ تمام دنیا قبروں سے پر ہو جائے اور تمہارا اس
بات پر اعتقاد ہے، میں نے کاتب سے کہا، کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے، اس نے
کہا،" ہاں!" میں نے کہا بڑے لق و دق میدان میں کون مرے گا تاکہ یہ قبور
سے پر ہو جائے، ہم شیعہ کے کلام سے آپس میں ہنستے رہے، ہم چلتے چلتے مدینہ
میں پہنچ گئے، میں علی بن محمدؑ کے دروازے پر گیا، آپ کی خدمت میں حاضر
ہوا، آپ نے متوکل کا خط پڑھا، فرمایا اتر جایئے، مجھے (جانے میں) کوئی عذر
نہیں ہے، میں دوسرے روز خدمت میں حاضر ہوا، ہمارا گرمی سے بہت
برا حال تھا، حضرت کے پاس ایک درزی موجود تھا، جو آپ کے اور آپ کے
بچوں کی خاطر موٹے کپڑے کے لباس سی رہا تھا۔ میں نے لباس کو دیکھ کر
تعجب کیا، دل میں کہتا تھا کہ مدینہ میں گرمی سے برا حال ہے، مدینہ اور عراق
کے درمیان صرف بیس دن کا فاصلہ ہے، پھر آپ ان کپڑوں کو گرمی میں کس
کام لائیں گے؟ کبھی سوچتا تھا کہ آپ نے کبھی سفر نہیں کیا اور آپ کا خیال
ہو گا کہ ہر مسافر کو ان کپڑوں کی ضرورت پڑتی ہے، اور مجھے کبھی شیعوں
پر تعجب آتا تھا۔ کہ ایسے شخص کو امام کہتے ہیں، حالانکہ آپ کے فہم کا یہ
عالم ہے، تیاری کی، صبح کو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے بچوں
سے فرمایا کوچ کرو اور اپنے ساتھ نمدے کی ٹوپیاں اور بڑی ٹوپیاں لے لو۔

پھر فرمایا "اے یحییٰ چلو" میں نے دل میں کہا، یہ تو پہلی بات سے بھی زیادہ عجیب بات ہے، کیا آپ کو اس بات کا خوف ہے کہ راستے میں ہمیں سردی گھیرے گی اس لئے نمدے کی اور بڑی ٹوپیاں ساتھ لے لی ہیں، مجھے آپ کی عقل پر افسوس آتا ہے، ہم چل کر وہاں پہنچ گئے، جہاں قبروں کے بارے میں مناظرہ ہوا تھا بادل بلند ہوا، سیاہ ہو گیا، کڑکا، چمکا اور ہمارے سروں پر پہنچ گیا۔ پتھروں کی مانند ہم پر اولے گرائے، حضرتؑ نے خود اور اپنے بچوں پر کوٹ کس دیئے۔ نمدے کی اور بڑی ٹوپیاں پہن لیں، بچوں سے فرمایا یحییٰ کو گدا اور کاتب کو بڑی ٹوپیاں دیدو، اولوں کی بارش ہو گئی، میرے اسی آدمی مر گئے، بادل چلا گیا، گرمی پھر آگئی فرمایا اے یحییٰ اپنے بقیہ اصحاب سے کہو کہ اپنے مردہ ساتھیوں کو دفن کر دیں، اللہ تعالیٰ اسی طرح بیاباں کو قبور سے پر کرتا ہے، یحییٰ نے کہا میں نے اپنے آپ کو گھوڑے سے گرا دیا، حضرتؑ کی رکاب اور پاؤں کو چومنے لگا اور میں نے کہا۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ

آپ حضراتؑ زمین پر نائب ہیں، پہلے میں کافر تھا، اے آقا! اب میں آپ کے ہاتھوں پر اسلام لاتا ہوں، یحییٰ نے کہا میں شیعہ ہو گیا۔

(۳)

ہبتہ اللہ بن ابی منصور موصلی کا بیان ہے کہ دیارِ ربیعہ میں ایک کاتب نصرانی المذہب رہا کرتا تھا۔ جو اہل کفر میں تھا، جس کا نام یوسف بن یعقوب تھا اس کے اور میرے والد کے درمیان دوستی تھی ایک دن میرے والد کے پاس آیا، میں نے کہا اس وقت کس مقصد کی خاطر آئے ہو، کہا مجھے متوکل

کے دربار میں حاضر ہونے کے لئے بلایا گیا ہے، اس بات کا مجھے علم نہیں ہے کہ متوکل مجھ سے کیا چاہتا ہے، ہاں اتنا ضرور ہے کہ میں نے سو دینار علیؑ بن محمدؑ رضا کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے اپنی جان اللہ تعالےٰ سے خریدی ہے، وہ رقم میرے پاس موجود ہے، میرے والد نے کہا، تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو، وہ شخص متوکل کے پاس چلا گیا، کئی دن کے بعد لوٹ کر ہمارے پاس آیا، وہ بے حد خوش تھا، میرے والد نے کہا اپنا واقعہ تو بتاؤ، کہا میں سامرہ میں پہنچا، میں وہاں پہلے کبھی نہیں گیا تھا، میں ایک گھر میں ٹھہرا اور متوکل کے پاس جانے سے پہلے سو دینار امام علیؑ نقی کی خدمت میں پیش کر دیجے، نہایت ضروری ہیں، اور مجھے اس بات کا علم تھا کہ حضرتؑ کو متوکل کہیں آنے جانے نہیں دیتا اور حضرتؑ اپنے گھر میں قید ہیں، میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ حضرتؑ کا گھر کس سے دریافت کروں؟ اگر کسی سے پوچھوں گا تو لوگ خیال کریں گے کہ یہ ایک نصرانی آدمی ہے امام علی نقی علیہ السلام کا گھر کیوں پوچھتا ہے؟ اگر میں نے کسی سے پوچھا تو یہ بات میری پریشانی کا موجب بن جائے گی۔ میں تھوڑی دیر تک سوچتا رہا، معاً میرے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ میں اپنے گدھے پر سوار ہو کر شہر میں چلا جاؤں اور گدھا جو راستہ بھی اختیار کرے، اسے منع نہ کروں، جہاں اس کی مرضی آئے چلا جائے۔ ممکن ہے کہ اس طریقہ سے میں حضرتؑ کے گھر سے کسی شخص سے پوچھے بغیر مطلع ہو جاؤں، میں نے دیناروں کو آستین کے اندر رکھ دیا، اور گدھے پر سوار ہو گیا، گدھا سڑکوں اور گلیوں کو طے کرتا رہا اور جہاں اس کی مرضی آئی مجھے لئے پھرا، آخر کار میں ایک گھر کے دروازے پر پہنچا، گدھا ٹھہر گیا میں

نے لاکھ جتن کئے کہ گدھا آگے بڑھے لیکن نہ بڑھا، میں نے غلام سے کہا، پوچھو یہ کس شخص کا گھر ہے؟ کہا گیا کہ یہ امام علی نقی علیہ السلام کا گھر ہے۔ میں نے اللہ اکبر کہا، اور یہ ایک اطمینان بخش نشانی تھی، ایک حبشی نوکر دروازے سے باہر آیا اور کہا کہ تم یوسف بن یعقوب ہو؟ میں نے کہا ہوں تو وہی۔ کہا نیچے اتر آؤ میں نیچے اتر آیا، اس نے مجھے ڈیوڑھی میں بٹھایا اور خود گھر کے اندر چلا گیا میں نے دل میں کہا کہ یہ دوسری نشانی ہے، اس غلام نے میرا اور میرے باپ کا نام کیسے پہچان لیا جب کہ اس شہر میں مجھے کوئی نہیں جانتا اور نہ ہی میں اس شہر میں پہلے آیا ہوں۔ غلام نے باہر آکر کہا۔ سو دینار کہاں ہیں، جنہیں کاغذ میں لپیٹ کر آستین میں رکھے ہوئے ہو؟ وہ دینار دے دو، میں نے دینار دے دیئے اور کہا یہ تیسری نشانی ہے؛ غلام پھر آیا، کہا "اندر چلو"۔ میں حضرت ؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اپنی مسند پر تشریف فرما تھے، فرمایا: "اے یوسف لوگوں کا خیال ہے کہ ہماری ولایت تجھ ایسے لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں دے گی، ایسے لوگ جھوٹے ہیں۔ خدا کی قسم ہماری ولایت تجھ ایسے لوگوں کو ضرور فائدہ دے گی، جس غرض کے لئے آئے ہو جاؤ، تم عنقریب وہی بات دیکھو گے۔ جسے پسند کرتے ہو، عنقریب تیرا نیک فرزند پیدا ہوگا"۔ میں متوکل کے دروازے پر آیا (اس کے سامنے) میں نے جو چاہا بیان کیا، اور میں واپس آگیا ہوں، ہبۃ اللہ کا بیان ہے کہ میں اس شخص کی موت کے بعد اس کے فرزند سے ملا جو مسلمان ہو چکا تھا۔ اور اچھا شیعہ تھا۔ اس نے مجھے آگاہ کیا کہ اس کا والد نصرانی المذہب ہو کر مرا ہے۔ اور میں اپنے والد کی موت کے بعد مسلمان ہوا ہوں اور میں اپنے

آقا (امام علی نقی ؑ) کی بشارت سے مسلمان ہوا ہوں۔

(۴)

ابو ہاشم جعفری سے مروی ہے کہ ایک شخص برص میں مبتلا ہوا جو سامرہ کا رہنے والا تھا، اس کی زندگی حرام ہو چکی تھی، ایک دن ابو علی فہری کے پاس آیا اور اپنی تکلیف بیان کی۔ اس نے کہا کہ اگر کسی روز ابو الحسن علی ؑ بن محمد ؑ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اور اپنے بارے میں حضرت ؑ کی خدمت میں دعا فرمانے کی درخواست کرو تو مجھے امید واثق ہے کہ تمہاری تکلیف ختم ہو جائے گی ایک دن راستے میں حضرت ؑ کی خدمت میں پیش ہو گیا، آپ متوکل کے ہاں سے تشریف لا رہے تھے (بیمار کا کہنا ہے کہ) جب میں نے حضرت ؑ کو دیکھا۔ تو اس غرض کے لئے رک گیا کہ آپ کے قریب جا کر اپنی حاجت بیان کروں، حضرت ؑ نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "جا اللہ تعالیٰ نے تجھے تندرستی عطا کی ہے" وہ شخص فہری کے پاس آیا اور حالات سے آگاہ کیا کہ آپ نے بتانے سے پہلے دعا فرما دی ہے، فہری نے کہا، تم اب جاؤ، حضرت نے بتانے سے پہلے تمہارے لئے دعا فرما دی ہے، عنقریب تم تندرست اور ٹھیک ہو جاؤ گے، وہ شخص گھر چلا گیا، اس رات کو سویا، صبح کے وقت اس نے اپنے جسم پر برص کا کوئی داغ نہ دیکھا

(۵)

ابو القاسم بن مشعبد ہندوستان کے علاقے سے آکر متوکل کے دربار میں پہنچا یہ شخص تاش کا بہترین کھلاڑی تھا، متوکل کے ساتھ تاش کھیلا کرتا تھا، ایک دن متوکل نے امام علی نقی علیہ السلام کو (معاذ اللہ) رسوا کرنا چاہا، اس کھلاڑی سے کہا

اگر تم امام علی نقی علیہ السلام کو رسوا کر دو تو میں تمہیں اس کے عوض میں ایک ہزار دینار دوں گا، اس نے کہا نہایت باریک روٹیاں تیار کرا کے دسترخوان پر رکھ دو، اور مجھے اس کے پہلو میں بٹھا دو۔ (پھر تماشہ دیکھو) متوکل نے اس بات کا انتظام کر دیا، امام علیہ السلام کو بلایا گیا، حضرتؑ کی خاطر ایک تکیہ رکھا ہوا تھا، جس پر شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی، ایک روایت میں ہے کہ متوکل کے محل کے دروازے پر شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی، کھانا لایا گیا امامؑ نے روٹیوں کی طرف ہاتھ بڑھایا، کھلاڑی نے اس کو ہوا میں اڑا دیا، امامؑ نے دوسری دفعہ ہاتھ بڑھایا، پھر اس نے اس طرح کیا، آپ نے تیسری دفعہ ہاتھ بڑھایا اس نے پھر یہی کرتب کیا کہ روٹی کو ہوا میں اڑا دیا، یہ دیکھ کر لوگ آپس میں ہنسنے لگے، حضرتؑ نے شیر کی تصویر پر ہاتھ مارا اور فرمایا: "اللہ کے دشمن کو پکڑ لو" شیر کی تصویر نے دوڑ کر کھلاڑی کو نگل لیا۔ اور اپنی جگہ آ کر پہلے کی طرح تصویر بن گیا، تمام لوگ ہکا بکا رہ گئے، امام علی بن محمد علیہم السلام اٹھ کھڑے ہوئے اور روانہ ہو گئے، متوکل نے کہا کہ میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ ضرور تشریف رکھیں اور اس شخص کو ضرور واپس لوٹا دیں۔ فرمایا "خدا کی قسم اس کو کبھی نہ دیکھو گے، تم اللہ کے دشمنوں کو اللہ کے اولیاء پر مسلط کرتے ہو" حضرت تشریف لے گئے اور اس شخص کو اس کے بعد کسی نے نہ دیکھا۔

(۶)

ابو ہاشم جعفری کا بیان ہے کہ متوکل (کبھی کبھی) دربار اپنے باغ میں لگایا کرتا تھا، جس میں ایسے پرندے جمع کر رکھے تھے جو آواز دار تھے۔ جو روز سلام کا ہوتا تو اسی روز اسی جگہ پر بیٹھ جاتا، پرندوں کے شور و غل کی وجہ سے نہ خود کسی کی بات

سن سکتا تھا، اور نہ ہی کوئی اس کی بات سنتا، لیکن جب امام علی نقی علیہ السلام تشریف لاتے تو تمام پرندے خاموش ہو جاتے، جب تک امامؑ تشریف نہیں لے جاتے تھے اس وقت تک کسی پرندہ کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی، جب حضرتؑ مجلس سے چلے جاتے تو پھر پرندے اپنی اپنی بولیوں میں لگ جاتے متوکل کے پاس کئی کبک تھے، جب تک حضرتؑ تشریف نہیں لے جاتے تھے وہ اس وقت تک اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتے تھے، جب حضرتؑ تشریف لے جاتے تو وہ پھر لڑائی جھگڑے میں لگ جاتے۔

(۷)

متوکل کے زمانے میں ایک عورت نمودار ہوئی جس نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ وہ زینبؑ بنت فاطمہؑ بنتِ رسول اللہؐ ہے، متوکل نے کہا تو تو جوان عورت ہے اور رسول اللہؐ کو انتقال فرمائے عرصہ گزر چکا ہے، کہنے لگی کہ رسول اللہؐ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا تھا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کی تھی کہ ہر چالیس سال کے بعد میری جوانی کو دوبارہ لوٹا دے اور لوگوں کو اس حقیقت کا علم نہیں ہے۔ میں ایک خاص ضرورت کے تحت ان لوگوں کے پاس آگئی ہوں، متوکل نے آل ابی طالب اور اولادِ عباس اور قریش کے بزرگوں کو طلب کیا اور اس عورت کے حال سے مطلع کیا، ایک گروہ نے یہ بات بیان کی کہ زینبؑ بنتِ فاطمہؑ کا تو فلاں سال میں انتقال ہو گیا ہے۔ متوکل نے کہا، تم اس بارے میں کیا کہتی ہو؟ کہنے لگی یہ روایت سراسر جھوٹی ہے، میرا قصہ لوگوں سے پوشیدہ ہے، میں موت اور عام زندگی سے مستثنیٰ ہوں، متوکل نے کہا، اس روایت کے علاوہ اور کوئی دلیل بھی ہے؟ کہنے لگے

نہیں، لیکن آپ علیؑ بن محمد الرضاؑ کو بلوا بھیجئے، ممکن ہے آپ کے پاس ہماری روایات کے علاوہ اور کوئی دلیل ہو، ایک شخص کو بھیج کر حضرتؑ کو بلایا گیا، آپ تشریف لائے، آپ کو اس عورت کے حال سے آگاہ کیا گیا، فرمایا یہ عورت جھوٹ بکتی ہے جناب زینبؑ نے فلاں سال، فلاں ماہ اور فلاں دن میں انتقال کیا ہے، متوکل نے کہا، ان لوگوں نے بھی اس روایت کو بیان کیا ہے، لیکن اس عورت نے قسم اٹھائی ہے کہ میں اپنے دعوے سے بغیر مسکت دلیل کے باز نہیں آؤں گی، فرمایا (اچھا) لاجواب دلیل لو۔" متوکل نے کہا۔ "وہ کون سی دلیل ہے؟" فرمایا، اولادِ فاطمہؑ کا گوشت درندوں کے لئے کھانا حرام ہے، اس کو درندوں کے حوالے کر دو، اگر اولادِ فاطمہؑ میں سے ہے تو درندے اسے نقصان نہیں دیں گے۔" متوکل نے عورت سے کہا: "اس بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ کہا یہ تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے، فرمایا "یہاں اولادِ حسنؑ اور حسینؑ کی اولاد میں سے ایک جماعت موجود ہے ان میں سے جس کو چاہو درندوں کے آگے ڈال دو، راوی کا بیان ہے کہ لوگوں کے چہرے فق ہو گئے، دشمنوں نے کہا، یہ خود بہانے بناتے ہیں، خود کیوں نہیں درندوں کے آگے چلے جاتے۔ متوکل نے بھی اس تجویز پر اتفاق کیا کہ آپ ہی درندوں کے پاس جائیں، کہا اے ابوالحسنؑ آپ ہی تشریف کیوں نہیں لے جاتے؟ کہا اچھا ایسا کرو، فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ میں ایسا ہی کروں گا، میں صحیح وسالم رہوں گا، درندوں کا دروازہ کھول دیا گیا اس میں چھ شیر تھے، امامؑ ان کے پاس تشریف لے گئے، جب پہنچے اور بیٹھ گئے تو تمام شیر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے، حضرتؑ کے سامنے اپنے کو گرا دیا اور پنجے اٹھاتے تھے اور اپنے سر حضرتؑ کی خدمت میں ڈال دیتے، آپ ہر ایک پر دستِ

شفقت پھیرتے تھے، پھر ہاتھ کے اشارہ سے شیر کو الگ جا کر بیٹھ جانے کا حکم دیتے وہ ایک جگہ جا کر بیٹھ جاتا، حتیٰ کہ تمام شیر الگ جا کر بیٹھ گئے۔ متوکل امامؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا اے ابوالحسنؑ ہم نے یہ بات آپ کو تکلیف دینے کی خاطر نہیں کی تھی، ہمیں تو آپ کی بات پر یقین تھا، حضرتؑ نے فرمایا جس شخص کو اولادِ فاطمہؑ ہونے کا خیال ہو وہ اس جگہ آ کر بیٹھ جائے، متوکل نے اس عورت سے کہا: "آؤ اور اس جگہ بیٹھ جاؤ۔" کہنے لگی: "اللہ اللہ! میں نے تو فریب دیا تھا، میں تو فلاں شخص کی بیٹی ہوں، مجھے تو ضرورت نے اس بات پر مجبور کیا تھا، متوکل نے کہا۔ اسے درندوں کے آگے ڈال دو، اس عورت کو متوکل کی ماں نے اس سے مانگ لیا

(۸)

جیرانی اسباطی کا بیان ہے کہ میں مدینہ میں امام ابوالحسن علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا کہ واثق کا کیا حال ہے، میں نے عرض کیا "خیریت سے ہے۔" فرمایا "جعفر کیا کرتا ہے؟" میں نے کہا "اس کا تو طوطی بول رہا ہے۔" فرمایا واثق مر گیا ہے، متوکل تخت پر بیٹھ گیا ہے، جعفر قید سے نکل آیا ہے، اور زیات قتل ہو گیا ہے۔" میں نے عرض کیا: "یہ کب؟ فرمایا "تیرے روانہ ہونے کے چھ دن بعد۔" اور یہ بات بالکل درست تھی۔

(۹)

احمد بن ہارون سے مروی ہے کہ میں بیٹھا ہوا تھا، ابوالحسن علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے، ہم اٹھ کھڑے ہوئے، آگے بڑھے لیکن ہمارے قریب پہنچنے سے پہلے آپ گھوڑے سے نیچے اترے اور گھوڑے کی باگ اپنے ہاتھ میں

لے لی اور گھوڑے کو طناب سے باندھ دیا، پھر اندر تشریف لائے اور ہمارے ساتھ بیٹھ گئے۔ میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا "مدینہ جانے کا کب ارادہ ہے؟" میں نے عرض کیا "آج رات جا رہا ہوں" فرمایا "میں ایک خط تحریر کر دیتا ہوں اسے فلاں تاجر کے حوالے کر دینا" میں نے عرض کیا "بہت اچھا" غلام سے فرمایا "دوات اور قلم کاغذ لاؤ" غلام دوسرے گھر لینے گیا، غلام غائب ہو گیا گھوڑا ہنہنانے لگا اور اپنی دم کو زمین پر مارنے لگا۔ حضرتؑ نے فارسی زبان میں فرمایا یہ بے چینی کیوں ہے؟ گھوڑا دوسری دفعہ ہنہنایا اور اپنی دم کو زمین پہ مارا حضرتؑ نے گھوڑے سے فارسی زبان میں فرمایا باغ کے کونے میں چلا جا وہاں پیشاب اور لید کر لے، پھر واپس اپنے مقام پر آکر کھڑا ہو جا، مجھ پہ وہ حیرت طاری ہوئی کہ بس اللہ تعالیٰ جانتا ہے، شیطان نے میرے دل میں شکوک پیدا کیے، فرمایا "اے احمد! جو کچھ تم نے دیکھا ہے یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے جتنا داؤدؑ اور آل داؤدؑ کو دیا تھا اس سے بہت زیادہ محمدؐ و آل محمدؐ کو دیا ہے" میں نے عرض کیا "رسول اللہؐ کے فرزندؑ! سچ فرمایا، آپ سے گھوڑے نے کیا کہا؟ اور آپ نے اس سے کیا کہا۔ اور آپ نے اسے کیا سمجھایا؟" فرمایا "گھوڑے نے کہا۔ سوار ہو کر گھر تشریف لے چلیے تاکہ میں آپ سے فراغت حاصل کروں، میں نے کہا یہ بے چینی کیوں ہے؟ کہا میں تھکا ہوا ہوں، میں نے کہا مجھے مدینہ کی طرف خط لکھنا ہے، جب خط لکھ کر فارغ ہوں گا تب سوار ہوں گا۔ کہا میں لید اور پیشاب کرنا چاہتا ہوں، ایسا کرنا آپ کے سامنے نامناسب سمجھتا ہوں، میں نے کہا باغ کے کونے میں جا کر جو کچھ مرضی آئے کر دو، پھر اپنی جگہ پر آجاؤ۔ اس نے ایسا ہی

کیا، جیسا کہ تم نے دیکھا، غلام دوات اور کاغذ لے کر حاضر ہو گیا، سورج ڈوب گیا تھا، غلام نے کاغذ اور دوات حضرتؑ کے سامنے رکھ دی، آپ نے خط لکھنا شروع کر دیا، میرے اور حضرتؑ کے درمیان تاریکی پھیل گئی، میں خط کو نہیں دیکھ سکتا تھا، میں نے یہی خیال کیا کہ جس طرح میں تاریکی سے دوچار ہوں اسی طرح حضرت بھی دوچار ہیں، میں نے نوکر سے کہا، اٹھو اور گھر سے شمع لے آؤ۔ تاکہ میرے آقا ملاحظہ فرما سکیں کہ کس طرح تحریر فرما رہے ہیں، نوکر میرا مطلب سمجھ کر جانے لگا، فرمایا "مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، آپ نے ایک لمبا چوڑا خط تحریر فرمایا۔ اس وقت شفق بھی غائب ہو چکی تھی، نوکر سے فرمایا، اسے ٹھیک کر دو، نوکر خط لے کر پناہ گاہ کی طرف چلا گیا تاکہ اسے ٹھیک کر سکے، نوکر نے واپس آکر خط دیدیا حضرتؑ نے لے کر اس پر مہر لگا دی، مہر کی طرف دیکھا نہیں تھا کہ سیدھی لگی ہے۔ یا الٹی، مجھے خط دیا، میرے دل میں خیال آیا کہ مدینہ جانے سے پہلے نماز پڑھ لوں، فرمایا! اے احمد! مغرب اور عشاء اخیرہ مسجد رسولؐ اللہ میں پڑھو (رسول اللہؐ) کے روضہ میں ایک شخص کو تلاش کرنا انشاء اللہ تعالیٰ تم اس کو پاؤ گے، میں جلدی جلدی روانہ ہو گیا، میں مسجد نبویؐ میں آگیا، عشاء اخیرہ کی اذان ہو چکی تھی۔ میں نے (پہلے) مغرب کی نماز ادا کی، پھر (عشاء کی) نماز ان لوگوں کے ساتھ ادا کی، میں نے اس آدمی کو وہاں تلاش کیا جہاں حضرتؑ نے مجھے حکم دیا تھا۔ میں نے اسے پا لیا، خط اس کے حوالے کیا، اس نے پڑھنے کی خاطر مہر کو توڑا، ایسے وقت میں خط صاف نہیں پڑھا جا سکتا تھا۔ اس نے چراغ منگوایا، میں نے اس سے خط لے کر مسجد میں اس کے سامنے پڑھا، خط بالکل ٹھیک تھا۔ ایک حرف دوسرے حرف سے

لا نہیں تھا، مہر ٹھیک لگی ہوئی تھی۔ الٹی نہیں تھی، اس شخص نے کہا کل آنا تاکہ خط کا جواب لکھ لوں، میں دوبارہ گیا، جواب لکھا جا چکا تھا، میں نے خط کو لیا اور حضرتؑ کی خدمت میں آگیا، فرمایا کیا تو نے اس شخص کو پایا تھا، جس نے تجھے کہا تھا میں نے عرض کیا ہاں

(۱۰)

ابو سلیمان سے مروی ہے کہ ہمیں اردمہ نے آگاہ کیا کہ میں سامرہ میں متوکل کے پاس گیا، میں سعید دربان کے پاس آیا، متوکل نے امام علی نقی علیہ السلام کو شہید کرنے کے لئے اس کے حوالے کیا ہوا تھا۔ اس نے کہا کیا یہ بات تم پسند کرتے ہو کہ اپنے خدا کا دیدار کرو؟ میں نے کہا سبحان اللہ! میرا خدا تو وہ ہے جسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں، کہا وہ آپ لوگوں کے امام ہیں، میں نے کہا میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں، کہا مجھے متوکل نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے، کل میں کام انجام دوں گا سعید کے پاس پیغام بر بیٹھا ہوا تھا، کہا جب یہ چلا جائے تو میرے پاس چلے آنا، تھوڑی دیر میں وہ چلا گیا، مجھ سے کہا چلو، میں حضرتؑ کی خدمت میں اس گھر میں گیا جہاں آپ قید تھے، آپ رسیوں سے قبر کھود رہے تھے، میں نے حاضر ہو کر سلام کیا اور سخت رو دیا، فرمایا! کیوں روتے ہو؟" عرض کیا" آپ کی حالت دیکھ کر"۔ فرمایا! "اس بارے میں گریہ نہ کرو، یہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے"، مجھے بے چینی سے اطمینان ہوا۔ فرمایا! دو دن بھی نہیں گذریں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے ساتھی کے خون کو بہا دے گا"۔ خدا کی قسم ابھی دو دن بھی نہ گذرے تھے کہ متوکل قتل کر دیا گیا، میں نے امام ابو الحسن علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ

لا تعادوا الایام فتعادیکم کیا یہ رسول اللہ صلعم کی حدیث ہے؟ فرمایا" ہاں لیکن رسول اللہ صلعم کی حدیث کی تفسیر ہے (فرمایا) شنبہ سے مراد رسول اللہ صلعم یکشنبہ سے مراد امیر المؤمنینؑ دو شنبہ سے حسنؑ اور حسینؑ، سہ شنبہ سے مراد علیؑ بن حسینؑ محمدؑ بن علیؑ اور جعفرؑ بن محمدؑ، چہار شنبہ سے موسیٰؑ بن جعفرؑ، علیؑ بن موسیٰؑ، محمدؑ بن علیؑ اور (میں) علیؑ بن محمدؑ مراد ہیں اور پنجشنبہ سے میرے فرزند حسن عسکریؑ اور جمعہ سے ہم اہلبیتؑ کے قائمؑ مراد ہیں

(۱۱)

ایک روایت میں متوکل اور دوسری میں واثق کے بارے میں تحریر ہے کہ اس نے نوے ہزار کے ترک لشکر کو جو سامرہ میں مقیم تھا حکم دیا کہ ان میں کا ہر ایک فرد اپنے اپنے تھیلے کو سرخ پتھروں سے بھر کر ایک بڑے میدان کے وسط میں ڈال دے انہوں نے یہ کام انجام دیا، پتھروں کا ایک پہاڑ کی مانند ڈھیر ہو گیا، خود اوپر آکر بیٹھ گیا ابوالحسنؑ علیہ السلام کو بلایا اور کہا میں آپ کو اپنے گھوڑوں کا نظارہ دکھانا چاہتا ہوں، لشکر کو حکم دیا کہ چوڑے تبر اور پتھر ساتھ لے لیں، بڑی آن بان رعب و داب اور کثیر تعداد میں مارچ کریں، اس سے مقصد یہ تھا کہ اس کے خلاف ہر بغاوت کرنے والے کا دل ٹوٹ جائے، اس کو ابوالحسن علیہ السلام سے خوف لاحق تھا کہ کہیں آپ اپنے اہلبیت کے کسی فرد کو خلیفہ کے خلاف بغاوت کا حکم نہ دیدیں۔ ابوالحسن (امام علی نقی) علیہ السلام نے فرمایا کہ "کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں اپنے لشکر کا منظر دکھاؤں"؟ کہا کیوں نہیں" اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے درمیان رہنے والے مشرق و مغرب کے فرشتے جمع کر دیئے، یہ دیکھ کر خلیفہ بے ہوش ہو گیا، جب افاقہ ہوا تو

امام ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم تم سے دنیا کے بارے جھگڑا نہیں کریں گے، ہم امر آخرت میں مشغول ہیں، ہمارے بارے میں جو خوف لگا ہوا ہے۔ اس کے متعلق کوئی فکر نہ کرو۔

(۱۴)

راوی کا بیان ہے کہ میں ان لوگوں میں تھا جو (متوکل کے حکم سے) امام علی نقی علیہ السلام کو مدینہ سے سامرہ میں لانے والے تھے، ہم لوگ امام علیہ السلام کو لے کر مدینہ سے روانہ ہوگئے، ہم ایک طویل منزل والے راستے سے روانہ ہوئے۔ دن سخت گرم تھا۔ ہم نے اترنے کے لئے عرض کیا، فرمایا" نہیں!" ہم چل پڑے لیکن کچھ کھایا پیا نہیں، گرمی بھوک اور پیاس سخت لگی، ہم ایک چٹیل سرزمین پر چل رہے تھے، جہاں نہ پانی نہ سایہ کوئی چیز بھی نہیں تھی، ہم لوگ حضرتؑ کی طرف تک رہے تھے، فرمایا" مجھے احساس ہے کہ تم بھوکے اور پیاسے ہو" ہم نے عرض کیا" خدا کی قسم آقا! ہم لاچار ہو چکے ہیں" فرمایا! سایہ میں بیٹھ کر کھاؤ اور پانی پیو" ہمیں آپ کی بات پر تعجب ہوا کہ ہم ایک ایسے صحرا میں ہیں جہاں آرام کرنے کے لئے کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی اور نہ ہی اس میں پانی اور سایہ ہے۔ فرمایا سایہ میں بیٹھ جاؤ" ناگاہ میں نے دو بڑے درختوں کو دیکھا جس میں کافی لوگ بیٹھ سکتے تھے۔ میں اس جگہ کو جانتا تھا کہ وہ ایک بے آب و گیاہ میدان تھا۔ میں نے زمین پر پانی کے چشمے کو بہتے ہوئے دیکھا جو نہایت شیریں اور سرد تھا، ہم نیچے اتر آئے۔ کھانا کھایا۔ پانی پیا اور آرام کیا، میں بنظر غائر اور تفکر کے انداز میں امام علیہ السلام کی طرف کافی دیر تک دیکھتا رہا۔ آپ نے مسکرا کر میری طرف سے چہرہ موڑ لیا۔ میں نے دل میں کہا یہ کیا ہوگا اور میں اس کی حقیقت ضرور معلوم کروں گا

میں نے درخت کے عقب سے آکر زمین میں اپنی تلوار دفن کر دی اور اس پر دو پتھر رکھ دیئے، نماز کی تیاری کی، ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا" آرام کر لیا" ہم نے عرض کیا" ہاں" فرمایا" اللہ کا نام لے کر کوچ کرو" ہم نے کوچ کیا، تھوڑی دور چلنے کے بعد میں اس جگہ آیا جہاں تلوار کو دفن کیا تھا، میں نے تلوار اور نشانی کو تو ویسے ہی پایا۔ لیکن مجھے ایسا معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے وہاں درخت، پانی، سایہ اور تری کو تو پیدا ہی نہیں کیا تھا۔ میں اس بات سے حیران رہ گیا۔ میں نشان قدم کی رہنمائی میں لوگوں سے آکر مل گیا۔ ابوالحسن علیہ السلام نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا" اے ابوالعباس! تجربہ کر لیا" میں نے عرض کیا" آقا! مجھے شک تھا، اب میں آپ کی وجہ سے دنیا اور آخرت میں تمام لوگوں سے زیادہ دولت مند ہوں

(۱۴۳)

ابوسعید اور سہل بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابوالعباس فضل بن احمد بن اسرائیل کاتب نے حدیث بیان کی، ہم آپ کے گھر میں سامرہ میں بیٹھے تھے، اسی دوران میں ابوالحسنؑ کا ذکر آ گیا، کہا اے سعید میں تم سے ایک ایسی چیز بیان کرتا ہوں جو مجھ سے میرے باپ نے بیان کی تھی، کہا کہ ہم معتزد کے پاس تھے اور میرا باپ اس کا کاتب تھا۔ ایک روز ہم گھر میں گئے تو متوکل اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ معتزد نے سلام کیا اور ٹھہر گیا۔ میں بھی اس کے عقب میں ٹھہر گیا، متوکل کی عادت تھی کہ جب معتزد جاتا تو اس کو خوش آمدید کہتا اور بیٹھنے کا حکم دیتا (لیکن آج) بہت دیر تک کھڑا رہا۔ متوکل ایک آدمی کو اٹھاتا اور دوسرے کو بٹھاتا تھا۔ لیکن اس نے معتزد کو بیٹھنے کی اجازت نہ دی۔ میں اس کے چہرہ کی طرف

دیکھتا رہا کہ لحظہ بہ لحظہ متغیر ہو رہا تھا، آخر کار آگ بگولہ ہو گیا، اور کہا "خدا کی قسم میں اس زندیق (معاذ اللہ) کو ضرور قتل کر دوں گا، یہ جھوٹے دعوے کرتا ہے اور میری حکومت میں رخنہ اندازی کرتا ہے، کہا میرے پاس چار ہٹے کٹے آدمیوں کو لاؤ جو بالکل اُجڈ ہوں اور کسی کی بات نہ سمجھتے ہوں، ایسے چار شخص حاضر کئے گئے ان کے سپرد چار تلواریں کر کے کہا کہ جب ابوالحسنؑ (امام علی نقیؑ) داخل ہوں تو تلواریں لے کر ان پر ٹوٹ پڑنا (متوکل بار بار کہتا) خدا کی قسم میں تو اس کو (قتل ہونے کے بعد) جلا دوں گا، میں پردے کی آڑ میں معتز کے پیچھے کھڑا ہوا تھا، ابوالحسنؑ تشریف لائے، لوگ آپ کی خدمت میں دوڑ پڑے، میں حضرتؑ کی طرف ملتفت ہوا۔ آپ کے دونوں ہونٹ ہل رہے تھے، آپ پر کوئی خوف اور گھبراہٹ نہیں تھی، جب متوکل نے دیکھا تو اپنے آپ کو تخت سے گرا دیا اور حضرتؑ کی خدمت میں لپکا، آپ پر ٹوٹ پڑا اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان اور ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ تلوار ہاتھ میں تھی، وہ کہتا "اے میرے آقاؑ! اے رسول اللہؐ کے فرزند، اے اللہ کی تمام مخلوق سے افضل اے میرے آقاؑ، اے میرے ابن عم، اے ابالحسنؑ، اس وقت کیوں تشریف لائے؟ فرمایا تیرے قاصد نے کہا کہ آپ کو متوکل بلاتے ہیں" کہا! "اس نے جھوٹ کہا، ایسا کرنیوالا کہاں گیا؟ اے آقا! جہاں سے آئے ہیں وہاں تشریف لے جائیں، اے فتح، اے عبید اللہ، اے معتز، اپنے اور میرے آقا کے ساتھ جاؤ، جب ہٹے کٹے آدمیوں نے حضرت کو دیکھا تو سرنگوں ہو کر سجدہ میں گر پڑے، حضرتؑ جب تشریف لے گئے تو متوکل نے انہیں بلایا اور ترجمان سے کہا مجھے آگاہ کرو، یہ کیا کہتے ہیں، کہا تم نے میرے حکم کو کیوں نہیں بجا لایا؟ عرض کیا سخت مصیبت کیوجہ سے ہم نے سو سے زائد تلواروں کو آپکی حفاظت کرتے ہوئے دیکھا۔ ہم پر خوف طاری ہو گیا

باب نمبر ۱۲

امام حسن عسکریؑ علیہ السلام کے معجزات

①

فطرس نامی طبیب کا بیان ہے جس کی عمر ایک سو سال سے زائد تھی اور وہ متوکل کے طبیب بختیشوع کا شاگرد تھا، امام حسن عسکری علیہ السلام نے بختیشوع کے پاس آدمی روانہ کیا کہ مجھے فصد کھلوانے کی ضرورت ہے، میرے پاس اپنا خاص آدمی روانہ کر دو، اس نے مجھے منتخب کر کے بھیجا، اور مجھ سے کہا کہ امام حسنؑ عسکری نے مجھ سے ایک ایسا آدمی طلب کیا ہے جو آپ کی فصد کھول سکے، تم آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ، آپ اپنے زمانے کے عالم ہیں، آپ سے الجھنے کا خیال رکھنا۔ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گیا، آپ نے مجھے ایک کمرہ میں بیٹھنے کو کہا، میں جس وقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، وہ وقت فصد کیلئے خوب اور اچھا تھا آپ نے مجھے ایک غیر محمود وقت میں بلایا، آپ نے ایک بڑا تھال منگوایا، میں نے فصد کھول دی خون اتنا نکلا کہ تھال بھر گیا، پھر فرمایا! خون بند کر دو، میں نے خون بند کر دیا، آپ نے اپنے ہاتھ کو دھویا اور اس پر مضبوطی سے پٹی باندھ دی، مجھے واپس کمرہ میں بھیج دیا۔ میرے آگے گرم اور سرد ہر قسم کا بہت سا کھانا رکھا گیا، میں عصر تک اسی کمرہ میں رہا، مجھے پھر بلوا کر فرمایا "اسے کھول دو" پھر اسی تھال کو طلب فرمایا، میں نے فصد

کھول دی اور خون اتنا جاری ہوا کہ تھال بھر گیا، فرمایا بند کر دو، میں نے فصد بند کر دی مجھے کمرہ میں واپس بھیج دیا، میں نے وہاں رات بسر کی، جب صبح کو اٹھا تو سورج نکل چکا تھا، مجھے طلب فرمایا، اسی تھال کو منگایا، مجھ سے فرمایا فصد کھول دو، میں نے فصد کھول دی، آپکے ہاتھ سے خون تازے دودھ کی طرح جاری ہوا اور تھال بھر گیا پھر فرمایا: بند کر دو، میں نے فصد بند کر دی، آپ نے مجھے عمدہ کپڑے اور پچاس دینار عطا فرمائے، فرمایا یہ لو اور چلے جاؤ۔ میں نے یہ چیزیں لے لیں، میں بختیوس کی خدمت میں آگیا اور اسے حالات سے آگاہ کیا، اس نے کہا کہ حکماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ انسان میں زیادہ سے زیادہ خون سات سیر ہوتا ہے اور جو بات تم نے بیان کی ہے اگر یہی خون ایک پانی کے چشمہ سے جاری ہوتا تو حیران کن تھا (چہ جائیکہ ایک انسان سے جاری ہو) زیادہ تعجب خیز بات تو یہ ہے کہ اس میں دودھ بھی تھا، بختیوشع متواتر تین رات [illegible] کتابوں کے مطالعہ میں مصروف رہا تاکہ اس واقعہ کا کہیں حل مل جائے لیکن وہ اس بات کا حل تلاش نہ کر سکا، دیرعاقول میں ایک راہب تھا جو علم طب میں سب سے بڑا عالم تھا، اس کے پاس ایک تحریر کیا اور اس میں اس واقعہ کے بارے میں بیان کیا، میں خط لے کر اس کے پاس پہنچا، میں نے آواز دی تو وہ اوپر کے حصے کی عمارت سے ظاہر ہوا، مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا کہ میں بختیوشع کا ساتھی ہوں، کہا تمہارے پاس خط ہے؟ میں نے کہا ہاں موجود ہے، اس نے ایک زنبیل لٹکائی اور کہا خط اس میں ڈال دو، میں نے خط ڈال دیا۔ اس نے خط کو زنبیل کے ذریعہ اوپر اٹھا لیا، خط کو پڑھا، اسی وقت نیچے اتر آیا، کہا اس آدمی کی تم نے فصد کھولی تھی؟ میں نے کہا ہاں، کہا تیری ماں کے لئے بشارت ہو، خچر پر سوار ہو کر روانہ ہو

پڑا، رات کا تیسرا حصہ باقی تھا کہ ہم سامرہ میں آگئے میں نے کہا ہم استاد کے پاس قیام کریں گے یا اس شخص کے پاس جائیں گے؟ کہا میں اس شخص کے پاس قیام کروں گا، ہم حضرتؑ کے دروازے پر اذان سے پہلے وارد ہوئے، دروازہ کھلا، حبشی نوکر باہر نکلا اور کہا کہ دیرعاقول کا راہب کون ہے؟ راہب نے کہا میں قربان جاؤں میں ہوں، کہا نیچے اتریئے، مجھ سے نوکر نے کہا، دونوں خچروں کی حفاظت کرنا، پھر راہب کا ہاتھ پکڑا اور دونوں اندر چلے گئے، میں نے صبح تک قیام کیا، دن بلند ہو چکا تھا، راہب اس حالت میں باہر نکلا کہ اس نے راہب کا لباس اتار دیا تھا، سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا، وہ اسلام لا چکا تھا، کہا مجھے اب اپنے استاد کے گھر لے چلو، ہم بختیوشع کے گھر آئے، جب اسے دیکھا تو دوڑ کر اس کے پاس آیا، اس نے کہا، اپنے مذہب کے خلاف یہ لباس کیوں پہن رکھا ہے؟ کہا "میں نے مسیحؑ کو پایا ہے اور ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو چکا ہوں، کہا تم نے مسیحؑ کو پا لیا ہے، کہا "مسیحؑ گویا انکے مثیل کو، ایسے فصد کو تو صرف مسیحؑ ہی کھلوا سکتا ہے"، اس زمانے میں یہ شخص اپنے براہین کے لحاظ سے نظیر مسیحؑ ہے"، پھر یہ شخص واپس امامؑ کی خدمت میں آیا اور حضرتؑ کی خدمت ہی میں انتقال کیا

(۲)

ابو احمد جعفر بن محمد بن احمد بن شریف جرجانی سے مروی ہے کہ میں نے ایک سال حج ادا کیا اور سامرہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، ہمارے اصحاب نے میرے ساتھ مال روانہ کیا تھا، میں نے ارادہ کیا کہ حضرتؑ سے دریافت کروں کہ یہ مال کس شخص کے حوالے کروں، امامؑ نے دریافت کرنے سے پہلے فرمایا کہ جو چیز تیرے پاس ہے وہ میرے نوکر مبارک کے حوالے کر دو، میں نے حکم کی تعمیل کی، میں نے

عرض کیا کہ جرجان کے شیعہ آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہیں، فرمایا، تم حج ادا کرنے کے بعد جاؤ گے؟ میں نے عرض کیا ایسا ہی ہے، فرمایا تم اس دن سے ایک سو دن کے بعد جرجان پہنچو گے، ۳ ربیع الاوّل کی تاریخ ہو گی، جمعہ کا دن اور دن کا پہلا حصّہ ہو گا فرمایا انہیں آگاہ کرنا کہ میں ان کے پاس اس دن کے آخری حصّے میں پہنچ جاؤں گا، بالبصیرت ہو کر جاؤ، عنقریب اللہ تعالےٰ تجھے اور جو چیز تمہارے ساتھ ہے اسے صحیح و سالم رکھے گا، اور تم اپنے اہل اور اولاد کے پاس آؤ گے۔ تیرے بیٹے شریف کا ایک لڑکا پیدا ہو گا۔ اس کا نام صلت بن شریف بن جعفر بن شریف رکھنا، وہ ہمارے دوستوں میں سے ہو گا، میں نے عرض کیا رسول اللہؐ کے فرزند! ابراہیم بن اسماعیل جرجانی آپ کا شیعہ ہے۔ آپ کے دوستوں کے ساتھ نیکی کرتا ہے ہر سال ایک لاکھ درہم سے زیادہ مال لے جا کر خرچ کرتا ہے، وہ جرجان میں ان آدمیوں میں سے ایک ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے نعمتوں سے مالا مال کیا ہے؟ فرمایا ابو اسحٰق ابراہیم بن اسماعیل کی خاطر اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ اس کا مال ہمارے شیعوں پر خرچ ہوتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے گناہ بخش دے اور اسے خوبصورت فرزند عطا کرے اور اس سے کہہ دینا کہ حسنؑ (عسکری) بن علیؑ (نقی) فرماتے ہیں کہ اپنے بیٹے کا نام "احمدؐ" رکھنا، میں روانہ ہو گیا، حج ادا کیا، اللہ تعالےٰ نے مجھے صحیح و سالم رکھا، جمعہ کے دن کے پہلے حصّے میں جرجان پہنچ گئے، ماہ ربیع الاوّل کی تین تاریخ تھی، حضرتؑ کے فرمان کے مطابق میرے دوست مجھے مبارک باد دینے کے لئے تشریف لائے، میں نے انہیں آگاہ کیا کہ امامؑ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ اس دن کے آخری حصّے میں تشریف لائیں گے، مسائل اور تمام ضروریات پوری کرو، نمازِ ظہر اور عصر کی ادائیگی کے بعد

سب حضرات میرے گھر میں جمع ہو گئے، خدا کی قسم ہم نے صرف اتنا دیکھا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام تشریف لے آئے۔ اسے صرف اتنا پتہ لگا کہ آپ آ گئے ہیں اور ہم نے آپ کا استقبال کیا اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا، فرمایا "میں نے جعفر بن شریف سے وعدہ کیا تھا کہ اس دن کے آخری حصّہ میں تمہارے پاس آؤں گا۔ میں نے ظہر اور عصر کی نماز سامرہ میں پڑھی ہے، تمہارے پاس آ گیا ہوں، اپنے مسائل اور تمام ضروریات جمع کر لو، سب سے پہلے میں نے بڑھ کر عرض کیا، فرزندِ رسولؐ میرے بیٹے جابر کی دونوں آنکھیں ختم ہو گئی ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ اس کی دونوں آنکھیں واپس آ جائیں"۔ فرمایا اسے لے آؤ"۔ جابر حاضر ہوا۔ آپ نے اس کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ پھیرا، وہ دوبارہ بینا ہو گیا، پھر پے در پے لوگ حضرتؑ کی خدمت میں اپنی حاجتوں کے متعلق سوال کرتے ہیں، حضرتؑ ان کے سوال کو قبول کرتے، آخر کار ہر ایک نے اپنی حاجتیں آپ کی خدمت میں پیش کیں اور تمام کی حاجتیں پوری ہو گئیں اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی، اسی روز آپ واپس تشریف لے گئے

(۴۳)

علی بن حسین بن زید بن علیؑ سے مروی ہے کہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کے ساتھ دار العامہ سے (حضرتؑ کے) گھر تک ساتھ ہو لیا، جب آپ گھر پہنچے تو میں نے واپس جانے کا ارادہ کیا، فرمایا ٹھہرو، آپ اندر تشریف لے گئے۔ پھر مجھے اندر بلایا میں حاضر ہوا، مجھے سو دینار عنایت فرمائے اور کہا کہ انہیں لونڈی کی قیمت میں صرف کرنا، تمہاری فلاں لونڈی مر گئی ہے، جب میں گھر پہنچا تو نوکر نے عرض کیا کہ فلاں لونڈی ابھی ابھی مر گئی ہے، میں نے پوچھا یہ کیونکر ہوا؟ کہا" پانی پیا، اچھو آیا اور مر گئی۔

(۴)

علی بن محمد بن علی بن اسمٰعیل بن علی بن عباس بن عبد المطلب سے مروی ہے کہ میں راستے پر امام حسن عسکری علیہ السلام کے انتظار میں بیٹھ گیا کہ جب آپ یہاں سے گزریں گے تو آپ کی خدمت میں اپنی حاجت پیش کردوں گا میرے عرض کرنے سے پہلے فرمایا دو سو دینار کی ضرورت ہے، آپ نے مجھے ایک سو دینار عنایت فرمائے، پھر مجھ سے متوجہ ہوکر فرمایا "ان سے محروم ہو جاؤ گے، ایک اور زیادہ ضرورت مند لے جائے گا" امامؑ کا فرمان صحیح ثابت ہوا، ایک نامعلوم شخص نے وہ دینار مجھ سے چھین لئے اور بھاگ گیا۔

(۵)

ابو ہاشم جعفری سے مروی ہے کہ میں ابو محمدؑ امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا یمن کے رہنے والے ایک شخص نے حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی، وہ شخص امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا جو لمبا اور طویل القامت تھا حضرتؑ پر ولایت کا سلام کیا، میں نے دل میں کہا، میں نہیں جانتا کہ یہ شخص کون ہے؟ امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا، یہ سنگریزے والی اعرابیہ کا بیٹا ہے، جن پر میرے آباءؑ نے اپنی اپنی مہر لگائی ہے، میں بھی اس پر اپنی مہر لگاؤں گا۔ اس نے سنگریزہ نکالا حضرتؑ نے اس پر مہر لگائی، میں نے دیکھا، حضرتؑ کی مہر کے نشان پر تحریر تھا "الحسن بن علی" پھر وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا اور کہا، اے اہلبیتؑ! آپ حضرات پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، ذریۃ بعضھا من بعض، میں نے اس کا نام پوچھا فرمایا اس کا نام مجمع بن الصلت بن سمعان بن غانم بن ام غانم ہے (اسکی

ماں) ام غانم یمن کی رہنے والی عورت ہے، یہ ان تین عورتوں میں سے ایک ہے جن کے پاس سنگریزہ ہے، دوسری ام الندی حبابہ بنت جعفر الوالبیۃ ہے، پہلی عورت کا نام سعاد ہے جو بنو سعد بن بکر سے تعلق رکھتی ہے، تیسری کو ام سلیم کہا جاتا ہے جو کتب کی قاریہ ہے۔

(۶)

علی بن زید بن حسین بن زید بن علیؑ سے مروی ہے کہ میرے پاس ایک گھوڑا تھا جو مجھے بہت پیارا تھا میں اس کا ذکر اکثر مجلس میں کیا کرتا، ایک دن میں ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا "تیرے گھوڑے نے کیا کیا؟ عرض کیا اب تو آپ کے دروازے پر موجود ہے" فرمایا "شام سے پہلے اسے تبدیل کرلو، اگر خریدار مل جائے تو (بیچنے میں) تاخیر نہ کرو، میں متفکر ہوکر اٹھا اور اپنے گھر کی راہ لی، اپنے بھائی کو اس بارے میں آگاہ کیا، اس نے کہا میں اس کے متعلق کیا کہہ سکتا ہوں؟ میں نماز سے فارغ ہوا، سائیس نے آکر بتایا کہ آپ کا گھوڑا ابھی مرگیا ہے۔ میں رنجیدہ ہوا اور سمجھا کہ حضرتؑ کی مراد یہی تھی، اس کے بعد میں ابو محمدؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دل میں کہتا تھا کہ ممکن ہے۔ حضرتؑ مجھے گھوڑا عنایت فرمائیں۔ میرے بیان کرنے سے پہلے حضرتؑ نے فرمایا "ہاں تجھے (گھوڑا) دیا جائے گا، نوکر سے فرمایا کہ "اسے کمیت گھوڑا دیدو" فرمایا "یہ تیرے گھوڑے سے بہتر ہے، زیادہ اطاعت گذار اور لمبی عمر والا ہے

(۷)

ابو ہاشم جعفری کا بیان ہے کہ میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں

حبس اور قید کی شکایت کی، آپ نے میرے پاس خط تحریر فرمایا کہ تم ظہر کے وقت قید
سے چھوٹ جاؤ گے اور ظہر کی نماز میرے گھر میں پڑھو گے اور میرے مہمان ہو گے۔ میں نے
ارادہ کیا کہ حضرتؑ سے اس خط کے بارے میں جو آپ کی خدمت میں تحریر کیا تھا امداد
طلب کروں، لیکن حیا مانع ہوئی، جب میں گھر پہنچا تو آپ نے سو دینار میرے پاس
بھیج دیئے اور تحریر فرمایا کہ اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو شرم نہ کیا کرو، مانگ لیا کرو میں
تمہیں دیدیا کروں گا۔

(۸)

ابو حمزہ نصر الخادم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو محمدؑ (امام حسن عسکریؑ) کو
کئی مرتبہ اپنے غلاموں اور دوسرے لوگوں سے ان کی زبان میں گفتگو فرماتے سنا، جن
میں رومی، ترکی اور صقالیہ کے لوگ شامل تھے، میں حیرانی کے عالم میں کہتا کہ یہ لوگ
وہاں پیدا ہوئے، حضرتؑ کا وہاں جانا ثابت نہیں اور نہ ہی کسی نے آپ کو وہاں دیکھا
ہے یہ معاملہ کیسے ہو گیا؟ امامؑ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ ان اللہ بیّن
حجتہ من بین سائر خلقہ ویعطیہ معرفۃ کل شیٔ ویعرف اللغات والاسباب
الحادثۃ ولو لا ذلک لم یکن بین الحجۃ والمحجوج فرق۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق
سے اپنی حجت کو ممتاز رکھا ہے اور اسے ہر چیز کی معرفت دی ہے۔ وہ زبانیں اور
اسباب حادثہ کو جانتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو حجت اور محجوج میں کوئی فرق نہ ہو۔

(۹)

ابو سلیمان داؤد بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہمیں مالکی نے ابو الفرات کے حوالے
سے بیان کیا کہ میں سامرہ میں راستے میں بیٹھا ہوا سوچ رہا تھا، مجھے اولاد کی سخت

خواہش تھی، گھوڑے پر سوار ہو کر ابو محمدؑ تشریف لائے، میں نے عرض کیا" مجھے اولاد
ملے گی"؟ فرمایا" ہاں" عرض کیا" لڑکا ہوگا؟" فرمایا" نہیں لڑکی ہوگی:

(۱۰)

علی بن حسین بن سابور سے مروی ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے
میں لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے، خلیفۂ وقت نے حاجب اور اہل مملکت کو حکم دیا کہ
نماز استسقا جا کر ادا کریں، لوگ متواتر تین روز شہر سے باہر جا کر نماز استسقاء پڑھتے
رہے لیکن بارش کا ایک قطرہ بھی نہ ٹپکا، چوتھے روز جاثلیق صحرا میں نصاریٰ، رہبان
اور پادری کی معیت میں گیا، راہب نے دستِ دعا بلند کئے، آسمان سے بارش ہوئی
اور جل تھل بھر گئے۔ اکثر لوگوں نے (خلیفہ سے) شکایت کی اور دین نصرانیت کیطرف
جھکنے لگے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام قید خانے میں بند تھے، خلیفہ نے آپ کو
بلوا بھیجا اور کہا کہ اپنے نانا کی امت کی خبر لیجئے، وہ تو ہلاک ہو گئی ہے، آپ نے فرمایا
میں اس بارے میں باہر جاؤں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ شک کو دور کر دوں گا، پانچویں
روز جاثلیق کی معیت میں رہبان جنگل کی طرف روانہ ہوئے، امام حسن عسکری علیہ السلام
بھی اپنے اصحاب کے ہمراہ تشریف لائے، راہب نے دستِ دعا بلند کئے، حضرتؑ
نے اپنے ایک غلام سے فرمایا کہ راہب کے داہنے ہاتھ کو پکڑ لو اور جو کچھ اس کی انگلیوں
میں موجود ہے نکال لو، غلام نے حکم کی تعمیل کی اور اس نے سبابہ اور وسطی انگلی کے
درمیان ایک بڑی سیاہ ہڈی نکال لی، امام حسن عسکری علیہ السلام نے اس ہڈی کو
اپنے ہاتھ میں لے لیا اور پادری سے فرمایا کہ اب بارش کی دعا مانگو۔ اس نے
بارش کی دعا مانگی، آسمان پر جو بادل موجود تھے وہ بھی غائب ہو گئے، چمکتا

ہوا سورج نکل آیا، خلیفہ نے عرض کیا "اے ابو محمدؑ! یہ ہڈی کس چیز کی ہے؟" فرمایا "یہ شخص ایک نبی کی قبر سے گذرا اور اس کے ہاتھ وہاں سے یہ ہڈی لگ گئی، اگر نبی کی ہڈی کو دسورج کے سامنے ظاہر کیا جائے تو بارش ہو جاتی ہے۔

(۱۱)

ابوالقیم حبشی سے مروی ہے کہ میں شعبان کے شروع میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں زیارت کے لئے حاضر ہوتا تھا اور شعبان کے آخر میں امام حسین علیہ السلام کے روضے کی زیارت سے مشرف ہوتا تھا، ایک سال میں سامرہ میں شعبان سے پہلے آگیا اور خیال کیا کہ شعبان میں حضرت کی زیارت نہیں کروں گا، جب شعبان کا مہینہ آگیا تو میں نے کہا کہ حسب معمول زیارت کو ترک نہیں کروں گا میں سامرہ میں آگیا، حضرتؑ کی خدمت میں ایک رقعہ یا خط تحریر کیا (سامرہ میں آنے کے بعد خیال آیا) کہ اس دفعہ صرف امام حسین علیہ السلام کے روضے کی زیارت کروں گا، میں نے مالکِ مکان سے کہا کہ میرے آنے کی حضرتؑ کو اطلاع نہ دینا، رات کے وقت مالک مکان میرے پاس دو دینار لے کر آیا، مسکراتا اور تعجب کرتا تھا اور کہا کہ حضرتؑ نے یہ دو دینار تیرے پاس بھیجے ہیں اور فرمایا ہے کہ یہ حبشی کے حوالے کرو اور اس سے کہو من کان فی طاعۃ اللہ کان اللہ فی حاجتہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرتا ہے۔

(۱۲)

علی بن محمد حسن سے مروی ہے کہ ہمارے اہواز کے اصحاب کی ایک جماعت سامرہ میں وارد ہوئی اور میں بھی ان کے ساتھ تھا، ہم ابو محمدؑ کی زیارت کرنا چاہتے

تھے، سامرہ میں دو دیواروں کے وسط میں حضرت کی واپسی کے انتظار میں بیٹھ گئے جب واپس تشریف لائے تو ہمارے سامنے آکر ٹھہر گئے، حضرتؑ نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اپنی ٹوپی ایک ہاتھ میں اتار کر دوسرے میں لے لی اور (پھر) سر پر رکھ دی ہمارے ایک آدمی کی طرف دیکھ کر مسکرا دیئے، اس آدمی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حجت اللہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے منتخب ہیں، یہ دیکھ کر ہم لوگوں نے اس شخص سے کہا یہ کیا بات ہے؟ کہا میں نے حضرتؑ کی امامت میں شک کیا تھا اور دل میں سوچا اگر امامؑ تشریف لائے اور اپنے سر سے ٹوپی کو اتارا تو میں آپکی امامت کا قائل ہو جاؤں گا۔

(۱۳)

علی بن زید بن علی بن حسین بن زید سے مروی ہے کہ میں ایک روز ابو محمدؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں آپ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے اپنا ایک رومال یاد آیا جو میرے ساتھ تھا اور اس میں پچاس دینار تھے، میں نے اس بارے میں کوئی بات نہ کی، ابو محمد علیہ السلام نے فرمایا، کوئی فکر نہ کرو وہ تمہارے بڑے بھائی کے پاس موجود ہیں جب تم اٹھے تو گر پڑے تھے، اس نے اٹھا لئے ہیں، وہ انشاء اللہ تعالیٰ محفوظ ہیں۔ جب میں گھر واپس آیا تو میرے بھائی نے مجھے واپس کر دیئے۔

(۱۴)

ابوبکر فہفکی سے روایت ہے کہ میں بعض امور کی وجہ سے سامرہ سے باہر جانا چاہتا تھا مجھے رہتے ہوئے لمبا عرصہ ہو گیا، میں وہاں سے آکر شارع ابوقطیعہ بن داؤد میں بیٹھ گیا، اچانک امام حسن عسکری علیہ السلام نمودار ہوئے اور دار العامہ کی طرف جا رہے تھے، میں نے حضرتؑ کو دیکھ کر دل میں خیال کیا کہ اگر سامرہ سے میرا جانا بہتر ہو گا، تو میرے

آقا ع مجھے دیکھ کر مسکرا دیں گے، جب میرے قریب تشریف لائے تو واضح طور پر مسکرائے میں اسی وقت سامرہ سے چلا گیا، مجھے میرے اصحاب نے آگاہ کیا کہ جس شخص کا مال تم نے دینا تھا وہ تمہاری تلاش میں آیا تھا، تمہیں نہ پایا ورنہ قتل کر دیتا۔

(۱۵)

محمد بن احمد بن افرع سے مروی ہے کہ میں نے ابو محمد علیہ السلام کی خدمت میں خط تحریر کیا کہ کیا امام کو بھی احتلام ہوتا ہے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ احتلام تو ایک شیطنت ہے، اس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کو محفوظ رکھا ہے، حضرت ع کا جواب وارد ہوا کہ امام کی حالت نیند اور بیداری دونوں حالتوں میں برابر ہوتی ہے، نیند ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو جس طرح تم نے خیال کیا ہے، شیطان کی دوستی سے محفوظ رکھا ہے۔

(۱۶)

عمرو بن ابی مسلم سے مروی ہے کہ مجھے تمیع تمعی اکثر اوقات تکلیف دیا کرتا، وہ میرا پڑوسی تھا، میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط تحریر کیا کہ آپ دعا فرمائیں اور مجھے اس سے چھٹکارا حاصل ہو، جواب آیا کہ "جلدی چھٹکارا ہوگا، تھوڑی مدت میں تیرے پاس فارس کے علاقہ سے مال آئے گا" میرا ہمسایہ مر گیا، فارس میں میرا ایک ابن عم جو تاجر تھا میرے سوا اس کا کوئی وارث نہیں تھا، غیر متوقع طور پر میرے پاس آیا اور تھوڑے دنوں کے اندر انتقال کر گیا

(۱۷)

حجاج یوسف عبدی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کو بصرہ میں بیمار چھوڑا، امام ع کی خدمت میں اپنے بیٹے کے لئے دعا کرنے کو تحریر کیا، جواب آیا کہ خدا تیرے بیٹے پر رحم کرے، وہ مومن تھا۔" بصرہ سے میرے پاس خط آیا، جس روز حضرت ع نے تحریر فرمایا، اس روز مر گیا تھا۔

(۱۸)

سامرہ میں خلفائے بنو عباس کی قبریں موجود ہیں وہاں چمگادڑوں نے اڈے بنا رکھے ہیں (اسی طرح بغداد کی حالت ہے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا مزار اقدس دکاظمین میں) اسی طرح مزار سامرہ کی حالت ہے کہ وہ بالکل پاک و صاف ہے مذکورالصدر قبریں صبح سے چمگادڑوں سے بھر جاتی ہیں، لیکن سامرہ میں امام علی نقی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے مزاراتِ مقدسہ کے گنبد پر کسی پرندے کی کوئی بیٹ بھی نہیں ہوتی۔ پھر جائیکہ روضے کے اندر (اللہ تعالیٰ نے ائمہ معصومین علیہم السلام کے احترام کی خاطر پرندوں کو القا کیا ہے کہ وہ ان مزاراتِ مقدسہ کے نہ اندر جائیں اور نہ ہی اوپر پرواز کر کے بیٹ کریں۔

باب نمبر ۱۳

قائم آلِ محمدؐ امام منتظر صلوٰۃ اللہ والسلام علیہ کے معجزات

۱

حکیمہ خاتون سے مروی ہے کہ ایک روز میں ابو محمدؑ کے پاس گئی، فرمایا پھوپھی آج رات میرے ہاں بسر کرنا، اس رات خلف عنقریب ظاہر ہوں گے۔ میں نے کہا کس سے پیدا ہوں گے؟ فرمایا نرجس سے پیدا ہوں گے۔ میں نے کہا میں تو نرجس میں حمل کے آثار نہیں دیکھتی فرمایا "پھوپھی، اس کی مثال مادرِ موسیٰؑ کی مانند ہے، اس کا حمل ولادت کے وقت ظاہر ہوا تھا۔ میں اس گھر میں سو گئی جس میں نرجس موجود تھی۔ نصف رات کو میں نے نمازِ شب ادا کی، دل میں کہا فجر ہونے کے قریب ہے اور ابھی تک قائمؑ (عجل اللہ فرجہ) ابو محمدؑ کے فرمان کے مطابق پیدا نہ ہوئے۔ حضرتؑ نے آواز دی (پھوپھی) جلدی نہ کرو۔ میں شرمسار ہو کر واپس لوٹی (اسی اثنا میں) مجھے نرجسؓ ملیں جو کانپ رہی تھیں میں نے انہیں سینہ سے لگالیا، ان پر قل ھو اللہ احد، انا انزلناہ اور آیۃ الکرسی کی تلاوت کی، خلفِ امامؑ نے ماں کے شکم سے جواب دیا، میری طرح تلاوت کرتے تھے گھر میں نور پھیل گیا۔ میں نے دیکھا کہ خلف ماں کے نیچے قبلہ رو اللہ تعالےٰ کے سجدے میں پڑے ہوئے ہیں، میں نے آپ کو اٹھایا، ابو محمدؑ نے حجرہ سے آواز دی: "پھوپھی میرے بیٹے کو میرے پاس لاؤ"۔ میں لے گئی، آپ نے اپنی زبان ان کے منہ میں

دیدی اور اپنے زانو پر بٹھایا، فرمایا "اللہ تعالےٰ کے حکم سے بولئے"۔ آپ نے فرمایا

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین ونمکن لھم فی الارض ونری فرعون وھامان وجنودھما منھم ما کانوا یحذرون وصلی اللہ علی محمد المصطفےٰؐ وعلی المرتضیٰ و فاطمۃ الزھراءؑ والحسنؑ والحسینؑ وعلیؑ بن الحسینؑ ومحمدؑ بن علیؑ وجعفرؑ بن محمدؑ وموسیٰ بن جعفرؑ وعلیؑ بن موسیٰؑ ومحمدؑ بن علیؑ وعلیؑ بن محمدؑ والحسنؑ بن علیؑ ابی۔ حکیمہ خاتون کا بیان ہے کہ ہمیں سبز پرندوں نے گھیر لیا، ابو محمدؑ نے ایک پرندے کی طرف دیکھا اور اسے بلایا، فرمایا "اس کی حفاظت کرنا جب تک اس کے بارے میں اللہ تعالےٰ کا حکم نہ آجائے۔ فان اللہ بالغ امرہ، میں نے ابو محمدؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ یہ پرندے کیسے ہیں؟ فرمایا "یہ جبرئیلؑ ہیں اور یہ باقی رحمت کے فرشتے ہیں"۔ پھر فرمایا: "پھوپھی اس کو اس کی ماں کے پاس لے جاؤ تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، غم نہ کرے۔ تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ حق ہے اور اکثر لوگ نہیں جانتے"۔ حضرت کو ان کی ماں کے پاس واپس لے گئی۔ حکیمہؓ خاتون کا بیان ہے کہ ایسا صاف اور لطیف میں نے کوئی بچہ نہیں دیکھا، آپ کی داہنی کلائی پر یہ آیت تحریر تھی

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

۲

نسیم ماریہ کہتی ہیں کہ جب صاحب الزمانؑ ماں کے شکم سے باہر تشریف لائے تو گھٹنوں کے بل زمین پر گر پڑے، دونوں سبابہ انگلیوں کو آسمان کی طرف بلند کیا،

چھینک لی اور فرمایا الحمد للہ غیر مستنکف ولا مستکبر ولا مستحسر۔

۳

نصر خادم سے مروی ہے کہ میں صاحب الزمان صلوٰۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ جھولے میں لیٹے ہوئے تھے، فرمایا "مجھے پہچانتے ہو؟" عرض کیا "آپ میرے آقا اور میرے آقا کے فرزند ہیں" فرمایا "میں یہ نہیں پوچھتا"۔ عرض کیا "پھر وضاحت فرمایئے" فرمایا "انا خاتم الاوصیاء" میں خاتم الاوصیاء ہوں۔ میرے ذریعے اللہ تعالےٰ میرے اہل اور میرے شیعوں سے تکلیف دور کرے گا۔

۴

مفوضہ عقیدہ کے لوگوں نے کامل بن ابراہیم مدنی کو امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا۔ اس نے کہا، میں نے دل میں سوچا کہ جب حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوں گا، تو آپ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کروں گا، جو آپ سے روایت کی گئی ہے،، جنت میں وہی شخص داخل ہوگا جو میری معرفت رکھتا ہوگا" میں ایک دروازے پر بیٹھ گیا، جس کا پردہ لٹکا ہوا تھا۔ ہوا چل پڑی اس نے پردے کا ایک حصہ کھول دیا، اچانک ایک جوان نمودار ہوا جو چاند کا ٹکڑا تھا۔ جس کی عمر چار سال کی تھی، فرمایا "اے کامل بن ابراہیم!" یہ سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے، مجھے الہام ہوا کہ میں خدمت میں عرض کروں لبیک یا سیدی "فرمایا" تم اس غرض کے لئے آئے ہو کہ اللہ کے ولی سے سوال کرو کہ جنت میں وہی شخص داخل ہوگا۔ جو آپ (امامؑ) کی معرفت رکھتا ہوگا"۔ عرض کیا "خدا کی قسم ایسا ہی ہے" فرمایا "یقیناً خدا کی قسم جنت میں وہ لوگ ضرور داخل ہوں گے جنہیں حقیہ کہا جاتا ہے تم مفوضہ کی

بات چیت کے بارے میں سوال کرنے آئے ہو کہ ہم وہ بات کرتے ہیں جو ہمارے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ وہ لوگ جھوٹے ہیں، ہمارے دل اللہ عزوجل کی مشیت کیطرف ہیں، جو وہ چاہتا ہے وہی ہم چاہتے ہیں، اللہ تعالےٰ کہتا ہے۔ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ۔ تم صرف وہی چاہتے ہو جو اللہ تعالےٰ چاہتا ہے۔

۵

رشیق صاحب مروانی سے مروی ہے کہ خلیفہ معتضد نے ہمارے پاس قاصد بھیجا اور ہمیں حکم دیا کہ ہم سوار ہو جائیں، ہم تین آدمی تھے، امام حسن عسکری بن علی نقیؑ کے گھر چلے جائیں جن کا انتقال ہو گیا ہے، جو شخص بھی آپ کے گھر میں ملے اس کا سر قلم کر کے اس کے حوالے کریں، حسب حکم ہم سوار ہو کر حضرتؑ کے گھر پہنچے۔ گھر کیا تھا جنت کا نمونہ تھا، پردہ اٹھا کر اندر چلے گئے، گھر میں سرداب تھا، ہم اس کے اندر چلے گئے، وہاں ایک سمندر تھا، اس کے انتہائی کونے میں ایک چٹائی تھی، ہمیں یقین ہے کہ وہ پانی پر موجود تھی، اس پر ایک آدمی تشریف فرما تھے، از روئے شکل تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے، کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، ہماری طرف اور نہ ہی ہمارے اسباب کی طرف کوئی توجہ کی، احمد بن عبد اللہ آگے بڑھا اور پانی میں ڈوب گیا، لگاتار غوطے کھاتا رہا، میں نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور اسے کھینچ کر باہر نکالا، وہ ایک گھنٹہ تک بیہوش رہا، میرے دوسرے ساتھی نے پہلے کیطرح ہی کیا اس کا بھی وہی حشر ہوا، میں حیران و ششدر رہ گیا، میں نے صاحب خانہ سے کہا میں اللہ تعالیٰ اور آپ سے معافی مانگتا ہوں اور اس بات سے اللہ تعالےٰ سے توبہ کرتا ہوں اس نے میری بات پر کوئی توجہ نہ دی، میں چل کر معتضد کے پاس آگیا، تمام حالات سے آگاہ کیا

کہا ان باتوں کو پوشیدہ رکھو ورنہ تمہاری گردنیں اڑا دوں گا۔

۶

ابراہیم بن محمد بن مہران کا بیان ہے کہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد شک میں مبتلا ہوگیا، میرے باپ کے پاس کافی مال جمع ہوگیا تھا، آپ نے مال کو اٹھایا اور کشتی پر سوار ہوگئے، میں بھی ساتھ تھا۔ اچانک طبیعت خراب ہوگئی، کہا مجھے موت آگئی ہے۔ اس مال کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا خوف کرنا، مجھے وصیت کی اور انتقال کر گئے میں نے کہا میرے باپ نے کوئی واضح وصیت نہیں کی، میں اس مال کو عراق لے جاتا ہوں اس بارے میں کسی کو خبر نہیں دوں گا۔ اگر کوئی واضح علامت معلوم ہوگئی تو اس کو مال دے دوں گا۔ ورنہ خود خرچ کروں گا۔ میں عراق کی طرف روانہ ہوا۔ شط پر ڈیرہ جمایا کئی روز وہاں مقیم رہا، اچانک میرے پاس ایک قاصد خط لایا، "اے ابن محمد! تیرے پاس فلاں فلاں مال ہے، تمام مال مفصل طور پر تحریر تھا، میں نے مال قاصد کے سپرد کر دیا، میں کئی دن رہا لیکن میرے پاس کوئی شخص بھی نہ آیا، میں مغموم ہوگیا، میرے پاس خط موصول ہوا"، ہم نے تجھے تیرے باپ کا قائم مقام کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کر

۷

ابو عقیل بن عیسیٰ بن نصران بن علی بن زیاد ضمیری سے مروی ہے کہ آپ نے امامؑ کی خدمت میں لکھا اور کفن حاصل کرنے کی درخواست کی، جواب موصول ہوا کہ تمہیں کفن کی سن اسی ۸۰ میں ضرورت ہوگی"۔ یہ شخص سن ۸۰ میں مر گیا، موت سے پہلے حضرتؑ نے ان کے پاس کفن بھیج دیا۔

۸

محمد بن یعقوب، علی بن محمد سے روایت کرتے ہیں (صاحب الامرؑ عجل اللہ فرجہ کی جانب سے) خط موصول ہوا جس میں مقابر قریش کی (کاظمین کی) زیارت کرنے سے منع کیا تھا، کچھ ماہ کے بعد دو شیعوں نے زیارت کی، وزیر ناقطانی نے انہیں بلوا کر ڈانٹا اور اپنے خادم سے کہا کہ فرات اور برسین کے پاس چلے جاؤ اور ان سے کہو کہ مقابر قریش کی زیارت نہ کرو، خلیفہ نے حکم دیا ہے کہ جو شخص زیارت کرے اسے گرفتار کر لیا جائے۔

۹

امام حسن عسکری علیہ السلام کی خادمہ نسیم کا بیان ہے کہ میں صاحب الزمانؑ کی خدمت میں آپ کی ولادت کے دس دن بعد حاضر ہوئی، مجھے آپ کے پاس چھینک آگئی میرے حق میں فرمایا "یرحمک اللہ"۔ اس بات سے میں خوش ہوگئی، فرمایا چھینک کے متعلق میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ اس سے تین تک موت سے امان ہوتی ہے۔

۱۰

حکیمہ خاتونؓ کا بیان ہے کہ میں نرجسؓ خاتون کی زچگی کے چالیس دن بعد امام ابو محمدؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی، کیا دیکھتی ہوں کہ صاحب الزمانؑ (عجل اللہ فرجہ) گھر میں چل پھر رہے ہیں اور گفتگو فرما رہے ہیں۔ میں نے آپ کی گفتگو سے زیادہ صاف گفتگو کسی کی نہیں سنی، مجھے اس پر تعجب ہوا، یہ دیکھ کر ابو محمدؑ مسکرا دیئے۔ فرمایا انا معاشر الائمة ماننشاء فی کل جمعة کما ینشاء غیرنا فی السنة ہم گروہ ائمہ ہر جمعہ میں اس قدر بڑھتے ہیں جس قدر اور لوگ سال میں بڑھتے ہیں' (دوسرے موقعہ پر) میں نے ابو محمدؑ سے صاحب الزمانؑ کے بارے میں پوچھا کہ وہ کہاں گئے ہیں؟ فرمایا" ہم نے اس

ذات کے سپرد کر دیا جس کے سپرد موسیٰؑ کی ماں نے اپنا فرزند کو کیا تھا۔

۱۱

یوسف بن جعفری سے مروی ہے کہ میں نے ۳۶۰ھ میں حج ادا کیا، پھر تین سال مکہ کی مجاورت کی، پھر میں شام کی طرف واپس روانہ ہوا، راستے میں فجر کی نماز قضا ہوگئی ہیں، محمل سے اترا، نماز کے لئے تیار ہوا، چار آدمیوں کو محمل پر سوار دیکھا، تعجب کرنے لگا، ایک نے کہا کیوں تعجب کرتے ہو؟ نماز چھوڑ دی ہے؟ میں نے کہا آپ کو اس کا کیسے علم ہوا؟ فرمایا! کیا تم پسند کرتے ہو کہ زمانے کے صاحب الزمانؑ کو دیکھو؟ میں نے کہا "ہاں!" اس نے چار میں سے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا، میں نے کہا "دلائل اور علامات تو پائے جاتے ہیں۔" کہا "دو باتوں میں سے کون سی بات پسند کرتے ہو؟ محمل اور اس کی متعلقہ چیزوں کو آسمان کی طرف جاتا ہوا دیکھنا پسند کرتے ہو؟ یا صرف محمل کو؟" میں نے کہا "ان میں سے جو بات بھی ہو جائے وہ میرے لئے دلالت ہوگی" میں نے محمل اور اس کی متعلقہ چیزوں کو آسمان کی طرف بلند ہوتے دیکھا۔

۱۲

شیخ مفیدؒ نے ابو عبداللہ صفوانی سے روایت کی ہے کہ میں نے قاسم بن علا کو دیکھا اور اس کی عمر ایک سو سترہ سال ہو چکی تھی، اسی ۸۰ سال اس نے آنکھوں کی سلامتی کیساتھ گذارے، میری اس سے ملاقات سامرہ میں ہوگئی، میں نے اس کے ساتھ اسوقت حج کیا، جب اس کی عمر اسی ۸۰ سال سے زائد ہوگئی تھی اور اس کی وفات سے سات روز پہلے اس کی دونوں آنکھیں ٹھیک ہوگئی تھیں۔ اس کا قصہ یوں ہے کہ میں مدینہ میں موجود تھا، ایک روز میں اس کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا کہ اسی اثنا میں دربان

نے آکر بشارت دی کہ عراق فتح ہوگیا، اس کے سوا اور کچھ نہ کہا، قاسم سجدہ میں گر پڑا، پھر ایک بوڑھا فقیر اندر آیا، جس سے شیلوخ کے آثار نمایاں تھے، اس نے مصری جبہ، فحالی جوتا اور شانے پر تھیلا رکھا ہوا تھا، قاسم نے کھڑے ہو کر اسے گلے لگایا بوڑھے نے تھیلا رکھ دیا، تھال اور لوٹا منگوایا اور اپنے ہاتھ کو دھویا، قاسم نے اسے اپنے پہلو میں بٹھایا، ہم نے کھانا کھا کر ہاتھوں کو دھویا، وہ شخص کھڑا ہوا، ایک خط نکال کر قاسم کو دیا، قاسم نے خط لے کر اسے بوسہ دیا اور اپنے منشی کے حوالے کیا۔ ابو عبداللہ بن ابی سلمہ نے کہا ذرا اسے پڑھ کر سنایئے۔ آپ نے مہر توڑ کر خط کو پڑھا اور خوب روئے اور کہا "اے ابو عبداللہ ایک ایسی چیز وصول ہوئی جو ناگوار ہے۔ شیخ نے مجھے اس خط کے موصول ہونے کے چالیس روز بعد موت سے آگاہ کیا ہے۔ اس خط کے موصول ہونے کے سات روز بعد میں بیمار ہو جاؤں گا مرنے سے سات روز پہلے میری بینائی واپس آجائے گی اور یہ شخص میرے پاس سات کپڑے لے آیا ہے، قاسم نے شیخ سے کہا، میرا دین سالم ہوگا؟ کہا، تیرا دین سالم ہوگا، پھر شیخ ہنس پڑا قاسم نے کہا مجھے اس عمر کے بعد مزید زندگی کی ضرورت نہیں ہے، آنے والا شخص اٹھ کھڑا ہوا، تھیلے سے چادر، سرخ یمنی جبرہ، عمامہ، دو کپڑے اور رومال نکالا، قاسم نے ان چیزوں کو لے لیا اور اس کے پاس پہلے سے امام علی نقی علیہ السلام کی عطا کردہ قمیض موجود تھی، قاسم کا ایک دنیاوی گہرا دوست تھا جس کا نام عبدالرحمٰن بن محمد لشبری تھا، وہ قاسم کے گھر میں آیا، قاسم نے کہا میں اس کو خط سناؤں گا، میں اس کو ہدایت کرنا چاہتا ہوں، لوگوں نے کہا شیعوں کی بڑی تعداد اس خط کے حقائق کی متحمل نہ ہوگی، چہ جائیکہ عبدالرحمٰن قاسم نے

عبدالرحمٰن کو خط دیا، عبدالرحمٰن نے خط پڑھا اور قاسم سے کہا "اے ابو محمد! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، تم دین میں فاضل آدمی ہو، اللہ تعالیٰ کہتا ہے (ترجمہ) وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت، عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہٖ احداً"۔ یہ سن کر قاسم نے کہا الا من ارتضیٰ من رسول ؑ میرے آقا رسول اللہ صلعم کی جانب سے مرتضیٰ ہیں اگر تمہارا ایسا عقیدہ ہے تو چلو خط میں میرے مرنے کی تاریخ تحریر کر دی گئی ہے، اگر میں مقررہ تاریخ کے بعد زندہ رہا یا اس سے پہلے مر گیا تو یقین کرنا کہ میں کسی چیز پر بھی قائم نہیں ہوں، اگر میرا انتقال اسی روز ہوا تو اپنی ذات کا خیال کرنا، عبدالرحمٰن نے تاریخ نوٹ کر لی اور تمام لوگ چلے گئے ساتویں روز قاسم کو بخار ہو گیا، بیماری نے زور پکڑا، ہم لوگ اس کے پاس جمع تھے، ناگاہ اس نے آنکھوں کو کھولا، ان سے ماراللحم کی طرح پانی ٹپکا، اپنے بیٹے کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا، کہا "اے حسن! میری طرف آؤ، اے فلاں میری طرف آؤ، ہم نے دیکھا کہ اس کی دونوں آنکھیں ٹھیک ہو گئی تھیں، یہ خبر لوگوں میں پھیل گئی، اہلسنت کے لوگ آکر اسے دیکھنے لگے، بغداد کا قاضی القضاۃ ابوسائب عقبہ بن عبداللہ مسعودی بھی دیکھنے کے لئے آگیا، اندر آکر کہا "اے ابو محمد! میں اپنے ہاتھ میں کیا دیکھ رہا ہوں اس نے انگوٹھی آگے بڑھائی، کہا کہ اس پر تین سطریں لکھی ہوئی ہیں لیکن میں ان کو پڑھ نہیں سکتا، اپنے بیٹے کو گھر کے وسط میں دیکھ کر کہا، اے معبود! حسن کو اپنی اطاعت کا انعام فرما اور اپنی نافرمانی سے دور رکھ، یہ فقرہ تین دفعہ کہا، اپنے ہاتھ سے وصیت تحریر کی کہ میری تمام جاگیریں صاحب الامر ؑ (عجل اللہ فرجہٗ) کی ملکیت ہیں، اگر تم میں وکالت کی صلاحیت پیدا ہو گئی تو میری فلاں جاگیر میں سے قوت لایموت

کی خاطر نصف حصہ لے سکتے ہو، باقی تمام جاگیریں میرے مولا ؑ (عجل اللہ فرجہٗ) کی ملکیت ہیں، چالیسویں روز فجر کے وقت قاسم فوت ہو گیا، عبدالرحمٰن ننگے پاؤں دوڑتا اور چلاتا ہوا قاسم کے پاس آگیا اور کہا اے آقا! افسوس ہے کہ لوگوں نے اس بات کو حیران کن خیال کیا، کہا چپ رہو، میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جس کو تم نہیں دیکھتے، اور میں دامنِ تشیع میں منسلک ہو گیا، پہلے عقیدہ سے توبہ کی، تھوڑی مدت کے بعد حسن کے پاس صاحب الزماں ؑ (عجل اللہ فرجہ) کا خط موصول ہوا جس میں تحریر تھا "اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کا تمہیں انعام کیا اور اپنی نافرمانی سے دور رکھا، یہ وہ دعا ہے جو تیرے بارے میں تیرے باپ نے کی تھی

۱۴

امہ بن سورہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا باپ کوفہ میں شیخ زیدیہ تھا کہ میں امام حسین علیہ السلام کے مزار کی طرف روانہ ہوا، عشاء اخیر کے وقت نماز پڑھ کر سو گیا، میں نے سورۂ حمد کی تلاوت کی، میں نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ اس نے مجھ سے پہلے سورہ کو پڑھا اور مجھ سے پہلے ہی ختم کیا، صبح کو باب حائر سے نکل کر فرات کے کنارے پہنچے، مجھ سے نوجوان نے کہا "کوفہ کا ارادہ ہے؟" میں نے فرات کا راستہ لیا اور نوجوان نے خشکی کا راستہ لیا، ابوسورہ نے کہا کہ مجھے نوجوان کی جدائی پر افسوس ہوا، میں ساتھ ہو لیا، مجھ سے فرمایا "آجاؤ، ہم تمام کے تمام اصل حفص المنساۃ پر پہنچ کر سو گئے، جب بیدار ہوئے تو غری (نجف) میں پہاڑ سی خندق پر موجود تھے، مجھ سے فرمایا "تم تنگ دست اور عیال دار ہو، ابو طاہر رازی کے پاس جاؤ، وہ تمہارے پاس اس حالت میں آئیگا کہ اس کے ہاتھ پر صنجہ کا

خون ہوگا، اس سے کہنا کہ فلاں فلاں حلیہ کا نوجوان تم سے کہتا ہے کہ ان کو دیناروں کی تھیلی دیدو جوادل کے تخت کے نزدیک دفن ہے، میں کوفہ میں آکر اس کے پاس گیا، میں نے اس کو نوجوان کی بات بتائی، اس نے کہا بسر وچشم، اس کے ہاتھ پر اضیحہ کا خون موجود تھا۔

اسی طرح ابوذر احمد بن محمد بن سورہ نے بیان کیا، آپ ہی محمد بن حسن بن عبید اللہ تمیمی ہیں انہوں نے ذرا اور زیادہ بیان کیا ہے، ہم رات بھر چلتے رہے۔ مقام سہلہ میں پہنچ گئے، نوجوان نے فرمایا، یہ میرا گھر ہے، پھر فرمایا تم برزازی کے بیٹے علی بن یحییٰ کے پاس چلے جاؤ اور اس سے کہو کہ تمہیں فلاں علامت کا مال فلاں جگہ دیا گیا تھا، میں نے کہا آپ کون ہیں؟ فرمایا "محمدؑ (عجل اللہ فرجہ) بن حسنؑ (عسکری) ہیں میں برزازی کے پاس آگیا، دق الباب کیا، کہا تم کون ہو؟ کہا ابوسورہ ہوں، میں نے اسے کہتے ہوئے سنا کہ مجھ سے ابوسورہ کو کیا سروکار، جب باہر آیا تو میں نے اسے قصہ سنایا، اس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا، میرے چہرے پر بوسہ دیا، میرے ہاتھ کو اپنے چہرے پر پھیرا، پھر مجھے اپنے گھر لے گیا، آدمی کی چارپائی کے قریب ایک تھیلی نکالی، ابوسورہ میں بصیرت آگئی اور شیعہ ہوگیا، اس سے پہلے زیدی المذہب تھا۔

۱۴

ابوالقاسم جعفر بن قالویہ سے مروی ہے کہ میں ۳۳۰ھ میں بغداد پہنچا، حج کا ارادہ کیا، یہ وہ سال تھا کہ قرامطہ نے خانۂ کعبہ میں دوبارہ حجرِ اسود کو نصب کیا تھا، میری یہ خواہش اکثر رہتی تھی کہ کسی طرح اس شخص کو دیکھ سکوں جو حجرِ اسود کو نصب کریگا کتب میں یہ بات تحریر تھی کہ حجرِ اسود کو اپنے مقام پر صرف حجت زمانہ ہی رکھ سکتا ہے

چنانچہ حجاج کے زمانے میں امام زین العابدین علیہ السلام نے ہی حجرِ اسود کو دوبارہ نصب کیا تھا اور حجرِ اسود قرار پکڑ گیا تھا۔ میں ایک عسر العلاج بیماری میں مبتلا ہوگیا۔ جس کی وجہ سے مجھے جان کا خوف ہوا، اس لئے میں حج کو نہ جاسکا۔ لیکن مجھے معلوم ہوا کہ ابن ہشام جارہا ہے۔ میں نے خط لکھا، اس پر مہر لگائی، میں نے اس میں اپنی عمر کی مدت تحریر کی تھی کہ اس بیماری سے ٹھیک ہو جاؤں گا یا نہیں؟ میں نے ابنِ ہشام سے کہا کہ یہ خط اس شخص کو دینا جو حجرِ اسود کو اس کی جگہ پر رکھ دے، ابنِ ہشام نے کہا میں خانۂ کعبہ کے اندر داخل ہوا۔ کعبہ میں لوگوں کا اژدہام تھا، جو شخص بھی حجرِ اسود نصب کرتا وہ اپنی جگہ سے ہٹ جاتا، گندمی رنگ کا ایک خوبصورت چہرہ والا انسان آگے بڑھا، اس نے حجرِ اسود کو لیا اور اس کو اپنی جگہ پر نصب کر دیا۔ حجرِ اسود قرار پکڑ گیا پھر وہ نوجوان کعبہ کے دروازے سے باہر آگیا، میں اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے پیچھے ہولیا، لوگوں کو دائیں بائیں ہٹاتا تھا، لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے اپنی نگاہ اس سے جدا نہ کرتا تھا کہ کہیں آنکھ سے اوجھل نہ ہو جائیں، آخر کار آپ لوگوں سے الگ ہو گئے، میں آپ کے پیچھے دوڑا۔ حتیٰ کہ ایسی جگہ پر پہنچ گئے کہ میرے اور آپ کے سوا کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا، آپ ٹھہر گئے، میری رف متوجہ ہو کر فرمایا: تیرے پاس جو چیز ہے مجھے دیدے۔ میں نے خط پیش کر دیا، خط کو ملاحظہ کئے بغیر فرمایا "اس سے کہہ دو اس بیماری میں تم پر کوئی خوف نہیں ہے۔ تیس سال کے بعد کوئی چھٹکارا نہ ہو گا"۔ ابوالقاسم کا بیان ہے کہ ابن ہشام نے آکر مجھے اس فقرہ سے آگاہ کیا۔ جب تیسواں سال آیا تو ابوالقاسم پر بیماری کا حملہ ہوا۔ اس نے سفرِ آخرت کا سامان شروع کر دیا اپنی قبر تیار کرائی، وصیت تحریر کی، کہا گیا کہ ڈرتے کیوں ہو؟ ہمیں امید ہے اللہ تعالیٰ

تمہارے حال پر مہربانی کرے گا تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔ تمہارے بارے میں کوئی خوف والی بات بھی نہیں ہے کہا۔ یہ وہ سال ہے جس کے بارے میں مجھے "ڈرایا گیا ہے"۔ اسی بیماری میں اس نے اس دنیا سے کوچ کیا اور مر گیا۔

۱۵

علی بن ابراہیم بن ہاشم اپنے باپ سے، وہ عیسیٰ بن مسیح سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز امام حسن عسکری علیہ السلام قید خانے میں ہمارے پاس تشریف لائے اور میں آپ کو جانتا تھا۔ مجھ سے فرمایا تیری عمر ۶۵ سال ایک ماہ اور دو دن ہوگئی ہے، میرے پاس دعا کی کتاب تھی، جس میں میری تاریخ پیدائش تحریر تھی، میں نے اس میں دیکھا تو جس طرح امامؑ نے فرمایا تھا ویسے ہی تحریر تھا، پھر فرمایا "کیا تمہارا فرزند ہے؟" میں نے عرض کیا "نہیں" فرمایا "اے معبود! اسے فرزند عطا کر جو اس کا بازو ہو۔ بہترین بازو فرزند ہوتا ہے۔ بطورِ تمثیلی یہ شعر فرمایا ؎

من کان ذا عضد یدرک ظلامتہ   ان الذلیل الذی لیست لہ عضد

میں نے عرض کیا، کیا آپ کا فرزند ہے؟ فرمایا "ہاں خدا کی قسم عنقریب میرا فرزند ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا، لیکن اس وقت نہیں ہے

۱۶

ابو غالب برزازی سے مروی ہے کہ میں نے کوفہ کی عورت سے شادی کی، اس نے میرے دل میں گھر کر لیا، ہمارے درمیان تلخ کلامی ہوگئی اس نے میرے گھر سے جانا چاہا، میں نے منع کیا، غرو میں اس کے رشتہ دار رہتے تھے، اس سے میری طبیعت خراب ہوئی، میں نے سفر کی تیاری کی اور بغداد آگیا، شیخ ابو القاسم بن روح کے دروازے پر آیا

آپ بادشاہِ وقت کے خوف سے چھپے ہوئے تھے، خدمت میں عرض کیا، فرمایا اگر حاجت ہے تو اس کاغذ پر اپنا نام لکھ دو، آپ کے سامنے کاغذ پڑا ہوا تھا، آپ نے میری طرف پھینک دیا، میں نے اس میں اپنا اور اپنے باپ کا نام تحریر کیا، تھوڑی دیر کے بعد ہم نے آپ سے اجازت طلب کی، سامرہ میں زیارت کی غرض سے آگئے، ہم زیارت کر کے بغداد میں شیخ ابو القاسم بن روح کے دروازے پہ حاضر ہوئے آپ نے وہی کاغذ نکالا جس پر میرا نام تحریر تھا، اس پہ باریک قلم سے تحریر تھا، برزازی کے متعلق یہ ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ میاں بیوی کے درمیان صلح کرا دے گا"۔ جب میں نے اپنا نام تحریر کیا تھا تو یہ ارادہ کیا تھا کہ حضرت کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ میری بیوی کی حالت ٹھیک ہو جائے لیکن اس وقت مجھے یہ بات یاد نہیں رہی تھی صرف اپنا نام لکھا تھا اور میرے حسبِ منشا جواب آگیا تھا۔ حالانکہ ہم نے اس بات کا ذکر نہیں کیا تھا، پھر ہم نے شیخ سے رخصت حاصل کی اور بغداد سے نکل کر کوفہ میں آگئے۔ میرے آنے کے روز یا دوسرے روز صبح کو میری بیوی کے بھائی آئے اور معذرت طلب کی، نہایت عزت کے ساتھ میری بیوی گھر واپس آگئی، تمام زندگی میرے اور اس کے درمیان پھر کوئی جھگڑا اور بدکلامی نہیں ہوئی اور نہ ہی اسکے بعد میری اجازت کے بغیر میرے گھر سے کبھی گئی۔

۱۷

عبداللہ اشعری سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے مناظرہ کیا، کرہاً اسلام لایا یا خوشی سے۔ میں نے سوچا اگر کہتا ہوں کہ کرہاً تو تلوار سر پر وارد ہوگی، اگر خوشی سے تو ایمان کے بعد مومن کفر اختیار نہیں کرتا، میں نے نفیس طریقہ سے اس کو جواب دیا اسی وقت نکل کر احمد بن اسحاق کے گھر آگیا تاکہ آپ سے اس بارے میں دریافت کروں،

مجھے بتایا گیا کہ آپ آج سامرہ روانہ ہو گئے ہیں۔ میں گھر واپس آیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کے پیچھے روانہ ہو گیا، میں نے ایک منزل پر آپ کو جالیا، آنے کا مقصد پوچھا میں نے کہا کہ حضرت ابو محمدؑ کی خدمت میں جا رہا ہوں، میرے پاس چالیس مشکل مسئلے ہیں، ہم سامرہ میں آ گئے، سرائے میں دو کمرے لئے، ہر ایک اپنے اپنے کمرے میں ٹھہر گیا، ہم نے حمام جا کر غسلِ زیارت اور توبہ کیا، جب واپس آئے تو محمد بن اسحٰق نے ایک چمڑے کی مشک نکالی اور اسے طبری چادر میں لپیٹ لیا، اسے کندھے پر ڈال دیا، روانہ ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تکبیر، تحلیل، استغفار، محمدؐ اور آپ کی پاکیزہ آلؑ پر درود پڑھتے جا رہے تھے، جب ہم حضرتؑ کے دروازے پر پہنچے تو مع احمد بن اسحٰق اجازت طلب کی، اجازت ملنے پر اندر داخل ہوئے، ابو محمد علیہ السلام کی ایک طرف تشریف فرما تھے، حضرتؑ کی داہنی طرف ایک لڑکا کھڑا ہوا تھا، جو چاند کا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا۔ ہم نے سلام عرض کیا، آپ نے اچھا جواب دیا: "ہماری عزت کی اور ہمیں بٹھا دیا، احمد نے چمڑے کی مشک نکال کر رکھ دی، ابو محمدؑ ایک بڑے ڈیک میں فتووں کو دیکھ رہے تھے، جو آپ کی خدمت میں ولایت سے آئے تھے، آپ پڑھ کر ہر مسئلے کا جواب تحریر فرماتے۔ حضرتؑ نے لڑکے کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، ہمارے دوستوں کا ہدیہ ہے اور چمڑے کی مشک کی طرف اشارہ کیا، لڑکے نے کہا یہ ہمارے لئے ٹھیک نہیں ہے۔ اس میں حلال اور حرام مل گیا ہے۔ ابو محمدؑ نے فرمایا "آپ صاحب العلم ہیں، حلال اور حرام کو الگ کر دیجئے، احمد نے جو اس کو کھولا، اس میں سے تھیلی نکالی، لڑکے نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا اس کو فلاں بن فلاں بن فلاں نے بھیجا ہے (صاحب الامرؑ ہر ایک چیز کی طرف دیکھ کر اس کی حقیقت بیان

کرتے رہے) آخر کار فرمایا اس کپڑے کو لاؤ جس کو نیک بڑھیا نے بھیجا ہے جو عمر رسیدہ ہے اور اپنے ہاتھ سے سوت کات کر بنایا ہے"۔ احمد کپڑا لینے کے لئے چلا گیا، اور مجھے ابو محمد علیہ السلام نے فرمایا "تمہارے چالیس مسائل کہاں ہیں؟ لڑکے سے پوچھو وہ ان کا جواب دیں گے۔ لڑکے نے مجھ سے کہا کہ تم نے نہیں کہا تھا کہ نہ وہ طوعاً اور نہ ہی کرہاً" بلکہ طمعاً مسلمان ہوئے تھے انہوں نے اہلِ کتاب سے سنا تھا کہ (محمدؐ) شرق و غرب کا بادشاہ ہوں گے اور آپ کی نبوت قیامت تک باقی رہے گی اور ایک اور اہلِ کتاب سے سنا تھا کہ (محمدؐ) ایک بڑے ملک کے مالک ہوں گے اور تمام زمین آپ کی مطیع ہو جائے گی، اس لئے اسلام میں داخل ہوئے کہ محمدؐ ہر ایک کو والی بنائے گا، جب اس بارے میں مایوس ہوئے تو ایک جماعت کے ساتھ لیلۃ العقبہ میں محمدؐ کے قتل کی تدبیر سوچی، جبرئیلؑ نے آ کر اس بارے میں محمدؐ کو آگاہ کر دیا۔

ان کی مثال طلحہ اور زبیر کی سی ہے، انہوں نے حضرت عثمان کے قتل کے بعد اس لالچ میں حضرت علیؑ کی بیعت کی کہ آپ انہیں حاکم مقرر کر دیں گے، ان دونوں نے حضرت علیؑ کی بیعت نہ طوعاً نہ کرہاً اور نہ ہی رغبتاً کی تھی، جب علیؑ سے اس بارے میں مایوس ہو گئے تو بیعت توڑ دی، آپ کے خلاف خروج کیا، جو کیا سو کیا" جب ہم نے لوٹنے کا ارادہ کیا تو ابو محمدؑ نے فرمایا: "اس لڑکے سے کفن لے لو، تم اس سال مر جاؤ گے"۔ اس نے کفن طلب کیا، فرمایا "ضرورت کے وقت تمہیں پہنچ جائے گا"۔ سعد بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ ہم روانہ ہو کر حلوان میں پہنچے، احمد بن اسحاق کو بخار آ گیا اور اسی رات مر گیا، دو آدمی ابو محمدؑ کی طرف سے کفن لائے، اسے غسل دیا، کفن پہنایا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی، سحر کے وقت دو آدمی میرے پاس آئے

اور کہا احمد بن اسحٰق کے بارے میں تجھے اللہ تعالیٰ اجر دے، ہم نے اسے غسل دیا اور کفن پہنا دیا ہے۔ میں اٹھا اور ہم لوگوں نے نماز جنازہ پڑھی اور حلوان میں دفن کر دیا۔"

*

باب نمبر ۱۴

اعلام النبی و الائمہ صلوٰۃ اللہ و السلام علیہم

فصل ۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعلام کے بارے میں

۱

سحت فارسی نامی یہودی نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کیا کہ میں آپ کے رب کے بارے میں سوال کروں گا۔ اگر جواب دیدیا تو میں آپ کی پیروی کرونگا۔ یہ شخص فارس کے ملوک میں سے تھا، یہودی نے کہا" اللہ تعالےٰ کہاں ہے؟" فرمایا" وہ ہر جگہ ہے، اس کی مکان کے ساتھ توصیف نہیں ہو سکتی، ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ مکان کے بغیر ہے" اس نے کہا، اے محمدؐ! آپ نے رب عظیم کی تعریف بلا کیف کی ہے، مجھے کیونکر معلوم ہو کہ اس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس روز ہمارے سامنے جو پتھر اور ڈھیلا موجود تھا اس نے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ کہا، اور میں نے خود اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمداً رسول اللہ کہا، سحت مسلمان ہو گیا، آنحضرتؐ نے اس کا نام عبداللہ رکھا، کہا محمد یہ کون شخص ہیں؟ فرمایا" میرے بہترین اہل ہیں، تمام مخلوق سے میرے زیادہ نزدیکی ہیں، میری زندگی میں میرے وزیر ہیں اور میری وفات کے بعد میرے خلیفہ ہیں جس طرح ہارونؑ موسیٰؑ کے خلیفہ تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اس کی بات سنو،

اور اطاعت کرو، یہ حق پر قائم ہیں۔

۲

ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے آپ کے گرد علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسین علیہم السلام موجود تھے، آنحضرتؐ نے فرمایا" اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم پچھاڑ دیئے جاؤ گے اور تمہاری قبریں الگ الگ ہوں گی،، امام حسنؑ نے عرض کیا" ہم اپنی موت مریں گے یا قتل کر دیئے جائیں گے؟" فرمایا" میرے بیٹے تم ظلم سے قتل کر دیئے جاؤ گے، اور تمہارا باپ بھی ظلم سے قتل ہوگا، تمہاری اولاد بھگائی جائے گی"۔ امام حسینؑ نے عرض کیا" ہمیں کون قتل کرے گا" فرمایا" اشرار الناس" عرض کیا" ہماری قبور کی کوئی زیارت کریگا؟" فرمایا" ہاں! میری امت کا ایک گروہ تمہاری زیارت سے میری نیکی اور صلہ چاہے گا، جب قیامت کا روز ہوگا تو میں ان کے پاس جاؤں گا اور ان کو اس روز کے خطرے سے نجات دلاؤں گا۔

۳

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے بلوا کر یمن کیطرف روانہ کیا تاکہ میں ان لوگوں کے درمیان اصلاح کر دوں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! وہ کافی لوگ ہیں اور عمر رسیدہ ہیں اور میں نوجوان ہوں، فرمایا" اے علیؑ، جب گھاٹی کے اوپر پہنچ جاؤ تو بلند آواز سے کہنا" اے درخت، اے ڈھیلے، اے خاک، محمدؐ رسول تمہیں سلام کہتے ہیں"۔ جب میں گھاٹی کے اوپر پہنچ گیا اور اہل یمن نے دیکھا تو تمام میری طرف اپنے ہتھیار اور نیزے لئے ہوئے بڑھے، میں نے بلند آواز سے کہا" اے درخت، اے ڈھیلے اے خاک، محمد رسول اللہؐ آپ کو سلام کہتے ہیں"۔ ہر ایک درخت، ڈھیلا اور خاک،

یک زبان ہو کر گونج اٹھے کہ محمدؐ رسول اللہؐ اور آپ پر سلام ہو"۔ قوم کے سردار گھبرا گئے، سواریاں کانپنے لگیں اور ہتھیار ہاتھوں سے گر پڑے، میری طرف دوڑتے ہوئے آئے، میں نے ان کی اصلاح کر دی اور واپس چلا آیا۔

۴

ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم کے زمانے میں اللہ تعالٰے نے تین جانوروں کو گویا کیا تھا، ایک اونٹ تھا جس نے اپنے مالکوں کی شکایت کی ایک بھیڑیا تھا، جس نے نبی صلعم کی خدمت میں بھوک کی تکلیف بیان کی، رسول اللہ صلعم نے بکریوں کے مالکوں کو بلوا کر کہا کہ اسے کوئی چیز دیدو، لیکن انہوں نے بخل سے کام لیا، دوبارہ رسولؐ اللہ کی خدمت میں آیا اور بھوک کی شکایت کی، آپ نے بکریوں کے مالکوں کو پھر بلوایا لیکن انہوں نے کنجوسی کی، تیسری مرتبہ پھر شکایت کی، آنحضرتؐ نے بکری والوں کو پھر بلوایا لیکن انہوں نے پھر بخل سے کام لیا، نبی صلعم نے بھیڑیئے سے فرمایا" چھین لو" اگر رسول اللہ صلعم کوئی چیز بھیڑیئے کے لئے مقرر فرما دیتے تو قیامت تک اس سے زیادتی نہ کرتا، ایک گائے اجازت لے کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور فصیح عربی زبان میں کہا بان لا الٰہ الا اللہ رب العالمین محمدؐ رسول اللہ سید النبیین علی وصیہ سید الوصیینؑ۔

۵

ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ ایک روز میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا، فرمایا" تیری بکری کا کیا حال ہوا؟" میں نے عرض کیا" اس کا عجیب واقعہ ہے، میں نماز میں مشغول تھا، بھیڑیئے نے میری بکری پر حملہ کر دیا، میں نے دل میں سوچا کہ میں اپنی

نماز نہیں توڑوں گا، بھیڑیا بکری کے بچے کو پکڑ کر لے چلا، میں اس بات کو محسوس کر رہا تھا، اچانک شیر نے آ کر بچے کو بھیڑیئے سے چھڑا دیا اور اسے بکریوں کے ریوڑ میں واپس کر دیا، پھر مجھے آواز دے کر کہا، اے ابوذرؓ اپنی نماز میں مشغول ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ نے مجھے تیری بکری کا محافظ قرار دیا ہے، میں نے نماز سے فراغت کی، بھیڑیئے نے مجھ سے کہا، محمدؐ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اور انہیں آگاہ کر دو، حافظ شریعت تیرے صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مکرم کیا ہے اور اس کی بکری کا شیر کو نگران مقرر کیا ہے، نبی صلعم کے پاس جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے، اس بات سے حیران ہوئے۔

۶

نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہر عضو بذات خود ایک معجزہ ہے، سر اقدس کو لے لیجئے کہ اس پر ابر سایہ کرتا تھا، آنکھوں کا یہ عالم تھا کہ رسول اللہؐ جس طرح سامنے دیکھتے تھے اسی طرح پیچھے دیکھتے تھے، دونوں کانوں کا معاملہ یہ تھا کہ آپ آواز دوسری کی حالت میں بھی اس طرح سن سکتے تھے، جس طرح بیداری کی حالت میں سنتے تھے، زبان کا معجزہ یہ ہے، کہ ہرن سے فرمایا کہ میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا انت رسول اللہؐ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، ہاتھوں کا معجزہ یہ ہے کہ آپ کی انگلیوں سے پانی جاری ہو پاؤں کا معجزہ یہ ہے کہ جابرؓ کا ایک کنواں تھا، جس کا پانی کڑوا تھا، انہوں نے رسول اللہؐ کی خدمت میں اس بات کی شکایت کی، آپ نے اپنے پاؤں کو تھال میں دھویا اور اس پانی کو کنوئیں میں ڈالنے کا حکم دیا، کنوئیں کا پانی میٹھا ہو گیا، آپ کی شرمگاہ کا معجزہ یہ ہے کہ آپ ختنہ شدہ پیدا ہوئے بدن کا معجزہ یہ ہے کہ لم یقع ظلہ علی الارض لانہ کان نوراً ولا یکون من النور ظل کالسراج۔ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا، کیونکہ آپ نور تھے۔ نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ جیسے چراغ کی روشنی۔ آپ کی

پشت کا معجزہ یہ ہے کہ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ثبت تھی اور اس پر تحریر تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

۷

مخزوم بن ہانی مخزومی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے ایک سو پچاس سال کی عمر پائی تھی، رسول اللہ صلعم کی پیدائش کی رات کسریٰ کے محل میں زلزلہ آ گیا اور اس کے بالائی کنگرے گر پڑے، آتش کدۂ فارس بجھ گیا، جو سو سال سے جل رہا تھا، جھیل سادہ سوکھ گئی، وادیٔ سماوہ میں پانی آ گیا، صبح کو کسریٰ اٹھا تو اس بات سے خوفزدہ ہوا، اور اس کا غم بڑھتا گیا، اس نے اپنے وزیروں اور رشتہ داروں کو جمع کر کے اس بات سے آگاہ کیا، اسی دوران میں اسے خط ملا کہ آتش کدہ فارس بجھ گیا ہے، اس نے آگ کے پجاری سے بلا کر پوچھا کہ کیا صورت واقع ہو گی؟ اس نے کہا عرب کے علاقہ میں کوئی نئی چیز واقع ہوئی ہے۔ کسریٰ نے نعمان بن منذر کی طرف خط لکھا کہ میرے پاس کوئی دانا آدمی روانہ کیجئے تاکہ میں اس سے اپنے خواب کی تعبیر معلوم کر سکوں، اس نے عبدالمسیح کو بھیجا۔ جب عبدالمسیح حاضر ہوا تو کسریٰ نے اپنا تمام خواب بتایا، اس نے کہا۔ اس بات کا علم میرے خالو کے پاس ہے جو شام کے مشرقی حصہ میں سکونت پذیر ہے، جس کا نام سطیح ہے، کسریٰ نے کہا، اس کے پاس جاؤ، اس سے دریافت کرو اور میرے پاس آ کر اس کی تعبیر بتاؤ۔ عبدالمسیح روانہ ہو کر سطیح کے پاس اس وقت پہنچا جب وہ عالم نزع میں تھا، اس نے سلام کیا۔۔۔ اور حالات سے آگاہ کیا، اس نے کہا تلاوت (قرآن) زیادہ ہو گئی ہے، اور صاحب ہراوت (محمدؐ) ظاہر ہو گئے ہیں، وادی سماوہ میں پانی آ گیا ہے اور جھیل سادہ خشک ہو گئی ہے اور آتش کدۂ فارس بجھ گیا ہے (اب) شام سطیح کی ملکیت میں نہیں رہا، جو

کچھ ہونا ہے، ہو کر رہے گا، عبد المسیح نے آکر کسریٰ کو ان حالات سے آگاہ کیا۔

۸

زیاد بن حرث صیداوی صحابی نبی کریمؐ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے ایک لشکر میری قوم کی طرف روانہ کیا، میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ لشکر واپس بلوا لیجئے، میں اپنی قوم کے اسلام لانے کی ضمانت دیتا ہوں، آنحضرتؐ نے لشکر واپس بلوا لیا، میں نے اپنی قوم کی طرف خط لکھا اور ان کا وفد اسلام لا کر رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا، فرمایا "تم یقیناً اپنی قوم میں مطاع ہو" میں نے عرض کیا بلکہ اللہ تعالےٰ نے انہیں اسلام کی طرف ہدایت کی ہے ... ہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہمارے کنوئیں میں سردیوں میں تو پانی کافی ہوتا ہے اور ہم آکر وہاں جمع ہو جاتے ہیں لیکن گرمیوں میں اس میں پانی کم ہو جاتا ہے، آنحضرتؐ نے کنکریاں طلب فرمائیں اور ان پر دعا پڑھی، پھر فرمایا ان کنکریوں کو لے کر چلے جاؤ، ایک کنکری کو کنوئیں میں ڈال دو اور اللہ تعالےٰ کا نام لو، زیاد کا بیان ہے کہ ہم نے آنحضرتؐ کے ارشاد کی تعمیل کی اس کے بعد رسول اللہؐ کی برکت کی وجہ سے کنوئیں کے پیندے کو نہ دیکھ سکے۔

۹

جریر بن عبد اللہ بجلی سے مروی ہے کہ مجھے نبی صلعم نے ایک خط دیکر ذی الکلاع اور اس کی قوم کی طرف روانہ کیا، میں اس کے پاس آیا، اس نے رسول اللہؐ کے خط کو بڑا جانا، ایک بڑے لشکر کے ساتھ تیار ہو کر روانہ ہوا، میں بھی اس کے ساتھ روانہ ہوا، اسی اثنا میں ہمیں راہب کا گرجا دکھلائی دیا، اس نے کہا میں اس راہب کے پاس جانا چاہتا ہوں، ہم راہب کے پاس آگئے، اس نے پوچھا تم کہاں جاتے ہو؟ کہا اس نبی کے پاس جا رہا ہوں، جو قریش میں ظاہر ہوئے ہیں اور ان کے رسولؐ ہیں، اس نے کہا یہ رسولؐ تو انتقال کر گئے ہیں، میں

نے پوچھا تو نے آپ کی وفات کیونکر معلوم کی؟ کہا تمہارے آنے سے پہلے میں کتاب داؤد کو دیکھ رہا تھا، جب میں نے محمدؐ کی صفات، تعریف، علامات اور موت کو پڑھا ہے تو مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ ابھی ابھی انتقال کر گئے ہیں، ذوالکلاع نے کہا: "میں تو واپس جاتا ہوں"، جریر نے کہا میں واپس آگیا، رسول اللہ صلعم اسی روز انتقال فرما گئے تھے۔

۱۰

حسین بن علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ (رسول اللہؐ نے) اس آیت کے بارے میں فرمایا ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ۔ پھر تمہارے دل سخت ہو گئے، پتھر کی مانند یا اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے ... اے یہود! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے دل خشک پتھر کی طرح سوکھ چکے ہیں، جن سے پانی نہیں ٹپکتا، نہ تم حق ادا کرتے ہو، نہ اموال کا صدقہ دیتے ہو، نہ نیکی کرتے ہو، نہ مہمان کو کھانا کھلاتے ہو، نہ مصیبت زدوں کی فریاد رسی کرتے ہو، تم نہ ہی انسانیت سے رہتے ہو نہ ہی میل جول رکھتے ہو، او اشد قسوۃ کا مطلب یہ ہے کہ تم سننے والوں کے لئے معمہ بنے ہوئے ہو، ان سے صاف بات نہیں کہتے، جس طرح کہ کہنے والا کہتا ہے کہ میں نے روٹی کھائی یا گوشت، اس سے اس کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ میں نہیں جانتا کہ میں نے کیا کھایا، بلکہ اس سے اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ سامعین اس کے مطلب سے ناواقف رہیں اور معلوم نہ ہو سکے کہ اس نے کیا کھایا، حالانکہ وہ بذاتِ خود جانتا ہے کہ اس نے کیا چیز کھائی ہے۔ لما ینفجر منہ الانہار کا مطلب یہ ہے کہ بعض پتھر ایسے ہیں جن سے پانی پھوٹ نکلتا ہے، لیکن چشمے نہیں، ان سے بہت نہیں تھوڑی بھلائی ظاہر ہوتی ہے۔ اگر میں بعض پتھروں کو اللہ تعالےٰ کی قسم دوں تو وہ گر پڑیں اور تمہارے دلوں میں اللہ تعالےٰ کا کوئی خوف نہیں ہے۔ یہودی کہنے لگا: "محمدؐ! آپ کا خیال ہے کہ پتھر ہمارے دلوں

سے زیادہ نرم ہیں، یہ پہاڑ ہمارے سامنے موجود ہیں ان سے اپنی تصدیقات کی گواہی دلوایئے۔ اگر انہوں نے آپکی تصدیق کردی تو آپ حق پر قائم ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا! اے پہاڑ میں تمہیں محمدؐ اور آپ کی پاکیزہ آل کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں، جن کے نام کے... ذکر سے اللہ نے آٹھ فرشتوں کے کولھوں سے عرش کا بار ہلکا کر دیا تھا، حالانکہ اس سے پہلے اس کو ہلا بھی نہیں سکتے تھے۔ یہ سن کر پہاڑ اپنی جگہ سے حرکت کی اور اس سے پانی جاری ہوا اور بلند آواز سے کہا۔ اشھد انک رسول اللہ رب العلمین۔ اور ان یہودیوں کے دل آپکے فرمان کے مطابق پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں، یہودیوں نے کہا آپ نے ہمیں مغالطہ دیا ہے، اپنے اصحاب کو پہاڑوں کی اوٹ میں بٹھا رکھا ہے، اور یہ کلام تو وہی کر رہے ہیں، ہم تو تب مانیں گے کہ آپ اس پہاڑ کو حکم دیں کہ وہ چل کر آپ کی خدمت میں اس طرح آئے کہ وہ دو ٹکڑے ہو جائے اس کے نیچے کا حصہ اوپر اور اوپر والا حصہ نیچے ہو جائے۔ آنحضرتؐ نے ایک پتھر کی طرف اشارہ فرمایا، وہ لڑھکتا ہوا حاضر ہوا۔ آپ نے مخاطب سے فرمایا اس کو اٹھالو اور اپنے قریب کرلو، تم نے جو کچھ سنا ہے یہ اس کا اعادہ کرے گا۔ یہ پتھر اس پہاڑ کا ٹکڑا ہے۔ اس آدمی نے پتھر اٹھایا اور کان کے قریب کیا، پتھر اس طرح بولنے لگا جس طرح پہاڑ بول رہا تھا (پھر) رسولؐ اللہ کھلے میدان میں آگئے، ندا دی" اے پہاڑ بحق محمدؐ و آلہ الطیبین ع اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اپنے مقام سے اکھڑ کر میرے سامنے آجا" پہاڑ اپنے مقام سے اکھڑا۔ اور ناز و انداز سے چلنے والے گھوڑے کی مانند چلا اور آواز دی کہ" میں نے آپ کی آواز کو سن لیا، اور حکم کی تعمیل کرتا ہوں، مجھے ارشاد فرمایئے کیا حکم ہے"۔ فرمایا" یہ لوگ مجھ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ تم کو حکم دوں کہ اپنی اصل سے دو ٹکڑے ہو جاؤ، اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر ہو جائے"۔ پہاڑ نے اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر اس شان

سے کیا کہ اس کا اعلیٰ اسفل اور اسفل اعلیٰ بن گیا، پھر پہاڑ نے آواز دی کہ یہ چیز جو تم دیکھ رہے ہو حضرت موسیٰ عؑ کے معجزہ سے کم نہیں ہے، حالانکہ تم کہتے ہو کہ ہم موسیٰ پر ایمان لائے ایک یہودی نے کہا، اس شخص کو تو عجائبات دیئے گئے ہیں، پہاڑ نے آواز دی: "اے اللہ تعالیٰ کے دشمنو! تم نے اپنے اس قول سے حضرت موسیٰ عؑ کی نبوت کو باطل کر دیا (کیا موسیٰ ع کی دعا سے) پہاڑ سائے کی طرح بلند نہیں ہوا تھا؟" یہودیوں پر حجت تمام ہو گئی تھی۔ لیکن وہ مسلمان نہ ہوئے

۱۱

ولید بن عبادہ بن صامت کا بیان ہے کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ مجھے آگاہ فرمایئے کہ رسول اللہ صلعم کے زمانے میں کسی جانور نے کلام کیا تھا، کہا" ہاں ایسا ہوا تھا، نبی صلعم نے عتبہ بن ابی کعب کو بد دعا کی تھی کہ تجھے اللہ تعالیٰ کا کتا کھائے، ایک روز رسول اللہؐ اپنے اصحاب کے ساتھ باہر تشریف لائے، عتبہ پوشیدہ ہو کر نکلا اور اس زمین میں آکر اترا جہاں رسول اللہؐ تشریف فرما تھے تاکہ محمدؐ کو قتل کر دے، لوگوں کو اس بات کا علم نہیں تھا، جب رات ہو گئی تو ایک شیر نے عتبہ کو پکڑا، پھر اسے قافلہ سے باہر لے گیا، شیر اتنا گرجا کہ ہر ایک نے اس کی آواز کو سنا، اور فصیح زبان میں کہا کہ یہ اپنے خیال میں محمدؐ کو قتل کرے گا، پھر شیر نے عتبہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کوئی چیز نہ کھائی، پھر جابرؓ نے کہا کہ ایک رات آل ذریح کی عورتیں اور مرد، لڑکے اور لڑکیاں لہو و لعب میں مصروف تھے، ناگاہ ایک بچھڑے نے فصیح عربی زبان میں کہا" اے آل ذریح اعلان کرنے والا فصیح زبان میں مکہ میں اعلان کر رہا ہے اور تمہیں لا الہ الا اللہ کی دعوت دیتا ہے، آپ کی دعوت کو قبول کرو"۔ لوگوں نے

لہو ولعب چھوڑ دیا، مکہ میں آکر رسول اللہؐ کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئے، پھر جابرؓ نے کہا بھیڑیئے نے گفتگو کی تھی، اس کا واقعہ یوں ہے کہ بھیڑیا بکری کو شکار کرنے کے لئے آیا اور چرواہے نے کہا کہ اس بھیڑیئے پر تعجب ہوتا ہے، بھیڑیئے نے کہا "اے فلاں! تجھے مجھ پر تعجب ہوتا ہے؟ محمدؐ بن عبداللہ قرشی مکہ میں تمہیں لا الٰہ الا اللہ کی طرف بلاتے ہیں، اس بات پر تمہیں جنت کی ضمانت بھی دیتے ہیں، آپ کی طرف رجوع کرو" چرواہے نے کہا "کاش کوئی شخص میری بکریوں کا خیال کرتا اور میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا" بھیڑیئے نے کہا: "میں تیری بکریوں کا خیال رکھتا ہوں" چرواہا رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مشرف بہ اسلام ہوا، پھر جابرؓ نے کہا، بنو سنجار کے اونٹ نے رسول اللہؐ سے کلام کیا جو اپنے مالکوں سے بھاگ جاتا اور ان کو سوار نہیں ہونے دیتا تھا۔ انہوں نے لاکھ جتن کیئے لیکن وہ قابو میں نہیں آتا تھا، انہوں نے اس کی رسول اللہؐ سے شکایت کی، رسول اللہؐ اونٹ کے پاس تشریف لائے، جب آنحضرتؐ کو دیکھا تو انکساری سے بیٹھ گیا اور رو رہا تھا، نبی صلعم نے نبو سنجار کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ تمہاری شکایت کرتا ہے کہ تم نے اس کا چارہ کم کر دیا ہے اور اس کی پشت کو زخمی کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو کسی کو سوار نہیں ہونے دیتا، فرمایا "اپنے اہل کے ساتھ چلے جاؤ" اونٹ انکساری سے روانہ ہو گیا، پھر جابرؓ نے کہا "ہرنی نے رسول اللہؐ سے اس وقت کلام کیا جب آنحضرتؐ کے اصحاب کے کچھ لوگوں نے اس کو شکار کیا اور اس کو اپنے سامان کے ساتھ باندھ دیا، رسول اللہؐ کا وہاں سے گزر ہوا تو کہنے لگی یا نبی اللہؐ! فرمایا بھلا کیا بات ہے؟ عرض کیا "میرے دو بچے ہیں مجھے چھوڑ دیجئے، میں انہیں دودھ پلا کر واپس آجاؤں گی" آنحضرتؐ نے اسے چھوڑ دیا اور آپ تشریف لے گئے، جب واپس آئے تو دیکھا کہ ہرنی موجود ہے، رسول اللہؐ

نے اسے باندھنا شروع کیا، اس کے مالکوں کو اس بات کا علم ہوا، حضرتؐ نے ان کو واقعہ بتایا، انہوں نے عرض کیا "اب یہ آپ کی ملکیت میں ہے"۔

فصل ۲

اعلام فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا

۱

فضل بن عمر ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام سے پوچھا گیا کہ فاطمہ کی ولادت کس طرح ہوئی۔ فرمایا جب خدیجہ رض کی شادی رسول اللہ ص سے ہوگئی تو قریش کی عورتوں نے خدیجہ کا بائیکاٹ کر دیا، نہ خود آتی تھیں نہ ہی سلام کرتی تھیں اور نہ ہی کسی عورت کو آپ کے پاس جانے دیتی تھیں، اس بات نے خدیجہ کو پریشان کیا اور غم و حزن طاری رہتا، جب فاطمہ ع کا حمل ہوا تو فاطمہ آپ سے آپ کے شکم میں باتیں کرتیں اور آپ کو صبر کی تلقین کرتیں، خدیجہ اس بات کو رسول اللہ ص سے پوشیدہ رکھتیں، ایک روز رسول اللہ آئے تو سنا کہ خدیجہ رض فاطمہ سے باتیں کر رہی ہیں، فرمایا "خدیجہ رض کس سے باتیں کر رہی ہو؟" عرض کیا "جو بچہ میرے شکم میں ہے وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے تسلی دیتا ہے"؛ فرمایا "یہ جبرئیل موجود ہیں اور مجھے خوشخبری سناتے ہیں کہ یہ لڑکی ہے اور اس سے نسل پاکیزہ میمونہ چلے گی، اللہ تعالےٰ عنقریب میری نسل کو اس کے ذریعے جاری کرے گا۔ اور اس کی نسل سے امام پیدا ہوں گے اللہ تعالےٰ ان کو میرا خلیفہ اپنی زمین میں بنائے گا، جب وحی کا آنا بند ہو جائے گا"؛ خدیجہ رض اسی حالت میں رہیں، حتےٰ کہ فاطمہ کی ولادت کا زمانہ آگیا، آپ نے قریش کی عورتوں کو بلا بھیجا تاکہ وہ آ کر زچگی کے فرائض انجام دیں، انہوں نے جواب کہلا بھیجا کہ تم نے اسوقت ہماری بات نہیں مانی تھی اور یتیم و فقیر ابو طالب رض محمد سے شادی کر لی تھی، جس کے پاس کوئی مال نہ تھا، ہم بالکل تمہارے پاس نہیں آئیں گی اور نہ ہی تمہاری زچگی کے فرائض انجام

دے سکتی ہیں، اس کورے جواب سے خدیجہ رض کو غم لاحق ہوا، اسی اثناء میں چار لمبے قد کی عورتیں خدیجہ رض کے پاس آئیں، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ بنو ہاشم کی عورتیں ہیں آپ انہیں دیکھ کر ڈر گئیں۔ ان میں سے ایک نے کہا، تم نہ گھبراؤ اے خدیجہ رض، ہم تمہارے رب کے قاصد ہیں، میں سارہ ہوں، یہ آسیہ بنت مزاحم ہیں، جنت میں تمہاری رفیقہ ہوں گی، یہ مریم بنت عمران موسےٰ بن عمران کی بہن ہیں، یہ تمام انسانوں کی ماں، ہماری ماں حوا ہیں، ہمیں اللہ تعالےٰ نے بھیجا ہے کہ ہم ان امور کو بجا لائیں، جو عورتیں عورتوں کے لئے بجا لاتی ہیں، ایک خدیجہ رض کی داہنی جانب اور دوسری بائیں جانب، تیسری سامنے اور چوتھی پیچھے بیٹھ گئی، فاطمہ طاہرہ مطہرہ پیدا ہوئیں، جب زمین پر تشریف لائیں تو آپ سے نور کی شعاع نکلی جو مکہ کے ہر گھر میں داخل ہوئی، مغرب اور مشرق کی کوئی جگہ ایسی نہ تھی جو اس نور سے روشن نہ ہوئی ہو۔ جنت کی دس حوریں خدیجہ رض کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ہر ایک کے ہاتھ میں جنت کا تھال اور جنت کا لوٹا تھا اور لوٹے میں کوثر کا پانی تھا، آبِ کوثر کا لوٹا اس عورت کو دیا گیا جو خدیجہ کے سامنے موجود تھیں، آپ نے فاطمہ کو آبِ کوثر سے غسل دیا، کپڑے کے دو سفید ٹکڑے نکالے جو دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھے۔ ایک سے آپ کو لپیٹا اور دوسرے سے دوپٹہ پہنایا پھر بیدہ کو بلوایا، سب سے پہلے فاطمہ ع نے کلمۂ شہادت پڑھا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان ابی محمد رسول اللہ سید الانبیاء وان العلی سید الاوصیاء وولدی سادۃ الاسباط میں گواہی دیتی ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے، میرا باپ محمد خدا کے رسول ہیں، انبیاء کے سردار ہیں علی اوصیاء کے سردار ہیں، میرے فرزند نوجوانوں کے سردار ہیں۔ پھر آپ نے ان پر سلام کیا اور ہر ایک کو اس کے نام سے مخاطب کیا، یہ عورتیں آپکے پاس آیا کرتی اور ٹھہرا کرتی تھیں، حوروں نے

آپ کی ولادت کے امور بجالائے، آسمان والوں نے آپس میں فاطمہؑ کی ولادت کی خوشخبری سنائی آسمان پر ایک روشن نور دیکھا گیا جو اس سے پہلے فرشتوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا، عورتوں نے کہا اے خدیجہؓ اس طاہرہ، مبارکہ میمونہ کو لے لو، اس میں بنات خود اور اس کی نسل میں برکت ہوگی، خدیجہؓ نے خوشی اور مسرت سے لے لیا اور اپنا پستان چسوایا، فاطمہؑ ایک دن میں اتنی بڑھیں جتنا ایک ماہ میں اور بچہ ادر ماہ میں اتنی بڑھیں جتنا سال میں عام بچہ بڑھتا ہے ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا فاطمہؑ رسول اللہؐ کے انتقال کے بعد ۷۵ روز زندہ رہیں باپ کی وفات کی وجہ سے آپ پر سخت رنج طاری ہوا، جبرئیلؑ حاضر ہو کر آپ کو تسلی دیا کرتے، آپ آواز کو سنتیں لیکن شکل نہیں دیکھ سکتیں، جبرئیلؑ نے آپ کو آپ کے باپ کی منزلت اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی اولاد کے معاملات سے آگاہ کیا.

۲

جابر بن عبداللہ انصاریؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے کئی روز کھانا نہ کھایا اور اس بات نے آپ کو تکلیف دی، بعض ازواج کے گھر میں بھی تشریف لے گئے لیکن وہاں بھی کوئی چیز نہ ملی، فاطمہؑ کے گھر میں تشریف لائے، فرمایا "بیٹی! تیرے پاس کوئی چیز ہے جسے کھا سکوں، میں تو بھوکا ہوں"۔ عرض کیا "میری اور میری ماں کی جان قربان ہو، میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے"۔ رسولؐ اللہ کے تشریف لے جانے کے بعد ایک عورت نے آپ کے پاس دو روٹیاں اور گوشت کا ٹکڑا بھیجا، آپ نے اس کو لے کر ایک پیالے میں ڈالا اور اوپر سے ڈھانپ دیا، فرمایا خدا کی قسم میں رسول اللہؐ سے اپنے آپ کو ترجیح نہ دوں گی اور نہ ہی اپنے غیر کو ترجیح دوں گی، حالانکہ یہ حضرات پیٹ بھر کھانے کے محتاج تھے، آپ نے حسنؑ اور حسینؑ کو بھیج کر رسول اللہؐ کو بلا بھیجا، آنحضرتؐ سیدہؑ

کے پاس تشریف لائے، عرض کیا کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں ایک چیز عطا کی ہے، میں نے آپ کی خاطر رکھ چھوڑی ہے، فرمایا "بیٹی! اسے میرے پاس لاؤ"۔ سیدہؑ نے پیالہ کھولا تو وہ روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا تھا. جب دیکھا تو ہکا بکا رہ گئیں. اور سمجھ گئیں کہ یہ عطیہ الٰہی ہے، اللہ تعالیٰ کی حمد بجالائیں اور اپنے نبیؐ پر جو آپ کے والد تھے درود بھیجا اور پیالہ آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا، رسولؐ اللہ نے دیکھا تو حمد بجا لائے، فرمایا "یہ کہاں سے آگیا؟" عرض کیا "اللہ تعالےٰ کی طرف سے، ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب"۔ رسول اللہؐ نے علیؑ کو بلوا بھیجا، آپ تشریف لائے. رسول اللہؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور تمام ازواج نبیؐ نے سیر ہو کر کھایا، فاطمہؑ نے کہا پیالہ ویسے کا ویسا ہی بھرا ہوا تھا. میں نے اس میں سے تمام ہمسایوں کو دیا. اللہ تعالیٰ نے اس میں کافی خیر و برکت عطا فرمائی.

۳

ام ایمن سے مروی ہے کہ فاطمہؑ کے انتقال کے بعد میں نے قسم کھائی کہ میں مدینہ میں نہیں رہوں گی اور مجھ سے یہ برداشت نہیں ہو سکے گا کہ اس مقام کو دیکھ سکوں جہاں جناب سیدہؑ تشریف فرما ہوتی تھیں. میں مکہ کی طرف روانہ ہوگئی. راستہ میں مجھے سخت پیاس لگی، میں نے ہاتھ بلند کر کے کہا، اے رب! میں تو فاطمہؑ کی نوکرانی ہوں مجھے سخت پیاس سے قتل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی کا ایک ڈول مجھ پر نازل کیا، میں نے اس سے پانی پیا. جس کی وجہ سے مجھ کو سات سال تک بھوک اور پیاس کی ضرورت محسوس نہ ہوئی. سخت گرمی کے زمانے میں لوگ جناب ام ایمن کے پیچھے چلتے تھے اور ان کو بالکل پیاس نہیں لگتی تھی.

۴

ایک روز صبح کو حضرت علیؑ نے جناب فاطمہؑ سے کہا کہ آپ کے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ عرض کیا کوئی نہیں ہے، حضرتؑ نے ایک دینار بطور قرض لیا تاکہ اپنے گھر والوں کی ضرورت پوری کر سکیں۔ لیکن اتفاق سے مقدادؓ مل گئے، جو تلاشِ معاش میں مصروف تھے اور اس کے اہل و عیال بھوکے تھے۔ حضرتؑ نے دینار مقداد کے حوالے کیا، مسجد میں تشریف لا کر ظہر اور عصر کی نماز رسول اللہؐ کے ساتھ ادا کی، رسول اللہؐ نے علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور فاطمہؑ کے گھر تشریف لائے، آپ جائے نماز پر تشریف فرما تھیں اور آپ کے عقب میں پیالہ جوش مار رہا تھا، رسول اللہؐ کا کلام سنا تو باہر تشریف لائیں اور آنحضرت پر سلام کیا، رسول اللہؐ کو آپ تمام لوگوں سے زیادہ پیاری تھیں، رسول اللہؐ نے سلام کا جواب دیا اور اپنا ہاتھ سیّدہؑ کے سر پر پھیرا، پھر فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو بخش دے، ہم نے رات کا کھانا کھانا ہے آپ بیٹھ گئے، سیّدہؑ نے پیالہ اٹھایا اور رسول اللہؐ کے سامنے رکھ دیا، فرمایا: "بیٹی! یہ کھانا کہاں سے آگیا؟ میں نے اس شکل، اس خوشبو اور اس جیسا پاکیزہ کھانا کبھی نہیں کھایا"۔ اپنی ہتھیلی علیؑ کی ہتھیلی میں دے کر فرمایا "یہ آپ کے دینار کا بدلہ ہے ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

۵

رسول اللہؐ نے کسی ضرورت کے تحت خانۂ فاطمہؑ پر سلمانؓ کو بھیجا، جب وہ آئے تو سیّدہؑ نیند کے عالم میں تھیں اور گھر کی چکی خود بخود چل رہی تھی، سلمانؓ نے واپس رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعات سے آگاہ کیا، رسول اللہؐ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے

فاطمہؑ کی کمزوری جانتے ہوئے اس پر رحم کیا ہے"۔

۶

ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے مجھے بھیجا کہ جاؤ علیؑ کو بلا لاؤ، میں حضرتؑ کے گھر آیا، آواز دی، کوئی جواب نہ ملا، چکی خود بخود چل رہی تھی اور چکی کے چلانے والا کوئی نہیں تھا، (پھر) میں نے آواز دی، آپ باہر آئے، رسول اللہؐ نے علیؑ کے ہاں ایک ایسا پیغام دیا تھا جس کو میں سمجھ نہ سکا تھا (میں نے پیغام پہنچا دیا) اور واپس رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کیا کہ میں نے علیؑ کے گھر میں ایک عجیب چیز دیکھی ہے کہ چکی چل رہی تھی۔ لیکن اس کے چلانے والا کوئی نہیں تھا، فرمایا کہ میری بیٹی کے دل اور اعضاء کو اللہ تعالیٰ نے ایمان اور یقین سے بھر دیا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی کمزوری کو جانتا ہے پس چکی چلانے میں اس کی مدد اور اعانت کی ہے، کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مؤکل فرشتے آلِ محمدؐ کا کام میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔

۷

سلمانؓ سے مروی ہے کہ میں فاطمہؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، فرمایا! بیٹھ جاؤ۔" میں بیٹھ گیا، فرمایا: "میں کل بیٹھی ہوئی تھی اور دروازہ بند تھا میں سوچ رہی تھی کہ رسول اللہؐ کی وفات کے بعد وحی بند ہو گئی، فرشتوں کا آنا موقوف ہو گیا، اچانک دروازہ کھلا، ہم میں سے کسی نے نہیں کھولا تھا، تین لڑکیاں اندر آئیں اور کہا، ہم لام کی حوریں ہیں، اے بنتِ محمدؐ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کی خدمت میں بھیجا ہے، ہم آپ کی زیارت کی مشتاق تھیں، میں نے ان میں سے ایک سے پوچھا، میرے خیال میں وہ سب سے بڑی تھی، کہ تیرا نام کیا ہے؟ کہا میرا نام مقدودہ ہے، میں مقدادؓ کی خاطر پیدا کی گئی ہوں، دوسری سے

پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ کہا میرا نام سلمٰے ہے. میں سلمانؓ کی خاطر پیدا ہوئی. تیسری سے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ کہا "ذرہ" ہے میں ابوذر غفاریؓ کے لئے پیدا کی گئی ہوں. پھر فاطمہؑ نے فرمایا! انہوں نے ہمارے لئے تازہ کھجوروں کا تھال نکالا جو برف سے زیادہ سفید بہترین مشک سے زیادہ خوشبودار. میں نے تمہارا حصہ رکھ چھوڑا ہے کیونکہ تم اہلبیت میں سے ہو. میں نے ان سے افطار کیا. صبح کو میں نے ان کی گٹھلیوں کو نہ پایا. سلمانؓ نے کہا میں نے تازہ کھجوریں لے لیں. جس جماعت کے پاس سے گذرتا تھا. وہ کہتی تھی کہ کیا تمہارے پاس مشک ہے؟ صبح کو حاضر ہوا اور عرض کیا. بنتِ رسول اللہؐ! میں نے اس میں گٹھلی نہیں دیکھی تھی. فرمایا اے سلمانؓ! اس کھجور کو ایک کلام کے ذریعے دارالسلام میں لگایا ہے اور اس کلام کی مجھے رسول اللہؐ نے تعلیم دی ہے. فرمایا اگر تمہیں منظور ہو کہ دنیا میں بخار سے محفوظ رہو تو اس کا لگاتار وظیفہ پڑھا کرو (رسول اللہؐ نے فرمایا اے فاطمہؑ کہو) بسم اللہ النور بسم اللہ النور النور بسم اللہ نور علیٰ نور بسم اللہ الذی ھو مدبر الامور بسم اللہ الذی خلق النور الحمد للہ الذی انزل النور علی الطور فی کتاب مسطور بقدر مقدور علی نبی محبور الحمد للہ الذی ھو بالعز مذکور بالفخر مشھور وعلی السراء والضراء مشکور سلمانؓ کا بیان ہے کہ میں نے اس دعا کو یاد کر لیا اور میں نے ہزار انسان کو اس کی تعلیم دی. جن کو بخار لاحق تھا وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ٹھیک ہو گئے.

۸

رسول اللہؐ نے فاطمہؑ سے فرمایا میرے پاس ایک خوشخبری ہے جو میرے رب نے میرے بھائی میرے ابنِ عم کے بارے میں بھیجی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علیؑ کی تزویج فاطمہؑ سے کر دی ہے. خازنِ جنت رضوان کو حکم دیا ہے کہ وہ درختِ طوبیٰ کو ہلائیں. طوبیٰ خطوط سے بار بردار ہوا. میرے اہلبیت کے دوستوں کی تعداد کے برابر. طوبیٰ کے نیچے نور سے فرشتے پیدا کئے اور ہر ایک فرشتے کو ایک ایک خط دیا. جب قیامت قائم ہو گی تو اس وقت ہر فرشتہ ہمارے محب سے ملاقات کر کے یہ تمسک نامہ اس کو دیدے گا جو دوزخ سے نجات کا پروانہ ہو گا.

۹

روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے جناب سیدہؑ کی چادر گروی رکھ کر یہودی سے جو خریدے. یہ چادر اون کی بنی ہوئی تھی. یہودی چادر گھر میں لے گیا اور اسے کمرہ میں رکھا. رات کے وقت اس کی بیوی اس کمرے میں داخل ہوئی جس میں فاطمہؑ کی چادر رکھی ہوئی تھی. چادر سے نور نکل رہا تھا. نور نے بلند ہو کر تمام کمرے کو روشن کر رکھا تھا. اپنے شوہر کے پاس واپس آئی. حالات سے آگاہ کیا کہ میں نے کمرہ میں ایک بہت بڑا نور بلند ہوتے ہوئے دیکھا ہے. یہودی حیران ہوا. وہ یہ بات بھول گیا تھا کہ میں نے فاطمہؑ کی چادر رکھی ہوئی ہے. جلدی جلدی کمرہ میں آیا. دیکھا کہ چادر سے چودھویں رات کے چاند کی طرح نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں. حیران و ششدر رہ گیا. غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ نور تو فاطمہؑ کی چادر سے نکل رہا ہے. یہودی نے اپنے رشتہ داروں کو اور اس کی عورت نے اپنے رشتہ داروں کو اطلاع دی. اسی ۸۰ یہودی جمع ہو گئے. انہوں نے خود مشاہدہ کیا اور مسلمان ہو گئے.

۱۰

یہودی رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہمارے ہاں شادی کی تقریب ہے کہ ہم حق ہمسائیگی کا واسطہ دیکر کہتے ہیں کہ آپ اپنی دختر فاطمہؑ کو ہمارے گھر بھیج دیجئے

تاکہ شادی کی رونق دوبالا ہو جائے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا وہ علیؑ ابن ابیطالبؑ کی بیوی ہیں اور اس کے حکم میں ہیں۔ عرض کیا کہ علیؑ سے ہماری سفارش فرما دیں۔ یہودیوں نے اپنی عورتوں کو قیمتی لباس اور زیورات سے خوب بنا ٹھنا رکھا تھا۔ اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ جب فاطمہؑ معمولی لباس پہن کر تشریف لائیں گی تو رسوا اور شرمسار ہوں گی۔ جبرئیلؑ جنت سے فاطمہؑ کی خاطر زیورات اور کپڑے لے کر حاضر ہوئے۔ ایسے کپڑے کسی نے نہیں دیکھے تھے۔ فاطمہؑ نے کپڑے اور زیورات پہنے۔ لوگ سیدہؑ کی زینت، شکل اور پاکیزگی کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ سیدہؑ یہودیوں کے گھر میں تشریف فرما ہوئیں۔ آپ کو دیکھ کر یہ تمام عورتیں سجدہ میں گر پڑیں آپ کے سامنے زمین کو بوسہ دیا، اسی یا اس سے زیادہ یہودی مسلمان ہو گئے۔

۱۱

حسنؑ اور حسینؑ بیمار ہو گئے۔ علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ نے تین روزوں کی منت مانی، اللہ تعالیٰ نے دونوں شہزادوں کو تندرستی عطا کی، زمانہ قحط سالی کا تھا۔ علیؑ نے یہودی سے تین بنڈل اون کے لئے کہ فاطمہؑ ان کو کات دیں گی اور اس کے عوض تین صاع جَو لئے۔ سب نے روزہ رکھا، فاطمہؑ نے ایک بنڈل کاتا، پھر جَو کا ایک صاع پیس کر اس کی روٹیاں تیار کیں، افطار کے وقت ایک یتیم آ گیا، سب نے کھانا اس کو دیدیا اور خود پانی پر اکتفا کیا، تیسرے روز بقیہ بنڈل کاتا اور جَو پیس کر روٹیاں تیار کیں، افطار کے وقت ایک مسکین آ گیا، سب نے اپنا کھانا اس کو دیدیا اور خود پانی پر اکتفا کیا۔ تیسرے روز بقیہ بنڈل کاتا اور جَو پیس کر روٹیاں تیار کیں۔ پھر افطار کے وقت قیدی آ گیا۔ کھانا اس کے حوالے کیا اور خود پانی پر بسر کیا، رسول اللہؐ چار روز سے فاقہ سے تھے اور پیٹ پر پتھر باندھے

ہوئے تھے، آنحضرتؐ کو ان حضرات کی حالت کا علم ہو گیا (آنحضرتؐ نے فرمایا) اے علیؑ ٹوکری لے لو، کھجور کے پاس چلے جاؤ، آنحضرتؐ نے ایک کھجور کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا، اس سے کہو کہ رسول اللہؐ کہتے ہیں کہ میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ تو ہمیں اپنے پھل کیوں نہیں کھلاتی؟ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ کھجور ایسا پھل لائی جو دیکھنے والوں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا، میں نے اس کے عمدہ عمدہ پھل چنے اور رسول اللہؐ کی خدمت میں لایا، آنحضرتؐ نے تناول فرمائے۔ میں نے کھائے، مقدادؓ اور اس کے اہل و عیال کو کھلائے، حسنؑ حسینؑ اور فاطمہؑ کے پاس اس قدر اٹھا کر لائے جو ان حضرات کو کافی ہو جائیں، جب رسول اللہؐ فاطمہؑ کے گھر پہنچے تو آپ درد سر میں مبتلا تھیں۔ فرمایا تمہیں بشارت ہو، صبر سے کام لو، اللہ تعالیٰ کے ہاں سے صبر کر کے ہی لے سکتی ہو، جبرئیلؑ سورۂ هل اتیٰ لے کر نازل ہوئے۔

فصل ۳

اعلامِ امیر المومنین علیہ السلام

۱

علی بن ابی طالب علیہ السلام سے مروی ہے کہ میں نبی صلعم کے ساتھ پیدل جا رہا تھا۔ آنحضرتؐ سوار تھے۔ تھوڑی دیر چلے اور فرمایا اے ابو الحسنؑ! جس طرح میں سوار ہوں تم بھی سوار ہو جاؤ ورنہ میں بھی تمہاری طرح پیدل چلوں گا، میں نے عرض کیا آپ سوار رہیں، میں پیدل چلوں گا، پھر تھوڑی دور چل کر فرمایا "اے علیؑ! تم میری طرح سوار ہو جاؤ ورنہ میں تمہاری طرح پیدل چلوں گا۔ تم میرے بھائی، میرے ابن عم، میری بیٹی کے شوہر اور میرے سبط کے باپ ہو، میں نے عرض کیا آپ سوار رہیں، میں پیدل چلوں گا، آپ تھوڑی دور چلے اور ہم پانی کے چشمے پر پہنچ گئے، رکاب سے پاؤں نکالا اور نیچے تشریف لائے۔ وضو فرمایا اور میں نے بھی وضو کیا، قدموں کو سیدھا کیا اور نماز پڑھی میں نے بھی قدموں کو ٹھیک کیا اور اکیلے نماز پڑھی۔ میں ابھی سجدہ میں تھا تو فرمایا "اے علیؑ سر اٹھاؤ اور اللہ تعالٰے کے اس ہدیہ کی طرف دیکھو جو تمہارے پاس بھیجا ہے۔ میں نے سر اٹھایا اور ایک گھوڑے کو دیکھا جو زین اور لجام سمیت موجود تھا۔ فرمایا "اللہ تعالٰے کا یہ ہدیہ ہے اس پر سوار ہو جاؤ"۔ میں سوار ہوگیا اور رسول اللہ صلعم کے ساتھ ساتھ چلنے لگا

۲

صفین کی جنگ میں جب امیر المومنین علیہ السلام کا قیام بہت لمبا ہوگیا تو لوگوں نے

حضرت کی خدمت میں زادِ راہ اور جانوروں کے چارہ کے ختم ہو جانے کی شکایت کی آپ کے اصحاب کو کھانے کی کوئی چیز دستیاب نہیں ہوتی تھی۔ فرمایا کل تمام ضروریات کی چیزیں آجائیں گی، صبح کو اصحاب نے پھر تقاضا کیا، وہاں ایک ٹیلہ تھا، آپ اس پر تشریف لے گئے اور دعا مانگی اور اللہ تعالٰے کی بارگاہ میں درخواست کی کہ کھانا دیا جائے اور جانوروں کا چارہ بھی، پھر آپ ٹیلے سے نیچے اتر آئے اور اپنی جگہ پر تشریف لائے جب بیٹھ گئے تو کھجوروں اور آٹے کی لدی ہوئی پے در پے اونٹوں کی قطاریں آنے لگیں جن سے تمام میدان بھر گیا۔ اونٹوں کے مالک کھانے کے سامان اور گھوڑوں کے چارے اور دوسری چیزیں کپڑے وغیرہ غرضیکہ تمام ضروریات کی چیزوں کو اتارنے سے فارغ ہو گئے، پھر واپس چلے گئے پھر کسی شخص کو معلوم نہ ہو سکا کہ یہ لوگ کس سرزمین سے آئے تھے کیا یہ جن تھے یا انسان لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔

۳

عبدالواحد بن زید سے مروی ہے کہ میں بیت اللہ کا حج کرنے گیا، میں نے طواف کے دوران دو عورتوں کو رکن یمانی کے پاس دیکھا تو ایک دوسری سے کہہ رہی تھی لا وحق المنتجب للوصیۃ والحاکم بالسویۃ والعادل فی القضیۃ بعل فاطمۃ الزکیۃ الرضیۃ المرضیۃ ماکان ھذا میں نے کہا، یہ کس شخص کے اوصاف بیان ہو رہے ہیں؟ کہا یہ امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کے اوصاف ہیں جو علم الاعلام، باب الاحکام، قسیم الجنۃ والنار ہیں۔ میں نے کہا، یہ آپنے کیسے معلوم کر لیا؟ کہا ہم آپ کو کیسے نہ جانیں صفین کی جنگ میں میرا باپ حضرت کے قدموں میں شہید ہوا، حضرت میری ماں کے پاس تشریف لائے فرمایا "یتیموں کی ماں! صبح کس حال میں کی؟" عرض کیا "اچھائی میں"۔ پھر حضرت نے مجھے

اور میری اس بہن کو اپنے ہمراہ لیا، مجھے چیچک نکلنے کے باعث آنکھوں کی بینائی بالکل ختم ہو گئی تھی، جب علی علیہ السلام نے میری طرف دیکھا تو ایک آہ بھری اور اشعار بیان فرمائے۔

ما ان تاوھت من شئی رزیت بہ — کما تاوھت الاطفال فی الصغر

قدمات والدھم من کان مکفلھم — فی النائبات وفی الاسفار والحضر

پھر حضرت نے اپنا دستِ اقدس میرے چہرے پر پھیرا اسی وقت میری آنکھیں ٹھیک ہو گئیں، خدا کی قسم میں حضرت کی برکت کی وجہ سے تاریک رات میں بھاگتے ہوئے اونٹ کو بخوبی دیکھ سکتی ہوں۔

۴

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام فروہ انصاریہ کو علیؑ کی محبت کے جرم میں قتل کر دیا گیا، حضرت علیؑ باہر گئے ہوئے تھے، واپس آئے تو آپ کو بتایا گیا کہ ام فروہ قتل کر دی گئی ہے۔ آپ اس کے گھر تشریف لے گئے، اس کی قبر کے پاس چار پرندوں کو دیکھا جن کی منقاریں سرخ تھیں، ہر ایک کی منقار میں انار کا دانہ تھا اور وہ قبر کے اندر ایک سوراخ سے داخل ہوتے تھے، جب پرندوں نے امیر المومنینؑ کو دیکھا تو فرفر اور قرقر کیا، حضرت علیؑ نے اسی طرح کے کلام میں ان کو جواب دیا، فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ میں کر دوں گا، حضرت ام فروہ کی قبر پر ٹھہر گئے اور آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے یہ دعا پڑھی یا محیی النفوس بعد الموت ویا منشی العظام الدارسات احی لنا ام فروۃ واجعلھا عبرۃ لمن عصاک اے وہ ذات جو نفوس کو موت کے بعد زندہ کرتا ہے۔ بوسیدہ ہڈیوں کو پھر سے زندہ کرتا ہے ہماری ام فروہ کو زندہ فرما اس کو

اپنے نافرمان لوگوں کیلئے عبرت کا مقام بنا"۔ ناگاہ غیب سے آواز آئی۔ "اے امیر المومنینؑ! تیری بات منظور ہو گئی"۔ ام فروہؓ سبز ریشم کے کپڑے اوڑھے ہوئے قبر سے باہر نکل آئی عرض کی "آقاؑ! آپ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ آپ کے نور کو روشن کرنا چاہتا ہے"۔ سلمانؓ نے کہا "اگر ابوالحسنؑ اللہ تعالیٰ کو قسم دیں کہ وہ اولین و آخرین کو زندہ کرے تو وہ ضرور ان کو زندہ کر دیگا امیر المومنینؑ نے اسے اس کے شوہر کے پاس بھیج دیا، اور دو فرزند جنے اور امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں۔

۵

دوسرے کے پاس ایک شخص نے اپنے اونٹ کی سرکشی کی شکایت کی اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اس نے کہا میں لگاتار اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہا ہوں لیکن کچھ نہیں ہوتا، اونٹ قابو نہیں آتا، الٹا حملہ کرتا ہے، میری روزی کا دارومدار اسی پر موقوف ہے اس نے ایک خط لکھ کر دیا کہ "جاؤ اب کام ہو جائے گا" مگر اونٹ قابو میں نہ آیا، آخر کار وہ شخص امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اونٹ کے مالک سے کہا "جہاں اونٹ موجود ہے وہاں جا کر یہ دعا پڑھو اللھم انی اتوجہ الیک بنبیک نبی الرحمۃ واھلبیت الذین اخترتھم علی العالمین اللھم ذلل لی صعوبتھا واکفنی شرھا فانک الکافی المعافی والغالب القاھر۔ اے معبود! میں تجھے نبی رحمت اور اس اہلبیت کا واسطہ دیکر عرض کرتا ہوں جن کو تو نے تمام دنیا سے منتخب کیا اے معبود! اس کی سختی کو میرے لئے نرم فرما اور اس کے شر سے مجھے محفوظ فرما بے شک تو کافی، معافی، غالب اور قاہر ہے"۔ وہ شخص چلا گیا، دوسرے سال وہ تمام مال و متاع اور نقدی لیکر امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا امیر المومنینؑ نے فرمایا تم مجھے بتاؤ گے یا میں تمہیں بتاؤں؟ عرض کیا "امیر المومنینؑ آپ ہی

آگاہ فرمائیے" فرمایا "گویا کہ میں تجھے دیکھ رہا تھا کہ جب اونٹ کے پاس وارد ہوا تو وہ تیرے پاس عاجزانہ اور منکسرانہ حالت میں آیا، عرض کیا یا امیرالمؤمنینؑ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرے ساتھ تھے، جو کچھ میں لایا ہوں مہربانی کرکے قبول فرمالیجئے۔ فرمایا" بابصیرت ہو جاؤ، اللہ تعالےٰ تمہیں برکت عطا کرے، یہ شخص ہر سال حج کیا کرتا تھا، اللہ تعالےٰ نے اس کے مال میں برکت دی تھی۔ امیرالمؤمنینؑ نے فرمایا جس شخص کو مال، اہل، اولاد اور کوئی امر مشکل پیش آجائے تو اللہ تعالےٰ سے یہی دعا کرے، انشاء اللہ جن باتوں سے ڈرتا ہے محفوظ رہے گا۔

۶

قنبر سے مروی ہے کہ میں اپنے آقا علیؑ کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے موجود تھا آپ قمیض اتار کر پانی میں تشریف لے گئے، دریا کی موج اس قدر زور سے آئی کہ آپ کی قمیض کو بہا کر لے گئی، اچانک غیبی آواز آئی "ابوالحسنؑ! داہنی طرف دیکھو، جو چیز ہے اس کو لے لو" آپ نے ایک رومال دیکھا جس میں قمیض لپٹی ہوئی تھی، آپ نے قمیض پہن لی۔ اس کی جیب میں ایک رقعہ تھا۔ جس میں تحریر تھا هدية من العزيز الحكيم الى علي بن ابي طالب هذا قميص هارون بن عمران كذالك اورثناها قوماً آخرين. عزیز حکیم کی طرف سے علیؑ ابن ابیطالبؑ کیطرف یہ تحفہ ہے یہ قمیض ہارون بن عمران کی ہے اسیطرح ہم نے وارث بنایا اس کا قوم آخر کو

۷

ایک حبشی علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا امیرالمؤمنینؑ میں نے چوری کی ہے مجھے پاک کیجئے، جب تین مرتبہ اقرار کیا تو حضرت نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ وہ رستے میں یہ کہتا ہوا جا رہا تھا، امیرالمؤمنین، امام المتقین، قائد الغر المحجلین، یعسوب الدین، اور سید الوصیین، ان الفاظ سے حضرتؑ کی مدح کر رہا تھا، حسینؑ اور حسنؑ نے اس بات کو سن لیا

دونوں نے امیرالمؤمنینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "ہم نے راستے میں حبشی کو آپ کی تعریف کرتے ہوئے سنا ہے" حضرتؑ نے اسے واپس بلوالیا، فرمایا میں نے تیرا ہاتھ کاٹ دیا ہے اور تم میری تعریف کرتے ہو" عرض کیا "یا امیرالمؤمنینؑ! آپ نے مجھے پاک کیا ہے، آپ کی محبت میرے گوشت اور خون میں سرایت کر گئی ہے اگر آپ میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں تو بھی آپکی محبت میرے دل سے نہیں جا سکتی" امیرالمؤمنینؑ نے اس کے حق میں دعا کی، کاٹا ہوا ہاتھ اپنی جگہ پر رکھ دیا، وہ پہلے کی طرح صحیح اور درست ہو گیا۔

۸

ایک روز صبح کے وقت حضرت علی علیہ السلام مسجد مدینہ میں تشریف لائے فرمایا کہ میں نے رسول اللہؐ کو خواب میں دیکھا ہے اور مجھ سے فرمایا ہے کہ سلمانؓ کا انتقال ہو گیا ہے اور مجھے وصیت فرمائی ہے کہ میں ان کو غسل و کفن دوں اور ان کی نماز جنازہ پڑھوں اور ان کو دفن کر دوں، میں اس لئے مدائن[1] جا رہا ہوں، حضرت مدینہ سے باہر تشریف لائے اور لوگ بھی ساتھ ساتھ تھے، آپ مدائن کی طرف روانہ ہو گئے۔ لوگ واپس آ گئے۔ اسی دن ظہر سے کچھ پہلے واپس مدینہ آ گئے۔ فرمایا "میں نے سلمانؓ کو دفن کر دیا ہے، اکثر لوگوں نے آپ کی بات کی تصدیق نہ کی، تھوڑی مدت کے بعد مدائن سے خط آیا کہ سلمانؓ فلاں روز انتقال کر گئے، ہمارے پاس ایک اعرابی آئے تھے، انہوں نے غسل دیا، کفن پہنایا، نماز جنازہ پڑھی، اور سلمانؓ کو دفن کر دیا، پھر واپس چلے گئے، یہ پڑھ کر تمام لوگوں نے تعجب کیا[1]

[1] مدائن کاظمین سے کوئی ۲۸ میل کے فاصلے پر واقع ہے جہاں سلمانؓ کا مزار ہے اور یہاں سے کسریٰ بادشاہ کا ٹوٹا ہوا محل جس کی صرف اب کچھ دیواریں رہ گئی ہیں۔ قریباً نصف میل کے فاصلے پر موجود ہے۔ ۱۲ مترجم۔

۹ حضرت ابو بکر کی خلافت کے زمانے میں خولہ گرفتار ہو کر مدینہ میں آئیں۔ دو آدمیوں نے اپنا اپنا کپڑا خولہ پر ڈال دیا، ہر ایک خولہ کو لینا چاہتا تھا، خولہ نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو گا میرا مالک تو صرف وہی شخص ہو گا جو مجھے اس بات سے آگاہ کرے جو میں نے پیدا ہوتے ہی کہی تھی، اسی دوران علی علیہ السلام تشریف لائے، لوگوں کی اور خولہ کیطرف دیکھا اور فرمایا صبر کرو میں اس سے پوچھ لوں، حضرتؑ نے خولہ سے مخاطب ہو کر پوچھا میری بات سنو فرمایا "جب تیری ماں حمل سے تھی تو اسے سخت تکلیف ہوئی، اس نے کہا۔ اے معبود مجھے اس مولود سے بچانا، ان کی دعا منظور ہوئی، جب تم پیدا ہوئیں تو بچے ہی سے کہا لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ اے ماں تھوڑے عرصہ کے اندر میرا مالک ایک سردار ہو گا اور اس کا مجھ سے فرزند پیدا ہو گا، یہ کلام سن کر تیری ماں رونے لگیں یہ کلام ایک پیتل کی تختی پر لکھا ہوا تھا اس نے اس تختی کو وہاں دفن کر دیا جہاں تم پیدا ہوئی تھیں، تیری ماں کا جس رات انتقال ہوا۔ اس نے اس تختی کے متعلق وصیت کی۔ تمہیں گرفتاری کے وقت اور کوئی تکلیف نہیں تھی صرف تختی لینے کی فکر تھی، تم نے اس تختی کو لیا اور داہنے بازو پر باندھ دیا، اس کو میرے پاس لاؤ، اس کا میں ہی مالک ہوں میں امیر المؤمنینؑ اس میمون لڑکے کا باپ ہوں جس کا نام محمدؐ ہو گا۔ خولہ نے قبلہ رو ہو کر کہا "اے معبود! تو ہی مہربانی اور احسان کرنے والا ہے۔ مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے دی اور کسی کو نہیں، اے معبود! صاحب نبوت کا واسطہ جو قیامت تک رہے گی۔ تو نے مجھ پر اپنا فضل مکمل کیا، پھر اس نے تختی نکال کر پیش کی، اس پر وہی عبارت تحریر تھی جو علیؑ نے فرمائی تھی، لوگوں نے کہا اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا رسول اللہؐ نے فرمایا: انا مدینة العلم و علیٌّ بابها، حضرت ابو بکرؓ نے کہا اے علیؑ! اسے

آپ لے لیجئے"۔ حضرت اس کو اسماء بنت عمیس کے پاس لے گئے، اسماء ان دنوں میں حضرت ابو بکر کی زوجہ تھیں، خولہ سے حضرت علیؑ نے شادی کر لی[1]

۱۰

سعید بن ابی خالد باہلی سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ بخار میں مبتلا تھے، ہم علیؑ کے ساتھ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، علیؑ نے اپنا دایاں ہاتھ رسول اللہ صلعم کے سینہ پر رکھ دیا اور کہا "اے ام ملدم چلے جاؤ، یہ اللہ تعالےٰ کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں" میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ سیدھے بیٹھ گئے، آپ نے چادر اتار دی۔ فرمایا "اے علیؑ! تم کو اللہ تعالےٰ نے خصوصیات سے نوازا ہے، ان میں سے یہ بات بھی ہے کہ درد دل کو تمہارے تابع کیا ہے، جس چیز کو تم بھگاتے ہو۔ اللہ کے حکم سے وہ بھاگ جاتی ہے

۱۱

دو شخص حضرت علیؑ کی خدمت میں فیصلہ لائے، آپ نے ان کے درمیان فیصلہ کیا، خارجی نے کہا کہ آپ نے مقدمہ میں انصاف سے کام نہیں لیا، فرمایا "اے اللہ کے دشمن دور ہو جا" وہ شخص کتے کی شکل میں تبدیل ہو گیا، اس کے کپڑے ہوا میں اڑ گئے، دم ہلانے لگا، آنکھوں سے آنسو جاری تھے، علیؑ کو رحم آ گیا، اللہ سے دعا کی، وہ پھر انسان بن گیا، کپڑے ہوا سے واپس آ گئے، فرمایا آصف بن برخیا سلیمانؑ کے وصی کا قصہ (قرآن میں) اللہ تعالےٰ نے بیان کیا ہے۔ قال الذی عندہٗ علم من الکتاب انا اٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک کیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارے نبی زیادہ عزت والے تھے یا سلیمانؑ؟

[1] حضرت علیؑ نے اس کا نام خولہ سے بدل کر "حنفیہ" رکھا اور محمدؐ بن حنفیہ اسی سے متولد ہوئے۔ ۱۲

کسی نے کہا پھر معاویہ سے جنگ کرنے کے لئے آپ کو مددگاروں کی کیا ضرورت ہے؟ فرمایا اتمامِ حجت کی خاطر ایسا کرتا ہوں، اگر مجھے معاویہ کے بارے میں دعا کرنے کی اجازت دی جائے تو (اس کی قبولیت میں) کبھی دیر نہ ہوگی۔

۱۲

محمد سنان کا بیان ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا "دروازے پر کون موجود ہے؟" میں نے کہا "چین کا ایک آدمی موجود ہے" فرمایا اسے اندر لے آؤ، وہ شخص اندر آگیا، آپ نے پوچھا "تم چین میں ہم لوگوں کو جانتے ہو؟" عرض کیا "آقا ہاں"۔ پوچھا "کیونکر ہمیں جانتے ہو؟" عرض کیا یا بن رسول اللہ عندنا شجرۃ تحمل کل سنۃ وردا یکون فی الیوم مرتین فاذا کان اول النہار نجد علیہ مکتوبا لا الٰہ الا اللہ واذا کان اخر النہار فانا نجد مکتوبا لا الٰہ الا اللہ علیؑ خلیفۃ رسول اللہ۔ فرزندِ رسولؐ! ہمارے ہاں ایک درخت ہے جس پر تمام سال دن میں دو مرتبہ اول اور آخر حصے میں پھول نکلتا ہے۔ اول حصے میں لا الٰہ الا اللہ اور آخری حصہ میں لا الٰہ الا اللہ علیؑ خلیفۃ رسولؐ اللہ لکھا ہوا ہوتا ہے۔

۱۳

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ امام کی دس علامتیں ہیں (۱) مختون پیدا ہو (۲) جب زمین پر تشریف لائے تو آسمان کی طرف نگاہ کرکے کلمۂ شہادتین پڑھے (۳) اس کے دائیں بازو پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہو وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلماتہ وھو السمیع العلیم۔ صدق اور عدل سے تیرے رب کا کلمہ تمام ہوا اسکے کلمات کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (۴) شان سے چلے (۵) جماہی نہ لے (۶) اسکو احتلام نہ آتا ہو اور اسکے نزدیک شیطان نہ جاتا ہو (۷) اس سے مشک کی مانند ریح خارج ہو، (امام کے) فضلہ کا زمین کو نگلنے کا حکم دیا گیا ہے (۸) دھوپ میں جب کھڑا ہو تو اس کا سایہ نہ ہو کیونکہ (امام) نور سے ایک نور ہے جس کا سایہ نہیں ہوتا (۹) شیطان اسے اذیت نہ دے سکے (۱۰) اس کی دعا مستجاب ہو۔ جس طرح اس آبا نے پتھر پہ مہر لگائی تھی وہ بھی مہر لگائے۔

فصل ۴

اعلام امام حسن علیہ السلام

۱

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام حسن علیہ السلام ایک عمرہ کی خاطر روانہ ہوئے آپ کے ساتھ اولادِ زبیر میں سے ایک شخص تھا جو زبیر کی امامت کا قائل تھا، خشک کھجور کے نیچے بیٹھ گئے۔ امامؑ نے کھجور کے نیچے بستر لگایا زبیری نے بھی مقابل میں دوسری کھجور کے نیچے بستر لگایا زبیری نے سر اٹھا کر کھجور کی طرف دیکھا اور کہا کاش اس کھجور پر تازہ پھل ہوتے اور ہم کھاتے۔ امام حسنؑ نے فرمایا تازہ کھجوروں کی خواہش ہے؟ کہا "ہاں" امام حسنؑ نے آسمان کی طرف ہاتھ اور سر اٹھا کر دعا مانگی کھجور سبز ہو گئی، پتے لائی اور پھل لائی۔ لوگوں نے کہا یہ جادو ہے۔ امامؑ نے فرمایا "تمہارے لئے بلاکت ہو، یہ جادو نہیں ہے بلکہ نبی کے فرزند کی دعا قبول ہوئی ہے" کھجور پر چڑھ گئے اور کھجوریں کھائیں، کھجوریں بہت عمدہ تھیں اور تمام لوگوں کو کافی ہو گئیں۔

۲

علی علیہ السلام مسجد کوفہ کے صحن میں تشریف فرما تھے، ایک شخص نے کھڑے ہو کر گذارش کی کہ میں آپ کی رعایا میں سے ہوں، فرمایا تم میری رعایا میں سے نہیں ہو بلکہ تم اصفر کے بیٹے ہو، معاویہ کے پاس چند مسائل پیش ہوئے۔ وہ جواب دینے سے عاجز رہا۔ ان مسائل کے حل کے لئے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے۔ عرض کیا یا امیر المومنینؑ

آپ نے سچ فرمایا، معاویہ نے مجھے پوشیدہ طور پر بھیجا ہے، لیکن آپ اس بات سے مطلع ہو گئے اس کو اللہ تعالٰے کے سوا اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ فرمایا میرے ان دو فرزندوں میں سے جس سے مرضی ہو مسائل دریافت کرو" اس نے کہا میں حسنؑ سے دریافت کروں گا" امام حسنؑ نے فرمایا "تم یہ پوچھنے آئے ہو کہ حق اور باطل، زمین اور آسمان، مشرق اور مغرب میں کتنا فاصلہ ہے؟ قوسِ قزح اور مخنث کیا چیز ہے؟ وہ دس چیزیں کیا ہیں جو ایک دوسرے سے سخت ہیں، عرض کیا ہاں یہی مسائل دریافت کرنے آیا ہوں۔ امام حسنؑ نے فرمایا حق اور باطل کے درمیان چار انگلیوں کا فاصلہ ہے۔ جو چیز آنکھ سے دیکھتے ہو وہ حق ہوتی اور جو چیز کان سے سنتے ہو وہ (کبھی) باطل ہوتی ہے آسمان اور زمین میں دعا مظلوم اور حدِ نگاہ کا فاصلہ ہے۔ مشرق اور مغرب میں سورج کے ایک دن کے سفر کا فاصلہ ہے۔ قزح شیطان کا نام ہے، مخنث وہ ہے جو مرد ہو اور نہ عورت، اس کو احتلام آئے تو مرد ہے، اگر حیض آئے تو عورت ہے ایک دوسرے سے دس سخت چیزیں یہ ہیں، پتھر سے لوہا سخت ہے کیونکہ لوہا پتھر کو کاٹ دیتا ہے۔ لوہے سے آگ سخت ہے وہ لوہے کو پگھلا دیتی ہے، آگ سے پانی سخت ہے، پانی سے بادل سخت ہے، بادل سے ہوا سخت ہے جو بادل کو اٹھا لیتی ہے۔ ہوا سے وہ فرشتہ سخت ہے جو ہوا کو روک دیتا ہے۔ اس فرشتے سے موت کا فرشتہ سخت ہے جو اس فرشتہ کو مار دیتا ہے۔ ملک الموت سے سخت امر اللہ ہے جو موت کو بھی روک دیتا ہے۔

۳ امام حسن علیہ السلام کے پاس دو آدمی تھے، آپ نے ایک سے فرمایا کہ تم نے فلاں آدمی سے فلاں فلاں بات کہی، دوسرے آدمی نے کہا کہ یہ شخص اس بات کو ضرور جانتا ہے اور اس نے امامؑ کی اس بات سے تعجب کیا، امامؑ نے فرمایا دن رات میں جو کچھ ہوتا ہے ہم

اس کو جانتے ہیں، پھر فرمایا، اللہ تعالٰے نے اپنے رسولؐ کو حلال، حرام، تنزیل اور تادیل کی تعلیم دی۔ رسول اللہ صلعم نے اس تمام علم کی تعلیم علیؑ کو دی۔

۴

علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد لوگ امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور کہا کہ آپ اپنے باپ کے خلیفہ اور وصی ہیں، ہم آپ کی فرمانبرداری اور اطاعت کرتے ہیں۔ ہمیں حکم فرمایئے۔ فرمایا "تم جھوٹے ہو تم نے مجھ سے اچھے شخص سے وفا نہ کی تو میرے ساتھ کس طرح وفا کرو گے۔ میں تم پر کس طرح بھروسہ کروں۔ میں تمہاری بات سے تب اتفاق کرتا، اگر تم سچے ہوتے انہوں نے حضرت سے کئی مقامات پر بے وفائی کی، کوفہ میں تشریف لا کر منبر پر بیٹھ کر فرمایا" اس قوم پر تعجب ہے۔ جس میں نہ حیا اور نہ ہی دین اگر میں خلافت معاویہ کے سپرد کر دوں، خدا کی قسم تم بنی امیہ سے کبھی آرام نہیں پاؤ گے۔ وہ تمہیں سخت عذاب میں مبتلا کریں گے، پھر تم ان سے چھٹکارے کی تمنا کرو گے دنیا کے بندو خلافت بنو امیہ پر حرام ہے" کوفہ کے اکثر لوگوں نے معاویہ کو لکھا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں، اگر آپ چاہیں تو ہم امام حسنؑ کو گرفتار کر کے آپ کے پاس بھیج دیں پھر حضرت کے خیمے کو لوٹ لیا۔ آپ پر ضرب لگائی اور آپ زخمی ہو گئے۔

فصل ۵

اعلام حسین علیہ السلام

۱

منہال بن عمر کا بیان ہے کہ میں دمشق میں موجود تھا، امام حسین علیہ السلام کا سر نیزے پر سوار کر کے لایا گیا، ایک شخص آگے آگے سورۂ کہف کی تلاوت کر رہا تھا جب اس مقام پر پہنچا ام حسبتم ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من اٰیتنا عجباً اللہ تعالٰے نے امام حسین علیہ السلام کے سر کو فصیح زبان میں گویا کیا کہ "کیا میرے قتل کرنے اور میرا سر (نیزے پر) اٹھانے سے اصحاب کہف کا قصہ زیادہ حیران کن ہے!؟

۲

سلمان بن میزاب سے مروی ہے کہ میں حج کے زمانے میں خانۂ کعبہ کا طواف کر رہا تھا اور میں نے ایک شخص کو یہ دعا پڑھتے دیکھا "اے معبود! مجھے بخش دے لیکن میں جانتا ہوں کہ آپ یہ کام نہیں کریں گے"۔ یہ سن کر میں کانپ اٹھا، میں نے اس کے قریب جا کر کہا کہ تم اللہ کے اور اس کے رسولؐ کے حرم میں موجود ہو اور ماہ عظیم ہے، حرم کے دن ہیں، تم اپنی بخشش سے کیوں ناامید ہو"۔ کہا "میرا گناہ بہت بڑا ہے"۔ میں نے کہا "مکہ کے پہاڑ سے بھی بڑا" کہا "ہاں!"، میں نے کہا "تمام پہاڑوں کے برابر ہے" کہا "ہاں اتنا ہی اگر تم چاہو تو میں وہ گناہ بتا سکتا ہوں۔ میں نے کہا "مجھے آگاہ کیجیے"۔ کہا "حرم سے باہر آ جائیے"۔ ہم حرم سے باہر آ گئے، اس نے کہا "میں امام حسین علیہ السلام کے قتل کے

وقت عمر بن سعد کے لشکر میں تھا، میں ان چالیس آدمیوں میں سے ایک تھا جو سروں کو اٹھا کر دمشق میں یزید کے پاس لے جا رہے تھے، راہِ شام میں ہم ایک پادری کے گرجے میں اترے، امام حسین علیہ السلام کا سر نیزہ پر سوار تھا، جب ہم کھانا کھانے لگے. تو ناگاہ گرجے کی دیوار سے ایک ہاتھ باہر نکلا جس نے یہ شعر لکھ دیا.

اترجوا امۃ قتلت حسینا　　　شفاعۃ جدہ یوم الحساب

کیا امت حسینؑ کے قتل کے بعد قیامت کے روز آپ کے نانا کی شفاعت کی امید رکھتی ہے یہ سن کر ہم لوگ بہت گھبرائے، ہم میں سے ایک آدمی نے اس ہاتھ کو پکڑنا چاہا لیکن وہ غائب ہوگیا، ہم سب دوبارہ کھانے میں مصروف ہوگئے ہاتھ نے دوبارہ نمودار ہو کر یہ شعر لکھ دیا

افلا واللہ لیس لھم شفیع　　　وھم یوم القیامۃ فی العذاب

خدا کی قسم (رسول اللہؐ) قیامت کے روز ہرگز ان کی سفارش نہیں کریں گے وہ لوگ عذاب میں مبتلا ہوں گے. میرا ایک ساتھی ہاتھ کو پکڑنے کیلئے اٹھا لیکن ہاتھ پھر غائب ہوگیا، ہم کھانا کھانے میں مصروف ہوگئے، ہاتھ پھر نمودار ہوا اور اس نے یہ شعر لکھ دیا ؎

وقد قتلوا الحسینؑ بحکم جور　　　فخالف حکمھم حکم الکتاب

انھوں نے حسینؑ کو حکمِ ظلم سے قتل کیا اور ان کا یہ حکم کتابِ خدا کے خلاف تھا، ہم لوگ وہاں کھانا کھا رہے تھے، گرجے کی بالائی منزل سے راہب نے سرِ اقدس سے نور کو بلند ہوتے ہوئے دیکھا، راہب نے دس ہزار درہم عمر بن سعد کو پیش کر کے سر لے لیا، ایک رات سر کے ساتھ بسر کی اور مسلمان ہوگیا. گرجا چھوڑ دیا، ایک پہاڑ میں جا کر محمدؐ کے دین کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت شروع کر دی، شام کے قریب پہنچ کر عمر سعد نے درہم طلب کیے، درہم لائے گئے، ان کی مہر لگی ہوئی تھی، جب درہموں کو دیکھا تو تمام کے تمام ٹھیکریوں میں تبدیل

ہو چکے تھے اور ان ٹھیکریوں کے ایک کونے پر آیت و لا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون اور دوسرے کونے پر وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون تحریر تھی، یہ دیکھ کر عمر سعد نے انا للہ وانا الیہ راجعون. کہا کہ میں دنیا اور آخرت میں گھاٹے میں رہا اور اس واقعہ کو پی گیا، سر یزیدؔ کے سامنے پیش کیا، یزیدؔ نے سر کو تھال میں رکھ کر یہ اشعار پڑھے اور سر کی طرف دیکھتا تھا

لیت اشیاخی ببدر شھدوا　　　جزع الخزرج مع وقع الاسل

لاھلوا واستھلوا فرحاً　　　ولقالوا یا یزید لا تشل

فجزیناھم ببدر مثلھا　　　وبا حد یوم احد فاعتدل

وقتل القرم من ساداتھم　　　وعدلناہ ببدر فاعتدل

لست من خندف ان لم انتقم　　　من بنی احمد ما کان فعل

(خلاصہ) اگر میرے وہ بزرگ جو بدر کی جنگ میں مارے گئے، موجود ہوتے تو خوشی سے جھوم اٹھتے اور کہتے یزیدؔ تیرا ہاتھ شل نہ ہو، تم نے بدر کا بدلہ خوب لیا، اگر میں اولادِ احمدؐ سے بدلہ نہ لیتا تو خندف کی اولاد سے نہ ہوتا۔"

عمر سعد رے کی حکومت کی طرف روانہ ہوا، اس کی عمر اللہ نے ختم کر دی اور راستے میں ہلاک ہوگیا. سلمان اعمش نے کہا مجھ سے الگ ہو جا، کہیں مجھے اپنی آگ سے نہ جلا ڈالو، میں واپس آگیا، اس کے بعد مجھے اس کی کوئی خبر نہیں.

فصل ۶

اعلام امام زین العابدین علیہ السلام

ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ میں نے امام زین العابدین علیہ السّلام کی خدمت میں عرض کیا کہ "آپ حضرات میں سے جو امام ہیں وہ مردوں کو زندہ، کوڑھی اور مبروصی کو ٹھیک کر سکتے ہیں اور پانی پر چل سکتے ہیں؟" فرمایا "جو چیز اور انبیاء کو ملی وہ محمد مصطفےٰؐ کو ملی اور آنحضرتؐ کو وہ چیز دی جو اور انبیاء کو دی، رسول اللہؐ نے سب کچھ امیر المؤمنینؑ کو عطا کیا پھر حسنؑ پھر حسینؑ ان چیزوں کے وارث قرار پائے، امامؑ کے بعد امامؑ قیامت تک مع زیادتی کے جو ہر ماہ ہر سال اور ہر دن پیدا ہوگی وارث ہوتا رہے گا۔

روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے گوشت کی خواہش فرمائی، انصار کے ایک آدمی نے جا کر ایک عورت سے کہا کہ رسول اللہؐ گوشت کی خواہش فرماتے ہیں، کہا "میری بکری کو آپ کی خاطر ذبح کردو" میرے پاس اس کے سوا اور کوئی بکری نہیں ہے اور رسول اللہؐ بھی اس بات کو جانتے ہیں"۔ انہوں نے ذبح کیا، اس کو پکا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا، آنحضرتؐ نے اپنے تمام اہل بیتؑ اور اپنے محبوب اصحابؓ سے فرمایا، کھاؤ اور اس کی ہڈیوں کو نہ توڑو اور انصار نے بھی ساتھ بیٹھ کر کھایا اور سیر ہو گئے۔ لوگ اٹھ کر چلے گئے، انصار اپنے گھر میں آ گئے۔ ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ بکری رسول اللہؐ کے دروازے پر کھیل رہی ہے۔

۲

امام زین العابدین علیہ السلام نے ایک ہرن کو بلایا، وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے ذبح کرنے کا حکم دیا، انہوں نے ذبح کر دیا، بھون کر اس کا گوشت کھایا اور اس کی ہڈیوں کو نہ توڑا۔ امام نے حکم دیا کہ اس کی کھال کے درمیان اس کی ہڈیاں ڈال دی جائیں ہرن زندہ ہو کر چرنے لگا۔

۳

امام زین العابدین علیہ السلام نے ایک دن ناگہانی موت اور مومن کے لئے تخفیف کا ذکر فرمایا اور کافر کے لئے افسوس کا اظہار کیا (فرمایا) مومن کو اپنے غسل دینے والے، اٹھانے والے کا پتہ ہوتا ہے، اللہ تعالےٰ کے ہاں اس کے لئے بھلائی ہوتی ہے اور اپنے اٹھانے والوں کو قسم دیتا ہے کہ مجھے قبر میں جلدی لے چلو، اگر مومن نہیں ہوتا تو اٹھانے والوں کو قسم دیتا ہے کہ ذرا تاخیر کرو۔ ضمرہ بن سمرہ نے اس بات کا مذاق اڑایا، خود ہنسا اور دوسروں کو ہنسایا، امامؑ نے فرمایا "اے معبود! ضمرہ بن سمرہ نے فرزند رسولؐ کا مذاق اڑایا ہے اسے پکڑ لے"۔ اس کو ناگہانی موت نے پکڑا اور وہ مر گیا۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس کی آواز کو اس طرح سنا۔ جس طرح دنیا میں اس کی آواز سے واقف تھا وہ کہتا تھا، ضمرہ بن سمرہ ہلاک ہو گیا، آگ ہٹاؤ میں جہنم میں پہنچ گیا ہوں"۔ یہ سن کر امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا "اللہ اکبر! یہ فرزند رسولؐ کے مذاق اڑانے کا نتیجہ ہے

۴

امام زین العابدین علیہ السّلام اپنی جاگیر کی طرف تشریف لئے جا رہے تھے، راستہ میں ایک بھیڑیا رہا کرتا جو آنے جانے والے کو کاٹا کرتا۔ بھیڑیئے نے امام کی خدمت میں آ کر کچھ کہا حضرتؑ نے فرمایا "انشاء اللہ تعالےٰ کروں گا"۔ بھیڑیا چلا گیا، لوگوں نے پوچھا بھیڑیا کیا کہتا تھا؟

فرمایا اس کی بیوی ولادت کی تکلیف میں مبتلا تھی، اس نے دعا کرنے کی درخواست کی ہے، عہد کیا ہے کہ مجھے آپ کے اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کی قسم میری کوئی فرد آپ کے شیعوں کو کوئی تکلیف نہیں دیگی، میں نے دعا کی ہے۔

۵

عقار مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ ہے یہاں امام زین العابدین علیہ السلام اپنے بہت سے دوستوں کے ساتھ تشریف فرما ہوئے۔ غلاموں نے یہاں خیمے لگا دیئے امام تشریف لائے تو فرمایا، تم نے یہاں خیمے کیوں لگائے ہیں، یہاں تو جنات کی ایک قوم رہتی ہے جو ہمارے دوست اور شیعہ ہیں اور ہم نے ان لوگوں کو تکلیف دی، ناگاہ خیموں کی جانب سے ایک آواز آئی جس کی آواز کو تو لوگ سن رہے تھے لیکن آواز والے کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ "رسول اللہؐ کے فرزند خیمے نہ اٹھوائیے، ہم اس بات کو برداشت کریں گے اور یہ چیز آپ کی خدمت میں کھانے کے لئے پیش کی ہے، لوگوں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا تھال (کھانے کا) رکھا ہوا ہے اور ایک دوسرا تھال رکھا ہوا ہے جس میں انگور، انار، بادام اور دوسرے بہت سے پھل رکھے ہوئے ہیں، امامؑ نے اپنے ساتھیوں کو بلایا، خود کھایا اور لوگوں کو بھی کھلایا۔

٭

فصل ۷

اعلام امامِ محمدؐ باقر علیہ السلام

۱

امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آپ کے شیعوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی جن میں جابر بن یزید بھی تھا، انہوں نے عرض کیا کہ آپ کے والد علیؑ بن ابی طالب اول اور دوم کی امامت کے قائل تھے؟ فرمایا نہیں!" انہوں نے کہا "پھر ان کی قید کردہ خولہ حنفیہ سے کیوں نکاح کیا؟ امام نے جابر بن یزید سے فرمایا: "کہ [illegible] بن عبداللہ انصاری کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ آپ کو محمدؑ بن علیؑ بلاتے ہیں"۔ جابر بن یزید کا بیان ہے کہ میں جابر بن عبداللہ کے دروازے پر آیا اور دق الباب کیا، جابر بن عبداللہ انصاری نے گھر کے اندر سے جواب دیا کہ "اے جابر بن یزید صبر سے کام لو"۔ میں نے دل میں کہا کہ جابر انصاری کو کیسے معلوم ہو گیا کہ میں جابر بن یزید ہوں، ایسی باتیں ائمہ آل محمد علیہم السلام ہی جانتے ہیں، جب جابر باہر آئیں گے تو آپ سے دریافت کروں گا۔ باہر آئے تو میں نے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں جابر بن یزید ہوں؟ حالانکہ میں دروازے پر تھا اور آپ گھر میں تھے؟ مجھے کل رات امام محمد باقر علیہ السلام نے آگاہ کیا تھا کہ تم آج حنفیہ کے بارے میں سوال کرو گے، میں اس کے ذریعہ انشاء اللہ تعالیٰ کل صبح تمہیں بتاؤں گا"۔ میں نے کہا۔ آپ نے سچ فرمایا۔ ہمارے ساتھ چلیئے"۔ ہم چل پڑے ہم مسجد میں آگئے جب میرے آقا نے میری طرف دیکھا تو لوگوں سے فرمایا "اٹھو اور شیخ (جابر بن عبداللہؓ) سے اپنا مقصد دریافت کرو"۔ لوگوں نے جابرؓ سے پوچھا کہ آپ کے امام

علی بن ابی طالب گذشتہ لوگوں کے قائل تھے ؟" فرمایا نہیں !" کہا" پھر خولہ سے کیوں نکاح کیا، جب کہ اس کو انہوں نے گرفتار کیا تھا اور ان کی امامت پر بھی راضی نہیں تھے، جابر نے کہا" آہ آہ ! میں مرجاتا لیکن مجھ سے یہ سوال نہ کیا جاتا، اب پوچھ بیٹھے ہو تو ذرا غور سے جواب سنو" جب حنفیہ گرفتار ہو کر آئیں تو انہوں نے تمام لوگوں کو دیکھا، پھر رسول اللہؐ کی قبر پر چلی گئیں۔ دھاڑیں مار مار کر روئیں اور آہ و بکا کرتی تھیں، بلند آواز سے کہا السلام علیک یارسول اللہ وعلی اهلبیتک هولاء امتک، سبتنا سبی النوب والو یلم یارسول اللہ آپ پر اور آپ کے اہلبیت پر سلام ہو، آپ کی امت نے ہمیں نوب اور دیلم کے قیدیوں کی طرح گرفتار کیا ہے۔ ہمارا گناہ صرف یہ ہے کہ ہم آپ کے اہلبیت کو دوست رکھتے ہیں۔ نیکی برائی اور برائی نیکی بن گئی ہے۔ پھر لوگوں کی طرف منہ کر کے کہنے لگی کہ "تم نے ہمیں کیوں گرفتار کیا ہے؟ حالانکہ ہم لا الٰہ الا اللہ وان محمدؐ رسول اللہ کا اقرار کرتے ہیں؟" حضرت ابوبکر نے کہا" تم نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔" کہا" اگر اس کو مان لیا جائے تو ایسا کام مردوں نے کیا، عورتوں کا اس میں کیا قصور ہے؟" یہ سن کر حضرت ابوبکر خاموش ہو گئے، خالد بن عثمان اور طلحہ نے خولہ سے شادی کرنے کی غرض سے اس پر کپڑے پھینک دیئے یہ دیکھ کر خولہ کہنے لگیں کہ" میں کوئی برہنہ ہوں کہ مجھے لباس پہناتے ہو؟" لوگوں نے کہا" یہ تم سے شادی کرنا چاہتے ہیں؟ آپ جس کو چاہیں پسند کر لیں، کہنے لگیں" خدا کی قسم یہ ہرگز نہیں ہوگا، میرا شوہر تو صرف وہ شخص ہو سکتا ہے جو مجھے اس بات سے آگاہ کرے جو میں نے ماں کے شکم سے باہر آتے ہی کہی تھی، لوگ خاموش ہو گئے، ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ خولہ کا کلام سن کر لوگوں کی عقلیں حیران اور زبانیں گنگ ہو گئی تھیں۔ لوگ اس پریشانی کے عالم میں تھے، حضرت ابوبکر نے کہا" کیوں پریشان ہو رہے ہو؟" زبیر نے کہا" اس عورت کی

کی بات سے" کہا" اس عورت کی بات حیران کن نہیں ہے، یہ اپنی قوم کے سرداروں میں سے ہے، نکاح کے وقت اس قسم کے کپڑے ڈالنے کا طریقہ اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اس لئے ڈرتی ہے اور بے معنی باتیں کر رہی ہے"۔ خولہ نے کہا" مجھے کسی قسم کا ڈر اور خوف نہیں ہے خدا کی قسم میں حق اور صداقت بیان کر رہی ہوں اور یہی ہو کر رہے گا۔ مجھے اس قبر والے (نبی کریمؐ کے) حق کی قسم میں نے جھوٹ نہیں بولا" پھر خاموش ہو گئیں، خالد اور طلحہ نے اپنا کپڑا اٹھا لیا، یہ لوگوں سے الگ ہو کر ایک کونے میں بیٹھ گئیں، اسی دوران میں علیؑ بن ابی طالب تشریف لائے، لوگوں نے آپ سے خولہ کا واقعہ بیان کیا۔ فرمایا" یہ سچی ہیں، اس کے واقعات اور حالات اس طرح ہیں" فرمایا" اس نے ماں کے شکم سے باہر آتے ہی یہ بات بیان کی تھی، یہ باتیں ایک تختی پر تحریر ہیں جو اس کے پاس موجود ہے"۔ جب خولہ نے امیرالمؤمنینؑ کا کلام سنا تو تختی نکال کر لوگوں کے سامنے پھینک دی، لوگوں نے تختی کی عبارت کو پڑھا تو ہو بہو وہی بات تحریر تھی جو امیرالمؤمنینؑ نے بیان فرمائی تھی، حضرت ابوبکر نے کہا" اے ابوالحسنؑ! آپ ہی اسے لے جائیں، اللہ تعالیٰ اس میں آپ کو برکت عطا کرے"۔ یہ سن کر سلمانؓ اچھل پڑے اور کہا" خدا کی قسم اس بارے کسی شخص کا امیرالمؤمنینؑ پر احسان نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہؐ اور امیرالمؤمنینؑ کا احسان ہے۔ خدا کی قسم حضرتؑ نے تو ایک کھلے ہوئے معجزے، اپنے علم ظاہر اور اپنی اس فضیلت کے ذریعہ خولہ کو لیا ہے جس سے ہر حقیقت والا عاجز ہے"۔ مقدادؓ نے کہا" جب ہدایت کا راستہ واضح ہے تو لوگ اس کو کیوں چھوڑتے ہیں اور غیر واضح راستے کو اختیار کرتے ہیں"۔ ابوذرؓ نے کہا" تعجب ہے حق سے عناد رکھا جاتا ہے، اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اہل فضل میں سے افضل آدمی کو بیان کر دیا ہے، اے فلاں! اہل حق کو ان کا حق دیدو وہ تمہارے پاس ہے"۔ عمارؓ نے کہا" میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا

ہم نے علیؑ بن ابی طالب کو (رسول اللہؐ کے حکم سے) رسول اللہؐ کی زندگی میں امیر المومنینؑ کہہ کر سلام نہیں کیا؟" علیؑ خولہؓ کو لے کر اسماء بنت عمیسؓ کے گھر تشریف لائے، فرمایا اس کی اچھی خاطر مدارت کرو، خولہؓ اسماءؓ کے گھر میں رہیں، خولہؓ کا بھائی آیا، علیؑ بن ابیطالب سے خولہؓ کا عقد کیا، یہ بات امیر المومنینؑ پہ دلالت کرتی ہے، حضرتؑ نے خولہؓ سے نکاح کیا تھا۔" یہ سن کر لوگوں نے کہا "اے جابرؓ بن عبداللہ! اللہ تعالےٰ آپ کو آگ سے نجات دے، آپ نے ہمیں شک و شبہ کی آگ سے نجات دی ہے۔

۲

ابوبصیر کا بیان ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ مسجدِ رسولؐ میں حاضر ہوا لوگ ادھر ادھر آ جا رہے تھے، فرمایا "کیا لوگ مجھے دیکھ رہے ہیں؟" میں ہر آنے والے سے پوچھتا تھا کہ کیا آپ نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ وہ کہتا "نہیں!" حالانکہ امامؑ مسجد میں موجود تھے۔ ابو ہارون مکفوف مسجد میں داخل ہوا، فرمایا "اس سے پوچھو"۔ میں نے پوچھا "کیا آپ نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا ہے؟" کہا "کیا آپ کے سامنے موجود نہیں ہیں" میں نے پوچھا "آپ نے کیونکر جانا؟" کہا "میں آپ کو کیونکر نہ جانوں، آپ تو روشن نور ہیں" میں نے حضرتؑ کو ایک افریقی سے فرماتے سنا کہ "راشد کا کیا حال ہے؟" کہا "وہ زندہ ہیں ٹھیک ہیں" فرمایا "اللہ تعالےٰ اس پر رحم کرے" میں نے عرض کیا "کیا مر گئے ہیں؟" فرمایا "ہاں" عرض کیا "کب؟" فرمایا "تیرے آنے کے دو دن بعد" کہا "اسے کوئی بیماری اور تکلیف نہیں تھی" فرمایا "جو شخص مرتا ہے بیماری اور تکلیف سے مرتا ہے؟" کہا "کیا آدمی تھا۔ فرمایا "ہمارا دوست اور محب تھا۔ واللہ ما یخفی علینا شیئ من اعمالکم ہ تمہارے اعمال ہم سے مخفی نہیں ہیں"۔

۳

صادق آلِ محمد علیہ السلام سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر ہوئے اور عرض کیا "امام کی تعریف کیا ہے؟" فرمایا "امام کی تعریف بہت بلند ہے" جب اس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ تو اس کی تعظیم کرو، جو کچھ بیان کریں اس پر ایمان لاؤ، امام پر واجب ہے کہ تمہیں ہدایت کریں، امام میں ایک خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ جب تم اس کی طرف نگاہ کرو تو اس کے جلال اور ہیبت کی وجہ سے نہ دیکھ سکو، اور رسول اللہؐ کی بھی یہی شان تھی، اور امام بھی ایسا ہی ہوتا ہے"۔ عرض کیا "امامؑ کے شیعہ امام کو پہچان لیتے ہیں؟" فرمایا "ہاں"۔ حضرتؑ نے ایک ساعت ان کی طرف دیکھا۔ انہوں نے کہا "ہم آپ کے شیعہ ہیں" فرمایا "تم کے تمام شیعہ ہو"۔ عرض کیا "اس کی کوئی علامت بتائیے"۔ فرمایا تمہارے ماں باپ اور قبائل کا نام بتا دوں"۔ عرض کیا "بتائیے" حضرت نے بتا دیا، کہا "ٹھیک کہا" فرمایا "تم اس ارادے سے آئے ہو کہ آیہ شجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء کے بارے میں پوچھو، جتنا ہم مناسب تصور کرتے ہیں اتنا اپنے شیعوں کو عطا کرتے ہیں پھر فرمایا "اس بات کا تمہیں یقین دلا دوں" عرض کیا "ہمیں یقین ہو گیا ہے"۔

۴

ابوعلینہ سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، اس اثنا میں ایک شخص آیا، کہا "میں شام کا باشندہ ہوں، آپ حضرات سے دوستی کرتا ہوں آپ کے دشمنوں سے بیزاری کرتا ہوں اور میرا باپ بنوامیہ سے دوستی کرتا تھا۔ میرے باپ کے پاس بہت مال تھا اور میرے سوا اس کا کوئی فرزند نہیں۔ میرا باپ رملہ میں رہا کرتا تھا، میرے باپ کا وہاں ایک باغ تھا، جب مر گیا تو میں نے مال حاصل کرنے کی

کوشش کی، لیکن کامیاب نہ ہوا، اس میں شک نہیں کہ میرے باپ نے مجھ سے پوشیدہ رکھنے کی خاطر مال کہیں دفن کر دیا ہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا "کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ تم اپنے باپ کو دیکھو اور اس سے پوچھو کہ مال کہاں ہے؟" عرض کیا "خدا کی قسم میں تو یہی چاہتا ہوں، میں ایک محتاج اور فقیر آدمی ہوں" امامؑ نے خط تحریر فرما کر اس پر اپنی مہر لگائی۔ فرمایا "یہ خط لے کر بقیع کے درمیان چلے جاؤ، ورجان کو آواز دو، تمہارے پاس ایک معتلم آئے گا۔ اس کو میرا خط دو اور کہو کہ میں محمدؐ بن علیؑ بن حسینؑ کا قاصد ہوں، وہ تمہارے پاس آجائے گا۔ جو جی میں آئے اس سے پوچھنا، وہ شخص خط لیکر چلا گیا، ابوعیینہ کا بیان ہے کہ میں صبح کے وقت امامؑ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا کہ دیکھوں اس شخص کا کیا بنا، جب میں آیا تو وہ شخص دروازے پر موجود تھا حضرتؑ کی اجازت کا منتظر تھا، ہم دونوں اندر چلے گئے، اس شخص نے کہا کہ اللہ جانتا ہے کہ علم کو کہاں رکھا جائے۔ "کل رات میں چلا گیا، حسب الحکم تعمیل کی، ورجان میرے پاس آیا اور کہا، اپنی جگہ پر بیٹھے رہو، میں ابھی تمہارے پاس آتا ہوں، وہ ایک سیاہ شخص کو لے کر آیا، کہا یہ تمہارا باپ ہے، میں نے کہا یہ تو میرے باپ نہیں ہیں، کہا اس کی شکل دوزخ کے شعلوں، جحیم کے دھوئیں اور دردناک عذاب نے بدل دی ہے۔ میں نے پوچھا "کیا آپ میرے باپ ہیں؟" کہا "میں تمہارا باپ ہوں" میں نے پوچھا آپ کی شکل وصورت کیوں بدل گئی؟ کہا "اے فرزند! میں بنو امیہ کو دوست رکھتا تھا اور اہلبیت نبیؐ پر نبیؐ کے بعد ان کو فضیلت دیتا تھا، مجھے اللہ تعالےٰ نے اس وجہ سے عذاب میں مبتلا کیا ہے، تم اہلبیت نبیؐ کو دوست رکھتے تھے اور میں تم سے اس وجہ سے بغض رکھتا تھا، اپنے مال سے تمہیں محروم کر دیا اور اس کو چھپا دیا، آج میں اس

بات پر نادم ہوں اے فرزند! میرے باغ میں جاؤ، زیتون کے درخت کے نیچے گڑھا کھود دو وہاں سے مال لے لو، جو ایک لاکھ درہم ہے، پچاس ہزار درہم محمدؐ بن علیؑ کی خدمت میں پیش کر دینا اور بقایا مال تیرا ہے، اب میں مال لینے جا رہا ہوں، حضورؑ کا حصہ واپس آ کر حاضر کروں گا" ابوعیینہ کا بیان ہے کہ دوسرے روز میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا اور عرض کیا، مال والے شخص نے کیا کیا؟ فرمایا "پچاس ہزار درہم دے گیا ہے ان میں سے اپنا قرض ادا کیا، خیبر کے علاقہ میں زمین خریدی اور کچھ درہم اپنے اہلبیت کے حاجت مندوں کو دیئے۔

۵

عبداللہ بن معاویہ جعفری سے مروی ہے کہ میں تم کو ایک ایسی حدیث سناتا ہوں جس کو میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا وہ یہ ہے کہ حاکم مدینہ آلِ مروان کا ایک آدمی تھا، ایک روز اس نے مجھے بلوا بھیجا، میں اس کے پاس گیا اور کوئی آدمی نہیں تھا، اس نے کہا "ابو معاویہ! میں نے تجھے اس لئے بلوایا ہے کہ مجھے آپ پر اعتماد ہے، مجھے معلوم ہے کہ آپ کے سوا میرا پیغام کوئی نہیں پہنچا سکتا، تم محمد بن علی اور زید بن حسین علیہم السلام کے پاس چلے جاؤ ان سے کہو کہ جو باتیں میرے پاس لوگوں کی طرف سے پہنچ رہی ہیں، ان سے باز آجاؤ، یا ان باتوں سے انکار کر دو، آپ مجھے مسجد کیطرف جاتے ہوئے ملے، جب میں قریب ہوا تو مسکرا پڑے۔ فرمایا "تجھے اس طاغیہ نے بلوا کر بھیجا ہے کہ اپنے چچاؤں کے پاس چلے جاؤ اور ان سے یہ بات کہو"! حضرتؑ نے مجھے اس کی بات سے اس طرح آگاہ کیا جیسا کہ آپ گفتگو کے وقت موجود ہوں۔ فرمایا "اے ابن عم! کل ہم اس کے امر سے محفوظ ہو جائیں گے اور وہ معزول ہو کر مصر چلا جائے گا

خدا کی قسم میں ساحر اور کاہن نہیں ہوں، یہ باتیں ہمیں دی جاتی ہیں اور میں بیان کرتا ہوں" خدا کی قسم جب میں دوسرے روز حاکم کے پاس آیا تو اسے معزولی کا پروانہ مل چکا تھا اور مصر کی طرف تبدیل کر دیا گیا تھا اور مدینہ میں ایک اور شخص مقرر کیا گیا۔

۶

عبداللہ بن عطا مکی کا بیان ہے کہ میں مکہ میں مکین تھا، مجھے امام محمد باقر علیہ السلام کی زیارت کا شوق ہوا، جب مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا، رات کے وقت مجھے راستے میں سخت بارش ہوئی اور سردی سے دوچار ہونا پڑا۔ آدھی رات کو حضرتؑ کے دروازے پر پہنچا، سوچا کہ اس وقت دروازہ کھٹکھٹاؤں یا صبح کا انتظار کروں۔ اسی اثنا میں میں نے حضرتؑ کو اپنی نوکرانی سے فرماتے ہوئے سنا، ابن عطا کی خاطر دروازہ کھول دو، دروازہ کھولا گیا اور میں اندر چلا گیا۔

۷

امام محمد باقر علیہ السلام نے خراسان کے ایک شخص سے پوچھا، تیرے باپ کا کیا حال ہے؟ عرض کیا" ٹھیک ہیں، فرمایا" جب تم جرجان پہنچے تو تمہارا باپ مر گیا ہے، تمہارے بھائی کا کیا حال؟" کہا" صحیح و سالم ہے" فرمایا" اس کو صالح نامی ہمسائے نے فلاں فلاں دن اور فلاں وقت قتل کر دیا ہے" وہ آدمی رو پڑا، فرمایا" انا للہ وانا الیہ راجعون؟ پھر فرمایا" سکون سے کام لو، وہ دونوں جنت میں گئے ہیں، یہ دونوں کے لئے خوب ہے اس حالت سے جس حالت میں وہ تھے"۔ اس شخص نے عرض کیا، میں اپنے بیٹے کو درد کی سخت تکلیف میں چھوڑ کر آیا ہوں، اس کے بارے میں آپ نے نہیں پوچھا؟" فرمایا ٹھیک ہے، اس کے چچا نے اپنی بیٹی اسے بیاہ دی ہے، جب تم جاؤ گے تو اس کا ایک

فرزند پیدا ہو چکا ہوگا، جس کا نام علی ہوگا۔ وہ ہمارا شیعہ ہے، تیرا بیٹا ہمارا شیعہ نہیں بلکہ وہ ہمارا دشمن ہے۔

۸

جابر جعفی کا بیان ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ حج کو روانہ ہوا، جنگلی فاختہ آپ کی زین پر بیٹھ گئی اور گنگنائی، میں پکڑنے کے لئے بڑھا، فرمایا" جابر اس نے ہم اہلبیت سے پناہ لی ہے۔ میں نے کہا، اس نے کس بات کی شکایت کی ہے؟ فرمایا اس پہاڑ میں تین سال سے سانپ اس کے بچے کھا جاتا ہے، یہ سوال کرتی ہے کہ میں اللہ سے دعا کروں اور سانپ ختم ہو جائے۔ میں نے ایسا کر دیا، اللہ نے سانپ کو قتل کر دیا، پھر چل پڑے۔ سحر کے وقت فرمایا" جابرؓ اتر آؤ"۔ میں اترا اور اونٹ کی مہار پکڑ لی، آپ راستے سے الگ ہو کر ایک ریتلی زمین کی طرف گئے۔ دائیں اور بائیں ریت کو ہٹایا، فرمایا معبودا ہمیں پانی پلا اور پاک کر۔ چوکور سفید پتھر ظاہر ہوا، میں نے اسے توڑا، اس کے نیچے صاف پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ ہم نے وضو کیا اور پانی پیا، پھر ہم چل پڑے، صبح کے وقت ایک کھجور کے پاس تشریف لے گئے۔ فرمایا" کھجور جو چیز اللہ تعالٰے نے تم میں پیدا کی ہے وہ ہمیں بھی کھلا، کھجور جھک گئی، ہم نے اس کے پھل توڑے اور کھائے۔ اچانک اعرابی نے کہا" ہم نے آج جیسا جادوگر کبھی نہیں دیکھا۔ فرمایا" اعرابی! اہلبیت پر جھوٹ نہ بولو، ہم نہ جادوگر ہیں اور نہ کاہن، ہمیں اللہ تعالٰے کے ایک نام کی تعلیم دی گئی ہے ہم اس کے ذریعے جس چیز کا سوال کرتے ہیں وہ مل جاتی ہے اگر دعا کرتے ہیں تو قبول ہوتی ہے۔

فصل ۸

اعلام امام جعفر صادق علیہ السلام

۱

سعد اسکاف سے مروی ہے کہ اہل جبل کا ایک شخص امامؑ کی خدمت میں آیا، ہدیئے پیش کئے ان میں ایک چمڑے کی مشک بھی ابوعبداللہؑ نے مشک سے چیزیں باہر نکال کر فرمایا. ان چیزوں کو لے لو اور کتوں کو کھلاؤ، یہ مال پاکیزہ نہیں ہے. عرض کیا میں نے مسلمان سے خریدا ہے یہ پاک ہے. ابوعبداللہؑ نے مال مشک میں ڈال دیا، ایسا کلام کیا جس کو میں سمجھ نہ سکا. اس شخص سے فرمایا" اس مشک کو گھر کے کونے میں رکھ دو اس نے حکم بجالایا مشک سے یہ آواز سنی گئی: "اے ابوعبداللہؑ! مجھ ایسی چیز کو نہ امام اور نہ ہی اولاد امام کھا سکتی ہے میں پاک نہیں ہوں وہ شخص مشک لے کر چلا گیا، امامؑ نے پوچھا" مشک نے کیا کہا؟" عرض کیا" مجھے بتایا ہے کہ میں پاک نہیں ہوں": امامؑ نے فرمایا" اے ابوہارون! تمہیں علم نہیں ہے کہ امام وہ چیز جانتا ہے جو لوگ نہیں جانتے؟" عرض کیا" ایسا ہی ہے": اس نے مشک کتنے کے آگے ڈال دی.

۲

عبداللہ بن یحییٰ کابلی سے مروی ہے کہ ابوعبداللہؑ نے فرمایا" جب شیر سے دوچار ہونا پڑتا ہے تو کیا کہتے ہو" عرض کیا" مجھے علم نہیں": فرمایا" جب شیر سے سامنا پڑے تو آیۃ الکرسی پڑھا کرو اور کہو عزمت علیک بعزیمۃ اللہ وعزیمۃ رسولہ وعزیمۃ سلیمانؑ

بن داؤد وعزیمۃ علیؑ امیر المؤمنین والائمۃ من بعدہ الا ان تنجب عن طریقنا ولم تؤذنا فاننا لا نؤذیک"، میں اپنے ابن عم کے ساتھ واپس آ رہا تھا راستے میں شیر ملا، میں نے اس سے وہ بات کہی جو حضرت نے فرمائی تھی، شیر نے سر جھکا لیا، دم پاؤں کے درمیان کر لی، جہاں سے آیا تھا وہاں واپس چلا گیا، میرے ابن عم نے کہا، میں نے آپ کے کلام سے زیادہ خوبصورت کلام نہیں سنا، میں نے کہا یہ کلام امام جعفرؑ بن محمدؑ کا ہے کہا" میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ مفترض الطاعہ امامؑ ہیں": ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں آیا، آپ کو تمام واقعہ سے آگاہ کیا. فرمایا" ولی کے پاس سننے والا کان، دیکھنے والی آنکھ اور بولنے والی زبان ہوتی ہے. خدا کی قسم میں نے شیر کو تم دونوں سے دور کیا تھا اور اس کی نشانی یہ ہے کہ تم دونوں دریا کے کنارے کھڑے ہوئے تھے، تیرے ابن عم کا نام جلیب ہے وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اس امر (ہماری ولایت) کو نہ جان لے گا. میں نے واپس آکر کوفہ میں اپنے ابن عم کو امامؑ کی بات سے آگاہ کیا، وہ بہت ہی خوش ہوا، وہ ہمیشہ حق پر قائم رہا اور اسی حالت میں انتقال کر گیا

۳

خراسان کا ایک شخص امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کہ فلاں بن فلاں نے آپ کی خدمت میں لونڈی روانہ کی ہے". فرمایا" مجھے اس کی ضرورت نہیں ہم اہلبیتؑ ہیں، نجاست ہمارے گھروں میں داخل نہیں ہوگی یہ اس شخص کی پروردہ ہے اس نے اسکو خراب کیا ہے

۴

خراسان کا ایک شخص صادق آل محمدؑ کی خدمت میں آیا، حضرتؑ نے پوچھا فلاں نے کیا کیا"، عرض کیا" مجھے علم نہیں!" فرمایا" اس نے تیرے ہمراہ لونڈی روانہ کی ہے، مجھے

اس کی ضرورت نہیں ہے، عرض کیا "کیوں؟ فرمایا" نہر بلخ کے مقام پر جو فعل تم نے کیا ہے اس میں خدا کا خوف نہیں کیا" یہ سن کر وہ شخص چپ ہو گیا۔

۴

ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں امامؑ کی خدمت میں مال لے گیا، میں نے اس کو بڑا جانا، میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے نوکر کو بلایا، گھر کے آخری کونے میں ایک تھال رکھا ہوا تھا، نوکر کو اس کے لانے کا حکم دیا، تھال لایا گیا، امامؑ نے کچھ کلام پڑھا، تھال سے دینار اس قدر گرے کہ میرے اور غلام کے درمیان دیوار کی طرح حائل ہو گئے، فرمایا "تمہارے ہاتھوں میں جو چیز ہوتی ہے ہم اس کے محتاج نہیں۔ ہم محض تمہیں پاک کرنے کے لئے مال لیتے ہیں۔

۵

جابرؓ سے مروی ہے کہ میں ابو عبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، ایک شخص نے بھیڑ کے بچے کو ذبح کرنے کے لئے لٹایا، بچہ چلایا، امامؑ نے فرمایا" اس بچے کی کتنی قیمت ہے" عرض کیا" چار درہم" حضرت نے درہم دے دیئے۔ فرمایا" اس کو چھوڑ دو" ہم چل پڑے باز تیتر پر ٹوٹ پڑا، تیتر چلایا، امامؑ نے آستین سے باز کی طرف اشارہ کیا، باز نے تیتر کو چھوڑ دیا، میں نے کہا" میں نے عجیب چیز کو آپ سے دیکھا، فرمایا" بچے کو جب اس شخص نے ذبح کرنے کے لئے لٹایا تو اس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ استجیر باللہ وبکم اھل البیت، تیتر نے کہا۔

ولو ان شیعتنا استقامت لہ سمعتکم منطق الطیر۔

۶ داؤد بن کثیر رقی سے مروی ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا آپ کے پاس آپ کا بیٹا جناب امام موسیٰ کاظمؑ تشریف لائے آپ سردی سے کانپ رہے تھے فرمایا

"بیٹے! کیا حال ہے؟" عرض کیا" اللہ تعالیٰ کے جوار میں ہوں، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں لوٹ رہا ہوں، انگور اور انار کھانا چاہتا ہوں" داؤد نے کہا "یہ تو سردی کا موسم ہے" امام نے فرمایا "اے داؤد! اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ باغ میں چلے جاؤ" میں باغ میں آگیا، وہاں دیکھا کہ ایک درخت پر انگور اور دوسرے پر انار تھے۔ میں نے دونوں چیزوں کو توڑا اور امام کی خدمت میں لایا، باپ بیٹا دونوں بیٹھ کر تناول فرمانے لگے۔ امام نے فرمایا اے داؤد! خدا کی قسم یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس رزق سے مریم بنت عمران کو مخصوص کیا تھا

۷

ہارون بن زیات سے مروی ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، فرمایا "تیرے بھائی جارودی کا کیا حال ہے؟" میں نے کہا ٹھیک ہیں، مگر آپ حضرات کی ولایت کا اقرار نہیں کرتے۔ فرمایا" اسے اس بارے میں کیا چیز مانع ہے؟" میں نے عرض کیا "وہ اپنے آپ کو پرہیزگار خیال کرتا ہے"۔ فرمایا" نہر بلخ کے روز اس کی پرہیزگاری کہاں چلی گئی تھی" میں نے آکر تمام حالات سے اپنے بھائی کو آگاہ کیا۔ اس نے کہا: "ان واقعات سے آپ کو امامؑ نے آگاہ کیا ہے؟ میں نے کہا" ہاں!" کہا" میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رب العالمین کی حجت ہیں" میں نے کہا" اپنا قصہ تو بتلایئے" کہا" میں نہر بلخ کے پاس آیا، میرے ساتھ ایک شخص تھا، اس کے ساتھ ایک لونڈی تھی جو بہت خوبصورت تھی، اس نے کہا تم جاکر آگ لے آؤ اور تمہارے سامان کی حفاظت کروں گا۔ یا میں آگ لینے جاتا ہوں اور تم میرے مال کی حفاظت کرو۔ میں نے کہا تم جاؤ میں تمہارے مال کی حفاظت کرتا ہوں، وہ چلا گیا، میں لونڈی کے پاس آیا، میرا اس سے معاملہ طے تھا، نہ لونڈی نے اور نہ ہی میں نے اس راز کو فاش کیا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اس

بات کو کوئی نہیں جانتا، اس بات سے میرا بھائی ڈر گیا۔ دوسرے سال میرے ساتھ امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب حضرتؑ سے رخصت ہوا تو آپ کی امامت کا قائل تھا۔

۸

ولید بن صبیح سے مروی ہے کہ میں ابو عبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں ایک رات موجود تھا، کسی نے دق الباب کیا، نوکرانی سے فرمایا "دیکھو کون ہے؟" نوکرانی نے اطلاع دی کہ آپ کے چچا عبداللہ بن علیؑ ہیں۔ فرمایا "انہیں اندر لے آؤ" ہم سے فرمایا کہ "دوسرے گھر میں چلے جاؤ" ہم دوسرے گھر میں چلے گئے۔ عبداللہ بن علیؑ نے حضرتؑ کی شان میں ناسزا باتیں کہیں، پھر چلا گیا۔ حضرتؑ نے ہمارے ساتھ گفتگو میں وہاں سے ابتدا کی جہاں سے کلام کو چھوڑا تھا، ہم میں سے ایک آدمی نے کہا کہ اس آنے والے شخص نے آپ کی شان میں ایسی گستاخی کی ہے، ایسی گستاخی کسی اور نے نہیں کی، ہمارے بعض آدمی تو اس شخص سے لڑنا چاہتے تھے۔" فرمایا "تم ہمارے درمیان میں دخل نہ دو" رات کا کچھ حصہ گذر گیا، دروازہ کھٹکھٹایا گیا نوکرانی سے فرمایا "دیکھو کون ہے؟" آکر عرض کیا "آپ کے چچا عبداللہ بن علیؑ ہیں" فرمایا "اپنی جگہ پر چلے جاؤ۔" پھر ان کو اندر آنے کی اجازت دی۔ عبداللہ دھاڑیں مارتا اور روتا ہوا اندر خدمت امامؑ میں حاضر ہوا، عرض کیا "بھائی کے فرزند مجھے معاف کر دو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے مجھ سے درگذر فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے درگذر فرمائے گا۔ فرمایا "اے چچا! اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے، اس وقت کیوں آئے؟" کہا "جب میں بستر پر سو گیا تو دو حبشی آدمیوں نے آ کر میری مشکیں کس دیں اور ایک دوسرے سے کہنے لگے اس کو آگ کی طرف لے چلو۔ مجھے رسول اللہؐ کے پاس لے گئے، میں نے عرض کیا "یا رسول اللہؐ! میں ایسا کام پھر نہیں کروں گا۔" آنحضرتؐ نے حبشیوں سے فرمایا "اس کو چھوڑ دو میں رسیوں کی بندش کی تکلیف کو محسوس کر رہا ہوں،

فرمایا "چچا وصیت کیجئے۔" عرض کیا، میرے پاس مال نہیں ہے اور کثیر العیال اور مقروض بھی ہوں۔" فرمایا "تمہارے قرض اور عیال کا میں ذمہ لیتا ہوں۔" ہم ابھی مدینہ ہی میں تھے کہ عبداللہ بن علی کا انتقال ہو گیا حضرتؑ نے عبداللہ کے عیال کو اپنے ذمے لیا، ان کا قرض ادا کیا اور عبداللہ کی بیٹی سے اپنے بیٹے کی شادی کر دی۔

۹

عبدالرحمٰن بن حجاج سے مروی ہے کہ میں ابو عبداللہؑ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان موجود تھا، آپ خچر پر اور میں گدھے پر سوار تھا۔ میں نے عرض کیا "آقا! امامت کی علامت کیا ہے؟" فرمایا (اگر امام) اس پہاڑ کو حکم دے کہ چل پڑو تو وہ چل پڑے۔" خدا کی قسم میں نے پہاڑ کو دیکھا کہ وہ چل پڑا، امامؑ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا "میں نے تم کو تکلیف نہیں دی۔"

۱۰

داؤد رقی سے مروی ہے کہ میں ابو عبداللہؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا "میں تیرا رنگ بگڑا ہوا دیکھ رہا ہوں؟" عرض کیا "قرض کی وجہ سے ایسا ہے۔ میں سمندری راستے سے سندھ کی طرف اپنے فلاں بھائی کے ملنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔" فرمایا "ارادہ ہے تو کر گزرو۔" عرض کیا "سمندر کے حادثات اور زلزلے ڈراتے ہیں۔" فرمایا "جو خشکی میں محافظ ہے وہی سمندر میں نگران ہے اگر ہم نہ ہوتے تو نہ دریا جاری ہوتے نہ پھل پکتے اور نہ ہی درخت سرسبز ہوتے۔" داؤد نے کہا میں سمندری راستے سے روانہ ہو پڑا، ایک سو بیس روز کے بعد میں سمندر کے ساحل پر جز جمعہ زوال سے پہلے اتر گیا، آسمان ابر آلود تھا، اچانک آسمان سے زمین کی طرف ایک روشن نور ظاہر ہوا، آہستہ سے آواز آئی "اے داؤد! یہ تیرے قرض ادا کرنے کا زمانہ ہے اپنا سر بلند کرو۔ میں نے سر بلند کیا، ایک نور دیکھا، آواز آئی "سرخ جھاڑیوں کے پیچھے چلے جاؤ میں

وہاں گیا، وہاں سونے کے پیالے موجود تھے، جن کے ایک کونے پر یہ آیت تحریر تھی، ھٰذا عطاؤنا فامنن او امسک بغیر حساب میں نے ان پیالوں کو لے لیا جو بیش قیمت تھے، میں پیالے لئے مدینہ میں آیا اور ابو عبداللہؑ کی خدمت میں پیش کئے، فرمایا" داؤد! ہمارا عطیہ وہ چمکتا ہوا نور تھا، یہ سونا نہیں ہے، لیکن یہ تمہیں مبارک ہو، اور یہ رب کریم کا عطیہ ہے۔

۱۱

محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ معلی بن خنیس روتا ہوا ابو عبداللہؑ کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا" کیوں روتے ہو؟" عرض کیا" دروازے پر لوگ موجود ہیں جن کا خیال ہے کہ آپ حضرات اور وہ برابر ہیں، یہ سن کر خاموش ہو گئے، کھجوروں کا تھال منگوایا، ایک کھجور کو اٹھا کر دو ٹکڑے کئے، کھجور کو نوش فرمایا اور گٹھلی کو زمین میں بو دیا، اللہ تعالےٰ نے کھجور پیدا کی، جو پھل لائی، اس سے ایک کھجور کو دو ٹکڑے کیا، گودا کھایا، اس سے ایک خط نکالا اور معلےٰ کو دیا، فرمایا" اس کو پڑھو، اس میں یہ عبارت تحریر تھی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ علی المرتضےٰؑ والحسنؑ والحسینؑ وعلی بن الحسینؑ ایک ایک کا نام امام حسن عسکری علیہ السلام اور آپ کے فرزند تک موجود تھا۔

۱۲

ابو خدیجہ بنو کندہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں جو بنو عباس کا جلاد تھا، ابو دوانیق امام جعفر صادق علیہ السلام اور جناب اسماعیل کے پاس آیا، یہ دونوں حضرات اپنے گھر میں نظر بند تھے، ان کے قتل کا حکم دیا، جلاد کا بیان ہے کہ میں رات کے وقت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آیا، آپ کو گھر سے باہر نکال کر تلواریں مار کر قتل کر دیا، پھر جناب اسماعیل کو قتل کی خاطر گرفتار کیا، کچھ دیر حضرت اسماعیل مقابلہ کرتے رہے لیکن آخر کار جلاد نے آپ کو بھی قتل کر دیا۔

پھر جلاد ابو دوانیق کے پاس آیا، اس نے پوچھا" تم نے کیا کیا؟" کہا" میں نے دونوں کو قتل کر دیا ہے"۔ صبح کو امام جعفر صادق علیہ السلام اور اسماعیلؓ نے ابو دوانیق سے اجازت طلب کی، ابو دوانیق نے قاتل سے کہا کہ تم تو کہتے تھے کہ میں نے دونوں کو قتل کر دیا ہے، لیکن وہ میرے پاس آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں؟ کہا" میں دونوں کو اس طرح جانتا ہوں جس طرح آپ کو" کہا" ذرا اس جگہ جاؤ جہاں تم نے دونوں کو قتل کیا تھا، قاتل کا بیان ہے کہ میں نے وہاں جا دیکھا کہ دو اونٹ ذبح کئے پڑے ہیں، میں یہ دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا۔ میں نے آکر حالات سے آگاہ کیا، اس نے سر نیچا کر لیا، کہا یہ بات تم سے کوئی شخص نہ سنے، یہ واقعہ اس طرح ہوا جس طرح اللہ تعالےٰ عیسٰی کے متعلق فرماتا ہے۔ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم، انہوں نے عیسٰی کو نہ قتل کیا نہ سولی دی بلکہ ان پر مشتبہ ہوئے

۱۳

عیسٰی بن مہران سے مروی ہے کہ خراسان کا ایک مالدار آدمی جو محب اہلبیتؑ تھا ہر سال حج ادا کرتا اور ہر سال اپنے مال سے امام جعفر صادق علیہ السلام کو ایک ہزار دینار کا وظیفہ دیا کرتا تھا۔ اس شخص کی بیوی اس کی چچا کی لڑکی تھی اور خوش حالی میں اس کی مانند تھی۔ ایک سال اس نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے بھی اس سال حج ادا کرنے میں اپنے ساتھ لے چلئے، اس کے شوہر نے اس بات سے اتفاق کیا، اس عورت نے حج کی تیاری کی، امامؑ کے عیال کی خاطر خراسان کے قیمتی کپڑے اور جواہر اپنے ساتھ لئے اور دیگر مختلف بہت سی چیزیں بھی ہمراہ لیں اس کے شوہر نے حسب عادت امامؑ کے ایک ہزار دینار تھیلی میں ڈال کر ایک ڈبے میں رکھ دیئے جہاں اس کی بیوی کے کپڑے اور خوشبو رکھی ہوئی تھی۔ مدینہ کی راہ لی، امامؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام بجا لائے اور بتایا کہ میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ حج بجا لا رہا ہوں حضرتؑ

سے اجازت طلب کی کہ میری بیوی آپ کے اہل حرم اور دختران کی زیارت سے مشرف ہو آپ نے اجازت دی، حاضر ہو کر تمام چیزیں تقسیم کر دیں، ایک روز حضرتؑ کے اہل حرم میں رہ کر واپس آگئی۔ دوسرے روز صبح کو شوہر نے کہا کہ ڈبہ نکالو تاکہ میں ایک ہزار دینار امامؑ کی خدمت میں پیش کر دوں، کہنے لگی "فلاں جگہ رکھا ہوا ہے۔" قفل کھول کر دیکھا تو اس میں دینار غائب تھے، زیورات اور کپڑے موجود تھے، زیورات رہن رکھ کر ایک ہزار دینار قرض لئے، امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرتؑ نے فرمایا "تمہارے ایک ہزار دینار ہمارے پاس پہنچ چکے ہیں۔" عرض کیا "مولا! کیونکر؟ ان کو تو میرے اور میری بنت عم کے سوا اور کوئی نہیں جانتا تھا۔" فرمایا "ہم عسرت میں مبتلا ہو گئے تھے، اپنے ایک شیعہ جن کو بھیج کر منگوائے تھے، جب ہمیں کسی کام کے بارے میں جلدی ہوتی ہے تو شیعہ جنات میں سے ایک جن کو بھیج دیتے ہیں۔" یہ سن کر اس شخص کا ایمان اور پختہ ہو گیا۔ دینار واپس کر کے زیورات واپس لے لئے۔ گھر واپس آگیا۔ عورت دنیا سے رخصت ہو چکی تھی، وجہ پوچھی نوکرانی نے کہا "دل کے درد میں مبتلا ہوئیں اور رخصت ہو گئیں، میں نے ابھی ابھی آنکھیں بند کی ہیں، وہ شخص لوازمات میت کفن، کافور اور قبر کی کھدائی کے بعد امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حالات سے آگاہ کیا، نماز پڑھانے کی درخواست کی، حضرتؑ نے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی، فرمایا "اپنی بیوی کے پاس جاؤ، وہ زندہ ہے۔ قافلہ میں (نوکروں کو) کام کے کرنے اور نہ کرنے کا حکم دے رہی ہوگی۔" میں واپس آیا، میری بیوی امامؑ کے فرمان کے مطابق صحیح و سالم تھی، ہم مکہ کی طرف روانہ ہوئے، امام بھی تشریف لے چلے، میری بیوی طواف کر رہی تھی، اس نے امامؑ کو دیکھا کہ لوگ آپ کو گھیرے ہوئے ہیں، اپنے شوہر کی خدمت میں کہا یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے میرے جسم میں دوبارہ روح داخل کرنے کی

سفارش اللہ تعالیٰ سے کی تھی، اس عورت نے امامؑ کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

۱۴

صفوان کا بیان ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ حیرہ میں تھا، ربیع نے امامؑ کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ آپ کو امیر المؤمنین بلاتے ہیں، آپ چلے گئے۔ تھوڑی دیر میں آگئے، میں نے عرض کیا "آقا! اتنی جلدی آگئے؟" فرمایا "ایک چیز کے متعلق پوچھا تھا اور میں نے جواب دیدیا ہے اس کے متعلق ربیع سے پوچھ لو" میرے اور ربیع کے درمیان دوستی تھی۔ میں نے اس سے جا کر پوچھا، کہا میں تمہیں عجیب بات بتاتا ہوں کہ دیہاتیوں نے خشکی میں پڑی ہوئی ایک عجیب مخلوق پائی ہے، وہ اس کو میرے پاس لائے ہیں، میں نے خلیفہ کی خدمت میں پیش کی۔ کہا جعفرؑ کو بلاؤ۔ میں بلا کر لے گیا، خلیفہ نے پوچھا اے ابو عبداللہؑ ذرا یہ بتاؤ کہ ہوا میں کیا چیز ہے؟ کیا ہوا میں کچھ چیزیں رہتی ہیں؟ فرمایا "ہاں (رہتی ہیں)" عرض کیا "وہ کیسی چیزیں ہیں؟" فرمایا "ان کے جسم مچھلی جیسے، سر اور پر پرندوں کی مانند ہوتے ہیں جن کا رنگ چاندی کی طرح ہوتا ہے۔" خلیفہ نے کہا "تھال لاؤ" میں تھال لے کر حاضر ہوا، اس میں وہی مخلوق تھی۔ جس کی صفت امام جعفر صادقؑ نے بیان کی تھی۔

فصل ۹

اعلام امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام

۱

علی بن ابی حمزہ سے مروی ہے کہ امام موسیٰ کاظم ایک روز مدینہ کے باہر اپنی زمین کی طرف تشریف لے گئے، آپ خچر پر سوار تھے اور میں گدھے پر، راستے میں شیر آ گیا، میں خوف کے مارے چھپ گیا، آپ بلا خوف آگے بڑھے، شیر آپ کی خدمت میں عاجزی کرتا اور ہمہمہ کرتا تھا، حضرت رک گئے، معلوم ہوتا تھا کہ آپ شیر کے ہمہمہ کو سمجھتے ہیں، شیر نے خچر کی ٹانگ پر اپنا پنجہ رکھ دیا، میں سخت ڈر گیا، امامؑ نے شیر سے فرمایا، ہٹ جا، شیر راستے سے ہٹ گیا، آپ نے قبلہ رخ ہو کر دعا مانگی، ہونٹوں کو حرکت دی، میں کچھ نہ سمجھ سکا شیر کو ہاتھ سے چلے جانے کا اشارہ کیا، شیر نے لمبا ہمہمہ کیا، امامؑ نے آمین آمین کہا، شیر چلا گیا ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ امامؑ نے اپنی راہ لی، میں پیچھے ہو لیا، بہت دور جا کر آپ سے ملا، عرض کیا آپ پر قربان جاؤں، شیر کیا کہتا تھا؛ خدا کی قسم مجھے آپ کی جان کا ڈر تھا، لیکن شیر نے آپ سے عجیب سلوک کیا؟ فرمایا "شیر نے اپنی بیوی کے وضع حمل کی تکلیف کی شکایت کی تھی، مجھے القا ہوا کہ اس نے بچہ جنا ہے، میں نے شیر کو اس بات سے آگاہ کیا۔ اس نے عرض کیا، تشریف لے جایئے، اللہ آپ کی حفاظت کرے، اللہ تعالےٰ آپ پر، آپ کی اولاد پر اور آپ کے شیعوں پر کسی پھاڑنے والے جانور کو مسلط نہ کرے، میں نے کہا" آمین!"

۲ ہشام بن احمر سے مروی ہے کہ مجھے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ افریقہ

کوئی آدمی آیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا "نہیں!" فرمایا "آیا ہوا ہے"، ہم دونوں سوار ہو کر اس شخص کے پاس گئے۔ اس کے پاس لونڈیاں تھیں، میں نے کہا ذرا لونڈیاں دکھلایئے" نو لونڈیاں دکھلائیں، امامؑ نے فرمایا" ان کی ہمیں ضرورت نہیں ہے"، فرمایا" اور دکھلایئے" عرض کیا" اور کوئی نہیں ہے!" فرمایا" موجود ہے دکھلاؤ" کہا" خدا کی قسم وہ تو بیمار ہے" فرمایا" آخر دکھلانے میں کیا حرج ہے؟" اس نے انکار کیا، آپ واپس تشریف لائے، دوسرے روز مجھے اس شخص کے پاس بھیجا، میں اس کے پاس آیا، اس نے کہا" کل تیرے ساتھ کون تھا؟ میں نے کہا" بنو ہاشم کا ایک آدمی تھا" کہا" کون سے بنو ہاشم میں سے؟" میں نے کہا" اس سے زیادہ، میں نہیں جانتا" کہا" میں تمہیں اس لونڈی کے بارے میں آگاہ کرتا ہوں، میں نے اس کو انتہائے مغرب سے خریدا ہے، مجھے اہل کتاب کی ایک عورت ملی، اس نے کہا لونڈی کو کس کی خاطر خریدا ہے؟" میں نے کہا" اپنی ذات کے لئے" کہا" تیرے جیسے کے لئے ٹھیک نہیں ہے، اس کو تمام زمین کے افضل ترین آدمی کے پاس ہونا چاہیئے تھوڑے عرصہ میں اس کے ہاں ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے دین میں تمام شرق و غرب داخل ہوگا۔ میں (خرید کر) لونڈی امامؑ کی خدمت میں لایا، چند دنوں میں ان کے بطن سے امام رضا علیہ السلام پیدا ہوئے۔

۳

خلیفہ مہدی نے حجاج کی خاطر ایک کنواں کھدوایا، جب سو قامت سے زیادہ کھودا گیا تو اس کے نیچے سے ہوا نکلی، تاریکی کی وجہ سے کنوئیں کی تہ کا پتہ نہیں چلتا تھا، دو آدمی اتارے گئے، جب باہر نکلے تو ان کے رنگ بدل گئے تھے، انہوں نے کہا: ہم دونوں نے وہاں ہوا کو دیکھا ہے، مکانات، مرد، عورتیں، اونٹ، بیل اور بکریاں بھی

"موجود ہیں"۔ اس بارے میں فقہاء سے دریافت کیا، وہ کوئی جواب نہ دے سکے، امام موسٰے کاظم علیہ السلام خلیفہ مہدی کے پاس تشریف لائے، اس نے امامؑ سے پوچھا، فرمایا "یہ لوگ اصحاب احقاب بقیہ قوم عاد ہیں، مکانات سمیت زمین میں غرق ہوگئے تھے"۔ آپ نے دونوں آدمیوں کے بیان کے مطابق فرمایا

۴

احمد بن عمر کا بیان ہے کہ میں نے اخرس کو امام موسٰی کاظم علیہ السلام کو برے الفاظ سے یاد کرتے ہوئے دیکھا، میں نے چھری خریدی، دل میں کہا کہ جب مسجد سے باہر آئے گا تو ضرور اس کو قتل کردوں گا۔ اسی انتظار میں بیٹھ گیا، مجھے امامؑ کا خط موصول ہوا جس میں تحریر تھا "میرے حق کی قسم اخرس سے باز آجاؤ، مجھے اللہ تعالٰی کافی ہے"۔ چند روز کے اندر اخرس فی النار والسقر ہوا۔

*

فصل ۱۰

اعلام امام رضا علیہ السلام

۱

مامون کے زمانے میں خراسان میں بارش بند ہوگئی، مامون کے پاس امامؑ تشریف لائے، عرض کیا "اے ابو الحسنؑ! لوگوں کی معیت میں بارش کی دعا فرمایئے جمعہ کا دن تھا، فرمایا "ایسا کروں گا"۔ لوگوں کو ہفتہ، اتوار اور سوموار کے دن روزہ رکھنے کا حکم دیا، سوموار کو صحرا میں تشریف لائے، لوگ بھی آگئے، منبر پر تشریف فرما ہو کر اللہ تعالٰے کی حمد و ثنا کی، پھر فرمایا اللھم انت یارب عظمت حقنا اھل البیت فتوسلو ابنا کما امرت واملوا فضلک ورحمتک وتوقعوا احسانک ونعمتک فاسقھم سقیۃ نافعۃ عامۃ غیر ضارۃ ولیکن ابتداء مطرھم بعد انصرافھم من مشھدھم الی منازلھم ومقرھم۔ راویوں کا بیان ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو نبی بنا کر بھیجا، ہواؤں نے بادلوں کا تانا تن دیا، بادل گرجے، بجلی چمکی لوگ کھسکنے لگے، فرمایا "ٹھہرے رہو، یہ بادل تمہارے لئے نہیں برسے گا، یہ فلاں جگہ جا کر برسے گا"۔ بادل آتے جاتے رہے، آخری بادل کڑک اور چمک کے ساتھ آگیا پھر لوگ کھسکنے لگے، فرمایا "کھڑے رہو، یہ فلاں شہر والوں کے ہاں برسے گا"۔ اسی طرح دس بادل آئے اور چلے گئے، گیارہواں بادل آیا، فرمایا "لوگو! یہ تمہاری خاطر آیا ہے۔ اللہ تعالٰے کے احسان کا شکر ادا کرو، اپنے گھروں کو چلے جاؤ، یہ اس وقت تک نہیں

برسے گا، جب تک تم اپنے اپنے گھروں میں نہ چلے جاؤ، بادل رکا رہا، لوگ گھروں میں پہنچ گئے تب بارش اس قدر برسی کہ ندی نالے بھر گئے، لوگ کہنے لگے۔ رسول اللہؐ کے فرزند کی برکت سے ایسا ہوا ہے۔

۲

مامون کے دربان نے کہا، اگر آپ سچے ہیں تو ان دو شیروں کی تصویروں کو زندہ کر دیجیئے جو مسند پر موجود ہیں، امامؑ نے چلا کر کہا: "اس فاجر کو پکڑ لو" اس کو پھاڑ ڈالو اور اس کی کوئی چیز باقی نہ رکھو" دونوں تصویریں شیر کی شکل میں تبدیل ہوگئیں، دربان کو پکڑ لیا، اس کی تکا بوٹی کر کے کھا گئے، لوگ حیرانی کے عالم میں دیکھتے رہ گئے۔ دونوں شیر دربان کا خاتمہ کرنے کے بعد امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا "اللہ کے ولی! (مامون کی طرف اشارہ کر کے کہا، اگر حکم ہو تو اس کو ختم کر دیں، مامون پر غشی کا دورہ پڑا، امام رضاؑ نے فرمایا "ٹھہر جاؤ" دونوں ٹھہر گئے، فرمایا (مامون پر) گلاب کا پانی ڈالو"۔ عرق گلاب ڈالا گیا تب ہوش میں آیا، شیروں نے عرض کیا" اجازت دیجئے، ہم اس کو اس کے ساتھی کے ساتھ ملا دیں" فرمایا " ایسا نہیں ہوگا۔ اللہ تعالےٰ کے کچھ مصالح ہوتے ہیں"۔ فرمایا" تم دونوں اپنی جگہ پر واپس چلے جاؤ"۔ دونوں جا کر پہلے کی طرح مسند پر شیر کی تصویر بن گئے

۳

مامون نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا" آپکے آباؤ اجداد کے پاس قیامت تک کا علم کان دما یکون تھا آپ ان کے وصی ہیں، یہ میری لونڈی حاملہ ہے اس کا حمل ہر بار گر جایا کرتا ہے"۔ تھوڑی دیر سر نیچے کر کے فرمایا" تم حمل کے اسقاط کا

خوف نہ کرو، یہ صحیح و سالم رہے گا، یہ ایک لڑکا جنے گی۔ جو اپنی ماں کے مشابہ ہوگا، اس کے دائیں ہاتھ اور پاؤں کی ایک چھوٹی انگلی زائد ہوگی"۔ لونڈی سے لڑکا پیدا ہوا اور وہ ویسا ہی تھا جیسا امامؑ نے فرمایا تھا۔

۴

احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے مروی ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط تحریر کیا کہ آپ اپنے دولت خانے پر مجھے اس وقت بلوایئے جب دشمنوں کا خطرہ نہ ہو ایک دن آپ نے میرے پاس سواری بھیجی، میں حاضر ہوا، عشائین کی نماز آپ کی اقتدا میں پڑھی، آپ نے علوم سے مجھے آگاہ کرنا شروع کیا، جب میں سوال کرتا تو جواب مرحمت فرماتے رات کا اکثر حصہ گذر گیا۔ غلام سے فرمایا وہ کپڑے لاؤ جس میں سویا کرتا ہوں تاکہ ان میں احمد بزنطی سو جائیں۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ مجھ سے دنیا میں کوئی شخص زیادہ اچھا نہیں ہے امامؑ نے میرے پاس سواری روانہ کی اور اپنے کپڑوں میں سونے کی عزت افزائی کی، امامؑ نے اٹھنا چاہا لیکن بیٹھ گئے۔ فرمایا" احمد! اپنے اصحاب پر اس بات کا فخر نہ کرنا، صعصعہ بن صوحان بیمار ہو گئے تھے، امیرالمومنینؑ نے ان کی عیادت اور عزت کی، حضرتؑ نے اپنا ہاتھ ان کی پیشانی پر رکھا اور ان کی دلجوئی کی۔ اٹھتے وقت فرمایا" صعصعہ! میں نے تیرے ساتھ جو سلوک کیا ہے، اس سے اپنے بھائیوں پر فخر نہ کرنا

۵

محمد بن فضل کا بیان ہے کہ میں امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے چند چیزیں آپ سے دریافت کیں، رسول اللہؐ کے ہتھیار کے متعلق پوچھنے کا ارادہ کیا لیکن بھول گیا، میں حسین بن بشار کے گھر آ گیا امام رضاؑ کے غلام نے آ کر مجھے ایک خط دیا جس میں تحریر تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم میں اپنے باپ کا نائب اور وارث ہوں جو چیزیں میرے باپ کے پاس تھیں وہ سب میرے پاس موجود ہیں رسول اللہؐ کے ہتھیار میرے پاس ہیں

فصل ۱۱

اعلام امام محمد تقیؑ علیہ السلام

(۱)

ابو ہاشم سے مروی ہے کہ ایک شخص امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا رسول اللہ کے فرزند میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے، وہ صاحب مال تھے، مجھے مال کا پتہ نہیں۔ میں کثیر العیال اور آپ کا دوست ہوں میری مدد فرمایئے فرمایا "عشا کی نماز ادا کرو تو محمد و آل محمد پر درود پڑھو اس صورت میں خواب میں تیرا باپ آئے گا اور مال سے آگاہ کرے گا اس نے یہ عمل کیا۔ اس کا باپ خواب میں آیا اور کہا "میرے فرزند مال فلاں جگہ موجود ہے، اس کو لے کر رسول اللہ کے فرزند کو آگاہ کرو کہ میں نے تجھے مال بتا دیا ہے"، اس شخص نے مال لے کر امامؑ کو آگاہ کیا اور کہا اس ذات کی حمد ہے جس نے آپ کو مکرم کیا اور چنا۔

(۲)

معمر بن خلاد سے مروی ہے کہ مجھے امام تقی علیہ السلام نے فرمایا "معمر سوار ہو جاؤ" عرض کیا "کہاں کا ارادہ ہے؟" فرمایا "جو میں کہتا ہوں سوار ہو جاؤ" ہم حضرت کے ساتھ سوار ہو کر ایک وادی میں جھاڑیوں کے پاس آئے، فرمایا "یہاں ٹھہر جاؤ" میں ٹھہر گیا، آپ چل پڑے اور ایک مدت تک غائب رہے پھر تشریف لائے، عرض کیا "میں آپ کے قربان جاؤں کہاں تشریف لے گئے تھے؟" فرمایا "میں نے ابھی ابھی اپنے والد کو خراسان میں دفن کیا ہے۔"

(۳)

عمران بن محمد اشعری کا بیان ہے کہ میں امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میری ضرورتیں پوری ہوگئیں، میں نے عرض کیا "ام الحسن سلام کہتی ہے اور آپ کے کپڑوں میں سے ایک کپڑا بطور کفن مانگتی ہے" فرمایا "اسے اسکی ضرورت نہیں ہے" میں چل پڑا، لیکن اس بات کا مطلب نہ سمجھ سکا، لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ تیرہ روز پہلے اس کا انتقال ہوگیا ہے۔

(۴)

محمد بن سہل سے مروی ہے کہ میں مکہ میں مجاور تھا، مدینہ میں امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کپڑا مانگنے کا ارادہ کیا جس سے مجھے کفن دیا جائے، لیکن مانگنے کا موقعہ نہ ملا، خط لکھ کر کپڑا مانگنے کا ارادہ کیا، خط لکھ کر مسجد میں آیا، دو رکعت نماز پڑھی اور سو مرتبہ استخارہ کیا اور کہا اگر میرے دل میں یہ بات آئی کہ حضرتؑ کی خدمت میں خط بھیجوں تو بھیج دوں گا ورنہ پھاڑ دوں گا، دل میں خیال آیا کہ خط نہیں بھیجنا چاہیئے، میں نے خط پھاڑ ڈالا اور مدینہ سے روانہ ہو پڑا، میں سفر کر رہا تھا، اس دوران ایک قاصد رومال میں کپڑا لیئے ہوئے صفوں میں میری تلاش کر رہا تھا، پوچھا "محمد بن سہل قمی کون ہیں؟" میرے پاس آکر کہا کہ آپ کے پاس آپ کے آقاؑ نے یہ کپڑا بھیجا ہے"، احمد بن محمد کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن سہل کی موت کے بعد اسے غسل دیا اور اس کپڑے کا کفن پہنایا۔

(۵)

معتصم نے وزراء کی ایک جماعت سے کہا کہ امام محمد تقی علیہ السلام کے بارے میں جھوٹی گواہی دو کہ آپ ہمارے خلاف خروج کا ارادہ رکھتے ہیں، معتصم نے حضرتؑ کو بلایا اور کہا کہ آپ ہمارے خلاف بغاوت کرنا چاہتے ہیں، فرمایا "خدا کی قسم میں نے تو کوئی چیز بھی نہیں

کی" کہا" فلاں فلاں آدمی اس بات کی شہادت دیتے ہیں" انہیں بلایا گیا اور انھوں نے کہا، ہاں آپ بغاوت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور یہ خطوط آپ کے بعض نوکروں سے ملے ہیں۔ معتصم برآمدہ میں بیٹھا تھا آپؑ نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا" پالنے والے! اگر یہ جھوٹے ہیں تو ان کو پکڑ لے" راوی کا بیان ہے کہ ہم نے برآمدہ کو نیچے اوپر آتا جاتا دیکھا، یہ دیکھ کر معتصم نے کہا" رسول اللہؐ کے فرزند میں توبہ کرتا ہوں، اللہ تعالےٰ سے دُعا کیجیے کہ یہ ٹھہر جائے" فرمایا" اے معبود! اس کو ساکن کر دے، تو جانتا ہے کہ یہ تیرے اور میرے دشمن ہیں۔" برآمدہ ٹھہر گیا۔

فصل ۱۲

اعلام امام علی نقی علیہ السلام

①

ابو ہاشم جعفری نے امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ "آقا! میرے حق میں اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیے کہ مجھے آپ کی زیارت کی قوت عطا کرے" فرمایا" اے ابو ہاشم! اللہ تعالیٰ تمھیں اور تمہارے گھوڑے کو طاقت عطا کرے" ابو ہاشم صبح کی نماز بغداد میں ادا کرتے، گھوڑے پر سوار ہو جاتے، زوال کے وقت سامرہ میں امامؑ کے پاس حاضر ہو جاتے اور پھر اسی روز واپس بغداد چلے جاتے تھے[1]

②

ابو ہاشم سے مروی ہے کہ میں امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے میرے ساتھ ہندی زبان میں کلام کیا، میں اچھی طرح ہندی میں جواب نہ دے سکا آپ کے سامنے سنگریزوں کا بھرا ہوا پیالہ رکھا تھا، ایک سنگریزہ اٹھایا اور منہ میں رکھ کر تھوڑی دیر چوسا پھر میری طرف پھینکا، میں نے اٹھا کر منہ میں رکھ لیا، خدا کی قسم میں حضرت کے ہاں سے ابھی اٹھا نہیں تھا کہ میں نے ۷۳ زبانوں میں گفتگو کی، سب سے پہلے میں نے ہندی زبان میں گفتگو کی۔

[1] بغداد اور سامرہ کے درمیان تقریباً اسّی میل کا فاصلہ ہے۔ ۱۲ مترجم

(۳)

ابو ہاشم جعفری سے مروی ہے کہ میں امامؑ کے ساتھ سامرہ سے باہر نکلا، میں نے آپ کی خدمت میں تنگدستی اور پریشان حالی کی شکایت کی، آپ نے ریت پر ہاتھ رکھا، ایک مٹھی ریت کی اٹھا کر مجھے دی اور فرمایا "ابو ہاشم! اس سے خوش حالی حاصل کرو اور دیکھو جو کچھ دیکھا ہے اس کو پوشیدہ رکھنا" میں نے ریت کو چھپا دیا جب گھر واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ چمکتا ہوا خالص سونا ہے، میں نے اپنے گھر سنار کو بلوایا، اس نے کہا اس جیسا بہترین سونا میں نے کبھی نہیں دیکھا، کہاں سے لیا ہے؟ میں نے کہا "مدت سے ہماری بوڑھی عورتیں اسے چھپائے چلی آئی ہیں۔

(۴)

ابو ہاشم سے مروی ہے کہ میں مدینہ میں تھا واثق کے زمانے میں ایک ترکی دیہاتیوں کی تلاش میں مدینہ آیا، امامؑ نے فرمایا "چلو ذرا ترکی کو دیکھیں" ایک جگہ آکر ہم رک گئے ہمارے قریب سے ترکی کا گزر ہوا۔ امامؑ نے اس سے ترکی زبان میں کلام کیا، ترکی گھوڑے سے اتر پڑا، اور امامؑ کے گھوڑے کے سموں کو چومنے لگا، میں نے ترکی کو قسم دے کر پوچھا کہ اس شخص نے تم سے کیا کہا ہے؟ کہا مجھے اس نام سے آپ نے پکارا ہے جو ترکی علاقہ میں بچپن میں میرا نام رکھا گیا تھا، صرف میں ہی اس بات کو جانتا ہوں

(۵)

متوکل ایک پھوڑے میں مبتلا ہوا جس کی وجہ سے مرنے کے قریب ہو گیا اس کی ماں نے منت مانی کہ اگر میرا فرزند ٹھیک ہو گیا تو میں امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں بہت سا مال پیش کروں گی، فتح بن خاقان نے متوکل سے کہا کہ آپ کے علاج سے طبیب عاجز آ گئے

ہیں، اگر آپ ابوالحسنؑ کو بلوا کر اس بارے میں دریافت کریں تو بہتر ہو گا ممکن ہے کہ ان کے پاس کوئی تدبیر ہو جس سے یہ پھوڑا ٹھیک ہو جائے، قاصد امامؑ کو بلا کر لایا، آپ نے فرمایا کہ "کسب الغنم کو گلاب کے پانی میں بھگو کر پھوڑے پر لگا دو" اللہ کے حکم سے یہ چیز فائدہ دے گی، یہ علاج کیا گیا پھوڑا بہہ پڑا، گندہ مواد نکل گیا۔ متوکل کی ماں اپنے بیٹے کی عافیت سے خوش ہوئی، اپنی مہر کے ساتھ امامؑ کی خدمت میں دس ہزار دینار روانہ کئے، کچھ دنوں کے بعد بطحائی نے متوکل کے پاس امامؑ کی چغلی کی کہ امامؑ کے پاس، بہت سا مال اور ہتھیار موجود ہیں، متوکل سعید دربان کے پاس آیا اور کہا کہ رات کے وقت امامؑ پر ٹوٹ پڑو، ہتھیار اور مال سب کچھ چھین لو، ابراہیم بن محمد کا بیان ہے کہ مجھ سے سعید دربان نے بیان کیا کہ میں رات کے وقت امامؑ کے گھر گیا، میرے پاس سیڑھی تھی اس کے ذریعے چھت پر چڑھ گیا، ایک روشن دان میں پہنچ گیا لیکن گھر میں اس قدر تاریکی تھی کہ کچھ سجھائی نہ دیتا تھا، امامؑ نے مجھے آواز دی "اے سعید! ٹھہرو، میں تمہارے لئے چراغ لاتا ہوں، آپ چراغ لائے، میں گھر میں نیچے اتر آیا، آپ اون کا جبہ اور اون کی ٹوپی پہنے ہوئے تھے سامنے چٹائی پر سجدہ گاہ رکھی ہوئی تھی آپ قبلہ رو تھے، فرمایا "گھروں کی چھان بین کر لو" میں گھروں کے اندر چلا گیا، خوب چھان بین کی، لیکن کوئی چیز نہ پائی، صرف ایک تھیلی متوکل کی مہر کے ساتھ موجود تھی اور ایک مہر شدہ تھیلا بھی موجود تھا، امامؑ نے فرمایا "مصلے کی تلاشی بھی لے لو" میں نے مصلے کو اٹھایا، اس کے نیچے تلوار موجود تھی، میں یہ چیزیں لے کر متوکل کے پاس آیا۔ اس نے تھیلی پر اپنی ماں کی مہر دیکھی، اس کے پاس گیا اور تھیلی کے بارے میں پوچھا کہا میں نے منت مانی تھی کہ اگر تم بیماری سے ٹھیک ہو گئے تو میں ابوالحسنؑ کی خدمت میں اپنے

مال میں سے دس ہزار دینار دوں گی، تم بیماری سے ٹھیک ہو گئے میں نے دینار آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے اس نے دوسرے تھیلے کو کھولا، اس میں چار سو دینار تھے، حکم دیا کہ اس تھیلی کے ساتھ دوسری تھیلی شامل کی جائے مجھ سے کہا کہ میں یہ چیزیں ابوالحسنؑ کے پاس لے جاؤں، میں نے تلوار اور تھیلی وغیرہ تمام چیزیں واپس کر دیں مجھے شرم محسوس ہوئی، عرض کیا "آقا" میں آپ کے گھر میں آپ کی اجازت کے بغیر داخل ہوا تھا، فرمایا "وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔"

(۶)

صالح بن سعید سے مروی ہے کہ متوکل نے ابوالحسنؑ کو سامرہ میں بلایا جب آپ تشریف لائے تو آپ کو کمینے لوگوں کی سرائے میں ٹھہرایا گیا، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تمام حالات سے آگاہ کیا، یہ لوگ آپ کے نور کو ختم کرنا چاہتے ہیں اس لئے آپ کو یہاں ٹھہرایا ہے فرمایا "فرزند سعید! وہاں دیکھو" پھر ہاتھ سے اشارہ کیا وہ جگہ باغات اور چمنستان میں تبدیل ہو گئی، جس میں حوریں اور غلمان پھرتے تھے، میری آنکھ خیرہ ہو گئی۔ اور بے حد حیران ہوا۔ فرمایا، ہم جہاں کہیں بھی ہوتے ہیں۔ یہ چیزیں ہمیں مہیا ہوتی ہیں۔"

فصل ۱۳

اعلام امام حسن عسکری علیہ السلام

(۱)

ابو ہاشم سے مروی ہے کہ جب بھی میں امام علی نقی اور امام حسن عسکری علیہم السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے دلیل اور برہان کو دیکھا، میں نے ارادہ کیا کہ آپ سے پوچھوں کہ کس چیز سے انگوٹھی تیار کروں جو باعث برکت ہو لیکن میں یہ بات بھول گیا، اٹھنے کا ارادہ کیا، آپ نے میری طرف انگوٹھی پھینک دی، فرمایا "تم چاندی چاہتے تھے، میں نے انگوٹھی دیدی ہے، نگینہ نفع میں۔"

(۲)

فہفکی :- (امامؑ سے) عورت کمزور ہوتی ہے اور میراث کا ایک حصہ لیتی ہے اور مرد قوی ہونے کے باوجود) دو حصے لیتا ہے!

امامؑ :- عورت پر جہاد اور نان و نفقہ واجب نہیں ہے یہ سب باتیں مردوں پر واجب ہیں۔

فہفکی کا بیان ہے کہ میں نے دل میں کہا کہ یہ تو وہی سوال ہے جو ابن ابوالعوجاؔ نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کیا تھا اور یہی جواب امامؑ نے دیا تھا، فرمایا "ہاں! یہ ابن ابوالعوجاؔ کا مسئلہ ہے ہماری طرف سے جواب بھی ایک ہے جب مسئلہ بھی ایک ہے، ہمارا اوّل آخر علم اور امر میں برابر ہیں، رسول اللہؐ اور امیر المومنینؑ صاحب حقیقت ہیں۔

(۳)

محمد بن صالح نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے آیت للہ الامر من قبل ومن بعد کے بارے میں پوچھا، فرمایا لہ الامر من قبل ان یامر بہ ولہ الامر من بعد ان یامر بہ بما یشاء میں نے دل میں کہا" اس بارے میں آیت بھی ہے الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین" فرمایا" جس طرح تم نے پوشید رکھا ہے" اس کا یہی مطلب ہے الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین" میں نے عرض کیا" میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کی حجت ہیں، اللہ کی مخلوق میں اللہ کی حجت کے فرزند ہیں

(۴)

ابو ہاشم سے مروی ہے کہ میں نے امام سے اس آیت کا مطلب پوچھا ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات" فرمایا تمام کے تمام آل محمدؐ ہیں، ظالم نفس وہ ہے جس نے امام کا اقرار نہ کیا، مقتصد عارف بالامام ہے، سابق بالخیرات خود امامؑ ہے، میں آل محمدؐ کی خداداد عظیم مرتبت کے بارے میں دل میں غور کرنے لگا اور رو پڑا، میری طرف دیکھ کر فرمایا" آل محمدؐ کے جس بڑے مرتبہ کا تم نے دل میں خیال کیا ہے آل محمدؐ کی شان اس سے بڑی ہے، اللہ کا شکر ادا کرو اس نے تمھیں آل محمدؐ کی رسی پکڑنے والا بنایا، قیامت کے روز جب تمام لوگ اپنے اپنے امام کے ساتھ بلائے جائیں گے تو آل محمدؐ کے ساتھ بلایا جائے گا، تمھاری بازگشت بھلائی پر ہے۔"

(۵)

محمد بن صالح نے امام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب" فرمایا" وہ چیز مٹا دی جاتی ہے جو پہلے موجود ثابت ہوتی ہے، جو پہلے موجود نہ ہو" میں نے دل میں کہا کہ یہ بات تو ہشام بن حکم کے مذہب کے خلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت چیز کو نہیں جانتا جب تک موجود نہ ہو جائے حضرت نے میری طرف ترچھی نگاہ سے دیکھ کر فرمایا" اللہ جبار، حاکم چیزوں کو موجود ہونے سے پہلے جانتا ہے، میں نے عرض کیا" آپ حجۃ اللہ ہیں۔

(۶)

ابو ہاشم کا بیان ہے کہ میں نے امامؑ کو فرماتے سنا کہ جنت کے ایک دروازے کا نام معروف ہے، جس میں اہل معروف داخل ہونگے، میں دل میں اللہ تعالیٰ کی حمد بجالایا لوگوں کی حاجت روائی کے باعث خوش ہوا۔ امامؑ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا "ادھر آؤ" جب میں حاضر ہوا تو فرمایا "تم کون ہوتے ہو، جو لوگ اہل معروف دنیا میں ہیں، وہی اہل معروف آخرت ہوں گے، اللہ تعالیٰ تمھیں ان میں قرار دے۔

*

فصل ۱۴

اعلام قائم آلِ محمدؐ عجل اللہ فرجہٗ

①

جعفر بن محمدؑ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب قائمؑ مکہ میں کھڑے ہوں گے اور کوفہ کی طرف جانے کا ارادہ کریں گے، تو منادی ندا دے گا، کوئی شخص اپنے ساتھ کھانا اور پانی نہ لے، آپ کے ساتھ موسیٰ بن عمران کا پتھر ہوگا، جس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے تھے، جس منزل میں قیام کریں گے، اس پتھر کو نصب کریں گے اس سے چشمے جاری ہوں گے بھوکا سیر اور پیاسا سیراب ہو جائیگا، یہی انکی زاد راہ ہوگی، کوفہ کے باہر نجف میں قیام فرمائیں گے، وہاں دودھ اور پانی کا ہمیشہ جاری ہونے والا چشمہ جاری ہوگا جس سے بھوکے سیر اور پیاسے سیراب ہوں گے۔

②

ابو محمدؑ کے نوکر نسیم سے مروی ہے کہ میں صاحب الزمانؑ کی ولادت کے دس روز بعد امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، مجھے چھینک آگئی تو فرمایا "اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے" میں خوش ہوا، فرمایا "تمھیں چھینک کے متعلق خوشخبری سناؤں؟" میں نے کہا "ہاں" فرمایا اس سے تین دن تک موت سے امان ملتی ہے۔

احمد بن راشد اپنے مدائن کے بعض بھائیوں سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دوست کے ساتھ حج کر رہا تھا ناگاہ ایک نوجوان کو بیٹھا ہوا دیکھا جس نے آزار اور چادر پہنی ہوئی تھی، ہم نے دونوں کی قیمت ڈیڑھ سو لگائی۔ آپ کے پاؤں میں زرد رنگ کی جوتی تھی، آپ پر نہ کوئی غبار تھا اور نہ ہی سفر کرنے کی کوئی علامت موجود تھی، ایک سائل آپ کے قریب ہوا۔ آپ نے مٹی اٹھا کر اس کو دی، سائل نے آپ کے لئے بہت دعا کی، نوجوان اٹھ کر چلا گیا اور غائب ہوگیا ہم سائل کے قریب ہوگئے، پوچھا "آپکو کیا دیا ہے؟" کہا سونے کا سنگریزہ" ہم نے وزن کیا تو بیس مثقال تھا، میں نے اپنے ساتھی سے کہا آقا تو ہمارے ساتھ تھے، ہم آپ کو پہچان نہ سکے، چلو آپ کو تلاش کریں، ہم نے تمام مواقف میں تلاش کیا، لیکن آپکو نہ پایا، واپس آکر ان لوگوں سے پوچھا جو حضرت کے گرد تھے، کہا ایک علوی نوجوان تھا ہر سال مدینہ سے پیدل آکر حج بجا لاتا ہے۔

④

محمد بن حسین سے مروی ہے کہ مجھے استرآباد کے ایک شخص نے بتایا کہ میں سامرہ گیا، میرے پاس ایک پارچے میں بیس دینار تھے، جن میں ایک دینار شامی تھا، میں امامؑ کے دروازے پر پہنچا اور بیٹھ گیا، لڑکا باہر آیا، کہا "جو کچھ تمہارے پاس ہے مجھے دو" میں نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے" اندر چلا گیا پھر باہر آیا، کہا "تیرے پاس تیس دینار سبز کپڑے میں بندھے ہوئے ہیں، جن میں ایک دینار شامی ہے" میں نے تمام دینار آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔

⑤

ابن مسرور طباخ سے مروی ہے کہ میں عسرت میں گرفتار تھا، حسن بن راشد کے گھر گیا مگر وہ نہ ملے، میں واپس ابو جعفر کے شہر میں آیا، میں میدان میں آیا، میرے سامنے ایک آدمی آیا؛

ایسا خوبصورت آدمی میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا، میرا ہاتھ پکڑا اور ایک سفید ہتھیلی تھما دی، ہتھیلی پر یہ عبارت تحریر تھی، "بارہ دینار مسرور طباخ"۔

(۶)

حسن بن حسین استر آبادی سے مروی ہے کہ میں طواف کر رہا تھا، طواف کے بارے میں مجھے شک ہوا، ایک خوبصورت جوان میرے سامنے آیا، فرمایا "ایک اور ہفتہ طواف کرو"۔

(۷)

محمد بن شاذان سے مروی ہے کہ میں نے بیس درہم اپنی طرف سے شامل کر کے پانچ صد درہم محمد بن احمد قمی کے پاس بھیج دیئے اس بارے میں کوئی خط نہ لکھا، میرے پاس خط موصول ہوا کہ ہم نے پانچصد درہم وصول کر لئے ہیں، جن میں بیس درہم تمہارے ہیں۔

(۸)

ابو رجا مصری جو صالح انسان ہیں، بیان کرتے ہیں کہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کے انتقال کے بعد امامؑ کی تلاش میں نکلا، دل میں کہا، اگر کوئی چیز ہے تو تین سال کے بعد ظاہر ہوگی، میں نے آواز سنی، لیکن آواز والے کو نہ دیکھا "اے نصر بن عبدویہ تم اہل مصر سے کہو، کیا تم نے رسولؐ اللہ کو دیکھا تھا، جس پر ایمان لائے، مجھے تعجب ہوا کہ میرے باپ کا نام عبدویہ کیسے معلوم ہوگیا؟ میں مدائن میں پیدا ہوا، مجھے ابو عبداللہ نوفلی مصر میں لائے، میری نشوونما مصر میں ہوئی، جب کوئی چیز میرے سامنے ظاہر نہ ہوئی تو وہاں سے روانہ ہوگیا۔

باب ۱۵

ائمہ اثناء عشرؑ

کی امامت کی صحت پر دلائل

حبابہ الوالبیہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنینؑ مسجد کوفہ کے صحن میں تشریف فرما تھے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، عرض کیا "اے امیر المؤمنینؑ! امامت کی کیا علامت ہے؟" آپ نے وہاں ایک پڑے ہوئے سنگ ریزے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "یہ مجھے دیدو" میں نے سنگ ریزہ خدمت میں پیش کر دیا آپ نے اس پر اپنی مہر لگائی، فرمایا "اے حبابہ اجب کوئی امامت کا دعویٰ کرے جس طرح تو نے مجھے کرتے ہوئے دیکھا ہے اگر وہ اسی طرح کرے تو سمجھ لینا کہ وہ واجب اطاعت امام ہیں" امیر المؤمنینؑ کے انتقال کے بعد میں امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ مجلس امیر المؤمنینؑ پر تشریف فرما تھے، لوگ مسائل دریافت کر رہے تھے فرمایا "حبابہ [illegible] سنگ ریزہ لاؤ، میں نے پیش کر دیا آپ نے امیر المؤمنینؑ کی طرح اس پر مہر لگائی، پھر میں امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں رسول اللہؐ کی مسجد میں گئی۔ آپ نے مجھے قریب بٹھایا اور خوش آمدید کہا۔ فرمایا امامت کی علامت معلوم کرنا چاہتی ہو؟ میں نے کہا "خدا کی قسم آقا ایسا ہی ہے" فرمایا "سنگریزہ لاؤ میں نے پیش کر دیا، آپ نے مہر لگا دی، پھر امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی [illegible] بوڑھی ہو چکی تھی، میری عمر ایک سو تیرہ سال تھی، میں نے آپکو رکوع و سجود

میں مصروف پایا، امامت کی علامت سے مایوس ہوگئی، آپ نے اپنی سبابہ انگلی سے میری طرف اشارہ کیا، میری جوانی واپس لوٹ آئی۔ فرمایا "تمہارے پاس جو چیز ہے وہ لاؤ" میں نے سنگریزہ پیش کیا، آپ نے اس پر مہر لگائی، پھر امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آئی، آپ نے اس پر مہر لگائی، پھر امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آئی، آپ نے اس پر مہر لگائی، پھر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں آئی آپ نے بھی مہر لگا دی، پھر امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں آئی، آپ نے بھی مہر لگا دی، عبداللہ بن ہشام کے قول کے مطابق اسکے بعد ۹ ماہ زندہ رہیں۔

★

علی علیہ السلام مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے، آپکے پاس اصحاب موجود تھے انہوں نے کہا، ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ دنیا اس قوم کے ہاتھ میں ہے اور آپ کے پاس نہیں" فرمایا" کیا ہم دنیا طلب کرتے ہیں اور ہمیں نہیں ملتی؟" پھر حضرت نے مسجد کے سنگریزوں کی ایک مٹھی بھر کر ہاتھ میں بند کی اور پھر کھول دی، تمام سنگریزے چمکتے ہوئے جواہر کی شکل میں تبدیل ہوگئے، فرمایا" یہ کیا ہیں" ہم نے دیکھا، وہ بہترین جواہر تھے، فرمایا" اگر ہم دنیا طلب کرتے تو وہ ہماری ہوتی، لیکن ہم تو اسے چاہتے ہی نہیں، پھر آپ نے جواہر کو پھینک دیا، وہ پہلے کی طرح سنگریزے ہوگئے

★

امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور غربت کی شکایت کی امامؑ رو پڑے، لوگ چلے گئے ان میں ایک مخالف بھی تھا، اس نے کہا تمہارا دعویٰ ہے کہ امامؑ کی دعا قبول ہوتی ہے، حالانکہ یہ بات غلط ہے وہ تو اپنی بے بسی کی وجہ سے

رو پڑے ہیں، وہ شخص واپس آیا اور عرض کیا" رسول اللہ کے فرزند! مخالف کی بات نے غربت سے زیادہ تکلیف دی ہے" فرمایا" اللہ تعالیٰ آسانی پیدا کرے گا" نوکرانی کو آواز دی فرمایا" میری روٹی لاؤ" جو کی دو روٹیاں لائی، جن پر بھوسی صاف دکھائی دے رہی تھی فرمایا! "ان کو لے لو" میں نے لیا، ان سے کوئی چیز خریدنے کا ارادہ کیا، راستے میں دائیں بائیں دیکھتا آیا کہیں خریدنے کی کوئی چیز نہ ملی اپنے محلہ میں آگیا وہاں الگ الگ دو دکانیں تھیں دکاندار دکان سے تھک کر سیدے میں آ چکے تھے۔ میں نے ایک دکان پر باسی مچھلی دیکھی دکاندار سے کہا روٹی کے عوض مچھلی لینا چاہتا ہوں کہا روٹی رکھدو مچھلی لے لو میں نے کہا نمک بھی چاہیئے کہا دوسری روٹی رکھدو نمک لے لو یہ چیزیں لے کر میں گھر آگیا، دروازہ بند کر کے مچھلی کو ٹھیک کرنے میں مصروف ہوگیا۔ مچھلی کے پیٹ سے ایک بہت بڑا موتی نکلا، اسی دوران میں دروازہ کھٹکا میں نے دروازہ کھولا، دونوں دکاندار دونوں روٹیاں لیکر آگئے انھوں نے کہا، آپ ہمارے بھائی ہیں روٹیاں مل کر کھائیں گے، دونوں چلے گئے ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ علی بن حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا کام آسان بنا دیا ہے، اللہ کا شکریہ ادا کرو

★

ابن ابی عوجہ اور تین اور دہریوں نے مکہ میں بیٹھ کر یہ معاہدہ کیا کہ قرآن مجید کا چوتھا حصہ ہر شخص اپنے ذمہ لے اور اس جیسا قرآن بنا کر اگلے سال لوگوں کے سامنے پیش کرے جب سال ختم ہوگیا تو یہ لوگ مقام ابراہیم پر جمع ہوئے، ایک نے کہا جب میں نے آیت یاارض ابلعی ماءک ویاسماء اقلعی وغیض الماء کو دیکھا تو قرآن کی مانند آیت بنانے سے رہ گیا، دوسرے نے کہا جب میں نے آیت فلما استیاسوا منہ خلصوا نجیا کو دیکھا تو میں مقابلہ کرنے سے مایوس ہوگیا یہ چاروں آدمی چپکے سے باتیں کر رہے تھے امام جعفر صادق

کا وہاں سے گزر ہوا، ان کی طرف متوجہ ہو کر یہ آیت تلاوت فرمائی قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ یہ سن کر وہ لوگ حیران ہو گئے

★

ابراہیم بن محمد ہمدانی سے مروی ہے کہ ابوجعفر ثانیؑ نے میرے پاس خط تحریر کیا کہ اس کو جب تک یحییٰ بن عمران زندہ ہیں کھولنا نہیں، کئی سال میرے پاس خط پڑا رہا جس روز یحییٰ بن عمران کا انتقال ہوا، میں نے خط کو کھول کر دیکھا، اس میں تحریر تھا "تم یحییٰ کے قائم مقام ہو جاؤ اور جو کام وہ کرتے تھے، تم کرتے رہو، ابراہیم کا بیان ہے کہ جب تک یحییٰ زندہ رہے اس وقت تک مجھے موت کا بالکل ڈر نہیں تھا۔

★

ابوبصیر سے مروی ہے کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ "ابوحمزہ کا کیا حال ہے"، میں نے عرض کیا "ٹھیک ہیں"، فرمایا "جب ان کے پاس جاؤ تو ان سے کہو کہ تم فلاں دن اور فلاں ماہ مر جاؤ گے"، میں واپس گیا ابوحمزہ کو آگاہ کیا، وہ اسی وقت اور اسی دن مر گئے

★

ابوو وانیق نے ایک شخص کو مال دیکر مدینہ میں عبداللہ بن حسن، آپ کے کئی اہل بیت اور امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا اور اس سے کہا کہ جا کر کہنا کہ میں خراسان کا آپ حضرات کا شیعہ اور محب ہوں وہاں کے شیعوں نے یہ مال آپ حضرات کی خدمت میں روانہ کیا ہے، فلاں فلاں شرط کے تحت ان کو مال دیدینا، جب وہ لوگ مال، وصول کر لیں تو ان سے مال لینے کی رسیدے لینا، وہ شخص مدینہ میں آیا اور لوگوں کو مال دیکر

رسیدیں لے لیں، لیکن جب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو آپ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرتؑ کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا "اللہ سے ڈرو، اہلبیت محمدؐ کو آرام کرنے دو، انھوں نے ابھی اولادِ مروان کی تکالیف اٹھائی ہیں، تمام کے تمام محتاج ہو چکے ہیں، میں نے عرض کیا، یہ کیا بات ہے؟" فرمایا میرے قریب آ جاؤ، میں قریب ہو گیا، مجھے وہ ساری گفتگو بتائی جو میرے اور دوانیق کے درمیان ہوئی تھی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ گفتگو کے وقت تیسرے آدمی تھے ابودوانیق نے کہا اہل بیت کا ہر فرد محدثؑ ہے اور جعفر بن محمد بھی محدثؑ ہیں۔

ابوعبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ بی بی عائشہ نے لوگوں سے کہا کہ میرے پاس اس شخص کو لے آؤ جو علی بن ابی طالبؑ سے نہایت دشمنی رکھتا ہو آپکی خدمت میں ایسا آدمی پیش کیا گیا، بی بی صاحبہ نے سر بلند کر کے فرمایا "تم علیؑ سے کتنی دشمنی رکھتے ہو؟" کہا "میں اللہ تعالیٰ سے تمنا کرتا ہوں کہ علیؑ یا آپ کے اصحاب میں سے کوئی شخص مل جائے تو اس کو تلوار کا وار لگاؤں اور یہ تلوار اس کے خون سے تر ہو جائے"، کہنے لگیں، تم مناسب آدمی ہو، میرا خط لے کر آپ کے پاس چلے جاؤ، خواہ سوار ہوں خواہ بیٹھے ہوں جا کر دے دو۔ اگر سوار ہوئے ہوں گے تو رسولؐ اللہ کے خچر پر سوار ہوں گے، اور کمان زین میں لٹکی ہوئی ہوگی، لوگ آپ کے پیچھے پرندوں کی صفوں کی طرح ہوں گے، اگر آپ کھانا پیش کریں تو نہ کھانا، کیوں کہ اس میں جادو ہوگا" وہ شخص روانہ ہو کر امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ خچر پر سوار تھے، آپ نے خط لیا، اس کی مہر کو توڑا، اس شخص سے کہا "تم ہمارے گھر آ گئے ہو، ہمارا کھانا اور پانی پینا ہوگا، اس شخص نے کہا" خدا کی قسم ایسا

نہیں ہو گا۔ حضرت نے رکاب سے پاؤں نکالا اور نیچے تشریف لائے آپ کے اصحاب نے آپکو گھیر لیا، اس شخص سے امیر المومنینؑ نے کہا، اگر میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو تم اس کی تصدیق کرو گے؟ عرض کیا" کیوں نہیں!" فرمایا" میں تمھیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ بی بی صاحبہ نے نہیں کہا تھا کہ میرے پاس وہ شخص تلاش کر کے لاؤ جو علیؑ سے سخت عداوت رکھتا ہو، تم لائے گئے، تم سے پوچھا کہ تم علیؑ سے کتنی عداوت رکھتے ہو؟ تم نے کہا میری اکثر اللہ تعالیٰ سے یہی تمنا رہتی ہے کہ علیؑ یا آپ کے اصحاب میرے قابو میں آ جائیں، میں اپنی تلوار کا ان پر وار کروں اور تلوار خون میں تر ہو جائے" کہا" ہاں یہ بات کہی تھی۔ فرمایا" میں تمھیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا اس نے یہ بات نہیں کہی تھی کہ تم میرا خط لے کر علیؑ کے پاس چلے جاؤ اور ان کے حوالے کر دو، وہ تمھیں سوار یا بیٹھے ہوئے ملیں گے اگر سوار ہوں گے تو رسول اللہ کے خچر پر سوار ہوں گے، کمان کو زین سے مشکا رکھا ہو گا، آپ کے پیچھے آپ کے اصحاب پرندوں کی طرح صفیں باندھے ہوئے ہوں گے؟ عرض کیا" ہاں یہ بھی کہا تھا" فرمایا" میں تمھیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم سے یہ نہیں کہا تھا" کہ اگر کھانا اور پانی دیں تو قبول نہ کرنا، کیونکہ اس میں جادو ہو گا" کہا" ہاں یہ بھی کہا تھا، اس شخص نے امیر المومنینؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو تمام روئے زمین سے میرے نزدیک آپ ناپسندیدہ انسان تھے، اب تمام لوگوں سے میرے نزدیک زیادہ محبوب ہیں، جو حکم ہو ارشاد فرمائیے" فرمایا" میرا یہ خط جا کر دے دینا اور کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں گھر بیٹھے کا حکم دیا تھا اور تم گھر سے باہر آ گئی ہو، ان دونوں طلحہ اور زبیر سے کہنا کہ تم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ انصاف نہیں کیا، اپنی بیویوں کو تو تم نے گھروں میں بٹھا رکھا ہے اور رسولؐ کی بیوی

کو باہر لے آئے ہو، اس شخص نے خط لا کر بی بی صاحبہ کی خدمت میں پھینک دیا اور حضرت کی گفتگو سے آپ کو آگاہ کیا، یہ شخص واپس امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور جنگ صفین میں حضرت کے قدموں میں شہید ہوا۔

*

سلیمان بن جعفر جعفری سے مروی ہے، کہ امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں الحمراء کی بالائی منزل پر میں موجود تھا، دسترخوان ہمارے سامنے لگا ہوا تھا، حضرت نے سر اٹھایا، ایک شخص کو جلدی جلدی آتے ہوئے دیکھا، آپ نے کھانے سے ہاتھ روک لیا، وہ شخص اوپر چڑھ آیا، عرض کیا کہ زبیری مر گیا ہے، آپ نے زمین کی طرف سر جھکا لیا، آپ کا رنگ زرد پڑ گیا" فرمایا" میرا خیال یہی تھا، آج رات اس نے ایک ایسے گناہ کا ارتکاب کیا ہے کہ اس سے بڑا گناہ نہیں ہو سکتا" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مما خطیٰئتھم اغرقوا فادخلوا نارا" پھر آپ نے کھانا شروع کیا، تھوڑی دیر میں آپ کا غلام آیا اور عرض کیا" زبیری مر گیا ہے" فرمایا موت کا باعث کیا چیز تھی؟ عرض کیا" کل رات اتنی شراب پی کہ اس میں غرق ہو کر مر گیا ہے۔"

*

ابو کہمس سے مروی ہے کہ میں مدینہ میں ایک ایسے گھر میں ٹھہرا ہوا تھا، جس میں ایک لونڈی رہا کرتی تھی، جو مجھے بھلی معلوم ہوئی تھی، ایک رات میں دروازے پر گیا، دروازہ کھولنے کو کہا اس نے دروازہ کھول دیا، میں نے ہاتھ بڑھا کر اس کا پستان پکڑ لیا، دوسرے روز ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں آیا۔ فرمایا" جو فعل تم نے کل رات کیا ہے، اس سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو۔

معزم اسدی سے مروی ہے کہ مدینہ میں میرا قیام ایسے شخص کے گھر میں تھا جس کی ایک لونڈی تھی جو مجھے بھلی لگتی تھی، میں دروازے پر آیا، لونڈی نے میرے لئے دروازہ کھولا، میں نے اس کا پستان پکڑ لیا، صبح کو ابو عبداللہؑ کی خدمت میں آیا، فرمایا "کہاں گل کھلائے؟" عرض کیا "میں تو مسجد سے الگ نہیں ہوا" فرمایا "تمھیں معلوم ہونا چاہیئے، کہ ہمارا امر پرہیز گاری سے مکمل ہوتا ہے،

★

ابراہیم بن معزم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں شام کو ابو عبداللہؑ کے ہاں سے مدینہ میں اپنے گھر آیا، میری والدہ میرے ساتھ تھی، میرا ماں کیساتھ جھگڑا ہو گیا میں نے اس کو گالیاں دیں صبح کو نماز پڑھ کر ابو عبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا خود ہی فرمایا "اے معزم! خالدہ نے تیرا کیا قصور کیا۔ کل رات تم نے گالیاں دیں، کیا تمھیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ تم اسکے شکم میں ساکن رہے، اس کی گود کے گھر میں تم نے پرورش پائی، اس کے پستانوں سے بطور شفا کے دودھ پیا" میں نے عرض کیا ایسا ہی ہے!" فرمایا" اس کو گالی نہ دینا۔

★

ابوبصیر سے مروی ہے کہ علی دراج بن دراج نے موت کے وقت بیان کیا کہ ابو جعفر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مختار نے مجھے مال کی وصولی پر متعین کیا، میں نے مال وصول کیا البعض مال ضائع ہو گیا، کچھ میں خود کھا گیا اور کچھ مختار کو دیدیا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اس بارے میں معاف کر دیں" فرمایا" اس بارے میں تجھے معافی ہے" میں نے عرض کیا کہ فلاں شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ اس نے حسنؑ بن علی علیہ السلام

سے رحبہ میں زمین طلب کی تھی، امام حسنؑ نے فرمایا "میں تیرے لئے ایک ایسا کام کرتا ہوں جو اس سے بہتر ہوگا، میں اور میرے آباء و اجداد تمھارے لئے جنت کے ضامن ہیں کیا یہ بات منظور ہے؟" عرض کیا" ہاں" میں نے ابو جعفرؑ کی خدمت میں عرض کیا "کیا جسطرح امام حسن علیہ السلام نے فلاں شخص کے لئے جنت کی ضمانت دی تھی" آپ میرے لئے جنت کی ضمانت اپنی اور اپنے آباءؑ کی طرف سے دلاتے ہیں؟" فرمایا" میں ضامن ہوں!" ابوبصیرؒ کا بیان ہے کہ وہ شخص یہاں تک کہہ کر انتقال کر گیا، میں نے یہ بات کسی کو نہ بتائی، میں کو حج کر کے مدینہ میں آیا، فرمایا" فلاں فلاں بات تمھیں بیان کی ہے" علیؑ نے جو جو باتیں بتائیں وہ سب مجھے امامؑ نے بتائیں، میں نے کہا" خدا کی قسم میرے پاس کوئی موجود نہ تھا جب اس نے باتیں بیان کیں، نہ ہی میرے منہ سے کوئی بات نکلی ہے" آپ نے کیسے معلوم کر لیا ہے؟" حضرت نے اپنے ہاتھ سے میری رانوں کو دبا کر فرمایا" اب چپ رہو"

حسن بن موسیٰ سے مروی ہے کہ میں جمیل بن دراج اور عائذ احمسی حج کے لئے روانہ ہوئے عائذ نے کہا مجھے ابو عبداللہؑ کے پاس کام ہے اور اس بارے میں آپ سے پوچھوں گا ہم حاضر ہو گئے۔ فرمایا جس نے فرائض کی بجا آوری کی اس سے اور کسی چیز کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا ہم اکٹھے کھڑے ہوئے، عائذ نے پوچھا" تمہاری کیا حاجت تھی؟" کہا" تم نے اس بات کو حضرت نے سن لیا ہے، نماز شب پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا، مجھے خوف ہوا۔ کہ کہیں اس میں گنہگار ہو کر ہلاک نہ ہو جاؤں۔

★

زیاد بن ابی خلال سے مروی ہے کہ لوگوں نے جابر بن یزید کے احادیث اور عجائب

کے بارے میں اختلاف کیا، میں ابوعبداللہؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے سوال کرنے سے پہلے حضرتؑ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ جابر بن یزید جعفی پر رحم کرے وہ ہمارے بارے میں سچ بات کہا کرتا تھا، مغیرہ بن شعبہ پر خدا لعنت کرے وہ ہم پر جھوٹ بولا کرتا ہے۔"

★

خالد بن نجیح سے مروی ہے کہ میں ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کے پاس لوگ جمع تھے میں نے دل میں کہا کہ ان کو پتہ نہیں ہے کہ وہ کس سے گفتگو کر رہے ہیں حضرتؑ نے مجھے آواز دے کر فرمایا "خدا کی قسم ہم مخلوق بندے ہیں ہمارا رب ہے جس کی عبادت کرتے ہیں، اگر ہم اس کی عبادت نہ کریں تو وہ ہمیں آگ کا عذاب دے گا" میں نے کہا "میں آپ کے بارے میں وہی بات کہوں گا جو آپ کے دل میں ہے" فرمایا "ہمیں پرورش شدہ بندے قرار دو، اور نبوت کے سوا ہمیں جو کچھ چاہو کہو۔

★

ایک جماعت نے بیان کیا جس میں یونس بن ظبیان، مفضل بن عمر، ابوسلمہ سراج اور حسین بن ابی فاختہ شامل ہیں کہ ہم ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے فرمایا ہمارے پاس زمین کے خزانے اور کنجیاں موجود ہیں، اگر میں اپنے پاؤں سے زمین پر ٹھوکر لگا کر کہوں کہ جو کچھ تم میں سونا اور چاندی موجود ہے نکال دو تو وہ ضرور نکال دے گی، حضرتؑ نے ایک پاؤں سے زمین پر خط کھینچا، جس سے سونے اور چاندی کے چشمے جاری ہو گئے آپ نے بالشت برابر سونے کی ڈلی باہر نکال کر فرمایا "اس کو دیکھو تاکہ تمھیں شک نہ رہ جائے" ہم نے دیکھا کہ وہ چمکتا ہوا سونا تھا، پھر فرمایا "زمین کی طرف دیکھو، ہم نے زمین کی طرف دیکھا تو اس میں بہت سے سونے کے چمکتے ہوئے ڈلے

ایک دوسرے پر پڑے ہوئے تھے، میں نے عرض کیا "میں آپ پر قربان ہو جاؤں آپ کو ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں اور آپ کے شیعہ محتاج ہیں" فرمایا "اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور شیعوں کے لئے دین اور آخرت کو جمع کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جنات نعیم میں داخل کرے گا اور ہمارے دشمنوں کو نار جحیم میں۔

★

داؤد بن قاسم جعفری سے مروی ہے کہ قم کے رہنے والے ایک شخص نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق سوال کیا۔ ان یسرق فقد سرق اخ لہ من قبل"۔ فرمایا "یوسفؑ نے چوری نہیں کی تھی، یعقوبؑ کے پاس منطقہ[1] تھا جو ابراہیمؑ سے بطور میراث پایا تھا، جو شخص اسے چرا لیتا وہ اس کا غلام ہو جاتا، جب کوئی انسان اسے چراتا جبرئیل آکر چور کے متعلق آگاہ کرتا، وہ چور سے واپس لے لیا جاتا، چور منطقہ کے مالک کا غلام ہو جاتا، منطقہ سارہ بنت اسحاقؑ بن ابراہیمؑ کے پاس تھا، سارہ یوسفؑ سے محبت کرتی اور آپ کو اپنا فرزند بنانا چاہتی، اس نے منطقہ لیا اور یوسف کی کمر میں باندھ دیا اور اوپر شلوار پہنا دی اور یعقوبؑ سے کہا منطقہ چوری ہو گیا ہے جبرئیل نے آکر کہا منطقہ یوسفؑ کے ساتھ ہے، سارہ کے فعل کی خبر نہ دی، یعقوبؑ نے یوسفؑ کی تلاشی لی، آپ اس وقت بچے تھے، منطقہ یوسف سے ملا، سارہ بنت اسحق نے کہا جب یوسفؑ نے منطقہ چرایا ہے تو آپ کو لینے کی میں سب سے زیادہ مستحق ہوں، یعقوبؑ نے کہا کہ یوسفؑ اس شرط پر تیرے غلام ہیں کہ نہ تو اس کو بیچ سکتی ہے اور نہ ہی بخش سکتی ہے

[1] کمر میں باندھنے کی پیٹی۔ ۱۲ مترجم

عرض کرنے لگی، میں اس بات کو قبول کرتی ہوں کہ آپ اس کو مجھ سے واپس نہ لیں اور میں ابھی آزاد کرتی ہوں" یعقوبؑ نے یوسفؑ کو سارہ کے حوالے کیا، اس نے اسی وقت آزاد کیا، اسی بنا پر یوسفؑ کے بھائیوں نے کہا ان یسرق فقد سرق اخ لہ" ابو ہاشم نے کہا میں دل میں سوچا کرتا تاکہ یعقوبؑ یوسف کے فراق میں اس قدر روئے کہ آپ کی آنکھیں سفید ہو گئیں، یوسفؑ اور یعقوبؑ کے درمیان فاصلہ بھی قریب تھا، میری طرف ابو محمد علیہ السلام نے متوجہ ہو کر فرمایا "اے ابو ہاشم! اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ، اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سام اعلیٰ کو یوسفؑ اور یعقوبؑ کے درمیان اٹھا دیتا، وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکتے، لیکن اللہ ایک مدت مقرر کرتا ہے، وہ اس کو کر کے رہتا ہے، ایک معلوم بات انتہا تک پہنچی ہے یہ تب ہوتا ہے، جب اللہ تعالےٰ کی طرف سے اپنے اولیاء کو اس بات کا اختیار ہوتا ہے،

★

محمد بن حسن بن میمون سے مروی ہے کہ میں نے امامؑ کی خدمت میں خط تحریر کیا، جس میں غربت کی شکایت کی، پھر میں نے دل میں کہا کہ ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ غربت ہمارے ساتھ اچھی ہے، اس سے کہ ہمارے غیر کے ساتھ تونگری ہو، ہمارے لئے قتل ہونا اچھا ہے اس سے کہ ہمارے غیر زندہ رہیں، حضرتؑ کا جواب آیا کہ "اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے گناہوں کو جب زیادہ ہو جائیں تو فقر کے ذریعے مٹاتا ہے، اور بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے، جس طرح تم نے دل میں کہا ہے وہ ایسا ہی ہے "فقر ہمارے ساتھ اچھا ہے، بہ نسبت ہمارے غیر کے اور اس کے ساتھ تونگری ہو، ہم اس شخص کیلئے گھوڑہ ہیں جس نے ہماری پناہ لی اور اس کیلئے نور ہیں، جس نے ہم سے روشنی

طلب کی اس کیلئے جائے پناہ ہیں، جس نے ہماری پناہ لی، جس نے ہمیں دوست رکھا وہ ہمارے ساتھ سام اعلیٰ میں مقیم ہوگا، جس نے ہم سے روگردانی کی وہ جہنم میں ہوگا اپنے دشمن کے جہنم میں چلے جانے کی گواہی دیتے ہو لیکن اپنے دوست کے جنت میں جانے کی گواہی نہیں دیتے، یہ محض کمزوری کا نتیجہ ہے،

★

امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں آپ کا ایک محب جو نگینوں کو کندہ کرنے کا کام کرتا تھا حاضر ہوا، عرض کیا "رسول اللہ کے فرزند! خلیفہ نے مجھے ایک بہت بڑا فیروزہ جو بہت ہی خوبصورت ہے، دیا ہے اور کہا ہے کہ اس میں فلاں فلاں نقش کندہ کر دو، میں جب اس پر لوہار کھا تو وہ دو ٹکڑے ہو گیا، اب میری ہلاکت کا وقت آگیا، میرے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائیے" فرمایا "انشاء اللہ تم پر کوئی خوف نہیں ہوگا" میں گھر چلا گیا، دوسرے روز خلیفہ نے بلایا اور کہا کہ "میری دو بیویوں نے نگینہ کے بارے میں جھگڑا کیا ہے، وہ اس بات پر راضی ہیں کہ اس کو ان کے لئے آدھا آدھا کر دیا جائے، اس کے دو حصے کر دو، میں نے اس کے دو نگینے بنا دیئے اور خلیفہ کے گھر جا کر پیش کر دیئے، اس کی دونوں بیویاں راضی ہو گئیں، خلیفہ نے مجھے اچھی مزدوری دی، اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں،

★

ابو طالبؑ نے فاطمہؑ بنت اسد سے فرمایا کہ علیؑ لڑکے ہیں اور بتوں کو توڑتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں قریش کے بڑے آدمیوں کو پتہ نہ چل جائے، عرض کرنے لگیں، میں آپ کو اس سے عجیب بات بتاتی ہوں کہ میں ایک روز اس جگہ سے گزر رہی تھی، جہاں

بت رکھے ہوئے تھے اور علیؑ میرے شکم میں تھے، اس نے دونوں پاؤں سختی سے میرے شکم میں اٹے رکھ دیئے کہ میں اس جگہ کے قریب جاؤں جہاں بت رکھے ہوئے ہیں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی خاطر کعبہ کا طواف کر رہی تھی۔

★

ابو جعفر علیہ السلام سے مروی ہے کہ امیر المؤمنینؑ مسجد میں تشریف فرما تھے؛ آپ کے گرد آپ کے اصحاب موجود تھے، آپکا ایک شیعہ حاضر ہوا، عرض کیا "یا امیر المؤمنینؑ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں"۔ فرمایا "سچ کہا!" ایک خارجی نے امتحان کی خاطر یہی سوال کیا۔ فرمایا "تم جھوٹے ہو، خدا کی قسم تم مجھ سے محبت نہیں کرو گے"۔ یہ سن کر وہ شخص رو پڑا، عرض کیا "ہاتھ بڑھایئے تاکہ آپ کی بیعت کروں" امیر المؤمنین نے فرمایا "کس بات پر؟" کہا "جس بات پر پہلے اور دوسرے نے عمل کیا" فرمایا "تم اپنا ہاتھ واپس کر لو، خدا کی قسم گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم گمراہی پر قتل ہو گئے ہو، اور عراق کے گھوڑوں نے تمہارے چہرے کو روند ڈالا ہے، تم اپنی قوم سے پہچانے نہیں جاتے اس شخص نے نہروان کے خارجیوں کے ساتھ خروج کیا اور قتل ہوا۔

★

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بھائی اسحٰق زاہد اور محمد دیباج آپ کے پاس آئے حضرت کو ایک ایسی زبان میں گفتگو فرماتے سنا جو عربی نہیں تھی، ایک صقلبی غلام آیا آپنے اس سے اس کی زبان میں گفتگو فرمائی، غلام چلا گیا اور آپ کے فرزند علی رضاؑ کو بلایا، امام موسیٰ کاظمؑ نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ میرے فرزند علی یہی ہیں، دونوں نے آپ کو اپنے سینہ سے لگایا اور بوسے دیئے پھر حضرت علیؑ نے حبشی غلام کے ساتھ حبشی زبان میں گفتگو کی۔

اور ایک غلام کے ساتھ اور زبان میں گفتگو کی حتیٰ کہ آپکے پاس پانچ فرزند پانچ غلاموں کے ساتھ لائے گئے جو مختلف زبان والے تھے، حضرت نے ہر ایک سے اس کی زبان میں بات چیت کی

★

محمد بن راشد اپنے جد سے روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس ایک مسئلہ پوچھنے گیا، معلوم ہوا کہ سید حمیری شاعر کا انتقال ہو گیا ہے آپ ان کے جنازے پر گئے ہیں، میں گورستان میں چلا گیا، میں نے فتویٰ پوچھا، آپ نے فتویٰ بتایا، جب میں اٹھنے لگا تو آپ نے میرا کپڑا پکڑ کر اپنی طرف کھینچا، فرمایا "اے گروہِ احداث تم نے علم کو چھوڑ دیا ہے" میں نے پوچھا "آپ اس زمانے کے امام ہیں" فرمایا "ہاں" میں نے کہا، کوئی دلیل اور نشانی؟" فرمایا "جو چاہو پوچھو، انشاء اللہ تعالیٰ تمہیں آگاہ کروں گا، میں نے عرض کیا "میرا بھائی مر گیا ہے، میں نے اس کو اس گورستان میں دفن کیا ہے، اسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ کر دیجئے" فرمایا "کیا تم اس بات کے اہل بھی ہو؟ ہاں تمہارا بھائی مومن تھا، اس کا نام ہمارے نزدیک احمد ہے، پھر حضرت احمد کی قبر پر تشریف لے گئے، دعا کی، قبر شگافتہ ہو گئی، احمد قبر سے باہر آ گیا اور کہا بھائی ان کی پیروی کرو اور ان کو نہ چھوڑو اور مجھ سے قسم لی کہ میں اس بات سے کسی کو آگاہ نہ کروں اور پھر اپنی قبر میں چلے گئے،

★

امیر المؤمنینؑ صفین کی طرف روانہ ہوئے، فرات کو عبور کیا، جبل کے پاس پہنچے نمازِ عصر کا وقت آگیا، بہت غور سے دیکھا، وضو کیا، اذان کہی، اذان سے فارغ ہوئے تو

پہاڑ دو ٹکڑے ہوا، ایک سفید سر ظاہر ہوا جس کی داڑھی اور چہرہ سفید تھا کہا "السلام علیکم یا امیر المومنینؑ و رحمۃ اللہ و برکاتہ مرحبا یا وصی خاتم النبیین و قائد الغر المحجلین و سید الوصیین" حضرت نے فرمایا "و علیک السلام یا اخی شمعون بن حمون الصفا وصی روح القدس عیسیٰؑ بن مریم مزاج کیسے ہیں؟" کہا خیریت سے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے میں روح القدس کے اترنے کا منتظر ہوں، اے بھائی علیؑ جس اذیت میں گرفتار ہو صبر کرو، کل حبیب سے ملو گے، میں آپ حضرات سے زیادہ کسی کو اللہ کی راہ میں مبتلا نہیں پاتا اور نہ ہی کوئی آپ حضرات سے زیادہ ثواب اور بلند مکان والا ہے "والسلام علیک یا امیر المومنین و رحمۃ اللہ و برکاتہ"، پہاڑ اس شخص پر مل گیا امیر المومنینؑ جنگ کی طرف روانہ ہوئے، عمار بن یاسرؓ، مالک اشتر ہاشم بن ابی وقاصؓ، ابو ایوب انصاریؓ، قیس بن سعد انصاریؓ، عمر بن حمق خزاعیؓ اور عبادہ بن صامتؓ نے اس شخص کے بارے میں پوچھا، فرمایا "یہ شمعون بن حمون الصفا وصی عیسیٰؑ ہیں"، لوگ یہ گفتگو سن رہے تھے ان کی جہاد میں بصیرت زیادہ ہوئی، عبادہ بن صامتؓ اور ابو ایوبؓ نے عرض کیا اے امیر المومنینؑ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں خدا کی قسم ہم اس طرح خود آپ کی مدد کریں گے جس طرح آپکے بھائی رسول اللہؐ کی مدد کیا کرتے تھے، خدا کی قسم صرف وہی مہاجر و انصار آپ کا ساتھ چھوڑ دے گا جو بدبخت ہوگا، حضرت نے ان دونوں کے حق میں دعائے مغفرت فرمائی۔

★

ایک شخص علی علیہ السلام کی خدمت میں آیا کہ میں "وادی القریٰ" کا رہنے والا ہوں اور خالد بن عرفطہ مر گیا ہے "فرمایا" نہیں مرا ہے" اور آپ نے اس سے منہ پھیر لیا، فرمایا "قسم ہے

اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، یہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک گمراہی کے لشکر کو کھینچ کر نہیں لائے گا جس کا علم حبیب بن جماز اٹھائے گا ابو حمزہ ثمالی نے کہا "خدا کی قسم خالد بن عرفطہ اس وقت تک نہیں مرا جب تک کہ (معاویہ نے) عمر بن سعد بن ابی وقاص کو نہ بھیجا اور اس کے ساتھ خالد بن عرفطہ تھا، جو مقدمہ لشکر پر تھا اور حبیب بن جماز صاحب رایت تھا۔

★

اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے، کہ امیر المومنینؑ نے کوفہ سے مدائن جانے کا حکم دیا۔ ہم اتوار کو چل پڑے، عمرو بن حریث نے ۹ آدمیوں کے ساتھ تخلف کیا، یہ لوگ حیرہ چلے گئے، جس کو خورنق کہتے ہیں، انھوں نے کہا بدھ کے روز روانہ ہو کر حضرتؑ کے لشکر سے مل جائیں گے، ایک گوہ ظاہر ہوئی، عمرو بن حریث نے پکڑ لیا، ہاتھ پر بیٹھا کر اپنے ساتھیوں سے مذاق کے طور پر کہا، یہ امیر المومنینؑ (نعوذ باللہ) ہیں، اس کی بیعت کرو، انھوں نے بیعت کی جمعہ کے روز مدائن میں آئے، مسجد کے دروازے پر اتر پڑے، حضرت امیرؑ منبر پر خطبہ فرما رہے تھے، یہ لوگ چپکے سے مسجد میں داخل ہوئے، حضرت علیؑ نے دیکھ لیا فرمایا "اے لوگو! رسول اللہؐ نے مجھے ایک ایسی علم کی حدیث تعلیم کی جس میں ہزار باب تھے میرے لئے ہر باب سے ہزار ہزار باب علم کے اور کھل گئے، میں نے اللہ تعالیٰ کو فرماتے سنا کہ قیامت کے روز ہر شخص اپنے امام کے ساتھ اٹھایا جائیگا، میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ قیامت کے روز میرے لشکر سے نو آدمی ایسے اٹھائے جائیں گے جو اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ میرے اصحاب ہیں اور ابھی ابھی میرے لشکر میں آکر ملے ہیں ان کا امام گوہ ہوگی جسکو انھوں نے راستہ میں پکڑا ہے اور اس کی بیعت کی ہے اگر میں چاہوں تو ان کے نام

تبا سکتا ہوں۔" ہم نے دیکھا کہ عمرو بن حریث کا خباثت اور نفاق کی وجہ سے بُرا حال تھا۔

*

مسجد کوفہ میں ایک عورت نے اپنے شوہر کے خلاف حضرت علیؑ کی خدمت میں مقدمہ پیش کیا، علیؑ نے اس کے حق میں فیصلہ کیا، کہنے لگی "آپ نے انصاف سے فیصلہ نہیں کیا" فرمایا "اے جوبہ! اے بدیہ! اے سلقع تو جھوٹی ہے"، سلقع اس عورت کو کہتے ہیں جو اس جگہ سے حاملہ نہیں ہوتی جس جگہ سے اور عورتیں حاملہ ہوتی ہیں نہ ہی اور عورتوں کی طرح حاملہ ہوتی ہے واویلا کرتی اور بکتی ہوئی چلی گئی اور کہا آپ نے میرا وہ پردہ چاک کیا ہے جسکو میرا شوہر اور میرے والدین نہیں جانتے تھے، عمرو بن حریث نے اس بات کو سنا اور حضرت کو آگاہ کیا۔ اور کہا "ہمیں آپکی کہانت کا علم ہے" فرمایا "اے عمرو! تمھارے لئے ویل ہو، یہ کہانت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص میں مومن ہونا، کافر ہونا، اس کے نیک اور بد اعمال لکھ دیئے ہیں اس بارے میں اپنے نبیؐ پر قرآن نازل کیا ہے، انی فی ذٰلک لایات للمتوسمین رسول اللہؐ متوسم تھے، آپ کے بعد میں ہوں، میرے بعد میری اولاد کے ائمہ متوسم ہونگے میں نے اس عورت کے بارے میں حق فیصلہ کیا ہے۔

*

امیر المومنینؑ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، ایک عورت حضرت کی توہین کرتی ہوئی آئی جس کے باپ اور بھائی کو آپ نے نہروان کی جنگ میں قتل کیا تھا کہنے لگی "اے بھائی کے قاتل اور بچوں کو یتیم کرنے والے" فرمایا "یا سلقع یا مربہ یا مذکرہ یا سلقلق یہ اوصاف اس عورت کے ہیں جس کو دُبر سے حیض آتا ہو" فرمایا، یا صاحبۃ الشیٔ المدلّی"، یہ سن کر چیختی ہوئی چلی گئی، عمرو بن حریث جو مرد انی المذہب تھا، اس سے جا کر ملا، کہنے لگی آپ نے

ایسی بات کی خبر دی ہے جس کی سوا میری ماں کے کسی کو خبر نہیں تھی، عمرو کی عورت نے اس کو دیکھا کہ کوئی چیز اس کے گھٹنے پر لٹکی ہوئی تھی، ایک اور روایت میں ہے کہ ایک اور عورت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ آپ نے تمام قبائل کو بخشش دی ہے لیکن قبیلہ مراد کو کوئی چیز نہیں دی فرمایا "یا صلقع یا سلقلقہ یا مجنبع یا قوضع۔ عمرو جا کر ملا تو اس نے ان باتوں کا اقرار کیا اور کہا کہ سلقع ہوں حیض نہیں آتا، قوضع ہوں شوہر کے گھر کو برباد کیا ہے، مجنبع ہوں، بانجھ ہوں، عمرو نے کہا "علیؑ کو ان باتوں کا علم کیسے ہو گیا، معلوم ہوتا ہے جادوگر ہیں؟" اس نے کہا "میں اتنا جانتی ہوں کہ جو کچھ کہا ہے وہ نقائص مجھ میں موجود ہیں۔

*

ایک شخص کا بیان ہے کہ مجھے ایک شخص رافضی کہہ کر تکلیف دیا کرتا اور گالیاں دیتا وہ بستی میں بندر کے لقب سے مشہور تھا، میں نے ایک سال حج کیا، ابو عبد اللہ علیہ السلام سے ملا، آپ نے خود فرمایا "بستی کا بندر مر گیا ہے" میں نے کہا "کب" فرمایا "آج اور اس وقت" میں کوفہ میں آیا، میرا بھائی ملا، میں نے کہا "بستی میں کون مرا ہے"؟ کہا "بستی کا بندر" میں نے کہا کب؟" کہا "فلاں دن اور فلاں وقت" یہ میرے آقا ابو عبد اللہؑ کے فرمان کے مطابق تھا۔

*

صادق آل محمدؐ کی خدمت میں خراسان کے لوگ حاضر ہوئے، فرمایا "اللہ تعالٰی نے دو شہر بنائے ہیں، ایک مشرق میں ہے دوسرا مغرب، ہر ایک شہر کی فصیل لوہے کی ہے اس میں سونے کے ہزاروں دروازے ہیں، ہر دروازے کے دو پاٹ ہیں، ہر شہر میں ستر ہزار انسان مختلف

زبانوں والے رہتے ہیں، قبل تمام انسانوں کی بولیاں جو کچھ ان شہروں میں ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے جانتا ہوں، اسی طرح میرے آباؤ اجداد جانتے ہیں اور اسی طرح میرے فرزند جانیں گے،

*

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ اپنے اصحاب کے ساتھ کوفہ کے باہر تشریف لائے، فرمایا "ایک دن یہاں نہر جاری ہوگی، جس میں پانی جاری ہوگا کیا اس کے متعلق میری تصدیق کرتے ہو؟" عرض کیا "یا امیر المومنینؑ! یہ بات ہوگی" فرمایا "خدا کی قسم ضرور ہوگی، گویا میں اس جگہ اس نہر کو دیکھ رہا ہوں، اس میں پانی لگاتار جاری ہے اور اس سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہے" جس طرح آپ نے فرمایا، ویسا ہی ہوا۔

*

جندب بن زبیر سے مروی ہے کہ ہم حضرت علیؑ کے ساتھ خوارج کے پاس آئے تلاوت قرآن کی وجہ سے انکی آواز شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح آرہی تھی، جب میں نے یہ بات دیکھی تو گھوڑے سے اتر پڑا نیزہ گاڑ دیا، ٹوپی اتار دی، نماز پڑھنے لگا، دعا کی! "معبود! اگر ان لوگوں سے لڑنا تیری رضامندی ہے تو مجھے ایسی بات دکھلائیے جس سے حق کو پہچان سکوں، اگر اس سے تیری ناراضگی ہے تو مجھے اس بات سے دور رکھ" حضرت علیؑ تشریف لائے، رسول اللہ کے خچر سے اتر پڑے، فرمایا "میں ایک قاصد ان کے پاس روانہ کردوں گا، جو انھیں کتاب اور سنت نبی کی دعوت دیگا، یہ اس کا چہرہ تیروں سے چھلنی کر دیں گے، وہ قتل ہو جائیگا" حضرت نے ندا دی "کون شخص قرآن لیکر اس قوم کیطرف جاتا ہے جو انکو کتاب اور سنت نبی کی دعوت دے، وہ قتل کیا جائے گا، اس کے لئے

جنت ہوگی، ایک نوجوان کے سوا کسی نے ہاں نہ بھری، جو بنو عامر بن صعصعہ سے تھا حضرتؑ نے اس کی جوانی کو دیکھ کر فرمایا "اپنی جگہ لوٹ جا" پھر ندا دی، لیکن اس نوجوان کے سوا کسی نے جانے کا ارادہ نہ کیا، فرمایا "قرآن لے لو، تم قتل کئے جاؤ گے" وہ قوم کے پاس آیا کتاب اللہ اور سنت نبی کی دعوت دی، لیکن انھوں نے اس کا چہرہ تیروں سے چھلنی کر دیا واپس لوٹ کر آیا، اس کا چہرہ ساہی کے کانٹوں کی طرح تیروں سے پر تھا مقتول ہو کر گر پڑا، امامؑ نے فرمایا "اب ان سے جنگ کرنا جائز ہے" فرمایا "حملہ کرو" لوگوں نے حملہ کیا علیؑ سب سے آگے تھے، تھوڑی دیر میں تمام کے تمام نہر کے کنارے قتل کر دیئے گئے، صرف وہی آدمی بچے جو گھوڑوں پر سوار تھے، فرمایا "لنجے ہاتھ والے کو تلاش کرو جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی مانند ہوگا" تلاش کیا، لیکن نہ ملا" فرمایا "لاشوں کو الٹ پلٹ کے دیکھو" لنجے ہاتھ والا مل گیا، جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی مانند تھا، جس پر بال تھے، سنور (چوہے کی مانند ایک جانور) کے بالوں کی طرح حضرت نے دیکھ کر تکبیر کہی، لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ تکبیر کہی، فرمایا "یہ شیطان ہے اگر تم باتیں نہ بناتے تو میں تمھیں ایک ایسی بات سے آگاہ کرتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کی زبان سے کیا کیا چیزیں ان لوگوں کے لئے مہیا کیں جو ان لوگوں سے جہاد کریں گے،

*

کسی شخص کی نوکرانی نے قصاب سے گوشت خریدا، گوشت خراب تھا، نوکرانی واپس کرنے آئی، قصاب ٹال مٹول کرنے لگا، یہ دیکھ کر وہ رونے لگی، واپس چلی ہی حضرت علیؑ کو دیکھا قصاب کی شکایت کی، آپ اس کے ساتھ قصاب کے پاس آئے اسے انصاف کرنے کی تلقین کی کہ تمھارے نزدیک کمزور اور قوی برابر ہونا چاہیے لوگوں پر ظلم نہ کرو،

قصاب علیؑ کو نہیں جانتا تھا، ہاتھ اٹھا کر کہا "چلے جاؤ" حضرت واپس چلے آئے، کوئی بات نہ کی، اسے بتایا گیا کہ یہ تو علیؑ بن ابی طالب ہیں، اسی اثنا میں قصاب کا ہاتھ کٹ گیا، امیرالمومنینؑ کی خدمت میں آکر معذرت کی آپنے دعا فرمائی، اس کا ہاتھ ٹھیک ہوگیا

★

اسحٰق بن عبداللہ عریضی سے مروی ہے کہ میرا باپ اور عم امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں چار دن کے سنتی روزوں کے متعلق پوچھنے کیلیے روانہ ہوئے، آپ سامرہ میں آنے سے پہلے ایک اور بستی میں قیام فرما تھے امامؑ نے ان کو دیکھ کر فرمایا "تم ان دنوں کے بارے میں پوچھنے آئے ہو جن میں روزہ رکھنا سنت ہے" عرض کیا "اسی لئے حاضر ہوئے ہیں" فرمایا "مندرجہ ذیل ایام میں)، ۱۷ ربیع الاوّل رسول اللہؐ کی پیدائش کا دن ہے ۲۵ ذیقعدہ اسی روز کعبہ کے تحت زمین بچھائی گئی ۱۸ ذالحجہ، یہ غدیر کا دن ہے، ۲۷ رجب جو رسول اللہؐ کی بعثت کا دن ہے۔

★

ایک شخص امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اپنے آپ کو بچائیے، فلاں بن فلاں نے منصور کے پاس آپ کی چغلی کی ہے آپ لوگوں سے بیعت لیتے ہیں اور خروج کا ارادہ رکھتے ہیں" یہ سن کر حضرت مسکرا دیئے، فرمایا "جب قاصد مجھے بلانے آئے تو میرے ساتھ چل کر اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھنا، قاصد بلانے آگئے کہ امیرالمومنین یاد کرتے ہیں امام جعفر صادق علیہ السلام تشریف لے گئے منصور غیظ و غضب سے بے قابو ہو رہا تھا کہا "آپ مسلمانوں سے بیعت لیتے ہیں اور جماعت میں تفرقہ ڈالنے کا ارادہ رکھتے ہیں، انھیں ہلاک کرنے میں کوشش کرتے ہیں؟ فرمایا "میں نے کوئی

کوشش نہیں کی" منصور نے کہا "فلاں شخص بیان کرتا ہے کہ آپ نے یہ کام کیا ہے؟" فرمایا "جھوٹا ہے" کہا "میں اس سے قسم لیتا ہوں، حاجب سے کہا اس کے بارے میں جو کچھ کہا اس سے قسم لے لو"، حاجب نے کہا "کہو واللہ الذی لاالٰہ الاّ ھو" سخت قسم لینے لگا، امام نے فرمایا اس طرح قسم نہ لو، میں نے اپنے باپ کو فرماتے سنا وہ میرے نانا رسول اللہؐ سے روایت فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جھوٹی قسم کھائے اس میں اللہ تعالیٰ کے صفات حُسنہ بیان کرے تو اس سے مصیبت رک جاتی ہے البتہ میں اس سے وہ قسم اٹھواتا ہوں جو میرے باپ نے میرے نانا رسول اللہؐ کے حوالے سے بیان کی ہے"، کہا "آپ اپنی مرضی کے مطابق قسم اٹھوالیں امامؑ نے فرمایا" کہو ان کنت کاذباً علیک نقد بوئت من حول اللہ وقوتہ ولجأت الی حولی وقوتی"، اس شخص نے اس قسم کو اٹھایا، امام نے فرمایا" اے معبود! اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کو مار ڈال حضرتؑ کا کلام ختم نہ ہوا کہ وہ شخص گر کر مر گیا منصور نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا اپنے ضروریات بیان فرمایئے" فرمایا مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے صرف اللہ تعالیٰ اور اپنے اہل وعیال کی ضرورت ہے کیونکہ ان کے دل میرے ساتھ وابستہ ہیں" عرض کیا" جناب کو اختیار ہے جیسا مزاج میں آئے کیجئے" حضرتؑ عزت کے ساتھ تشریف لے گئے، منصور حیران رہ گیا، لوگ جب اس کا جنازہ اٹھا کر چلے تو مردہ نے منہ سے کپڑا ہٹایا اور کہا" اے لوگو! میں رب سے ملا! اس نے مجھ پر ناراضگی اور لعنت کی ہے، زبانیہ فرشتوں کی سختی مجھ پر زیادہ ہے یہ جعفر بن محمد صادقؑ کے حق میں گستاخی کرنے سے ہوا ہے اللہ سے ڈرو، آپکے بارے میں اس طرح ہلاک نہ ہو جاؤ جس طرح میں ہلاک ہوا ہوں پھر چہرے پر کفن ڈال لیا اور دوبارہ مر گیا، لوگوں نے اس کو دفن کر دیا۔

بنو ہاشم کی ایک جماعت ابواء کے مقام پر جن میں ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس، جعفر (منصور)، عبداللہ بن حسن، محمد اور ابراہیم کے فرزند شامل تھے، اس مقصد کے لئے اکٹھی ہوئی کہ اپنے کسی آدمی کو خلیفہ مقرر کیا جائے اس سلسلے میں امام جعفر صادقؑ کو بلوا بھیجا آپ تشریف لائے فرمایا "جمع ہونے کا مقصد کیا ہے؟" انھوں نے کہا ہم محمد بن عبداللہ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا "ایسا نہ کرو، بلکہ یہ شخص اسکے بھائی اور بیٹے خلیفہ ہوں گے، آپ نے ابوالعباس کی پشت پر ہاتھ مارا، عبداللہ سے فرمایا "خلافت نہ تجھے ملے گی اور نہ ہی تیرے دونوں بیٹوں کو یہ اولاد عباس کیلئے ہوگی تمھارے دونوں بیٹے قتل کر دیئے جائیں گے، فرمایا "زرد چادر والے یعنی ابوجعفر اس کو قتل کرینگے عبدالعزیز بن علی نے کہا کہ "میں نے دیکھا کہ قوم نے عہد شکنی کی اور ابوجعفر نے عبداللہ کو قتل کیا۔ ابوجعفر نے امام کی خدمت میں عرض کیا خلافت مجھے ملیگی؟" فرمایا "ہاں! میں حق بات کہہ رہا ہوں۔

★

محمد بن زبید رازی سے مروی ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں تھا مامون نے آپ کو اپنا ولی عہد بنایا تھا، آپ کی خدمت میں ایک خارجی آیا جس نے آستین میں زہر آلود چھری چھپا رکھی تھی، اپنے اصحاب سے کہا "میں اس شخص کے پاس جاتا ہوں جو فرزندِ رسولؐ ہونے کا مدعی ہے، باغی گروہ میں کیا کیا باتیں داخل کر رکھی ہیں، میں آپ سے دلیل پوچھوں گا، اگر دلیل بیان کر دی تو ٹھیک ورنہ لوگوں کو آپ سے الگ کر دوں گا، آیا اور امامؑ سے اجازت طلب کی، امامؑ نے اجازت دی، فرمایا "میں ایک شرط پہ تمھارے مسائل کا جواب دونگا" کہا "کیا؟" فرمایا اگر تسلی بخش جواب مل جائے تو جو چیز آستین

میں چھپا رکھی ہے اسے توڑ کر پھینک دے گا، یہ سن کر وہ خارجی حیران رہ گیا، چھری آستین سے نکال کر توڑ دی، عرض کیا کہ "باغی گروہ میں کیوں آ گئے ہیں حالانکہ یہ آپ کے نزدیک کافر ہیں اور آپ رسولؐ کے فرزند ہیں؟" فرمایا "یہ زیادہ کافر ہیں یا عزیز مصر اور اس کے اہل مملکت؟ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک کہتے ہیں اور وہ نہیں کہتے تھے اور نہ ہی خدا کی معرفت رکھتے تھے، یوسف بن یعقوبؑ نبی کا بیٹا تھا اور عزیز مصر سے کہا جو کافر تھا، اجعلنی علیٰ خزائن الارض انی حفیظ علیم اور یہ بات فراعنہ کی مجالس میں کہی، میں رسول اللہؐ کا فرزند ہوں ان لوگوں نے مجھے اس (ولی عہدی) پر مجبور کیا ہے، میں کیونکہ انکار کر کے مصیبت مول لول" عرض کیا آپ بے قصور ہیں آپ نبیؐ کے فرزند ہیں اور سچے ہیں

★

وشار سے مروی ہے کہ میں نے مسائل کو لکھ کر آستین میں رکھ لیا کہ امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کروں گا، میں حضرت کے دروازے پر آ کر اجازت لینے کی سوچ رہا تھا، دہلیز سے ایک لڑکا برآمد ہوا کہ حسن بن علیؑ وشار کون ہیں؟ میں نے کہا وہ میں ہوں کہا یہ خط امامؑ نے تمھیں دینے کا حکم دیا ہے" میں نے یہ خط لے لیا، خدا کی قسم ان میں میرے مسائل کا جواب تھا،

★

زیاد بن مہامت سے مروی ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں خراسان میں حاضر ہوا، دل میں کہا آپ سے ان دیناروں کے متعلق پوچھوں گا جن پر آپ کا نام کندہ ہے، غلام سے فرمایا کہ ابو محمد ان دیناروں کا خواہش مند ہے جن پر میرا نام کندہ ہے

ایسے تیس دینار لاؤ، غلام دینار لایا، میں نے لے لئے، دل میں کہا کاش حضرتؑ اپنے
پہننے کا ایک کپڑا عنایت فرماتے، حضرت کی طرف متوجہ ہوئے کہا کہ ان سے کہو کہ میرے
کپڑے نہ دھوئیں، اسی حالت میں واپس لاؤ، کپڑے لائے گئے مجھے ایک قمیض، شلوار
اور جوتی دی گئی،

★

دعبل خزاعی نے امام رضا علیہ السلام کی شان میں قصیدہ کہا، آپ نے صفری درہم بھیجے
دعبل نے واپس کئے فرمایا "لے لو، ان کی ضرورت پڑے گی" میں جب گھر واپس آیا تو میرے
گھر کا تمام اثاثہ چوری ہو چکا تھا، لوگ درہم تبرک کے طور پر لیتے اور اس کے عوض
میں دینار دیتے، اس صورت میں دولت مند ہو گیا۔

★

عبداللہ بن دوانیقی امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آیا، اپنے غلام کو ننگی تلوار
کے ساتھ جس کو اس نے آستین میں چھپا رکھا تھا حضرتؑ کے سر پر کھڑا کر دیا حکم دیا
کہ جب میں آپ کے پیچھے ہولوں اور ہاتھ سے اشارہ کر دوں، اس کی گردن اڑا دینا!"
راوی کا بیان ہے کہ میں نے امامؑ کو یہ کلام فرماتے ہوئے سنا، یا من یکفی خلقہ کلھم ولا
یکفیہ احد اکفنی شر عبداللہ بن محمد، اس کلام کے بعد دوانیقی اپنے غلام کو نہ دیکھ
سکا، اور نہ ہی امام جعفر صادق علیہ السلام کو، امامؑ جب تشریف لے گئے تو دوانیقی نے
غلام سے کہا تم نے میرے حکم کی تعمیل نہیں کی؟ عرض کیا خدا کی قسم میں نہ امامؑ کو
دیکھ سکتا تھا اور نہ ہی آپ کو، میرے اور ان کے درمیان پردہ حائل ہو گیا تھا۔

★

معاویہ بن وہب سے مروی ہے کہ ابوعبداللہ علیہ السلام مدینہ کی گلیوں میں دراز گوش
پر سوار تھے، میں ساتھ تھا۔ آپ اتر پڑے، ایک لمبا سجدہ کیا، میں دیکھتا رہا پھر سر
اٹھایا، میں نے اس کا سبب پوچھا، فرمایا مجھے صرف تم دیکھ رہے ہو اور کسی نے نہیں دیکھا

★

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے ایک رات نماز میں سورہ
تبت یدا ابی لھب پڑھا، ابولہب کی بیوی ام جمیل کو یہ بات بتائی گئی کہ رات محمدؐ
نے تمہاری اور تمہارے شوہر کی توہین کی ہے، رسول اللہ کی تلاش میں یہ کہہ کر روانہ
ہوئی کہ میں آپ کو مزہ چکھاتی ہوں، ابوبکر آنحضرت کے پاس بیٹھے تھے عرض کیا اگر آپ
یہاں سے چلے جائیں، تو بہتر ہوگا کیونکہ ام جمیل آ رہی ہے مجھے آپ کے متعلق خوف ہے،
فرمایا "وہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی، آکر ابوبکر سے پوچھا کہ محمدؐ کہاں ہیں؟ کہا مجھے علم
نہیں ہے" واپس گھر چلی گئی، اللہ تعالیٰ نے دونوں کے درمیان زرد پردہ حائل کر دیا۔

★

رسول اللہؐ کی وفات کے روز جبرائیل ان فرشتوں کے ساتھ اترے جو لیلۃ القدر کو
اترا کرتے ہیں، امیرالمومنینؑ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا، وہ آسمانوں سے زمین کی طرف
آ رہے تھے فرشتوں نے رسول اللہؐ کو علیؑ کے ساتھ مل کر غسل دیا، آپ پر نماز جنازہ
پڑھی، آپ کی قبر کھودی، فرشتوں کے علاوہ اور کسی نے قبر نہیں کھودی، آنحضرتؐ قبر
میں رکھ دیئے گئے، رسول اللہؐ نے قبر میں گفتگو کی، علیؑ کے حق میں فرشتوں سے وصیت
کی، یہ سن کر امیرالمومنینؑ رو پڑے، امیرالمومنینؑ کے انتقال کے وقت فرشتے امام
حسنؑ کے پاس حسنؑ کی وفات کے وقت امام حسینؑ کے پاس آپکی وفات کے وقت امام

زین العابدینؑ کے پاس آئے اپھر محمدؑ بن علیؑ کے پاس آئے آپکی وفات کے وقت جعفر بن محمدؑ پاس، آپ کی وفات کے وقت موسٰیؑ بن جعفرؑ کے پاس آئے، او صیار نے فرشتوں کو یہ الفاظ کہتے ہوئے سنا، شیعو! تمھیں بشارت ہو، ابوالحسنؑ نے فرمایا اسی طرح ہمارے آخری کے پاس فرشتے حاضر ہوں گے،

★

یونس بن ظبیان ابو عبداللہؑ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب امامؑ پیدا کرنا چاہتا ہے تو عرش کے نیچے سے پانی لیتا ہے، فرشتے کے ذریعہ امامؑ کی خدمت میں بھیجتا ہے، امام اس کو غذا کے طور پر استعمال کرتا ہے، جب چالیس روز گذر جاتے ہیں تو اس کی ماں کے شکم میں آواز آتی ہے، جب پیدا ہوتا ہے، تو حکمت سے اسکی پرورش ہوتی ہے اسکے دائیں کندھے پر یہ آیت لکھی جاتی ہے تمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلماتہ وھو السمیع العلیم ٥ جب امر سے نوازا جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کی اصحاب بدر کی تعداد کے برابر ۳۱۳ فرشتوں کے ذریعہ مدد کرتا ہے، ان کے ساتھ ستر آدمی اور بارہ نقیب ہوتے ہیں، ستر آدمی کائنات میں لوگوں کو امامؑ کی طرف دعوت دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہر جگہ اس کی خاطر ایک چراغ مقرر کرتا ہے آپ کے ذریعہ وہ ان کے اعمال کو دیکھتا ہے،

★

امام حسن عسکری علیہ السلام دربارِ خلافت میں دو شنبہ اور پنجشنبہ کے روز تشریف لے جاتے، اس روز سڑکیں مخلوق کے اژدحام، گھوڑوں اور خچروں کی کثرت سے بھر جاتیں کوئی شخص گذر نہیں کر سکتا تھا، امامؑ جب تشریف لاتے، تو گھوڑوں اور مخلوق کی آواز

بند ہو جاتی ہے، جانور راستہ چھوڑ کر الگ ہو جاتے، راستہ کھلا ہو جاتا، امامؑ کو رکنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی، جب امامؑ تشریف لے جانا چاہتے تو دربان چیخ کر کہتے ابو محمدؑ کا گھوڑا لاؤ، چیخ و پکار اور گھوڑوں کی آواز بند ہو جاتی، امامؑ آرام سے گذر جاتے،

★

اودی سے مروی ہے کہ میں نے ایک سال طواف کیا، میں نے سات مرتبہ طواف کرنا چاہا، میں کعبہ کی دائیں طرف ایک قطار میں کھڑا تھا خوبصورت چہرے، پاکیزہ شمائل بارعب انسان کو دیکھا، رعب کے باوجود لوگوں کے قریب تھا، بات چیت فرماتی میں نے ایسا بہترین اور شیریں کلام کبھی نہیں سُنا تھا، میں عرض کرنے کیلئے قریب ہوا، لوگوں نے مجھے ڈانٹ دیا کہ یہ رسول اللہؐ کے فرزند ہیں، اپنے خواص کیساتھ سال میں ایک دن لوگوں کے پاس آتے ہیں اور ان سے گفتگو فرماتے ہیں، اللہ آپکو ہدایت دے، مجھے سنگریزہ دیا، میرا چہرہ مڑ گیا، خادم نے کہا، رسولؐ اللہ کے فرزند نے کیا دیا؟" میں نے کہا" سنگریزہ" میں قطار سے نکلا مٹھی کو کھولا تو سنگریزہ سونے میں تبدیل ہو چکا تھا، اسی اثنا میں مجھے ملے فرمایا، تم پر حجت ثابت ہو چکی ہے، حق ظاہر ہو گیا اور تمھاری گمراہی ختم ہو گئی، جانتے ہو میں کون ہوں" میں نے کہا نہیں"، فرمایا" میں مہدیؑ اور قائم الزمان ہوں، جو زمین کو عدل و انصاف سے اسقدر بھر دیں گے جس قدر ظلم اور جور سے بھری ہوئی ہوگی، زمین حجت سے خالی نہیں رہتی، تہیہ سے زیادہ لوگ فترت میں نہیں رہتے تہیہ کی مدت چالیس سال بنو اسرائیل کے تھے، میرے خروج کے ایام قریب ہیں، میری امانت تمھاری گردن پر ہے یہ اپنے اہلِ حق بھائیوں سے بیان کرتے رہنا۔

★

ابراہیم بن مہزیار سے مروی ہے کہ میں نے بیس[۲۰] حج کئے، ان میں مجھے اعیان امامؑ کی تلاش تھی، لیکن میں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوا، اس حالت میں ایک عرصہ گذر گیا، ایک رات خواب میں کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا "اے ابن مہزیار اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہے مدینہ کی طرف سے حج کیلئے روانہ ہو جاؤ، میں مکہ میں آگیا، ایک رات طواف کر رہا تھا خوبصورت چہرہ اور پاکیزہ خصلت والے جوان کو طواف کرتے ہوئے دیکھا میرے دل میں کشش پیدا ہوئی، فرمایا کہاں کے رہنے والے ہو؟" عرض کیا "اھواز کا" فرمایا "ابراہیم بن مہزیار کو جانتے ہو؟ عرض کیا" وہ میں ہوں" فرمایا "تمھیں اجازت ہے، شعب بنو عامر کے پاس جاؤ، مجھے وہاں ملو گے، میں شعب بنو عامر میں آیا، آپ میرا انتظار کر رہے تھے، ہم چلے پہاڑ عرفات عبور کر کے منیٰ کے پہاڑوں میں آگئے، اوائل صبح کو طائف کے پہاڑوں کے درمیان تھے، سواریوں سے نیچے اترے، نماز شب بجالائی، پھر نماز فریضہ پڑھی، پھر چل کر طائف کے پہاڑوں کی چوٹی پر پہنچ گئے، فرمایا "کوئی چیز دیکھی ہے" عرض کیا" ریت کا ڈھیر دیکھا ہے، جس پر بالوں کا خیمہ نصب ہے، جس میں نور روشن ہے" فرمایا" آرزو اور امید گاہ یہی ہے" پھر ہم نیچے کی طرف چلے، فرمایا یہاں اتر جاؤ، یہاں ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے، اونٹنی کی مہار پکڑ لو، یہ قائم (عجل اللہ فرجہ) کا حرم خانہ ہے، اس میں صرف مومن موحد داخل ہو سکتا ہے" میں اندر حاضر ہوا، آپ تشریف فرما تھے، چادر پہن رکھی تھی، شلوار سے چادر چھپی ہوئی تھی، آپ بید کی شاخ کی مانند تھے، آپ نہ اتنے لمبے اور نہ ہی بہت چھوٹے تھے، گول سر، روشن پیشانی، گھنے ابرو، اونچی ناک، گداز رخسار، دل ہنے رخسار پر تل جو خشک ٹکڑا تھا، میں نے سلام عرض کیا، آپ نے اچھی طرح سلام کا جواب

دیا، مومنین کے بارے میں پوچھا، عرض کیا" رذیلوں میں ذلت میں گرفتار ہیں" فرمایا "تقیہ کرو، میں اجازت کے دن تک تقیہ میں ہوں، پھر خروج کروں گا" عرض کیا" یہ کب ہوگا؟" فرمایا "جب تمھارے اور کعبہ کے درمیان پہاڑ (حائل) ہوگا، میں نے کئی روز قیام کیا، مجھے جانے کی اجازت دی، میں گھر کی طرف روانہ ہوا، میرے ساتھ میرا غلام تھا جو میری خدمت کرتا تھا، میں خیریت سے گھر پہنچ گیا۔

★

شخص مذکور کے بارے میں ہمدان کے مومنین کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ یہ قافلہ سے بہت پہلے واپس آگیا تھا ہم نے پوچھا" آپ عراق سے واپس آگئے ہیں کہا نہیں میں نے تو اپنے شہر والوں کے ساتھ حج ادا کیا ہے جب حاجی واپس آئے تو اس بات کی تصدیق کی، اس شخص نے اپنے پہنچنے کی داستان یوں بیان کی، ایک رات میں میری آنکھ لگ گئی، نیند نے غلبہ کیا کہ طلوع فجر کے وقت میری آنکھ کھلی، دیکھا تو قافلہ غائب تھا، قافلہ نکل چکا تھا، میں زندگی سے مایوس ہو گیا، ایک روز چلتا، دو یا تین روز قیام کرتا، ایک صبح میں نے اپنے کو محل کے پاس پایا، میں جلدی جلدی محل کے پاس آیا، دروازہ پر ایک حبشی نگران تھا، وہ مجھے محل کے اندر لے گیا میں نے ایک خوبصورت اور بارعب آدمی کو دیکھا، میرے کھانے پلانے کا حکم دیا، عرض کیا" میں آپ کے قربان جاؤں آپ کون ہیں؟" فرمایا" میں وہ ہوں جس کی منکر تمھاری قوم اور تمھارے شہر والے ہیں، عرض کیا" مولا! کب خروج فرمائیں گے؟" فرمایا" تلوار معلق اور رایت کو دیکھ کر، جب تلوار خود بخود میان سے باہر آجائے گی، اور علم خود بخود پھیل جائے گا، اس وقت میں خروج کروں گا" کچھ رات گذرنے کے بعد فرمایا" گھر جانے کا ارادہ

ہے؟" عرض کیا" ہاں خدا کہے" فرمایا" اس کا ہاتھ پکڑ کر گھر پہنچا دو" اس نے میرا ہاتھ پکڑا، میرے ساتھ روانہ ہوا، زمین ہمارے قدموں کے ساتھ لپیٹ دی گئی، صبح کو ہم اس مقام پر تھے، جو میرے شہر کے قریب تھا غلام نے کہا اس جگہ کو جانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں، وہ چلا گیا" وہ ہمدان میں آگیا، ایک مدت کے بعد ہمارے شہر کا قافلہ آیا جنھوں نے میرے ساتھ حج ادا کیا تھا، انھوں نے لوگوں کو میرے جدا ہونے کا قصہ بیان کیا' وہ اس بات سے حیران ہوئے،

★

علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ سے مروی ہے کہ آپ کی بیوی آپ کے چچا کی بیٹی تھی آپ کی اس سے اولاد نہیں ہوتی تھی، آپ نے شیخ ابوالقاسم بن روح کی خدمت میں خط تحریر کیا کہ حضرتؑ سے آپ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اولاد ہونے کی التجا کریں، حضرت کا جواب آیا کہ تمھیں اس عورت سے اولاد نہیں ملے گی، عنقریب دیلمی لونڈی کے مالک ہوگے، اس سے تمھیں دو فقیہ فرزند ملیں گے، اس کو محمد اور حسین دو ماہر فقیہ فرزند ملے، ان دونوں کا منجھلا بھائی تھا، جو زاہد تو تھا لیکن فقیہ نہیں تھا۔

★

نوادرِ معجزات

★

ابوجعفرؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا، حدیثِ آلِ محمدؑ مشکل اور بہت سخت ہے، اس پر ایمان ملک مقرب یا نبی مرسل یا وہ بندہ لا سکتا ہے جس کا امتحان اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ لے لیا ہو آلِ محمدؑ کی حدیث جب پیش ہو تمھارے دل نرم ہو جائیں، اور اس کی حقیقت کو پہچان لو تو اس کو قبول کرو، اگر دل نفرت کریں تو اسکو ٹھکرا نہ دو، اسے اللہ تعالیٰ اور عالم آلِ محمدؑ کے پاس لوٹا دو۔

★

ابو ربیع شامی سے مروی ہے کہ میں ابوجعفرؑ کی خدمت میں تھا آپ سوئے ہوئے تھے، سر اٹھایا، فرمایا" اے ابو ربیع! شیعہ ایک حدیث زبان سے ادا کرتے ہیں لیکن اسکی حقیقت کو نہیں سمجھتے" میں نے عرض کیا" وہ کون سی حدیث ہے؟ فرمایا" علی بن ابی طالبؑ کا قول ہے کہ ہمارا امر مشکل اور بہت دشوار ہے اس کو مقرب فرشتہ یا نبی مرسل یا ایمانی امتحان میں پاس شدہ مومن اٹھا سکتا ہے اے ربیع کیا تمھیں علم نہیں ہے کہ کبھی فرشتہ تو ہوتا ہے لیکن مقرب نہیں ہوتا، اس امر کو ملک مقرب اٹھائے گا کبھی نبی تو ہوتا ہے لیکن رسول نہیں ہوتا، اس امر کو نبی مرسل اٹھائے گا مومن تو ہوتا ہے لیکن ایمانی امتحان میں پاس نہیں ہوتا، اس امر کو وہ مومن اٹھائے گا جس کے دل کا امتحان ایمان کے ساتھ لے لیا گیا ہوگا۔

صادق آلِ محمدؐ سے مروی ہے، لوگ امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا
اے ابو عبداللہ اپنی فضیلت کی کوئی حدیث بیان فرمائیے جو اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کے
لئے مقرر کی ہے، فرمایا "تم میں برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے" عرض کیا برداشت
کرلیں گے، یہ تین آدمی تھے، فرمایا "اگر تم سچے ہو تو دو چلے جاؤ، میں ایک سے بیان
کروں گا، اگر اس نے برداشت کر لیا تو تمھیں بھی آگاہ کر دوں گا" ایک کو آگاہ فرمایا
اس کی عقل جاتی رہی، ساتھیوں نے گفتگو کی لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

★

ایک شخص علی بن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں آیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف
سے عطا کردہ کوئی حدیث بیان فرمائیے، فرمایا "تم میں برداشت کرنے کی طاقت نہیں
ہے" عرض کیا "بیان فرمائیے، میں برداشت کر لوں گا" امامؑ نے حدیث بیان کی اس
شخص کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے اور حدیث بھول گیا امام حسینؑ نے فرمایا
جہاں اس نے حدیث کو بھلایا، وہاں اسے رحمتِ خدا نے آکر گھیر لیا۔

★

ابو عبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولی العزم رسولوں کو انبیاء
پر علم کی وجہ سے فضیلت دی ہے، ہم نے ان کا علم وراثت کے طور پہ پایا ہے، انبیاء
فضیلت سے ان سے افضل ہیں رسول اللہ کو علم کی تعلیم ملی جو انہیں نہیں ملی، ہمیں
رسول اللہؐ کے علم کی تعلیم دی گئی، ہم نے اس علم کی روایت اپنے شیعوں سے کی جس
نے قبول کر لیا، وہ ان سے افضل ہے، ہم جہاں ہوں گے ہمارے شیعہ ساتھ ہوں
گے، انبیاء کے علم کی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کو وصیت کی، وہ علم بھی دیا، جو

ان انبیاءؑ کو نہیں ملا، آنحضرتؐ نے تمام علم امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کو تعلیم کیا، علیؑ
انبیاءؑ سے اعلم یا بعض انبیاءؑ سے اعلم ہیں، حضرتؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی قال الذین
عندہ علم من الکتاب، آپ نے انگلیوں کے درمیان فرق کر کے سینے پر رکھ
دیا، فرمایا "ہمارے پاس خدا کی قسم تمام کتاب کا علم ہے،"

★

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ موسیٰ نے عالم سے مسئلہ پوچھا، وہ جواب نہ دے
سکا، نیز عالم نے موسیٰ سے مسئلہ پوچھا، وہ بھی جواب نہ دے سکا، فرمایا "اگر میں دونوں
کے پاس موجود ہوتا تو ہر ایک کو مسئلہ کا جواب دیتا اور ان سے ایسا مسئلہ دونوں کے
پاس موجود ہوتا تو ہر ایک کو مسئلہ کا جواب دیتا اور ان سے ایسا مسئلہ پوچھتا جس کا
ان کے پاس جواب نہ ہوتا۔

★

عبداللہ بن ولید سمسار سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا "اے عبداللہ!
علیؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟" عرض کیا "میں ان کے بارے میں
میں کچھ نہیں کہہ سکتا"، فرمایا "علیؑ دونوں سے افضل ہیں، کیا تم یہ نہیں کہتے کہ رسولؐ
اللہ کے پاس جتنا علم تھا وہ علیؑ کے پاس موجود ہے" عرض کیا "ہاں مگر بعض لوگ تو
اس بات کے منکر ہیں، فرمایا، یہ آیت ان کے سامنے پیش کرو "کتبنا لہ فی الالواح
من کل شیء" حالانکہ موسیٰ کے لئے الواح میں تمام چیزیں تحریر نہیں کی گئی تھیں، عیسیٰ
کے بارے میں فرمایا "ولابین لکم بعض الذی تختلفون فیہ" حالانکہ علیؑ سے
تمام امر کی وضاحت کر دی گئی تھی، محمدؐ سے کہا "وجئنا بک شہیداً علی ھؤلاء ونزلنا

علیک الکتاب تبیانا لکل شیء ۔ تم کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے، ہم نے تم پر ایسی کتاب نازل کی، جس میں تمام چیزوں کی تفصیل تھی، فرمایا ذرا لوگوں سے اس آیت کے متعلق پوچھو) قل کفیٰ با اللّٰہ شہیداً بینی و بینکم و من عندہٗ علم الکتاب خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے ہمیں مراد لیا ہے علیؑ ہمارے اول ہیں اور ہم سے افضل ہیں رسولؐ اللہ کے بعد ہمیں آگاہ کیا کہ جو علم آدمؑ کے پاس نازل ہوا وہ پورا ہمارے پاس موجود ہے جو عالم ہم سے دنیا میں رخصت ہوتا ہے وہ جانے سے پہلے اپنا قائم مقام مقرر کرتا ہے اور علم کی تعلیم دیتا ہے، ہم علم بطور میراث پاتے ہیں،

★

امیر المومنینؑ سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے مجھے حکم دیا کہ جب آپ کی وفات ہو جائے تو غرس کے کنوئیں کی سات مشکوں سے آپکو غسل دوں جب غسل دیکر فارغ ہو لوں تو گھر سے تمام لوگوں کو نکال دوں اور فرمایا اپنا منہ میرے منہ پر رکھ دینا، قیامت تک ہونے والے فتنوں کے بارے میں مجھ سے سوال کرنا علیؑ نے فرمایا" میں نے آنحضرت کے حکم کی تعمیل کی آپ نے مجھے قیامت تک ہونے والے فتنوں سے آگاہ کیا میں ہر فتنے کے اہل حق اور گمراہ کو پہچانتا ہوں،

★

علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ مجھ سے رسولؐ اللہ نے فرمایا، جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے غسل دینا، فاذا غسلتنی و حنطتنی و کفنتنی فاقعدنی وضع یدک علی فوادی ثم سلنی اخبرک بما ھو کائن الی یوم القیامۃ قال ففعلت و کان اذا اخبرنا بشیٔ یکون فیقول ھذا مما اخبرنی

بہ النبیؐ بعد موتہ، غسل دینے حنوط لگانے اور کفن پہنانے کے بعد مجھے اٹھا کر بیٹھا دینا، اپنا ہاتھ میرے دل پر رکھ دینا، پھر مجھ سے سوال کرنا میں قیامت تک ہونیوالی باتوں سے تمھیں آگاہ کروں گا، جناب امیرؑ نے کہا میں نے ایسا کیا جناب امیرؑ جب کسی ہونے والی چیز کے بارے میں آگاہ کرتے تو فرماتے نبیؐ نے اپنی موت کے بعد اس طرح مجھے خبر دی تھی،

ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے علیؑ سے فرمایا جب میں مر جاؤں تو غرس کے کنوئیں کی سات مشکیں مہیا کر کے مجھے غسل دینا میرے کفن کے کونوں کو پکڑ کر مجھے بیٹھا دینا، پھر مجھ سے جو چیز چاہنا پوچھ لینا، خدا کی قسم تم جو بات مجھ سے پوچھو گے میں اس سے تم کو آگاہ کروں گا،

★

علی بن ابی طالب علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبیؐ نے مجھے وصیت فرمائی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے غرس کے کنوئیں کی سات مشکوں سے غسل دینا، غسل کی فراغت کے بعد مجھے کفن میں داخل کرنا، پھر اپنا کان میرے منہ پر رکھ دینا، میں نے ایسا کیا آپ نے قیامت تک ہونیوالی باتوں سے آگاہ کیا، یہ حدیث ہو بہو امام محمد باقر اور امام جعفر علیہما السلام سے مروی ہے،

★

امیر المومنینؑ نے ابوبکر سے ملاقات کی اور کہا کیا اس بات کو نہیں جانتے کہ رسولؐ اللہ نے تمھیں حکم دیا تھا کہ مجھے امیر المومنین کہہ کر سلام کرو، تم میری پیروی کرو" کہا" اس بارے میں اشتباہ ہے اپنے اور میرے درمیان کوئی جج مقرر کیجیے" فرمایا" رسول اللہؐ کے فیصلہ پر راضی ہو؟" کہا" اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے" جناب امیرؑ آپکا ہاتھ پکڑ کر مسجد قبا میں لے گئے، وہاں رسول اللہؐ پہلے موجود تھے، محراب میں بیٹھے ہوئے تھے، رسولؐ اللہ نے

فرمایا کیا میں نے تمھیں علیؑ پر سلام کرنے اور آپ کی پیروی کا حکم دیا تھا عرض کیا، یا رسول اللہ ایسا ہی ہے، ہم سلام کرتے ہیں فرمایا "خلافت چھوڑ دو، علیؑ پر سلام کرو اور آپ کی اتباع کرو" عرض کیا "حاضر" واپسی پر دوسرے صاحب سے ملاقات ہوگئی اپنے عزم سے آگاہ کیا کہا "بنو ہاشم کے جادو کو بھول گئے ہو" اس نے آپ کو بہت سی باتیں بتائیں، جس کی بناء پر اپنے عزم سے رک گئے اور موت تک خلافت پر قائم رہے۔

★

حضرت ابو بکر جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہا ولایت غدیر کے بعد رسولؐ اللہ نے آپ کے بارے میں کسی چیز سے آگاہ نہیں کیا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ میرے مولا ہیں اور اس کا مجھے اقرار بھی ہے میں نے رسولؐ اللہ کے زمانے میں آپ کو امیر المؤمنینؑ کہہ کر سلام بھی کیا تھا اور رسول اللہؐ نے بھی آگاہ کیا کہ آپ ان کے وصی، وارث اور آپ کے اہل اور عورتوں میں آپ کے وارث ہیں، رسول اللہؐ کی میراث بھی آپ کو ملی ہے، آنحضرتؐ نے اس بات سے آگاہ نہیں کیا تھا کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں آپ کے خلیفہ ہیں، اس بارے میں میرے اور آپ کے درمیان جو جھگڑا چل رہا ہے بے سود ہے، ہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھگڑے ہی نہیں ہیں، فرمایا میں آپ کو رسولؐ اللہ کو دکھلاتا ہوں وہی آپ کو آگاہ کریں گے کہ خلافت کا حقدار کون ہے، اس کے بعد اگر آپ نے اپنے کو خلافت سے الگ نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسولؐ کے مخالف بن جائیں گے، کہا اگر آپ نے دکھلا دیا اور آنحضرتؐ نے اس بارے میں مجھے آگاہ کیا تو میں اس امر میں باز آجاؤں گا، مغرب کی نماز کے بعد ملنا میں تم کو رسولؐ اللہ کو دکھلا دوں گا، آپ مغرب کے

بعد آگئے، جناب امیرؑ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور مسجد قبا میں لے گئے، وہاں رسولؐ اللہ قبلہ رو ہو کر تشریف فرما تھے، فرمایا "اے فلاں، اپنے مولا پر ایک پڑے ہو اس کی جگہ بیٹھ گئے جو نبوت کی بیٹھک ہے، اس کے علاوہ اس جگہ بیٹھنے کا کوئی مستحق نہیں ہے علیؑ میرے وصی اور خلیفہ ہیں، تم نے میرے امر میں زیادتی کی، میرے فرمودہ کی مخالفت کی، اللہ تعالیٰ کی اور میری ناراضگی مول لی، اس شلوار کو جو بغیر استحقاق کے پہن رکھی ہے، اتار کر پھینک دو تم اس کے مستحق نہیں ہو" وہاں سے اس حالت میں باہر نکلے کہ خلافت کو علیؑ کے سپرد کر دیں گے۔

★

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ لوگ امام حسنؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہمیں اپنے باپ کی وہ عجیب چیز دکھلائیے جو آپ دکھایا کرتے تھے، فرمایا "اس پر ایمان ہے؟" عرض کیا "ہاں بخدا کی قسم ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں۔" فرمایا "امیر المؤمنینؑ کو پہچانتے ہو؟" تمام نے کہا "خدا کی قسم یہ تو امیر المؤمنینؑ ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ان کے فرزند ہیں، آپ بھی اکثر اوقات ہمیں ایسی چیزیں دکھلایا کرتے تھے۔

★

رشید ہجری سے مروی ہے کہ میں امیر المؤمنینؑ کے انتقال کے بعد امام حسنؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، ہم نے جناب امیرؑ کے ملنے کا اشتیاق ظاہر کیا، امام حسنؑ نے فرمایا "آپ کو دیکھنا چاہتے ہو؟" عرض کیا "ہاں اس سے بڑھ کر اور کیا خوش قسمتی ہو سکتی

ہے۔" حضرتؑ نے صدرِ مجلس پر پڑے ہوئے پردے پر ہاتھ مار کر اٹھایا، فرمایا "اس گھر کو دیکھو" ہم نے امیرالمومنینؑ کو بیٹھا ہوا دیکھا، دنیاوی زندگی سے بھی زیادہ خوبصورت تھے، لوگوں نے کہا "آپ ہیں، آپ ہیں" پھر حضرتؑ نے پردہ گرا دیا، بعض نے کہا "ہم نے حسنؑ سے وہ چیز دیکھی جو ہم امیرالمومنینؑ کے دلائل اور معجزات سے مشاہدہ کیا کرتے تھے،

★

امام محمدؑ سے مروی ہے کہ امام حسنؑ کے بعد لوگوں نے امام حسینؑ کی خدمت میں عرض کیا "رسول اللہؐ کے فرزند! اپنے باپ کے عجائبات دکھلائیے جو آپ دکھلایا کرتے تھے" فرمایا "میرے باپ کو پہچانتے ہو؟" حضرتؑ نے گھر کے دروازے پر پڑے ہوئے پردے کو اٹھا کر فرمایا "اس گھر میں دیکھو" ہم نے امیرالمومنینؑ کو بیٹھا ہوا دیکھا اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں، آپ امیرالمومنینؑ کے فرزند ہیں۔

★

ہمارے ثقہ اصحاب سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو محمدؐ، علیؑ اور تمام ائمہ کی شکل پر پیدا کیا ہے، نبیؐ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا کہ آپ نے شب معراج ہر آسمان پر علی بن ابیطالبؑ کی شکل کا ایک فرشتہ دیکھا، جبرئیلؑ نے عرض کیا یا محمدؐ! فرشتے علیؑ کے دیکھنے کے مشتاق ہیں، اس لئے ہر آسمان پر علیؑ کی شکل کا فرشتہ پیدا کیا ہے تاکہ اس سے مانوس رہیں، اس میں ذرہ برابر شک نہیں ہے کہ جنگ بدر کے روز جو فرشتے آسمان سے رسولؐ اللہ کی امداد کی خاطر نازل ہوئے تھے، وہ تمام

کے تمام علیؑ کی شکل کے تھے، تاکہ کفار کے دلوں میں خوف طاری ہو۔

★

ادریس سے مروی ہے کہ میں نے ابو عبداللہؑ کو فرماتے سنا کہ میں اور میرا باپ مکہ کی طرف جا رہے تھے، میرا والد ضنجبان کے مقام پر تشریف لائے وہاں ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے گلے میں زنجیر پڑی ہوئی تھی، مجھے کہا مجھے پانی پلاؤ، میرے والد نے چلا کر کہا۔ اسے مت پانی پلاؤ۔ اللہ اسے پانی نہ پلائے، پیچھے سے ایک آدمی آگیا جس نے زنجیر کھینچی اور اسے منہ کے بل گرا دیا، اسفل درک نار میں غائب ہو گیا، فرمایا "یہ شامی تھا"

★

علی بن مغیرہ سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام وادی ضجنان میں تشریف فرما ہوئے، ہم نے آپ کو تین مرتبہ فرماتے ہوئے سنا" اللہ تعالیٰ تجھے نہ بخشے" میرے والد نے عرض کیا "کس کے بارے میں فرماتے ہیں، میں آپ کے قربان جاؤں" فرمایا کہ شامی زنجیر میں گھسٹتا ہوا گذرا جو اس کے گلے میں پڑی ہوئی تھی، زبان نکالی ہوئی تھی، مجھ سے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی استدعا کی، میں نے کہا، اللہ تعالیٰ تجھے نہ بخشے، ضجنان جہنم کی ایک وادی ہے،

★

علی وشاء، امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ خراسان میں مجھ سے فرمایا کہ "میں نے یہاں رسول اللہؐ کو دیکھا ہے۔

★

سماعہ سے مروی ہے کہ میں ابو عبداللہ کی خدمت میں آیا، میں اپنے آپ میں باتیں کر رہا تھا، مجھے یہ دیکھ کر فرمایا، اپنے آپ کیوں باتیں کر رہے ہو؟ ابو جعفرؑ کو دیکھنا چاہتے ہو" عرض کیا" ہاں!" فرمایا" اٹھو! اس گھر کے اندر جا کر دیکھو، میں نے اندر جا کر دیکھا، وہاں ابو جعفرؑ اپنے شیعوں کے ساتھ تشریف فرما تھے، جو آپ سے پہلے یا آپ کے بعد مرے تھے،

★

امیر المومنینؑ کے انتقال کے بعد امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ کیا امیر المومنینؑ کو دیکھنے کے بعد پہچان لو گے؟" عرض کیا" ہاں!" فرمایا" پردہ اٹھا دو" انہوں نے پردہ اٹھایا اور امیر المومنینؑ کو دیکھا،

★

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ بعض ضروریات کی خاطر باہر نکلا، ہم صحرا میں وارد ہوئے، ایک شیخ سے ملاقات ہوئی آپ نیچے اتر کر اس کی خدمت میں گئے، اس پر سلام کیا، میں اپنے باپ سے سنتا رہا کہ فرما رہے تھے، کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں، طویل گفتگو کے بعد میرے باپ نے شیخ کو الوداع کیا، شیخ تشریف لے گئے میں اس کی طرف دیکھتا رہا، آخر کار نظروں سے غائب ہو گئے، میں نے اپنے باپ کی خدمت میں عرض کیا، یہ شیخ کون تھے، جن کے ساتھ گفتگو کرنے میں آپ بڑا لحاظ کرتے تھے، فرمایا" اے فرزند! یہ تیرے دادا حسینؑ تھے۔"

★

عطیہ ابرازی سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے کعبہ کا طواف کیا، حضرت آدمؑ رکن یمانی کے مقام کے سامنے موجود تھے، اور آنحضرتؐ پر سلام کیا، آں حضرتؐ حجر اسود کے پاس آئے تو نوحؑ تھے، انھوں نے آپ پر سلام کیا۔

★

غایہ اسدی سے مروی ہے کہ میں علیؑ کی خدمت میں آیا، آپ کے پاس خوبصورت شکل والا آدمی موجود تھا جب اٹھ کر چلا گیا، تو میں نے عرض کیا یا امیر المومنینؑ یہ کون شخص تھا، جس نے آپ کو ہم سے بات چیت کرنے سے باز رکھا، فرمایا" یہ یوشع بن نون وصی موسیٰ بن عمران ہیں،

★

عبداللہ سے مروی ہے، صفین کی طرف جاتے ہوئے علیؑ نے فرات کو عبور کیا، پہاڑ شگافتہ ہوا، اندر سے یوشع بن نون نکلے اور آپ کا سر سفید تھا،

★

ابو بصیر سے مروی ہے کہ میں اور امام جعفر صادق علیہ السلام مکہ میں موجود تھے ہم نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑاتے ہوئے دیکھا، فرمایا" اے ابو محمد! جو میں سن رہا ہوں تم بھی سن رہے ہو؟" عرض کیا کہ میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑاتے ہوئے سن رہا ہوں۔" فرمایا" کم حاجی ہیں اور اکثر چیخ رہے ہیں، قسم اس ذات کی، جس نے محمدؐ کو نبوت کے ساتھ بھیجا اور آپ کی روح کو جنت کی طرف جلدی لے گیا، اللہ تعالیٰ حج تم سے اور تمہارے اصحاب سے خاص طور پر قبول کرے گا، پھر میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا، تو میں نے دیکھا کہ اکثر لوگ

خنازیر، گدھوں اور بندروں کی شکل میں موجود ہیں

★

ابوبصیر سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کمزور اور اندھا ہوں، مجھے جنت کی ضمانت دیجئے۔ آپ نے میری آنکھوں پر ہاتھ پھیرا، فرمایا ابومحمدؑ آنکھ کھول کر دیکھو، فرمایا خدا کی قسم تم آنکھوں سے خنزیر اور بندر دیکھو گے، عرض کیا "یہ مسخ شدہ مخلوق کیا چیز ہے؟" فرمایا "یہ سواد اعظم ہے اگر پردہ ہٹ جائے تو لوگ مخالفین اہلبیت کی یہی شکل دیکھیں"۔ فرمایا اے ابومحمد اگر تمھیں منظور ہو تو میں تمھیں اسی حالت میں چھوڑ دیتا ہوں تیرا حساب اللہ کے ذمہ ہے اگر یہ منظور ہے کہ میں جنت کی ضمانت دوں تو تمھیں پہلی حالت پر پلٹا دونگا عرض کیا "مجھے اس منکوس مخلوق کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے مجھے پہلی حالت کی طرف لوٹا دیجئے، جنت کا بدلا کوئی چیز نہیں ہو سکتی"۔ حضرتؑ نے میری آنکھوں پر ہاتھ پھیرا میں پہلے کی طرح نابینا ہو گیا۔

★

شیخ مفیدؒ نے ارشاد میں تحریر کیا ہے کہ فرات کا پانی اس قدر بلند ہوا کہ اہل کوفہ کو غرق ہونے کا خوف لاحق ہوا، امیرالمؤمنینؑ کی خدمت میں فریاد کی، آپ رسول اللہؐ کے خچر پر سوار ہوئے، لوگ بھی ساتھ تھے، فرات کے کنارے آئے، اترے، وضو کیا، اکیلے نماز پڑھی، لوگ دیکھتے رہے، اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں، جن کو اکثر لوگوں نے سنا، چھڑی کے سہارے فرات کی طرف بڑھے، دوسری روایت میں ہے کہ حضرت علیؑ کے ہاتھ میں رسول اللہؐ کی چھڑی تھی، پانی کی سطح پر چھڑی ماردی فرمایا

اتر جا اللہ کے حکم اور مشیت سے کم ہو جا، پانی اتنا کم ہوا کہ مچھلیاں ظاہر ہو گئیں اکثر مچھلیوں نے امیرالمؤمنینؑ کو سلام کیا، جری، زمار اور مار نے حضرتؑ کو سلام نہ کیا، یہ دیکھ کر لوگ حیران ہو گئے، سلام کرنے اور نہ کرنے والی مچھلیوں کی وجہ پوچھی، فرمایا "پاکیزہ مچھلیوں کو اللہ تعالیٰ نے گویا کیا، حرام نجس اور مرانڈی ہونے کو خاموش رکھا، جری، مسخ شدہ ہے،

★

عمر بن اذینہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا "ہمارے مخالف دلیل پیش کرتے ہیں کہ امیرالمؤمنینؑ نے فلاں شخص سے اپنی لڑکی ام کلثومؑ کا عقد کر دیا تھا، آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے، پھر سیدھے بیٹھ کر فرمایا "یہ صرف لوگوں کا خیال ہے ایسے لوگ صحیح راہ پر نہیں ہیں، سبحان اللہ! امیرالمؤمنینؑ کو اتنی قدرت نہیں تھی کہ ام کلثوم کو اس کے پنجے سے چھڑوا سکتے۔ ایسے لوگ جھوٹے ہیں جو کچھ کہتے ہیں، ایسا نہیں ہوا، فلاں نے حضرتؑ کی خدمت میں ام کلثوم کا خطبہ دیا، لیکن آپ نے انکار کیا، عباس سے کہا اگر آپ میری شادی ام کلثوم سے نہیں کراتے تو میں سقایت اور زمزم سے تمھیں الگ کر دوں گا، عباس علیؑ کی خدمت میں آئے اور کہا، علیؑ نے انکار کیا، اس نے عباس کی منت سماجت کی، عباس نے علیؑ کی منت کی، علیؑ نے عباس پر زیادتی کا خطرہ محسوس کیا کہ عنقریب سقایت کا عہدہ عباس سے چلا جائے گا، امیرالمؤمنینؑ نے اہل نجران سے ایک یہودیہ جنیہ منگوائی جس کا نام سحیقہ بنت جزیرۃ تھا، جو ام کلثوم کی شکل میں تبدیل ہو گئی، ام کلثوم لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئیں، یہی جنیہ عباس کے ذریعہ اس شخص کے پاس بھیج دی گئی،

ایک دن اس پر حقیقت کھل گئی، کہا کہ بنو ہاشم سے زیادہ جادوگر زمین پر کوئی گھر نہیں ہے، لوگوں سے حقیقت کا اظہار کرنا چاہا، لیکن قتل کر دیئے گئے۔ جنیہ نے میراث پائی، بخران واپس چلی گئی، امیرالمومنینؑ نے ام کلثوم کو ظاہر کیا۔

★

ابو بصیر سے مروی ہے کہ میں نے ابو عبداللہؑ کے ساتھ حج کیا، جب طواف کر رہے تھے تو میں نے عرض کیا رسول اللہؐ کے فرزند کیا اللہ تعالیٰ اس مخلوق کو بخش دے گا۔ فرمایا "جن کو تم دیکھ رہے ہو اکثر ان میں خنزیر اور بندر ہیں" عرض کیا "ذرا مجھے دکھلاؤ" آپ نے کچھ کلمات پڑھے، پھر میری بصارت پر ہاتھ پھیرا، میں نے ان کو اس طرح دیکھا جس طرح حضرتؑ نے فرمایا تھا، میں نے عرض کیا میری پہلی بصارت واپس فرما دیجیے، دعا فرمائی، میں پہلے کی طرح ہو گیا، فرمایا تم جنت میں ہو گے، وہ دوزخ میں ہوں گے، خدا کی قسم تم دو آدمی بھی دوزخ میں نہیں ہو گے، بلکہ ایک بھی نہیں ہو گا،

★

ہمارے اصحاب نے تین روایتیں امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کی ہیں کہ رسول اللہؐ کی وفات کے وقت علیؑ حاضر ہوئے، فرمایا "اے علیؑ جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دینا اور کفن پہنانا اور اٹھا کر بٹھا دینا اور مجھ سے سوال کرنا اور بات کو یاد رکھنا۔

★

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ہم رات اور دن میں امر کے بعد،

امر اور شئی کے بعد واقع ہونے والی شئی کو جانتے ہیں، ہمارے دلوں میں پیدا اور ہمارے کانوں میں کھٹکتی ہے، ہم پہچان لیتے ہیں۔

★

ابوبصیر سے مروی ہے کہ صادق آلِ محمدؐ نے فرمایا" علیؑ محدث تھے"، میں نے عرض کیا" اس کی نشانی کیا ہے؟" فرمایا" اس کے پاس فرشتہ آتا ہے اور اس طرح اس کے دل میں بات پیدا کرتا ہے،

★

ابن ابی یعقوب نے ابی عبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا علیؑ محدث تھے، آپ کے دل میں باتیں پیدا ہوتی تھیں؟ فرمایا" ایسا ہی ہے، یوم قریظہ جبرئیلؑ آپ کی داہنی جانب اور میکائیل بائیں جانب تھے، اور آپ سے باتیں کر رہے تھے؛ ابو عبداللہؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ زمین کو ایسے عالم سے خالی نہیں رکھتا جو زمین پر علم کی زیادتی اور کمی کو جانتا ہے، اگر مومنین کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو ان میں زیادتی کرتا ہے، اگر کسی چیز میں کمی کرتے ہیں تو مکمل کرتا ہے، علم کو کامل پکڑ لو، اگر یہ بات نہ ہو تو مومنین پر امر مشتبہ ہو جائے، حق اور باطل میں تمیز نہ کر سکیں۔

★

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ زمین کو عالم سے خالی نہیں چھوڑتا، اگر یہ بات نہ ہو تو لوگوں پر امر مشتبہ ہو جائے، آپ سے برید عجلی نے پوچھا، رسول، نبی اور محدث میں کیا فرق ہے؟ فرمایا رسولؐ کے پاس فرشتے ظاہر میں آتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی جانب سے اسے امر اور نہی کی تبلیغ کرتے ہیں، نبی وہ ہوتا ہے، جس کو رات و دن

میں خواب میں وحی ہوتی ہے، محدث فرشتوں کے کلام کو سنتا ہے لیکن ان کو دیکھتا نہیں
اس کے کانوں میں آواز، دل اور سینے میں باتیں پیدا ہوتی ہیں،

*

امام حسنؑ اور امام حسینؑ قضائے حاجت کی خاطر میدان میں تشریف لائے، دونوں
کے درمیان دیوار بطور پردہ کے حائل ہوگئی، جب قضائے حاجت کر لی، تو دیوار
الگ ہوگئی، وہاں ایک پانی کا چشمہ جاری ہوگیا، دونوں نے وضو کیا

*

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنی شہادت سے
پہلے اپنے اصحابؓ سے فرمایا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ اے فرزند! عنقریب تم عراق
جاؤ گے، یہ وہ زمین ہے جہاں انبیاء اور اوصیاء انبیاء کا امتحان لیا گیا ہے، اس
زمین کو عمورا کہتے ہیں، تم وہاں شہید ہو جاؤ گے، اور تمہارے اصحابؓ کی جماعت
بھی شہید ہوگی، جن کو لوہے کی تکلیف محسوس نہیں ہوگی، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت
فرمائی، قلنا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم، جنگ آپ پر اور آپ کے اصحابؓ
پر برد اور سلامتی ہوگی، امامؑ نے فرمایا تمہیں بشارت ہو، اگر ہم شہید ہو گئے
تو ہماری بازگشت نبی کی طرف ہوگی، جتنا اللہ چاہے گا، رہوں گا، میں پہلا
شخص ہوں جس پر زمین شگافتہ ہوگی، میں باہر آؤں گا، یہ امیر المومنینؑ اور ہمارے
قائمؑ کے قیام کے ساتھ ساتھ ہوگا، پھر ہم پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے آسمان سے وفد اتریں
گے، جو پہلے زمین پر نہیں اترے، جبرئیلؑ، میکائیلؑ، اسرافیلؑ اور فرشتوں کے لشکر نازل
ہوں گے، محمدؐ اور علیؑ نازل ہوں گے، میں، میرا بھائی اور تمام وہ لوگ

جن پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہوگا، رب کے اونٹوں پر سوار ہوں گے جو نور کے
ہوں گے، پہلے ان پر مخلوق سوار نہیں ہوئی ہوگی، پھر لوا رسول کو حرکت دے کر ہمارے
قائمؑ کے حوالے کریں گے، اپنی تلوار بھی دیں گے، پھر جتنا عرصہ اللہ چاہے گا، زمین
پر قیام کریں گے، پھر اللہ تعالیٰ مسجد کوفہ سے ایک ایک چشمہ سونے کے پانی کا
اور دودھ کا جاری کرے گا، رسولؐ اللہ مجھے امیر المومنینؑ کی تلوار عنایت فرمائیں
گے جو مجھے مشرق اور مغرب میں لے جائے گی، جو دشمن پیش ہوگا، اس کا خون بہادونگا
بتوں کو جلادوں گا، ہندوستان آؤں گا، فتح کر لوں گا، دانیالؑ اور یونسؑ، امیر المومنینؑ
کی خدمت میں حاضر ہوں گے، کہیں گے، اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا، دونوں
کے ساتھ بصرہ کی طرف اللہ تعالیٰ ستر آدمی بھیجے گا، وہ لڑنے والوں کو قتل کر
دیں گے، اللہ تعالیٰ ایک لشکر روم کی طرف روانہ کرے گا، روم فتح ہو جائے گا!
میں اس جانور کو ضرور قتل کروں گا جس کا گوشت اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے زمین پر صرف
پاک گوشت جانور ہوں گے، میں یہود یا اور نصاریٰ کے پاس آؤں گا، انہیں آگاہ
کروں گا، اسلام قبول کرو یا تلوار، جو اسلام قبول کرلے گا، اس پر احسان کروں
گا، جو اسلام سے انکار کرے گا، اس کا خون بہادوں گا، اللہ تعالیٰ ہمارے ہر
شیعہ کے پاس ایک فرشتہ نازل کرے گا، جو اس کے چہرے سے مٹی صاف کریگا
اس کی ازواج کو جنت میں اس کی منزل سے آگاہ کرے گا، اللہ تعالیٰ زمین کے
ہر اندھے لاچار اور تکلیف زدہ کی تکلیف دور کرے گا، ہم اہلبیت کی وجہ سے آسمان
سے زمین کی طرف برکت نازل ہوگی، حتیٰ کہ درخت میں وہ پھل آئیں گے جو اللہ تعالیٰ چاہے
گا، سردی کا پھل گرمی میں اور گرمی کے پھل سردی میں کھائے جائینگے، اس بارے میں

اللہ تعالیٰ کا قول ہے، ولو ان اھل القریٰ امنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض ولکن کذبوا، اگر بستی والے ایمان لاتے اور پرہیزگار ہوتے تو ہم ان پر آسمانوں اور زمین سے برکات کے دروازے کھول دیتے، لیکن ان لوگوں نے جھٹلایا اور بات نہ مانی پھر اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں کو کرامت عطا کرے گا، ان پر زمین کی کوئی چیز مخفی نہیں رہے گی،

*

علی بن ابراہیم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ امر ابد کیساتھ فرشتے کو امام علیہ السلام کی خدمت میں بھیجتا ہے وہ امر امام کی خدمت میں پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں سے فرشتے اس امر کے صاحب کے پاس آتے جاتے رہتے ہیں

*

صادق آل محمدؐ سے اس آیت کے بارے میں مروی ہے، ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس بات پر پکے ہو گئے ایسے لوگوں کی خدمت میں فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم خوف اور غم نہ کرو فرمایا "بسا اوقات ہم اپنے گھروں میں فرشتوں کیلئے بستر بچھاتے ہیں" عرض کیا گیا "فرشتے آپ کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں،" فرمایا "وہ ہم سے زیادہ ہمارے بچوں پر مہربان ہیں،

*

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا "ہم لوگ ہیں، جن کے پاس فرشتے آتے جاتے ہیں، ہم آواز کو سنتے ہیں، لیکن شکل نہیں دیکھتے.

*

صادق آل محمدؐ نے فرمایا" فرشتے ہمارے سامان پر، فرش پر اور ہمارے دسترخوان پر اترتے رہتے ہیں، ہر زمانے کی خشک اور تر نباتات ہمارے پاس لاتے ہیں، اپنے پر ہمارے بچوں پر ملتے ہیں، جانور کو ہمیں ایذا دینے سے روکتے

ہیں، ہر نماز میں آ کر ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، ہر دن اور رات ہمارے پاس آتے ہیں اور زمین والوں کی خبروں سے اور زمین کے حادثات سے آگاہ کرتے ہیں، جو فرشتہ زمین پر انتقال کرتا ہے، اس کی موت کی خبر دوسرا فرشتہ آ کر دیتا ہے کہ دنیا میں اس کی سیرت کیا تھی.

*

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جن ہمارے خادم ہیں، اگر کسی کام میں ہمیں جلدی ہوتی ہے تو ان کو بھیج دیتے ہیں.

*

سدید سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مدینہ میں اپنی ضروریات کی مجھے وصیت فرمائی، میں روحا کی گھاٹی میں اپنی سواری پر سوار تھا کہ ایک شخص کو دیکھا اس کی طرف گیا سمجھا کہ پیاسا ہے، میں نے پانی برتن میں پیش کیا کہا، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، مجھے سربستہ خط دیا، میں نے مہر کو دیکھا وہ امام محمد باقر علیہ السلام کی تھی، میں نے کہا امام سے کب ملاقات کی تھی؟ کہا ابھی ابھی میں نے خط پڑھا تو اس میں مجھے بعض چیزوں کے بارے میں حکم دیا گیا تھا، میں نے مڑ کر اسے دیکھا تو وہ غائب تھا، امامؑ تشریف لائے میں ملا، عرض کیا، ایک شخص آپ کا خط لایا تھا، فرمایا تھا ..... جب کسی کام میں جلدی ہوتی ہے تو جن کو بھیج دیتے ہیں

*

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ امیر المومنینؑ تشریف فرما تھے، اژدھا
خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں عمر بن عثمان ہوں، جنات پر آپ کا خلیفہ ہوں،
میرا باپ فوت ہو گیا ہے آپ کے پاس حاضر ہونے کی وصیت کی ہے۔
تاکہ آپ کی رائے معلوم کر سکوں، یا امیر المومنینؑ میں خدمت میں حاضر ہوں
میرے بارے میں کیا حکم ہے؟" فرمایا "تمہیں اللہ تعالیٰ کے حق کی وصیت کرتا ہوں
جاؤ جنات میں اپنے باپ کے قائم مقام بن جاؤ۔ تم میرے جنات پر خلیفہ ہو،
وہ چلا گیا، عرض کیا گیا" یا امیر المومنینؑ آپ کی خدمت میں عمر آیا تھا، فرمایا
" بات اس پر واجب تھی!"

★

ابو حمزہ ثمالیؓ سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا،
اور حاضر ہونے کی اجازت طلب کی، کہا گیا کہ آپ کے پاس لوگ موجود ہیں، میں
تھوڑی دیر ٹھہرا، ایسے لوگ باہر نکلے، جو اجنبی تھے اور ان کو نہیں جانتا
تھا، پھر تم مجھے اندر آنے کی اجازت دی، میں حاضر ہوا، عرض کیا
" بنو امیہ کی حکومت کا زمانہ ہے ان کی تلواروں سے مومنین کا خون بہا رہی ہیں،
میں نے آپ کے پاس ایسے لوگوں کو دیکھا جن کو میں نہیں جانتا" فرمایا
" یہ ہمارے شیعہ جنات ہیں، معالم دین دریافت کرنے آئے ہیں،

★

ابو حمزہ سے مروی ہے کہ میں ابو عبد اللہ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان
تھا، حضرت کی بائیں جانب سے ایک سیاہ کتا نمودار ہوا، فرمایا " اتنی جلدی کیوں

دوڑ رہے ہو جو پرندے کی پرواز کی طرح تیز دوڑ رہا تھا، میں نے عرض کیا یہ
کیا چیز ہے؟" فرمایا " اغشم ہے، جنات کا قاصد ہے مجھے آگاہ کیا ہے کہ ہشام
ابھی مر گیا ہے، ہر علاقہ میں اس کی موت کی خبر دے رہا ہے،

★

ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ پہاڑوں میں سے ایک شخص عصائے
پر سہارا لیے ہوئے نمودار ہوا، لمبا اتنا کہ کھجور معلوم ہوتا تھا، نبی نے فرمایا "جن
ہے، عرض کیا " ہام بن اقبیس بن ابلیس ہوں" فرمایا "تیرے اور ابلیس کے درمیان
دو باپوں کا واسطہ ہے" عرض کیا "ہاں!" فرمایا "تیری عمر کتنی ہے؟" عرض کیا
" جتنی دنیا کی یا تھوڑی سی کم، جس روز قابیل نے ہابیل کو قتل کیا، میں اس روز
لڑکا تھا، بات سمجھتا تھا لوگوں کو قطع رحم کا حکم دیتا تھا اور کھانے خراب
کر دیتا تھا، فرمایا " شیخ اور جوان دونوں کی سیرت بری ہے" عرض کیا " میں تائب
ہوا، نوحؑ کے ساتھ توبہ کی ہے، میں کشتی میں نوح کے ساتھ تھا، میں نے
اس کی دعا کو سنا جو اس قوم کے بارے میں کی تھی، میں اس مسجد میں حضورؐ کے ساتھ
تھا، جس میں لوگوں نے اس کے ساتھ ایمان لایا، قوم کے بارے میں اس کی دعا کو
ملاحظہ کیا، میں ریت میں الیاسؑ کے ساتھ تھا، میں ابراہیمؑ کے ساتھ تھا قریب
تھا کہ قوم اس کو آگ میں گرا دے، میں منجنیق اور آگ کے درمیان تھا، اللہ تعالیٰ
نے آگ کو سلامتی سے ٹھنڈا کیا، میں یوسفؑ کے ساتھ تھا، جب اس کے بھائیوں
نے اس پر حسد کیا، اس کو کنوئیں میں پھینک دیا، میں نے دوڑ کر کنوئیں کی تہہ سے
اٹھا کر نرمی سے رکھ دیا، میں قید میں آپ کا مونس تھا، حتکہ اللہ تعالیٰ نے انکو قید سے

باہر نکالا، میں موسیٰؑ کے ساتھ تھا، آپ نے مجھے توراۃ کا ایک سفر تعلیم دیا"
فرمایا "اگر عیسیٰؑ سے ملو تو ان سے میرا سلام کہنا، میں ملا اور اسکو موسیٰ کا سلام کہا
اس نے مجھے انجیل کا ایک سفر تعلیم کیا، کہا اگر محمدؐ کو ملو تو میرا سلام کہنا یا رسول اللہؐ
عیسیٰؑ آپ کو سلام عرض کرتے ہیں، فرمایا عیسیٰؑ روح اللہ پر جب تک آسمان اور زمین
قائم ہے سلام ہو اے ہام تم پر بھی سلام ہو، جس طرح تم نے سلام پہنچایا، اپنی ضرورتیں
بتاؤ، عرض کیا "ضرورت یہ ہے اللہ تیری امت، کو تیرا پیرو کار بنائے اور تجھے خوش
رکھے تیرے بعد تیری امت کو تیرے وصی کے بارے میں استقامت بخشے پہلی
امتیں اوصیاء کی نافرمانی سے ہلاک ہو گئی ہیں، یا رسول اللہؐ میری حاجت یہ
ہے کہ مجھے قرآن کی سورتیں تعلیم فرمائیے تاکہ میں نماز پڑھ سکوں، رسول اللہؐ
نے علی بن ابی طالبؑ سے فرمایا، ہام کو سورتوں کی تعلیم نرمی سے دو، ہام نے
عرض کیا، یا رسول اللہ جس شخص کے پاس مجھے سپرد کیا ہے یہ کون ہیں، ہم گروہ جات
کو انبیاء کی پیروی یا نبیؐ کے وصی کی پیروی کا حکم ہے،

رسول اللہؐ :۔ کتب میں آدمؑ کے وصی کون تھے؟

ھام :۔ شیثؑ !

رسول اللہؐ :۔ نوحؑ کے ؟

ہام :۔ سام !

رسول اللہؐ :۔ ھودؑ کے !

ہام :۔ یوحن بن حنان جو ھودؑ کے ابن عم ہیں !

رسول اللہؐ :۔ ابراہیمؑ کے ؟

ہام :۔ اسحاقؑ ۔

رسول اللہؐ :۔ موسیٰؑ کے ؟

ہام :۔ یوشعؑ بن نون ۔

رسول اللہؐ :۔ عیسیٰ کے ؟

ھام :۔ شمعونؑ صفا ابن عم مریمؑ

رسول اللہؐ :۔ یہ کیوں انبیاءؑ کے اوصیا تھے ؟

ہام :۔ تمام لوگوں سے زیادہ زاہد اور آخرت کی طرف رغبت رکھنے والے تھے

رسول اللہؐ :۔ کتب میں محمدؐ کے وصی کون ہیں ،

ہام :۔ توراۃ میں ایلیاؑ ہیں ۔

رسول اللہؐ :۔ یہ ایلیاؑ یہی علیؑ ہیں، میرے وصی، میرے بھائی، دنیا میں میری
امت میں زاہد ترین انسان، تم لوگوں سے آخرت کی طرف زیادہ
رغبت رکھنے والے ۔

ہام نے امیر المومنینؑ پر سلام کیا، پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! ان کا اور بھی
کوئی نام ہے ؟" فرمایا" ہاں، حیدرؑ ہے" علیؑ نے اس کو قرآن کی سورتیں تعلیم کیں،
ہام نے کہا" یا علیؑ یا وصی محمدؐ جو کچھ قرآن تعلیم کیا ہے، یہ نماز کے لئے کافی ہے ؟" فرمایا"
ہاں قرآن کا تھوڑا حصہ بھی بہت ہے" پھر ہام رسول اللہؐ کی خدمت میں آیا، سلام
کیا اور الوداع کہا اور چلا گیا، پھر نہ آیا، حتیٰ کہ رسول اللہؐ کا انتقال ہو گیا
یوم الھریر (صفین) کے روز امیر المومنینؑ کی خدمت میں عرض کیا" یا وصی محمدؐ! ہم
نے کتب انبیاءؑ میں دیکھا ہے کہ اصلع وصی محمدؐ ہوں گے، حضرت نے سر سے کپڑا

اتارا، فرمایا "اے ہام خدا کی قسم وہ تیرے لئے میں ہی ہوں۔"

*

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ علیؑ سے ایک روز آپ کے اصحاب نے کہا "یا امیر المؤمنینؑ کوئی ایسی چیز دکھلایئے جس سے دل مطمئن ہو، جو آپ کو رسول اللہؐ نے عطا کی ہے، فرمایا اگر میں عجائبات دکھلاؤں تو تم انکار کر دو گے، اور کہو گے (علیؑ) جادوگر اور جھوٹے ہیں، عرض کیا "ہم جانتے ہیں کہ آپ رسول اللہ کے وارث ہیں، آنحضرتؐ کا علم آپ کے پاس ہے؟" فرمایا "عالم کا علم سخت ہوتا ہے اسے وہ مومن برداشت کر سکتا ہے جس کے دل کا امتحان ایمان کے ساتھ لے لیا گیا ہو اور روح سے اس کی تائید کی گئی ہو" فرمایا "عشاء آخیری کی نماز پڑھ لوں تو میرے پیچھے پیچھے چلے آنا، نماز پڑھنے کے بعد آپ نے کوفہ کے باہر کا راستہ لیا، ستر آدمی پیچھے ہو لئے، جن کا اپنے متعلق بہترین شیعہ ہونے کا خیال تھا، جب تک تم سے اللہ کا وعدہ اور میثاق نہ لے لوں، اس وقت تک تمہیں کوئی چیز نہیں دکھاؤں گا، تاکہ تم میرے ساتھ کفر نہ کرو اور مجھے کسی مصیبت میں نہ ڈال دو، خدا کی قسم میں صرف وہی چیز دکھلاؤں گا جس کی تعلیم مجھے رسولؐ اللہ نے دی ہے، حضرت نے عہد اور میثاق لے لیا، جس طرح اللہ اپنے رسولوں سے لیتا ہے، پھر فرمایا "چہروں کو پھیر لو" انہوں نے چہروں کو پھیرا تو کیا دیکھتے ہیں کہ باغات اور نہریں جاری ہیں، دوسری طرف جہنم کی آگ بھڑک رہی ہے، انھیں جنت اور دوزخ کے دیکھنے میں کوئی شک نہ رہا، ان میں سے اچھی بات کہنے والے نے کہا یہ تو بڑا جادو ہے، دو آدمیوں کے سوا باقی سب کافر ہو گئے، دو آدمیوں کے پاس

تشریف لائے، دونوں سے فرمایا کہ "تم نے ان کی بات کو سُنا، میں نے ان سے عہد اور میثاق بھی لے لیا تھا (اب) وہ کافر ہو گئے ہیں، خدا کی قسم کل میں اللہ کے نزدیک ان کے خلاف دعوےٰ کروں گا، اللہ جانتا ہے کہ میں جادوگر اور کاہن نہیں ہوں نہ ہی یہ بات میرے اور میرے آبا کے دین میں داخل ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا علم ہے اللہ تعالیٰ نے رسولؐ کو عطا کیا اور رسولؐ نے مجھے عطا کیا، میں نے تمھیں عطا کیا، جب تم نے میری بات ٹھکرا دی تو اللہ کی بات ٹھکرا دی، آپ مسجد کوفہ میں تشریف لائے، دعائیں مانگیں، مسجد کے سنگ ریزے موتیوں اور یاقوت میں تبدیل ہو گئے، فرمایا اگر رب کی قسم اٹھاؤں جو اس بات سے بہت بڑا ہے، تو میری قسم بہت ٹھیک ہو گی"، دو میں ایک اور کافر ہو گیا، دوسرا ثابت قدم رہا، اس سے فرمایا "اگر ان میں کوئی چیز لو گے، تب بھی اور نہ لو گے، تب بھی، نادم ہو گے" حرص نے اس کا دامن نہ چھوڑا، اس نے ایک موتی لے کر آستین میں رکھ لیا، صبح کو دیکھا تو سفید موتی تھا، لوگوں نے ایسا موتی کبھی نہ دیکھا تھا، عرض کیا "یا امیر المؤمنینؑ میں نے ان میں سے ایک موتی لے لیا تھا، فرمایا ایسا کیوں کیا؟" عرض کیا "معلوم کرنا چاہا یہ بات درست ہے یا غلط" فرمایا "جہاں سے لیا ہے وہاں رکھ دو، اس کے عوض میں جنت ملے گی، اگر واپس نہ کیا تو دوزخ میں جاؤ گے"، جہاں سے لیا تھا وہیں رکھ دیا، اللہ تعالیٰ نے اسے پھر سنگ ریزہ بنا دیا، بعض نے کہا یہ شخص میثم تمار تھا، بعض نے کہا عمرو بن حمق خزاعی تھا۔

*

حضرت علیؑ صفین کے علاقہ میں ایک بستی میں آئے، جس کا نام صدود تھا، وہاں سے ایک بے آب وگیاہ زمین میں اترے مالکِ اشتر نے عرض کیا" وہاں اترے جہاں پانی نہیں ہے" فرمایا" اللہ ہمیں یہاں پانی پلائے گا، جو یاقوت سے زیادہ صاف اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوگا، ہم حیران ہوئے، امیر المؤمنینؑ کے قول پر حیرانی کی کوئی وجہ نہیں تھی، حضرت ایک زمین پر ٹھہرے، مالک سے فرمایا" تم اور تمھارے اصحاب یہاں کھودو، ہم نے جگہ کھودی، ہم کھودتے ہوئے ایک سیاہ پتھر پر پہنچے جو سیاہ اور بہت بڑا تھا، اس میں ایک حلقہ پڑا ہوا تھا، جو چاندی کی طرح چمک رہا تھا، ہم میں سے کوئی بھی اس کو حرکت نہ دے سکا، علیؑ نے فرمایا" اے معبودؑ! میں تجھ سے اچھی مدد کی التماس کرتا ہوں" کلام فرمایا، ہمارا خیال ہے کہ سریانی زبان میں تھا، پھر پتھر اٹھا کر پھینک دیا، میٹھا پانی ظاہر ہوا، ہم نے پیا، اپنے جانوروں کو پلایا، پھر پتھر رکھ دیا، اس پر مٹی ڈالنے کا حکم دیا، تھوڑی دور، چلنے کے بعد فرمایا" تم میں سے چشمہ کون جانتا ہے؟" عرض کیا" ہم اب جانتے ہیں" ہم تمام واپس آئے، چشمہ بالکل پوشیدہ ہوگیا، وہاں ایک راہب کا گرجا دیکھا، اس سے کہا تمھارے پاس پانی ہے؟" اس نے کڑوا پانی پلایا، ہم نے کہا اگر اس چشمے کا پانی پلاتے جو ہمارے ساتھی نے یہاں پلایا تو آپ اس کے میٹھا ہونے پر تعجب کرتے" کہا" تمھارا ساتھی نبی ہے؟" ہم نے کہا" نبی کا، وصی ہے" وہ علیؑ کی خدمت میں آئے، امامؑ نے دیکھ کر فرمایا" تمھارا نام شمعون ہے؟" عرض کیا" ہاں، یہ میرا نام میری والدہ نے رکھا تھا، اللہ تعالیٰ کے سوا میرے اس نام کو اور کوئی نہیں جانتا" عرض کیا" آقا! اس چشمے کا نام کیا ہے؟" فرمایا

"چشمہ راہوما، جو جنت کا چشمہ ہے اس سے تین سو نبی اور تین سو وصی نے پانی پیا ہے میں آخری وصی ہوں، جس نے اس سے پانی پیا ہے" راہب نے کہا" میں نے کتابوں میں ایسا ہی پڑھا ہے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ" اور مسلمان ہوگیا۔

*

صادقِ آلِ محمدؑ نے آیت وکذلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوات والارض ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کے ملکوت کی سیر کرائی کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کیلئے آسمانوں کے پردے اٹھا دیئے حتیٰ کہ اس نے عرش کے اوپر والی چیزوں کو دیکھ لیا، زمین کے پردے اٹھائے تحت الثریٰ اور ہوا کے اوپر جو چیزیں تھیں وہ دیکھ لیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کیساتھ کیا، ایک روز ابو بصیر نے عرض کیا" کیا محمدؐ نے ملکوت السمٰوات والارض کو دیکھا تھا جس طرح ابراہیمؑ نے دیکھا تھا؟" فرمایا ہاں تمھارے ساتھی نے بھی دیکھا ہے اور آپ کے بعد ہونے والے ائمہؑ بھی دیکھیں گے، امام محمد باقرؑ نے اس بارے میں فرمایا کہ" ابراہیمؑ کیلئے سات آسمانوں اور زمینوں کے پردے اٹھا دیئے گئے، اس نے تمام چیزوں کو دیکھا تھا، جس طرح ابراہیمؑ کے ساتھ کیا تھا اسی طرح محمدؐ کے ساتھ کیا ہمیں تمھارے ساتھی کو دیکھتا ہوں کہ اس کے ساتھ بھی ایسا کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہونے والے ائمہ کے ساتھ بھی ایسا ہوگا، بریدہ اسلمی کا بیان ہے کہ میں رسول اللہؐ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، علیؑ بھی آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، فرمایا" علیؑ! تم نے میرے ساتھ سات مقامات کا مشاہدہ نہیں کیا؟ حواطن ثلاثہ اور مواطن رابعہ کا ذکر کیا، فرمایا" شب جمعہ مجھے ملکوت السمٰوات

دالارض دکھلائے گئے، میں وہاں پہنچ گیا، میں نے تمام چیزوں کو دیکھا تمہارا مشتاق ہوا، اللہ سے دُعا کی، آپ میرے پاس آگئے، جو کچھ میں نے دیکھا، وہ تم نے دیکھا۔

*

بریدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا "یا علیؑ اللہ نے تجھے میرے ساتھ سات مقامات دکھلائے، آنحضرتؐ نے ان مقامات کا ذکر کیا، حتیٰ کہ دوسرے مقام کا ذکر کیا، فرمایا "جبرئیلؑ آئے، مجھے آسمان کی طرف لے گئے کہا تمہارے بھائی کہاں ہیں؟ کہا "میں پیچھے چھوڑ آیا ہوں" کہا "اللہ سے دعا کرو وہ بھی تمہارے پاس آجائیں، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، بس آپ میرے پاس موجود تھے، سات آسمانوں اور زمینوں کے پردے ہٹا دیئے گئے، میں نے وہاں رہنے والوں، عمارات اور ہر فرشتے کے مکان کو دیکھا، جو چیزیں میں نے دیکھیں وہ سب تم نے دیکھیں۔

*

خرلیس کناسی سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ کے اصحاب کی ایک جماعت موجود تھی، مجھے ان لوگوں پر حیرانی ہوتی ہے جو ہمیں دوست رکھتے اور ہمیں امام مانتے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرح ہماری اطاعت ان پر فرض ہے پھر دل کی کمزوری کے باعث بہت حیلے بہانے کرتے ہیں، ہمارا حق غصب کرتے ہیں اور ان لوگوں پر عیب لگاتے ہیں جنھیں اللہ نے ہماری معرفت اور ہمارے امر کے تسلیم کرنے پر

برہان حق دیا ہے کیا یہ بات دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیا کی اطاعت اپنے بندوں پر فرض کیا ہے آسمانوں اور زمین کی خبروں کو ان سے پوشیدہ رکھا ہے ان سے اس علم کا مواد قطع کیا ہے جن میں ان کے دین کا قوام موجود ہے؟ حمران نے عرض کیا رسول اللہؐ کے فرزند! امیر المومنینؑ، حسنؑ اور حسینؑ نے دین کے بارے میں جہاد کی صورت میں طاغوتوں سے تکالیف اٹھائیں، طاغوت فتح مند ہوئے اور یہ حضرات شہید ہوئے اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا "اے حمران! اگر یہ حضرات اللہ تعالیٰ سے طاغوتوں کے ملک اور سلطنت کے خاتمہ کی دعا مانگتے تو بہت جلد اس کا خاتمہ اس سے بھی ہو جاتا جس طرح منکوں کے ہار کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے، بلکہ ان حضرات کی ان تکالیف کی وجہ سے اور لوگوں کی مخالفت کے باعث جو درجہ علاوہ نہ ملتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے درجہ اور کرامت تو اسی طرح مل سکتی تھی، ان چیزوں کے عطا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا تھا، ان حضرات کے بارے میں تجھے اِدھر اُدھر کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں، صادق آل محمدؐ نے فرمایا، لوگ ایک بات کہتے ہیں پھر اس کو توڑ دیتے ہیں اور ضائع کرتے ہیں، خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو مخلوق پر حجت قرار دیا ہے اس سے آسمانوں اور زمین کا علم پوشیدہ رکھا ہے، خدا کی قسم ایسا نہیں ہے" راوی نے عرض کیا "ان طاغوتوں اور حسین بن علیؑ کا کیا قصہ ہے" فرمایا "اگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے تو ضرور اللہ تعالیٰ قبول کرتا، یہ بات تو منکے والے ہار کے توڑنے سے بھی زیادہ آسان تھی، لیکن ہم اس چیز کا کیونکر ارادہ کریں، جس کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ نہیں کیا، یعنی اللہ مجبور اور لاچار کر کے کوئی چیز نہیں چاہتا وہ اختیار سے چاہتا ہے،

تکلیف میں مجبوری نہیں ہے، ہم بھی اسی طرح چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی مخالفت نہیں کرتے۔

*

سعد بن سعید اشعری سے مروی ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے مٹی کے بارے میں پوچھا، فرمایا "ہر مٹی اس طرح حرام ہے، جس طرح مردہ، خون، خنزیر کا گوشت اور جو چیز اللہ کے نام کے سوا ذبح کی جائے، حسینؑ کی قبر مٹی کے سوا۔ وہ ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔

*

عبداللہ ازدی سے مروی ہے کہ میرے باپ نے مجھے بیان کیا کہ میں نے مدینہ کی جامع مسجد میں نماز پڑھی، میرے پہلو میں دو آدمی تھے، ایک نے تو سفر کا لباس پہن رکھا تھا، اس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کیا آپ کو علم نہیں کہ حسینؑ کی قبر کی مٹی ہر بیماری کے لئے شفا کا باعث ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے درد کی تکلیف تھی، میں نے ہر قسم کا علاج کیا لیکن تندرست نہ ہو سکا اور شفایابی سے مایوس ہو گیا، ہمارے پاس کوفہ کی عورت رہا کرتی تھی، اس نے کہا سالم تمہاری بیماری روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اگر میں تمہارا علاج کر دوں تو اللہ کے حکم سے ٹھیک ہو جاؤ گے، میں نے کہا "کیوں نہ علاج کرو مجھے پیالے کا پانی پلایا، میں ٹھیک ہو گیا، اس بڑھیا کا نام سلمہ تھا، کئی ماہ کے بعد میں نے کہا "آپ نے میرا کس چیز سے علاج کیا تھا، کہا اس تسبیح کے ایک دانہ سے اس کے ہاتھ میں امام حسینؑ کی قبر کی مٹی کی ایک تسبیح تھی، میں نے کہا اے

رافضیہ، تم نے میرا حسینؑ کی قبر کی مٹی سے علاج کیا ہے جو میں ناراض ہو کر باہر نکلا خدا کی قسم بیماری پہلے سے بھی زیادہ سخت صورت میں آگئی، جس کا دکھ اور تکلیف برداشت کر رہا ہوں

*

خلیفہ کا نوکر سخت بیماری میں مبتلا ہوا، اسے کسی دوا نے فائدہ نہ کیا، اس سے کہا گیا کہ حسینؑ کی قبر کی مٹی لے کر کھا جاؤ، شاید اللہ اس کی برکت سے تمہیں شفا عطا کرے، سنا ہے کہ اس میں ہر بیماری کی شفا موجود ہے، آپ تو مومن ہیں، اس نے حسینؑ کی تربت کی مٹی لے کر کھا لی اور ٹھیک ہو گیا، دارالخلافہ میں آیا خلیفہ کے ایک اور نوکر نے پوچھا، کس چیز سے ٹھیک ہو گئے ہو، ہم تو مایوس ہو چکے تھے کہا "ایک بڑھیا کے پاس حسینؑ کی قبر کی مٹی کی تسبیح ہے اس نے مجھے تسبیح کا ایک دانہ دیا ہے۔ میں وہ لے کر کھا گیا ہوں۔ اور ٹھیک ہو گیا ہوں کہا اور بھی کوئی دانہ موجود ہے۔ کہا۔ ہاں موجود ہے: کہا مجھے لا دو۔ میں نے ایک دانہ لا کر اس کے حوالے کر دیا، اس نے توہین کی خاطر اس کو اپنی مقعد کے اندر داخل کر دیا، وہ بیٹھا ہوا تھا کہ چلایا "آگ آگ، تھال تھال" یہ کہتا ہوا زمین پر گر پڑا، فریادیں کرتا تھا تمام آنتیں مقعد سے باہر نکل پڑیں، خلیفہ نے ان کو تھال میں ڈال کر ایک نصرانی طبیب کے پاس بھیج دیں، اس نے دیکھ کر کہا یہ وہ چیز ہے جس کے ذریعہ مسیحؑ علاج کرتے تھے، اس نے حالات دریافت کئے اسے نوکر کے فعل سے آگاہ کیا گیا، طبیب اسی وقت اسلام لائیں اور اچھی طرح اسلام پر کاربند رہیں۔

باب نمبر ۱

رسول اللہ اور آئمہ علیہم السلام کے مخصوص معجزات

محمدؐ اور آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے صبر جیسا کسی کا صبر نہیں تھا۔ کسی کی بردباری، وفا، مہربانی، رحم دلی، زہد، سخاوت، بہادری، صدق لسان، تواضع، اچھا ذہن، علم، حکمت، حفظ، عفت، قول، عجیب پیدائش ونشوونما، ہر فن میں علوم کی زیادتی، حسن سیرت، درگذر، حسن خلق اور پاکیزہ ولادت میں ان حضرات کا کوئی شخص مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جھوٹ، کذب، بدگوئی کا ان کی ذات میں شائبہ تک نہیں تھا ایک لمحہ بھی بے کار نہیں بیٹھتے تھے یا عبادت خدا میں مشغول ہوتے یا لوگوں کو ہدایت کرتے یا کسی شخص کی جوتی کو ٹھیک کرتے۔ بیواؤں کے کپڑے سیتے مسلمان کے جھگڑوں کو چکاتے یہ خوبیاں ان میں معجزہ کے طور پر پائی جاتی تھیں۔ کافر اور منافق میں یہ صفات پیدا نہیں ہو سکتے۔ ان حضرات کے دشمن کو حاسد اور زندیق کو ان پر انگلی اٹھانے کی جرأت نہیں بلکہ ان حضرات کا دشمن بھی ان کی تعریف کرنے پر مجبور رہے۔ گذشتہ انبیاء کے سامنے ان حضرات کی اللہ تعالیٰ نے مدح کی ہے مقرب فرشتوں کے سامنے ان کے ذریعہ فخر کیا ہے۔ کبھی بھی ان حضرات سے لغزش صادر نہیں ہوئی۔ (یہ معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ وہ تمام باتیں جانتے تھے جو آدمؑ، تمام انبیاءؑ اور فرشتے جانتے تھے، اللہ تعالیٰ نے وہ باتیں بھی آپ کو بتائیں جو وہ نہیں جانتے تھے آپ کو اس جگہ پہنچایا جس جگہ اور انبیاء وغیرہ نہ پہنچ سکے، کافی عرصے تک بے دقوفی کو صبر سے، اذیت کو برداشت سے، تنگی کو صبر سے برداشت کرتے رہے قریش جو حلم کا پہاڑ خیال کئے جاتے تھے۔ آنحضرتؐ کے معاملہ میں ایسے بے قابو ہوتے کہ بے وقوفی پر اتر آئے، آپ پہ گوبر پھینکا، راستے میں کانٹے بچھائے، جسد پہ مٹی ڈالی، جب مکہ میں فاتح ہو کر داخل ہوئے تو فرمایا "میں تمہارے بارے میں وہی بات کہوں گا جو میرے بھائی یوسفؑ نے کہی تھی، آج کے دن تم پر کوئی سرزنش نہیں ہے، آپ نے قریش مکہ کو معاف کیا، برائی کا بدلہ نیکی سے دیا آنحضرتؐ تمام لوگوں سے تورات، زبور، انجیل جمیع کتب انبیاءؑ اور بغیر پڑھائی کے تمام رسولوں اور قوموں کے واقعات جانتے تھے، آپ بادشاہوں، ظالم لوگوں، قافلوں اور تمام گزشتہ زمانے کے نظائر آدمؑ سے لے کر قیام قیامت تک کے تمام حالات جانتے تھے، سچائی آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا، عہد وپیماں پر سب سے زیادہ پابند تھے، لیکن قریش نے کئی دفعہ پے در پے آپ سے بے وفائی کی، صلح حدیبیہ کا قصہ مشہور ہے، آنحضرتؐ کی نہ ہی جوانی میں نہ ہی بڑھاپے میں بے وفائی کا کسی نے ذکر کیا ہے، آپ اعلان نبوت سے پہلے امین وصادق کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔

آنحضرتؐ کا زھد

آپ کی سلطنت یمن سے لے کر عمان تک اور مدینہ سے لے کر نواحی عراق تک تھی، لیکن وفات کے وقت آپ پر قرض تھا اور آپ کی چادر اہل وعیال کے کھانے میں گروی رکھی ہوئی تھی۔ درہم اور دینار کوئی چیز ترکہ میں نہ چھوڑی اور کوئی مضبوط محل اور نہ ہی کوئی کھجوروں کا باغ اور نہ ہی اپنی ذات کے لئے کوئی نہر کھدوائی۔

شجاعت

شہسوارانِ جاہلیت عامر بن صیقل، عتبہ بن حرث بن شہاب اور بسطام بن قیس وغیرہ تھے، جو ہر ایک اپنے کروفر میں اپنی نظیر آپ تھا، مگر آنحضرتؐ سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں تھی، اگر کسی نے مقابلہ کیا تو ایسا کوڑا لگایا جس کے سر کی آگ نے دشمن کو جلا کر راکھ کر دیا۔ تمام لوگوں سے زیادہ زاہد، عبا پہنتے، مساکین کے ساتھ بیٹھتے، ہاتھ کا تکیہ لگاتے، کھانے کے بعد اپنی انگلیاں چاٹتے، تکیہ لگا کر نہ کھاتے بلکہ غلام کی طرح بیٹھتے، بچوں پر بڑے مہربان کنواری عورتوں سے زیادہ حیاء والے، نفرت اور تکبر نہیں کرتے تھے کسی سوالی کا سوال رد نہیں کیا، بیواؤں، یتیموں اور مسکینوں کی ضروریات پوری کرتے، اچھی بات کو اچھا کہتے اور اسے اختیار فرماتے، برائی کو برا سمجھتے، اور اس کی توہین کرتے، اکیلا کھانا نہیں کھاتے، غلام کو نہیں مارتے اس کے ساتھ کھانا کھاتے، اس کی طرف سے چکی پیسا کرتے، جب غلام بکری دوہتے دوہتے تھک جاتا تو آپ خود دوہتے، پانی نکالنے والے اونٹ کو خود چارہ ڈالتے، جوتی

اور کپڑے کا خود ٹانکا لگاتے، آنحضرتؐ کے اخلاق عبقریہ بہت زیادہ ہیں ہم نے صرف مختصر بیان کئے ہیں۔ آپ کے اخلاق ایک معجزہ ہیں۔ جو ہمیشہ ایک ہی نہج پر آپ سے واقع ہوتے تھے، ان میں کبھی تبدیلی نہیں آتی تھی۔

علی علیہ السلامؑ

اللہ تعالےٰ کے خارقِ عادات معجزات علیؑ میں کمالِ عقل، نورِ علم، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی خدمت میں موجود ہیں۔ آپ کا شمار بچوں میں ہوتا تھا کہ رسول اللہؐ نے اپنی تصدیق اور اقرارِ نبوت کے لئے آپؑ کو دعوت دی، حالانکہ آپ کی اس وقت دس سال یا اس سے بھی کم عمر تھی۔ آپ کے کمالِ فضل پر اللہ اور رسولؐ کی کماحقہ، معرفت دلالت کرتی تھی، یہ بات بھی معجزہ ہے جو خارقِ عادت ہے، جو رسول اللہؐ کے نزدیک آپ کی منزلت اور اختصاص پر دال ہے یہ خارقِ عادات آپ میں ایسے پائے جاتے تھے، جیسے عیسیٰؑ اور یحییٰؑ میں اگر علیؑ بچپن میں کامل نہ ہوتے تو رسول اللہؐ آپ کو اقرارِ نبوت کی دعوت نہ دیتے

زھد، علم اور شجاعت

آپ کے دشمن بھی اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو علم کان ما یکون کی تعلیم رسولؐ کو دی تھی وہ تمام علم رسول اللہؐ نے آپ کو تعلیم کیا۔ جنگوں میں کبھی پشت دکھا کر نہیں بھاگے۔ جنگ میں مدِ مقابل سے برا سلوک نہیں کیا حتیٰ کہ اپنے قاتل ابن ملجم سے برا سلوک نہیں کیا یہ باتیں خارقِ عادات نہیں ہیں؟ آپ کے انتقال

کے وقت آپ کے فرزند امام حسنؑ نے خطبہ میں کہا، آج رات ایسا شخص انتقال کر گیا ہے جس سے علم میں نہ ہی اولین نے سبقت کی ہے نہ ہی آخرین آپ کے علم کو پا سکیں گے۔ رسولؐ اللہ کے ساتھ جہاد کرتے، اپنی جان سے رسول اللہؐ کو بچاتے، رسول اللہؐ اپنا علم دے کر آپ کو میدان جنگ میں روانہ کرتے۔ جبرائیلؑ آپ کی داہنی جانب اور میکائیلؑ بائیں جانب ہوتے۔ اس وقت تک واپس نہیں آتے جب تک اللہ آپ کے ہاتھ پر فتح نہیں دیتا تھا۔ آپ خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے سوا اور کوئی شخص کعبہ میں پیدا نہیں ہوا، آپ نے اس رات انتقال فرمایا۔ جس رات عیسیٰؑ آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور موسیٰؑ کے وصی یوشع بن نون کا انتقال ہوا۔ سونا، چاندی کوئی چیز مرتے وقت نہیں چھوڑی، قرآن اور سنت سے معالم دین کی اشاعت ہمیشہ کرتے رہے انصاف کا حکم اور نیکی کی تلقین کرتے۔ ہجرت سے پہلے تمام مصیبتوں میں نبیؐ کے شریک رہے۔ آنحضرتؐ کا اکثر بوجھ اٹھاتے رہے۔ ہجرت کے بعد مشرکین سے لڑتے اور کافروں سے آپ کے سامنے جہاد کرتے رہے۔ آنحضرتؐ کے انتقال کے بعد دین کی حفاظت میں وہ مصائب برداشت کئے جس کو کتاب احاطہ نہیں کر سکتی، یہ سب باتیں ایک معجزہ ہیں۔

★

حسنین علیہما السلام

دونوں حضراتؑ کی سیرت پسندیدہ اور اخلاق عمدہ تھے، ان کے علوم اور

کمال بچپن میں بہت مشہور رہیں، ان کی یہ فضیلت صرف اظہار کمال کے لئے کافی ہے کہ جناب فاطمہ دونوں شہزادوں کو رسولؐ اللہ کی خدمت میں لائیں اور عرض کیا کہ یہ آپ کے فرزند ہیں اور ان کو کوئی چیز میراث میں عنایت فرمایئے، فرمایا "حسنؑ کو میری ہیبت اور سرداری حاصل ہے اور حسینؑ میری سخاوت اور شجاعت کے مالک ہوں گے، یہی وجہ ہے کہ امام حسنؑ نبیؐ سے سر سے لیکر سینے تک مشابہ تھے اور حسینؑ سینے سے لیکر پاؤں تک مشابہ تھے، سورۃ ھل اتی میں دونوں کے لئے جنت ثواب میں واجب قرار دی گئی ہے۔

علیؑ بن حسینؑ

اپنے باپ کے بعد تمام اللہ کی مخلوق سے علم اور عمل میں افضل تھے، آپ کی ریاضت، عبادت، زہد اور سیرت ایک معجزہ ہے، امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے باپ ایک رات میں ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔ ہوا کے جھونکے سے سنبل کی طرح ہل جاتے، عبادت میں آپ کا کوئی مقابلہ نہیں رکھتا، شب بیداری کی وجہ سے آپ کا رنگ زرد پڑ رہا تھا۔ گریہ سے آنکھیں زرد پڑ گئی تھیں، پیشانی اور ناک پر کثرت سجود کی وجہ سے گٹھا پڑ گیا تھا۔ نماز میں قیام کی وجہ سے پاؤں متورم ہو جاتے جب میں نے اس حالت میں دیکھا تو رو پڑا، میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا، بیٹے مجھے وہ صحیفہ دو جس میں علیؑ بن ابی طالب کی عبارت تحریر ہے میں نے لا کر پیش کیا۔ آپ نے اس میں بہت سی چیزوں کو پڑھا، فرمایا "علیؑ بن ابی طالب کی عبادت کا کون مقابلہ کر سکتا ہے، صادق آل محمدؐ نے حضرت علیؑ کے متعلق فرمایا جب حضرت

کے سامنے اللہ کی رضامندی کے دو کام پیش ہوتے تو آپ اس کام کو اختیار کرتے جو اللہ کے دین میں سخت ہوتا۔ رسول اللہؐ پر جو مصیبت نازل ہوئی۔ آپ نے علیؑ پر بھروسہ کیا اور آپ کو بلایا، علیؑ کے سوا اس امت میں رسول اللہؐ کے عمل کرنے میں کسی کی طاقت نہیں۔ آپ اس شخص کی مانند عمل کرتے جس کے سامنے جنت اور دوزخ ہو۔ جنت کے ثواب کی امید اور دوزخ کے عذاب کا ڈر ہو، اللہ کی راہ میں اپنے خون پسینے کی کمائی کے مال سے ایک ہزار غلام خرید کر آزاد کئے اور آپ کے اہل وعیال کی خوراک، زیتون کا تیل، سرکہ اور کھجوریں تھیں، آپ کا لباس کھدر کا ہوتا تھا۔ علی بن حسینؑ کے سوا لباس اور فقر میں آپ کی اولاد اور اہلبیتؑ میں سے کوئی آپ سے مناسبت نہیں رکھتا تھا۔

اِمامِ محمدُ باقر علیہ السلام

علم دین، آثار، سنت، علم قرآن، سیرت اور فنون علم جتنے آپ سے ظاہر ہوئے صحابہ تابعین اور فقہا میں سے کسی سے ظاہر نہیں ہوئے، آپ حقیقت کا نشان ہیں جس سے مشا[illegible] کی جہانی ہیں، جابر بن عبداللہ انصاریؓ ایک روز خدمت میں حاضر ہوئے، آپ کے پاؤں کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ مجھے رسول اللہؐ نے ایک روز فرمایا تم میرے ایک فرزند کو ملو گے، جس کا نام محمد بن علیؑ ہو گا۔ جس کو اللہ نور اور حکمت عطا کرے گا۔ آپ کو میرا سلام کہنا۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے کہا، رسول اللہؐ پر سلام، اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں، آپ کا نام رسول اللہؐ نے باقر العلم رکھا، آپ نے خطبہ میں فرمایا، ہم اہلبیت رحمت، شجرہ نبوت، معدن

حکمت، فرشتوں کے آنے کی جگہ، وحی کے آنے کی جگہ، فرمایا، لوگوں کی تکلیف ہم پر بہت بڑی ہے۔ ہم ان کو دعوت دیتے ہیں تو وہ قبول نہیں کرتے۔ اگر ہم ان کو چھوڑتے ہیں تو وہ ہمارے بغیر ہدایت نہیں پاتے، فرمایا، میں جو حدیث بیان کرتا ہوں تو اس کی سند میرے باپ سے ہوتی ہے، وہ میرے دادا سے وہ اپنے باپ وہ آپ کے نانا رسول اللہؐ سے وہ جبرئیلؑ سے وہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں یہ کلام بے ہودہ پن اور ہذیان سے پاک ہے اور خارق عادت ہے۔

صادقِ آلِ محمدؐ علیہ السلام

شیعہ سینوں میں آپ کی عظمت، جلالت، قدر کی دھاک بیٹھی ہوئی ہے تمام دنیا میں آپ کی شہرت ہے، ایک دنیا نے آپ کے علوم نقل کئے ہیں۔ آپ سے آپ کے باپ نے وفات کے وقت فرمایا، میں تمہیں اپنے اصحاب کے ساتھ نیکی کی وصیت کرتا ہوں، آپ فرمایا کرتے "ہمارے پاس غابر اور مزبور کا علم ہے جو نکت فی القلوب ونقر فی الاسماع، جعفر، احمر، جفر، ابیض اور مصحف فاطمہؑ ہمارے پاس ہے جس میں تمام وہ باتیں تحریر ہیں جن کی لوگوں کو ضرورت ہے آپ سے آپ کے بیان کی وضاحت طلب کی گئی، فرمایا" غابر سے مراد آنے والا، مزبور سے مراد گزشتہ باتوں کا علم ہے نکت فی القلوب سے الہام نقر فی الاسماع فرشتوں کی باتیں ہیں جو ہم سنتے ہیں اور ان کو دیکھتے ہیں، جفر احمر برتن ہے جس میں رسول اللہؐ کے ہتھیار ہیں، یہ اس وقت تک نہیں نکالے جائیں گے۔ جب تک ہم اہلبیت کا قائمؑ ظہور نہیں فرمائے گا، جفر ابیض ایک برتن ہے جس میں تورات

موسیٰ، انجیل عیسیٰ، زبور داوٴد اور کتب اللہ الاولیٰ موجود ہیں، مصحفِ فاطمہؑ میں حادثات اور قیامت تک ہونے والے ہر بادشاہ کا نام تحریر ہے۔ جامعہ ایک کتاب ہے جس کا طول ستر گز ہے، رسول اللہؐ نے لکھوائی ہے اور علیؑ بن ابی طالب نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہے۔ اس میں تمام وہ باتیں ہیں جس کی قیامت کے دن تک لوگوں کو ضرورت پڑے گی، حتیٰ کہ اس میں خراش، ایک کوڑے اور نصف کوڑے کا تاوان تحریر ہے، موسیٰ کی تختیاں اور عصا ہمارے پاس ہے، ہم انبیاء کے وارث ہیں، مجھے باپ نے حدیث بیان کی، میرے باپ کی حدیث میرے دادا کی حدیث ہے، علیؑ ابن ابی طالب کی حدیث ہے، حدیثِ علیؑ بن ابی طالب رسول اللہؐ کی حدیث ہے، رسول اللہؐ کی حدیث فرمانِ خدا ہے

اِمام موسیٰ کاظم علیہ السلام

آپ میں خارقِ عادات کمال اور فضیلت جمع تھی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے بعد صاحب الامر کون ہوگا؟ فرمایا کہ "اس امر کا صاحب وہ ہے جو لہو ولعب میں مشغول نہیں ہوتا۔ اس اثنا میں امامؑ تشریف لائے آپ کے ساتھ ایک جانور تھا۔ اس سے فرماتے "اپنے رب کو سجدہ کرو"، صادق آلِ محمدؐ نے آپ کو پکڑ کر سینے سے لگالیا، فرمایا "میرے ماں باپ اس پر فدا ہوں جو لہو ولعب میں مشغول نہیں ہوتا، یہ میرے فرزندوں میں بڑی فضیلت کا مالک ہے جن کو میں چھوڑوں گا یہ ان سے افضل اور میرے قائم مقام ہیں میرے بعد مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں، یہ اپنے زمانے میں سب سے افضل، سب سے

زیادہ فقیہ، سخی اور کریم النفس ہیں، نمازِ شب نمازِ صبح تک پڑھتے تھے۔ تعقیبات میں طلوعِ آفتاب تک مصروف رہتے پھر اللہ تعالیٰ کے سجدے میں چلے جاتے، زوالِ آفتاب تک سجدہ سے سر نہیں اٹھاتے تھے۔ رات کو فقراءِ مدینہ کو تلاش کرتے۔ ان کے پاس ایک زنبیل لے جاتے جس میں پانی، آٹا اور کھجوریں ہوتی تھیں۔ آپ کے والد اپنے فرزند عبداللہ سے کہا کرتے کہ تم اپنے بھائی موسیٰ جیسے کیوں نہیں ہوتے، خدا کی قسم میں اس کے چہرے میں نور کو پہچانتا ہوں عبداللہ کہا کرتے، کیا میرا اور اس کا باپ ایک نہیں ہے؟ میری اور اس کی اصل ایک نہیں ہے؟ ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا، وہ میرے نفس ہیں اور تم میرے بیٹے ہو، آپ کتابِ خدا کے سب سے زیادہ حافظ اور بہترین طور پر پڑھنے والے تھے جب آپ قرآن کی تلاوت فرماتے تو سننے والے رو پڑتے۔ آپ کا نام کاظم، غصے کا پی جانے والا اس لئے پڑا کہ آپ نے ظالمین کے فعل پر صبر کیا حتیٰ کہ آپ نے ان کی قید میں پابہ زنجیر ہوکر وفات پائی۔

اِمام علیؑ بن موسیٰؑ

آپ کی بزرگی، ظہورِ علم، پرہیزگاری، فقر اور سیرت بذاتِ خود ایک معجزہ ہے۔ اس پر خاص و عام کا اجماع ہو چکا ہے، امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا میرا فرزند علیؑ میرا بیٹا ہے۔ مجھے زیادہ تر عزیز اور پیارا ہے وہ میرے ساتھ جفر کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جفر کا مطالعہ نبی کرتا ہے یا نبی کا وصی کرتا ہے۔

★

اِمام محمدؑ بن علیؑ

امام رضا علیہ السلام نے اپنی وفات سے پہلے فرمایا "اللہ تعالیٰ مجھ سے ایک ایسا شخص پیدا کرے گا جو حق اور اہل حق کو مضبوط کرے گا۔ باطل اور باطل پرستوں کو نیست و نابود کرے گا۔ ایک سال کے بعد امام محمد تقیؑ کی ولادت ہوئی، امام رضا علیہ السلام نے فرمایا "اس ابو جعفر کو میں نے اپنی جگہ بیٹھا دیا ہے اور اسے اپنی جگہ قرار دیا ہے۔ ہم اہلبیتؑ ہیں۔ ہمارے چھوٹے بڑوں کے وارث ہوتے ہیں عرض کیا گیا، یہ تو ابھی تین سال کے ہیں، فرمایا "کوئی مضائقہ نہیں۔ عیسیٰؑ نبوت پر تین سال سے بھی کم عمر میں فائز ہوئے تھے۔ امام محمد تقی علیہ السلام کے ایک ہاتھ کی ہتھیلی کے گوشت کے اندر مہر کی مانند نشان تھا۔

اِمام علیؑ بن محمدؑ

آپ میں خصائلِ حمیدہ، علوم، اخلاق اور فضائل اپنے آباؤ اجداد کی مانند تھے۔ ساری رات چٹائی پر اللہ تعالیٰ کی عبادت فرمایا کرتے، اگر محاسن خصائل بیان کئے جائیں تو کتاب لمبی ہو جائے گی۔

اِمام حسن عسکریؑ

آپ کے اخلاق رسولؐ اللہ کے اخلاق کے مانند تھے۔ آپ گندمی رنگ والے تھے۔ اچھا قد تھا، خوبصورت چہرہ، بہترین بدن، جوانی میں بھی ہیبت اور جلال

والے تھے۔ خوبصورت ڈیل ڈول تھا، سنی شیعہ دونوں آپ کے فضل، دونوں عفت دیانت، زہد، عبادت، صلاح اور اصلاح کی وجہ سے آپ کی مجبوراً عزت کرتے تھے۔ آپ خلیل، نبیل، فاضل اور کریم تھے۔ آپ کے اخلاق معجزہ تھے۔

حضرت صاحب الزمانؑ

آپ پیدا ہوتے ہی سجدہ میں گر پڑے۔ اللہ کی تسبیح و تحلیل تکبیر اور تحمید شروع کر دی۔ آپ کا حُسنِ اخلاق، علم اور زہد بچپن سے لے کر آخر عمر تک اس قدر ہے جو شمار سے زیادہ ہے آپ کو آیت رسول اللہؐ کہتے ہیں۔ آپ کی کنیت رسولؐ اللہ کی کنیت ہے۔ باپ کی وفات کے وقت آپ کی عمر پانچ سال کی تھی۔ اسی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکمت اور فصل خطاب سے نوازا اور عالمین کے لئے آیت قرار دیا آپ کو اللہ نے بچپن میں اس طرح حکمت دی جس طرح جھولے میں عیسیٰؑ کو نبی بنایا اسی طرح آپ کو بچپن میں امام بنایا۔ آپ معصوم ہیں۔ آپ کی سیرت آپ کے آباؤ اجداد کی سیرت کی طرح ایک معجزہ ہے۔

بصائر الدرجات اردو عربی میں آپ کے مفصل حالات تحریر ہیں ایک دفعہ اور مطالعہ فرمائیں۔

نبیؐ اور اوصیاءؑ کا سابقہ انبیاءؑ کے معجزات وغیرہ کے ساتھ موازنہ

اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو بہشت سے نکالا اور زمین کی طرف بھیجا، محمدؐ کو مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا، آدمؑ اپنے بیٹے ہابیل کے قتل میں مبتلا ہوئے محمدؐ اپنے بیٹے حسنؑ اور حسینؑ کے قتل میں مبتلا ہوئے، اللہ تعالیٰ نے آدم کو حوت دی کہ گٹھلی زمین میں ڈالو۔ جب ڈالی تو اس وقت کھجور بن گئی اور تازہ پھل لائی۔ محمدؐ کو اس بات سے تب نوازا جب سلمان فارسیؓ سلام لائے تھے۔

ادریس کے حق میں کہا ورفعناہ مکاناً علیاً۔ ہم نے ان کا مقام بلند کیا محمد کے حق میں کہا ورفعنا لک ذکرک، آنحضرتؐ کا ذکر اللہ کے ذکر کے ساتھ اذان اور نماز میں ہوتا ہے۔ محمدؐ کو سدرۃ المنتہیٰ تک بلند کیا۔ آپ نے وہ چیزیں ملاحظہ کیں جو کسی انسان نے نہیں دیکھیں۔ ادریس نے وفات کے بعد جنت کے کھانے کھائے، محمدؐ اور آلِ محمدؐ نے دنیا میں کئی دفعہ جنت کے کھانے کھائے نیز آنحضرتؐ نے فرمایا میرا رب مجھے کھانا کھلاتا اور پانی پلاتا ہے۔ نوحؑ نے کہا رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیاراً ، نوح کی دعا قبول ہوئی، مومنین کے سوا کوئی بھی نہ بچا، محمدؐ کے پاس جبرئیلؑ نازل ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کو آنحضرتؐ کی اطاعت کا حکم دیا، آنحضرتؐ

کی قوم کو ہلاک کرنے میں، لیکن آنحضرتؐ نے ان کی اذیت سے صبر کیا اور ان کو ہدایت کرنے کی دعا کی، نوحؑ کا دل اپنے فرزند کے بارے میں نرم ہوا اور کہا۔ رب ان ابنی من اھلی محمد کا دل نرم نہ ہوا۔ جب آنحضرت کو آپ کی قوم سے جہاد کرنے کے متعلق کہا گیا۔ آنحضرتؐ کی خدمت میں بارش رکنے کی شکایت کی۔ آپ نے دعا کی ایک ہفتہ تک بارش ہوتی رہی۔ پھر بارش کے کم ہونے کی درخواست کی، اللہ تعالیٰ نے نوح کے بارے میں عبداً شکوراً کہا اور محمدؐ کے متعلق بالمومنین رؤف رحیم اور وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کہا، ابراہیم کو خلت کے ساتھ مخصوص کیا اور فضیلت دی اور کہا واتخذ اللہ ابراھیم خلیلاً محمدؐ کے لئے خلت اور محبت دونوں کو جمع کیا۔ حتیٰ کہ آنحضرت نے فرمایا میں تمہارا ساتھی خلیل اللہ اور حبیب اللہ ہوں۔ قرآن میں یحببکم اللہ کہا، عبداللہ بن ابی حمسار سے مروی ہے کہ رسالت سے مبعوث ہونے سے پہلے میرا کچھ بقایا آنحضرتؐ کے پاس رہ گیا، میں نے کہا میں فلاں جگہ رہوں گا۔ لیکن میں وہ دن بھول گیا، تیسرے روز آیا تو آپ وہاں موجود تھے میں نے اس بارے میں کہا فرمایا، میں اس روز سے تیرا انتظار کر رہا ہوں، آپ نے اپنے دادا اسماعیل بن ابراہیمؑ کا نمونہ پیش کیا۔ کیونکہ آپ نے ایک آدمی سے وعدہ کیا، آپ ایک سال اس جگہ بیٹھے رہے، اس بارے میں اللہ نے آپ کا شکر ادا کیا اور کہا واذکر فی الکتاب اسماعیل انہ کان صادق الوعد، محمدؐ کا بچپن کا عالم تھا۔ اپنی بکریاں لے کر صحرا کی طرف روانہ ہوتے چرواہے نے کہا، محمدؐ میں نے فلاں فلاں مقام پر سبز گھاس دیکھی ہے کل آپ وہاں چلئے علی الصبح آپ اپنے گھر سے اسی جگہ چلے گئے۔ چرواہے نے آنے میں دیر کی۔ اس جگہ رسول اللہؐ نے اپنی بکریوں کو چرنے سے منع کیا۔ دونوں کی بکریوں نے مل کر گھاس چری

اللہ نے موسیٰ سے کوہ طور پر کلام کیا، محمدؐ سے سات آسمانوں پر کلام کیا، محمدؐ کے بعد
امامت آپکی اولاد میں قرار دی۔ نبوت کے انقطاع کے بعد اللہ تعالیٰ عیسیٰؑ کو نازل ہونے
کا حکم دے گا۔ وہ اہلبیت کے ایک آدمی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ جس کا نام مہدی
(عجل اللہ فرجہ) ہوگا، جو زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔ اور ہر ظلم مٹا دے گا۔ جیسا کہ
رسول اللہؐ نے بیان کیا ہے۔

نبیؐ نے علیؑ کو عیسیٰ سے تشبیہ دی ولما ضرب ابن مریم مثلاً اذا قومك منه
یصدون ترجمہ:۔ جب فرزند مریم کی مثال بیان فرمائی تو تیری قوم اس سے روگردانی کرتی
ہے (اس سے مراد علیؑ ہیں) صالح کے لئے پہاڑ سے ایک اونٹنی نکالی (وصی محمدؐ کے لئے
پچاس اونٹنیاں پہاڑ سے ایک دفعہ اسی ایک دفعہ اور سو ایک دفعہ نکالیں، علیؑ نے ان کے
ذریعہ محمدؐ کا قرض چکایا اور آپ کے وعدے پورے کئے۔ مفسرینؒ کی روایت کے بموجب
آیت ان تظاهرا علیه فان الله مولاه وجبرئیل وصالح المؤمنین ترجمہ اگر تم دونوں نے اس پر زیادتی کی تو رسولؐ کا مددگار
جبرائیل اور صالح المومنین ہیں صالح المومنین سے مراد علیؑ بن ابی طالب ہیں یعقوب کو سلالہ صلب سے اسباط نواسے ہیں
اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے ووهبنا له اسحق ویعقوب وجعلنا فی ذریتهما النبوة والکتاب ہم نے اسکو اسحٰق اور
یعقوب عطا کیا اور ان دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب مقرر کی فاطمہؑ کو محمدؐ کی صلب میں قرار دیا جو
عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں، وصیت اور امارت کو آپ کے بھائی اور ابن عم علیؑ بن ابی طالبؑ
میں قرار دیا۔ پھر حسنؑ اور حسینؑ میں پھر اولاد حسینؑ میں قیامت تک یہ تمام فرزند رسول اللہؐ ہیں
فاطمہؑ کی جہت سے جس طرح عیسیٰ اولاد انبیاءؑ میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ومن
ذریته داؤد وسلیمان وایوب ویوسف وموسیٰ وهارون وکذلك نجزی
المحسنین وزکریا ویحییٰ وعیسیٰ، محمدؐ کو قرآن عظیم اور کتاب مجید عطا کی، آپ پر اور
آپ کے اہلبیت پر حکمت کا دروازہ کھولا۔ اہلبیت کی اطاعت علی الاطلاق واجب ہے لقولہ

تعالیٰ واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم آل محمدؐ کائنات میں ایسے ایسے امتحان میں مبتلا ہوئے جس میں کوئی بھی مبتلا نہیں ہوا۔ ان باتوں کو محمدؐ جانتے تھے اور اس
کے متعلق آگاہ کیا تھا۔ یوسفؑ کو خواب میں بشارت دی اور محمدؐ کو بھی خواب میں بشارت دی
لقد صدق اللہ رسوله الرؤیا بالحق۔ یوسفؑ نے قید خانہ کو اختیار کیا اور گناہ سے
بچے، رسول اللہؐ تین سال سے زیادہ شعب ابوطالب میں محبوس رہے حتیٰ کہ آپ کے اعزہ
سخت سے سخت تکلیف میں مبتلا ہوئے یوسفؑ کنوئیں میں ڈالے گئے۔ اور محمدؐ نے غار میں پناہ
لی اگر یوسفؑ غائب ہوئے۔ تو آل محمدؐ کے مہدیؑ غائب ہوئے آپ کا امر یوسفؑ کے امر کی
طرح ظاہر ہوگا۔ موسیٰؑ کا عصا اژدھا میں تبدیل ہو گیا۔ بدر کی جنگ کے روز آنحضرتؐ نے عکاشہ
بن محصن کو لکڑی کا ایک ٹکڑا دیا جو اس کے ہاتھ میں تلوار میں تبدیل ہو گیا۔ درخت کو بلایا اور وہ
آپ کی خدمت میں آ گیا۔ موسیٰؑ نے پتھر پر عصا مارا۔ جس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔ آنحضرتؐ
کی انگلیوں سے پانی جاری ہوا۔ نیز گوشت سے پانی اور خون جاری ہوا۔ آنحضرتؐ کے فرزند
مہدیؑ (عجل اللہ فرجہ) سے ایسے امور صادر ہوں گے، جب آپ مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوں
گے۔ موسیٰؑ نے دریائے نیل پر عصا مارا، دریا خشک ہو گیا، آنحضرتؐ نے خیبر کی طرف کوچ کیا
راستے میں ایک وادی آئی ہم اقامت کے برابر پانی تھا اور دشمن پیچھے تھا۔ اصحاب نے عرض کیا
ہم تو پکڑے جائیں گے۔ فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ دعا فرمائی، اونٹوں اور گھوڑوں نے وادی
کو عبور کر لیا اور ان کے پاؤں تک گیلے نہ ہوئے عمر بن سعد بحیرہ نے لشکر اسلام کے
ساتھ جب دریائے مدائن عبور کیا۔ تو ایسا ہی ہوا تھا۔ موسیٰؑ مختلف عذاب مکڑی جوئیں، خون
اور مینڈک کی صورت میں لائے۔ ہمارے رسولؐ مشرکین پر دھوئیں کا عذاب لائے جس کا
ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے یوم تاتی السماء بدخان مبین ترجمہ:۔ اس دن کو یاد کرو۔

جب اسمان وھواں لائے گا۔ بدر کے فرعون اور احد میں مذاق اڑانے والوں پر اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل کیا۔ موسیٰؑ سے کوہِ طور پر بات کی اور ہمارے رسولؐ نے فتدلی فکان قاب قوسین أو أدنیٰ کے مقام پر گفتگو کی۔ موسیٰ کو من وسلویٰ ملا، ہاتھ سے نور بلند ہوا جس سے لوگ روشنی حاصل کرتے تھے۔ ہمارے رسولؐ اس سے بڑھ کر چیزیں لائے۔ آپ کے لئے مالِ غنیمت حلال ہوا اس سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا۔ آنحضرتؐ کے اصحاب دریا کے کنارے بھوکے ہوئے مچھلی نے اپنے کو باہر پھینکا۔ نصف ماہ کھاتے رہے۔ آپ بہت لوگوں کو تھوڑے کھانے سے سیراب کرتے۔ دودھ کے گھونٹ سے کافی لوگوں کو سیراب کرتے۔ حمزہ بن عمر اسلمی سے مروی ہے کہ ہم تاریک رات میں رسول اللہؐ کے ساتھ چل رہے تھے۔ آپ کی انگلیوں نے روشنی پیدا کر دی تاریکی دور ہو گئی۔ موسیٰؑ کو یدِ بیضا ملا۔ محمدؐ کو نور ملا جو ہمیشہ آپ کی داہنی اور بائیں جانب سے روشن ہوتا تھا جہاں بھی آپ تشریف لے جاتے یہ یدِ بیضا سے افضل ہے، لوگ نور کو دیکھتے تھے یہ نور قیامت تک باقی رہے گا۔ اور ان حضرات کی قبور سے بلند ہوتا ہے جس سے مہدیؑ تشریف لے جائیں۔ اسی سے نور بلند ہوگا۔ موسیٰؑ کو فرعون کی طرف بھیجا اس نے فرعون کو آیتِ کبریٰ دکھائی۔ آنحضرتؐ کو مختلف فرعونوں کے پاس بھیجا مثلاً ابولہب، ابوجہل، عتبہ وعقبہ، فرزندانِ ربیعہ، ابی بن خلف۔ ولید بن مغیرہ عاص بن وائل تیمی اور نضر بن حارث وغیرہ وغیرہ، آنحضرتؐ نے انہیں معجزات دنیا میں بھی دکھائے اور ان کے نفسوں میں دکھلاتے، حتیٰ کہ حق واضح ہو گیا، مگر یہ ایمان نہ لاتے۔ اگر اللہ نے موسیٰ کی خاطر فرعون سے بدلہ لیا تو جنگِ بدر میں محمدؐ کی خاطر بدلہ لیا اور تمام مشرکین قتل ہوئے۔ اور کنویں میں ڈالے گئے، احد میں مذاق کرنے

والوں سے بدلہ لیا اور انہیں مختلف عذابوں میں ڈالا، موسیٰ کا عصا اژدھا بن گیا، فرعون اس سے ڈر گیا، ابوجہل سے آنحضرتؐ نے ایک قرض لینے والے کی سفارش کی۔ ابوجہل ڈر گیا اور قرض ادا کر دیا، لوگوں نے اس بات پر ابوجہل کو ملامت کی اس نے کہا میں نے محمدؐ کے دائیں اور بائیں دو اژدھے دیکھے جو دانت نکالے ہوئے تھے۔ ان کی آنکھوں سے آگ نکلتی تھی۔ اگر میں قرض ادا نہ کرتا تو اژدھے مجھے نگل جاتے۔ اللہ نے موسیٰ سے کہا والقیت علیک محبة منی، آنحضرتؐ کے وصی کے متعلق کہا سیجعل لهم الرحمٰن ودا۔ داؤد کے پہاڑ اور پرندے مطیع تھے۔ ان کے اشارے سے چلتے تھے۔ محمدؐ سے یہود نے نبوت کی گواہی طلب کی۔ پہاڑ نے گواہی دی۔ پہاڑ کے چلنے کا مطالبہ کیا آپ کے حکم سے پہاڑ چلا۔ رسول اللہؐ کے ہاتھ میں عصا نے تسبیح کی اور حیوانات آپ کے مطیع ہوئے داؤد کے لئے لوہا نرم ہوا۔ محمد کے لئے پتھر جو آگ سے بھی نرم نہیں ہوتے۔ اللہ نے اس لوہے کے عمود کو نرم کیا جو آپ کے وصی علیؑ نے خالد بن ولید کے گلے میں ڈالی، سفارش پر نکال لی گئی تھی، رسول اللہؐ کے ہاتھ میں بیت المقدس کا پتھر نرم ہو گیا۔ آٹے کی مانند آپ کے فرزند امام رضاؑ کا خراسان میں گزر ہوا۔ پانی کی ضرورت ہوئی زمین پر ہاتھ مارا۔ پانی کا چشمہ جاری ہو گیا یہ مشہور ہے محمدؐ کے وصی علیؑ کے آثار دنیا میں شمار سے باہر ہیں ان میں حیاوان میں ایک کنواں ہے جس کا ذکر شیعہ اور سنی دونوں نے کیا ہے۔ کنویں کو جب علیؑ کا واسطہ دیا جاتا ہے تو پانی جوش مار کر کنارے پر آ جاتا ہے کسی اور نام سے جوش میں نہیں آتا۔ سلیمانؑ نے ایسے ملک کا سوال کیا جو اس کے بعد کسی کو نہ ملے ایسا ملک دیا گیا۔ آپ کو کوثر اور شفاعت عطا کی گئی جو ستر مرتبہ ملک دنیا سے بڑی ہے اللہ نے آپ سے مقامِ محمود وعدہ کیا جس کا رشک اولین وآخرین کرتے ہیں ایک رات بیت المقدس گئے وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ

پر آپ کی ہوا مطیع ہو گئی۔ آپ کے اصحاب کو ایک چادر پر اٹھا کر اصحاب کہف کے غار تک لے گئی۔ جن آپ کے مطیع ہو گئے، فرمانبردار ہو کر ایمان لائے۔ **واذ صرفنا الیک نفراً من الجن** ایک جنی مخلوق کو پکڑا اور اس کا گلا دبایا۔ آپ کے وصی نے جنات سے جنگ کی اور انہیں قتل کیا، یہ بات مشہور ہے۔ اسی طرح جنات علیؑ اور آپ کی اولادِ معصومین کی طرف آتے رہے ان حضرات سے علم لیتے رہے یہ بات مشہور ہے، مومن جنات ائمہ کی خدمت میں آتے۔ ائمہ کو اگر کسی کام میں جلدی ہوتی تو ان کو بھیجتے۔ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ اور آپ کے اہلبیت اور اولاد کے لئے فرشتوں کو مطیع کیا جو محمدؐ کی مدد کرتے اور آپ کے سامنے جہاد کرتے علیؑ کے ساتھ موجود ہے اور بقیہ آلِ محمدؐ کے پاس موجود رہیں گے۔ سلیمانؑ پرندوں کی بات سمجھتے اسی طرح ہمارے نبی پرندوں کی بولی جانتے تھے۔ ایک اندھا پرندہ پتھر پر پڑا ہوا تھا آپ کے ساتھیوں نے اس کی بولی سنی، فرمایا جانتے ہو یہ کیا چاہتا ہے؟ عرض کیا اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتا ہے فرمایا یہ کہتا ہے میں بھوکا ہوں روزی حاصل کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے اس کی چونچ میں ٹڈی گری وہ کھا گیا۔ اہلبیت بھی پرندوں کی بولی سمجھتے تھے۔ اللہ نے جتنی تعریف عیسیٰؑ کی کی ہے گزشتہ کسی نبی کی اتنی تعریف نہیں کی اور کہا **وجیھاً فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین ویکلم الناس فی المھد وکھلاً ومن الصالحین**، ہمارے رسول اور ان کے اور عترت وسیلہ آدمؑ۔ دعوت ابراہیم اور بشارتِ عیسیٰ ہیں عیسیٰؑ مٹی کا پرندہ بناتے اللہ اس کو صحیح پرندہ بنا دیتا۔ محمدؐ اور آپ کی عترت کے ہاتھوں مردوں کو زندہ کیا، عیسیٰؑ اللہ کے اذن سے کوڑھیوں اور مبروصوں کو ٹھیک کر دیتے اسی طرح ائمہ معصومینؑ کیا کرتے اب یہ حالت ہے کہ اندھے ائمہ معصومینؑ کے مزارات میں داخل ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں شفا عطا کرتا ہے یہ باتیں مشہور و معروف ہیں اس میں شک کی گنجائش نہیں۔ آدمؑ کو نفخ روح کے وقت اسماء کی تعلیم

دی آنحضرتؐ کو گذشتہ انبیاء اور ان کی امتوں کے حالات سے آگاہ کیا۔ آدمؑ بیمار ہوئے تو اپنے بیٹے شیثؑ سے کہا کہ میرے رب نے مجھ سے کہا ہے کہ میں تجھے اپنا وصی بناؤں جو چیز مجھے دیتی گئی ہے اس کا خازن بناؤں، کتاب وصیت میرے سر کے نیچے رکھی ہے۔ جب میرا انتقال ہو جائے تو اس کو لے لینا، اس میں اثرۃ العلم، اسم اعظم اور تمہارے دین کی تمام ضروریات موجود ہیں۔ یہ وہ صحیفہ تھا جس کو آدمؑ جنت سے لے کر آئے تھے، آدمؑ کے انتقال کے بعد شیثؑ نے اسے کمر میں باندھ لیا، جبرئیلؑ نے کہا شیثؑ تمہارے مانند کون ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تجھے امر جلیل سے مخصوص کیا۔ اپنی کرامت کی خوشی عطا کی اور تمہیں عافیت کا لباس پہنایا۔ شیثؑ آدمؑ کی وفات کے بعد تمام اسماء اور تمام فرشتوں کی بولیوں کے عالم تھے۔ علیؑ تمام چیزوں کو جانتے تھے حسنؑ باپ کی وفات کے بعد اور حسینؑ بھائی کی وفات کے بعد تمام ثقلین کی لغات، فرشتوں اور پرندوں کی بولی اور تمام حیوانات کی آواز کے معلم تھے۔ حسینؑ کی وفات کے بعد علیؑ بن حسینؑ اور تمام ائمہ کے واضح چیزوں کو جانتے تھے۔ ائمہؑ تمام چیزوں سے واقف تھے یہ ائمہ کے واضح معجزات ہیں شیثؑ نے والد کو غسل دیا اور جبرئیل نے امداد کی۔ علیؑ نے محمدؐ کو غسل دیا اور جبرئیل نے امداد کی، آدمؑ دفن ہوئے تو قابیل حمیں پہاڑ کی طرف باپ کے خوف سے بھاگ گیا تھا، اترا اور شیثؑ سے کہا کہ اگر تم نے باپ کی کسی بات کا ذکر کیا تو میں تمہیں ضرور قتل کر دوں گا۔ جس طرح تمہارے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا۔ ظاہری طور پر امر اور نہی قابیل کا چلتا تھا، شیثؑ چپکے سے معالم دین کی حفاظت کرتے تھے۔ حتیٰ کہ قابیل مر گیا۔ اپنے بیٹے کو اپنا نائب مقرر کیا، قابیل کا بیٹا مرا تو اس کا بیٹا قائم مقام ہوا۔ آدمؑ نے شیثؑ سے ان تمام باتوں کی وصیت کی تھی اور نوحؑ نبی کے آنے کی بشارت بھی دی تھی لوگوں کے طوفان میں غرق ہونے کے متعلق آگاہ کیا۔ اسی طرح محمدؐ کے بعد فلاں آدمی حقدار خلافت بن گیا اور علیؑ پر مسلط ہو گیا۔ ظاہری کام چلایا۔ اس کے بعد خلافت دوست کے پاس سپرد

کی، تیسرے نے خلافت کو لیا پھر خلافت علیؑ کے پاس آئی۔ آپ کے بعد گمراہیوں کا دور دورہ ہوگا حتیٰ کہ آل محمدؐ کا مہدیؑ ظاہر ہوگا۔ دشمنوں سے زمین کو پاک کریں گے امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ نے آدمؑ کی طرف وحی کی میں تمہیں مارنے والا ہوں تم بہترین فرزند کو وصیت کرو وہ میری حجت ہوگا۔ زمین کو عالم سے خالی نہیں رکھوں گا جو اپنے فیصلے نافذ کرے گا، میں اس کو تمام مخلوق پر اپنی حجت قرار دوں گا۔ آدمؑ نے فرزندوں کو جمع کیا اور کہا کہ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں ھبۃ اللہؑ کو وصیت کروں اور اس کو اپنے بیٹے اور اپنے بعد تمہارے لئے منتخب کروں۔ اس کی بات سنو اور اطاعت کرو، عرض کیا ہم اس کی بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے، رسولؐ اللہ نے غدیر کے روز بھی ایسا ہی کیا تھا، جب آخری حج سے واپس آئے تھے، لیکن لوگوں نے اس بات کو قبول نہیں کیا تھا۔

ادریسؑ بستی سے نکال دیئے گئے، آپ نے بتایا کہ میری دعا سے اللہ تعالیٰ بارش کو روک دیگا، غار میں پناہ لی، فرشتہ صبح کے وقت روزانہ آپ کے پاس کھانا لایا کرتا، بیس سال بارش کی ایک بوند نہ پڑی، لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی تب آپ لوگوں کے پاس آئے، مہدیؑ آل محمدؐ غائب ہوگئے ہیں، جب زمانہ ظلم سے بھر جائے گا تب آپ لوگوں کے پاس آئیں گے، ادریسؑ جب بستی میں آئے ایک گھر میں دھواں بلند ہوتے دیکھا، بڑھیا سے کھانا مانگا، اس نے کہا میرے پاس صرف دو روٹیاں ہیں، ایک میری اور ایک میرے بیٹے کی، کہا، تمہارا بیٹا چھوٹا ہے اسے آدھی روٹی کھلادو، خود سالم روٹی کھاگئی، آدھی روٹی ادریسؑ کو آدھی اپنے لڑکے کو دیدی، یہ حالت دیکھ کر اس کا لڑکا پریشان ہوکر مر گیا، کہنے لگی تم نے میرے بیٹے کو بھوک کی وجہ سے مار دیا ہے، کہا میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمہارے بیٹے کو زندہ کرتا ہوں، لڑکے کا پکڑ کر کہا، اے اس بدن سے نکلنے والی

روح پھر اللہ کے حکم سے اس کے بدن میں داخل ہوجاؤ، میں ادریسؑ ہوں، اللہ نے لڑکے کو زندہ کیا، بڑھیا نے بستی والوں سے کہا یہ ادریسؑ ہیں، ادریس ایک ٹیلے پر جا کر بیٹھ گئے، لوگ اور آپ کے اصحاب جمع ہوگئے، بادشاہ کو معلوم ہوا۔ اس نے گرفتاری کے لئے چالیس آدمی بھیجے، ادریسؑ نے جانے سے انکار کر دیا، انہوں نے زبردستی کی، آپ نے بددعا کی اور سب مر گئے، بادشاہ نے پھر پانچ سو آدمی روانہ کئے، انہوں نے گرفتار کرنا چاہا، فرمایا "اپنے اصحاب کا انجام دیکھ لو"، عرض کیا "ہمارے حال پر رحم کیجئے، ہم بھوک سے مر گئے ہیں، اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کیجئے"، فرمایا" بارگاہ خداوندی میں انکساری سے پیش آؤ، انہوں نے عاجزی اور انکساری کی، آپ نے اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کی، بادل چھاگیا اور خوب بارش ہوئی، مہدیؑ مکہ میں حجرِ اسود اور باب کعبہ کے درمیان ظاہر ہوں گے، جبرئیلؑ اعلان کریں گے، دنیا کے ہر کونے سے آپ کے اصحاب آپکی خدمت میں حاضر ہوں گے، سفیانی بیس ہزار سے زائد آدمی بھیجے گا اور کہے گا، ہمیں فرزندِ علیؑ کی ضرورت نہیں ہے، جب یہ لشکر بیداء کے مقام پر پہنچے گا تو اللہ تعالیٰ اسے زمین میں غرق کردے گا، صرف دو آدمی بچیں گے ایک کا نام منذر ہوگا، دوسرے کا مبشر ایک سفیانی کو جاکر اطلاع دے گا، دوسرا مکہ میں آئے گا، دونوں سفیانی کے لشکر کی ہلاکت کی خبر دیں گے، رسول اللہؐ نے مکہ سے مدینہ کی طرف قوم کی تکلیف کی وجہ سے ہجرت کی، آپ نے بددعا کی قحط سالی میں مبتلا ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت میں جھک گئے، قحط سالی دور کرنے کی درخواست کی آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور بارش ہوگئی، ایک انصاری نے اونٹنی نحر کی، بیوی سے کہا کچھ گوشت پکالو اور کچھ بھون لو شاید اس رات اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرتؐ کی تشریف آوری کا شرف عطا کرے، اور آپ ہمارے ساتھ کھانا کھائیں یہ کہہ کر انصاری مسجد کی طرف چلا گیا اس کے دو چھوٹے چھوٹے بیٹے تھے، باپ کو اونٹنی

کو ذبح کرتے ہوئے دیکھا، ایک نے دوسرے سے کہا میں تمہیں ذبح کرتا ہوں، چھری لے کر بھائی کو ذبح کر ڈالا، ماں نے یہ حال دیکھا تو بہت چلائی، ذبح کرنے والا لڑکا ماں کے ڈر کے مارے بھاگا، کھڑکی سے گر کر مر گیا، ماں نے دونوں کو چھپا دیا، کھانا پکانے میں مشغول ہو گئی، کھانا تیار ہو گیا، رسول اللہؐ تشریف لائے، جبرئیلؑ نازل ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ انصاری کے لڑکے کو منگوایئے، فرمایا اپنے لڑکوں کو بلاؤ، ہمارے ساتھ کھانا کھائیں، باپ تلاش میں نکلا، والدہ نے کہا موجود نہیں ہیں، آنحضرتؐ کی خدمت میں لڑکوں کی عدم موجودگی کی اطلاع دی، فرمایا "ضرور لاؤ"، پھر بچوں کی ماں کے پاس آیا، اس نے حقیقت سے آگاہ کیا، دونوں کی لاشوں کو اٹھا کر آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا ایک مذبوح تھا، دوسرا مرا ہوا، رسول اللہؐ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، دونوں زندہ ہو گئے، اور کئی سال تک زندہ رہے۔

ایک روز حضرت ابراہیمؑ کے پاس مہمان آ گئے، لیکن آپ کے پاس کوئی چیز نہیں تھی، گھر کے لکڑی کے بیچنے کا ارادہ کیا، لیکن خیال آیا کہ اس کا ورکھان بت بنائے گا، چادر لے کر ایک مقام پر آ کر دو رکعت نماز پڑھی، فارغ ہونے کے بعد چادر کو نہ پایا، سمجھ گئے کہ اللہ نے اسباب پیدا کر دیئے، گھر میں آئے تو دیکھا سارہؑ کوئی چیز پکا رہی تھیں" فرمایا یہ کہاں سے آ گئی؟ عرض کیا "یہ وہ چیز ہے جو ایک آدمی کے ذریعے آپ نے بھیجی ہے، اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ جس مقام پر آپ نے نماز پڑھی ہے وہاں کی ریت اور پتھر چادر میں لے کر سارہؑ کو دے دو، جبرئیلؑ نے حکم کی تعمیل کی، اللہ تعالیٰ نے ریت کو ڈلا ہوا باجرہ گول پتھروں کو شلغم اور مستطیل کو چاندی میں تبدیل کر دیا، یہ چیزیں رسول اللہ اور آپ کے اہل بیت کو حاصل تھیں جن کا بیان معجزات میں ہو چکا ہے ابراہیمؑ

آگ میں جو ڈالے گئے، جو سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو گئی، موسیٰؑ بن جعفرؑ کو پیروں سمیت آگ میں تشریف فرما ہوئے، لیکن آگ نے کوئی اثر نہ کیا، ابراہیمؑ نے کہا انی ذاھب الی ربی میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں، بادشاہ نمرود کے خوف سے بیت المقدس چلے گئے، سارہ کو غیرت کی وجہ سے تابوت میں ڈالا، تاکہ کوئی شخص دیکھ نہ سکے قبطی بادشاہ کے آدمی نے آپ کو پکڑ لیا اور کہا جب تک تابوت نہیں کھولو گے تمہیں نہیں چھوڑوں گا، تابوت کھولا اس میں سارہ نکلیں، وہ بہت خوبصورت تھیں، بادشاہ کو معلوم ہوا تو آپ کو پکڑنے کا حکم دیا۔ تابوت بھی ساتھ تھا، بادشاہ کے پاس آئے، اس نے کہا تابوت کھولو، کہا اس میں میری حرمت ہے، میں سب کچھ دے سکتا ہوں لیکن تابوت نہیں کھولوں گا، کہا ضرور کھولو، آپ نے انکار کیا، بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا، ابراہیمؑ نے دعا کی "معبود! اس کا ہاتھ روک لے، ہاتھ شل ہو گیا، عرض کیا ابراہیمؑ! میرے حق میں دعا کیجئے فرمایا اس شرط کے ساتھ دعا کروں گا کہ دوبارہ ہاتھ نہ بڑھانا، کہا ایسا نہیں کروں گا، دعا فرمائی، ہاتھ ٹھیک ہو گیا، عرض کیا، میرے پاس ایک لونڈی ہے جو نیک اور کنواری ہے اور آپ ہی کے لئے مناسب ہے، ہاجرہؑ کو پیش کیا، آپ نے سارہ کو بخش دی، اس امت کے فرعون کے ساتھ امام حسینؑ نے ایسا ہی کیا، جب امامؑ کی رسوائی کی خاطر مارنے کیلئے ہاتھ بڑھایا تو اس کا ہاتھ خشک ہو گیا، التجا کی دعا فرمایئے کہ میرا ہاتھ ٹھیک ہو جائے آپ نے دعا فرمائی ہاتھ ٹھیک ہو گیا،

ابراہیمؑ نے اسمٰعیل اور آپ کی والدہ کو مکہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے چھوڑا، اسمٰعیلؑ کو پیاس لگی، مکہ کی زمین پر پانی نہیں تھا، ماں نے پانی تلاش کیا، لیکن پانی نہ پا سکی، بچے نے زمین پر ایڑیاں رگڑیں، جس سے زمزم کا چشمہ پھوٹا، عیسیٰ بن مریمؑ پیدا

ہوئے تو اللہ نے آپ کے لئے چشمہ نکالا، اللہ نے محمدؐ اور اکثر ائمہؑ کی خاطر چشمے مختلف زمانے میں مختلف مقامات پر پیدا کئے امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ذوالقرنین صالح آدمی تھے، اللہ تعالیٰ نے بادل کو آپ کا مطیع بنا دیا، اسباب مرتب کئے اور نورِ بصارت میں زیادتی کی جس طرح دن میں دیکھتے اسی طرح رات میں دیکھتے، تمام ائمہ کے لئے بادل کو مسخر کیا جو مصالح مسلمین اور جھگڑوں کے چکانے کی خاطر مشرق اور مغرب میں انہیں لے کر پھرتا تھا یہی حال مہدیؑ (عجل اللہ فرجہ) کا ہے، آپ کے پاس ایک نور ہے جس سے دور کی چیزوں کو اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح قریب کی چیزوں کو، دور کی باتوں کو اس طرح سنتے ہیں، جس طرح نزدیک کی باتوں کو، تمام دنیا کی سیاحت فرماتے ہیں، آپ کے لئے زمین لپیٹ دی جاتی ہے، مشرق اور مغرب میں تکالیف اور مصیبتوں کے دور کرنے کے لئے آتے ہیں،

صادق آلِ محمدؐ سے مروی ہے کہ اعرابی نے یوسفؑ سے کھانا خریدا، فرمایا جب فلاں وادی سے گذرو تو آواز دینا اے یعقوبؑ اے یعقوبؑ ایک بزرگ نکلیں گے ان سے کہنا کہ میں نے مصر میں ایک شخص کو دیکھا تو آپ کو سلام کہتا تھا اور کہتا تھا تمہاری امانت اللہ کے نزدیک محفوظ ہے، اعرابی نے پیغام دیا۔ یعقوبؑ غش کھا کر گر پڑے ہوش آنے کے بعد کہا، تمہاری کوئی ضرورت ہے، عرض کیا میرے چچا کی لڑکی میری زوجہ ہے اس نے لڑکا پیدا نہیں کیا، یعقوبؑ نے دعا کی اس کی بیوی چار دفعہ حاملہ ہوئی اور ہر ایک دفعہ حمل میں دو دو لڑکے پیدا کئے، ایسی باتیں ائمہؑ سے صادر ہوئی ہیں، جن کا ذکر ہو چکا ہے،

ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ قوم عاد کا ایک بچا ہوا آدمی فرعون یوسفؑ کے

پاس آیا اس نے . قوم کے پاس جانے سے روک دیا اس پر انعام و کرام کیا اسے اپنے اعزہ کے پاس لے آیا، عادی سچی باتیں کیا کرتا، یوسفؑ بھی صدیق تھے، یعقوبؑ تشریف لائے، تو جابر بادشاہ نے یوسفؑ کی وجہ سے آپ کی تعظیم کی، ایک دن، فرعون نے یعقوبؑ سے پوچھا آپ کی عمر کتنی ہے؟ فرمایا ایک سو بیس سال، عادی نے کہا آپ نے جھوٹ بولا ہے، یہ سن کر یعقوبؑ خاموش ہو گئے، یہ بات فرعون کو ناگوار گذری، فرعون نے دوسری مرتبہ کہا آپ کی عمر کیا ہے؟ فرمایا ایک سو بیس سال، عادی نے کہا آپ نے جھوٹ بولا، یعقوبؑ نے کہا "اے معبود! اس نے میری تکذیب کی ہے اسکی ڈاڑھی اڑا دے، ڈاڑھی سینے پر گر پڑی، صفاچٹ ہو گئی، فرعون نے کہا جس طرح ڈاڑھی اڑانے کی دعا کی ہے اسی طرح واپس کرنے کی دعا کیجئے یعقوبؑ نے دعا کی، ڈاڑھی ٹھیک ہو گئی، خارجی نے حضرت علیؑ سے کہا آپ نے انصاف سے تقسیم نہیں کیا، آپ نے بددعا کی خارجی کے محاسن غائب ہو گئے، خارجی رویا اور گڑگڑایا التجا کی دعا فرمائیں کہ میں پہلے کی طرح ہو جاؤں، دعا فرمائی، پہلے کی طرح ہو گیا

فرعون کو معلوم ہوا کہ اسکی اور اسکی قوم کی تباہی بنواسرائیل کے آدمی کے ہاتھوں ہوگی تو اس شخص کی تلاش میں بیس ہزار سے زائد مولود قتل کروا دیئے لیکن اس شخص کو قتل نہ کرا سکا جو اس کو اور اس کی قوم کو قتل کریگا بنو امیہ اور بنو عباس کو معلوم ہوا کہ انکی سلطنت کا زوال قائم آل محمدؐ کے ہاتھوں ہوگا ... تو انہوں نے آل محمدؐ کی گردنوں پر تلواریں رکھ دیں اور انہیں مختلف سزاؤں میں تباہ کرنا شروع کیا اللہ نے قائمِ آلِ محمدؐ کو محفوظ رکھا، کسی ظالم کو حضرت کے حالات کا پتہ نہ چل سکا غریب شیعوں کی جو مشرق اور مغرب میں ہیں، آپ ان کی امداد کرتے اور انکی حفاظت کرتے ہیں، خاص طور پر سامرہ کے راستے میں، مخالفین زائرین کو تکلیف دینے کا ارادہ

کرتے ہیں، آپ ان کے شر کو کبھی رعب سے، کبھی کوڑے سے، کبھی تلوار سے رفع کرتے ہیں جس طرح موسیٰ قبطیوں کو ظاہر اور باطن میں رفع کرتے تھے، ابو عبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ صاحب الامرؑ کی سنت انبیا کی سنت ہے نوحؑ سے طول عمر میں موسیٰؑ سے خوف میں، عیسیٰؑ سے جو کچھ عیسیٰؑ کے بارے میں کہا جاتا ہے، آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے یوسفؑ سے لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہونے میں، محمدؐ سے ہدایت اور سیرت میں اس طرح تلوار لیکر خروج کریں گے جس طرح رسولؐ اللہ نے خروج کیا تھا، داؤد سے حکم الہام میں،

موسیٰ بن عمران جب بنو اسرائیل کو لے کر ارض مقدس میں پہنچے تو کہا اس میں داخل ہو جاؤ، انھوں نے داخل ہونے سے انکار کیا، چالیس سال دشت میں پھرتے رہے جب سفر کرتے تو اللہ زمین کو مل جانے کا حکم دیتا وہ مل جاتی وہ وہاں ہوتے جہاں سے سفر شروع کیا تھا، مختلف اوقات میں اللہ تعالےٰ نے زمین کو ائمہ کے لئے لپیٹ دیا اگر حاجی راستے میں راہ سے بھٹک جاتے تو اللہ آل محمدؐ کے مہدیؑ کے ذریعے انہیں نجات دلاتا ہے ایسے واقعات سے ہماری کتابیں بھری پڑی ہیں اکثر قافلہ سے کئی دن تک جدا رہنے کی سے مایوس ہو گئے، اچانک صاحب الامرؑ نے ان کا ہاتھ پکڑا، انہیں کھانا کھلایا، پانی پلایا اور اس شخص کو انکے ساتھ روانہ کیا جو ان کے لئے زمین کو لپیٹ سکے اور بہت جلد انہیں گھر تک پہنچا دئے، ہمدان کے آدمی کا واقعہ پہلے گذر چکا ہے اسکی نسل ہمدان میں کافی ہے اور راشد کے نام سے پکاری جاتی ہے اور شیعہ کہلاتی ہے، ان میں سے بعض اپنے دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے مہدیؑ عجل اللہ فرجہ نے ہمیانی دی جس میں پچاس دینار تھے کافی لوگوں کے لئے ائمہؑ نے زمین کو لپیٹ دیا

صادق آل محمدؐ سے مروی ہے کہ دانیالؑ ظالم بادشاہ کے زمانے میں تھے اس نے

آپ کو کنویں میں گرا دیا اور کھا جانیوالے جانوروں کو بھی ساتھ ڈال دیا تاکہ آپکو کھا جائیں لیکن جانور آپکے قریب تک نہ گئے، اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک نبی کو وحی کی کہ دانیالؑ کے پاس، کھانا لیکر جاؤ، عرض کیا پالنے والے! دانیالؑ کہاں ہیں؟ وہ کہا بستی سے باہر نکلو تجھے تیرا استقبال کرے گا، اور تمہیں دانیالؑ کے متعلق آگاہ کرے گا، بجو آپ کو اس کنویں کے پاس لے آیا جہاں دانیالؑ ڈالے گئے تھے، دانیالؑ کے پاس کھانا لٹکا دیا، دانیالؑ نے کہا میں اس ذات کی حمد کرتا ہوں جو مجھے نہیں بھولا، موسیٰ بن جعفرؑ بنو عباس کے شریر والی کے ہاں بغداد میں قید تھے، آپ کو اس جگہ ڈال دیا جہاں بھوکے شیر تھے، صبح کو اس امید سے اٹھے کہ حضرتؑ کی ہڈیاں باقی ہونگی، مگر کیا دیکھا حضرتؑ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں شیر بلیوں کی طرح آپکے گرد، کھڑے ہیں اس میں ذرا بھر بھی شک نہیں کہ پھاڑنے والے درندے آل محمدؐ کی خدمت میں جھک گئے اور آپ حضرات کے حکم کی تعمیل کی، امام محمد باقرؑ نے کمیتؒ کے حق میں دعا کی اعدائے آل محمدؐ نے آپ کو پکڑ کر ہلاک کرنا چاہا، آپ پوشیدہ تھے، رات کے پردے میں بھاگ نکلے ہر راستے میں ایک گروہ آپ کو پکڑنے کیلئے متعین تھا، کمیتؒ نے وہ راستہ اختیار کرنا چاہا جہاں دشمن متعین تھے، ایک شیر نے آکر آپ کو منع کیا، شیر کمیتؒ کو ایسے راستے سے لیکر چلا جہاں دشمنوں سے کوئی خوف نہیں تھا اور آپ کو دشمنوں سے نجات دلائی اسی طرح سید حمیریؒ کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے دعا فرمائی آپ کی رہنمائی بھی شیر نے کی اور دشمنوں سے نجات دلائی،

قارون نے ایک خوبصورت عورت کو ایک لاکھ درہم دیئے کہ تم کہو کہ موسیٰؑ مجھے اپنی طرف بلاتے تھے اس نے الٹا موسیٰؑ سے کہا کہ مجھے قارون نے ایک لاکھ درہم دیئے ہیں کہ میں بنو اسرائیل کے سامنے یہ کہوں کہ آپ مجھے اپنے

نفس کے لئے بلاتے تھے (معاذ اللہ) بنو عباس جھوٹے الزامات ائمہ آل محمدؑ پر لگواتے تھے، لیکن الزام لگانے والا جب ائمہؑ کی حقیقت سے آگاہ ہوتا تو ائمہؑ کی طہارت کی گواہی دیتا، ایمان لاتا اور بنو عباس پر تبرا کرتا، قارون نے موسیٰ کو تکلیف دی اور امر موسیٰؑ کی مخالفت کی تو موسیٰ نے زمین سے کہا اس کو پکڑ لے، زمین نے پکڑ کر نگل لیا اور اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے فخسفنا بہ و بدارہ الارض آنحضرت مدینہ تشریف لا رہے تھے، سراقہ بن مالک نے آپ کو ہلاک کرنا چاہا، آنحضرتؐ نے دعا کی زمین نے سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں کو پکڑ کر دھنسا دیا، یہ دیکھ کر سراقہ نے عرض کیا یا محمدؐ امان چاہتا ہوں اور سچی نیت سے توبہ کرتا ہوں، آنحضرتؐ نے زمین سے فرمایا چھوڑ دو زمین نے چھوڑ دیا

عیسیٰؑ پیدا ہوئے تو ایک دن میں دو ماہ کے معلوم ہوتے تھے، یہی حالت ائمہ ہدیٰ کی تھی، ایک دن میں ایک ماہ اور ایک ماہ میں ایک سال کے معلوم ہوتے تھے سات ماہ کی عمر میں عیسیٰ کو معلم کے پاس بٹھایا گیا

معلم:۔ کہو بسم اللہ

عیسیٰ:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معلم:۔ کہو ابجد

عیسیٰ:۔ ابجد کیا چیز ہے، اگر علم نہیں ہے، تو مجھ سے پوچھو میں تفسیر کرونگا

معلم:۔ ابجد کی تفسیر کیجئے

عیسیٰ:۔ الف سے مراد الا اللہ بائے سے مراد بھجتہ اللہ، جیم سے جمال اللہ دال سے دین اللہ، ھوذ الہاء سے ہاویہ جہنم، واؤ سے ویل لاھل النار، زا

سے زفیر جہنم، حطی سے حطت الذنوب عن المومنین المستغفرین، کلمن کلام اللہ، لا مبدل لکلماتہ، سعفص صاع بصاع، جزء بجز، قرشت تحشرھم تحشوھم

معلم:۔ اے عورت! اس کو تعلیم کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حجج اللہ کو تعلیم دی تھی انہیں کسی سے پڑھنے کی ضرورت نہیں تھی، مامون نے اپنی لڑکی ام الفضل کا عقد امام محمد تقی علیہ السلام سے کرنا چاہا اس وقت آپ کی عمر دس سال تھی بنو عباس نے مامون کو آپ سے شادی کرنے سے روکا، کہا یہ ابھی بچے ہیں اور انہیں معلم کے پاس بٹھاؤ، مامون نے کہا ان حضرات کو علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے ان کو لوگوں سے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی، قاضی یحییٰ بن اکثم کو آپ کے پاس لائے تاکہ آپ سے وہ بات پوچھے جس کو آپ نہ جانتے ہوں آپ نے یحییٰ کے ساتھ ایسے مناظرات کئے کہ لوگ حیران و ششدر رہ گئے اور یحییٰ لاجواب ہو گیا یہ واقعہ اتنا مشہور ہے کہ مخالف اس کا انکار نہیں کر سکتا، عیسیٰ کوڑھیوں اور مبروصیوں کو ٹھیک کر دیتے ائمہ آل محمدؐ کوڑھیوں اور اندھوں کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے اور ٹھیک ہو جاتے، اندھے ائمہ معصومینؑ کے مزارات پر حاضری دیتے ہیں انھیں کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں اور ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ کا ایک قاصد بطور طبیب کے بادشاہ کے پاس پہلے موجود تھا، دوسرے کو ایک دعا تعلیم کر کے بھیجا جس سے وہ مردہ زندہ کر سکتا تھا، بادشاہ روم کے پاس آیا اور کہا کہ میں بادشاہ کے طبیب سے زیادہ عالم ہوں، بادشاہ نے سنا اور کہا اس کو قتل کر دو، طبیب نے کہا ایسا نہ کرو آنے دو اگر جھوٹا ثابت ہوا تو آپ کو قتل کرنے کا بہانہ مل جائے گا، عیسیٰؑ کا دوسرا قاصد حاضر ہوا، کہا میں مردہ کو زندہ کر سکتا،

ہوں، بادشاہ کا لڑکا فوت ہو چکا تھا، سوار ہو کر لوگوں کے ساتھ بیٹے کی قبر پر آیا، مسیح کے قاصد نے دعا مانگی، بادشاہ کے طبیب نے آمین کہی، قبر شگافتہ ہوئی بادشاہ کا لڑکا قبر سے باہر آ گیا اور چلنے لگا، باپ کی گود میں بیٹھ گیا پوچھا تمھیں کس نے زندہ کیا، قاصد کی طرف دیکھا اور کہا اس نے بھی اور اُس نے بھی، طبیبوں نے کہا، بادشاہ سلامت! ہم دونوں مسیحؑ کے قاصد ہیں بادشاہ گھر والوں سمیت ایمان لایا ایک حاجی مع بیوی حج کرنے آیا بیوی کو عالم نزع میں چھوڑ کر مدینہ میں آیا، مزار رسول اللہؐ کی زیارت کی، امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، اپنی بیوی کے بارے میں امامؑ کو بتایا، حضرتؑ نے دعا کی اور وہ ٹھیک ہو گئی اس کا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے۔

عیسیٰؑ کے معجزات بہت تھے لیکن یہودیوں نے کوئی توجہ نہ کی اور آپ سے کہا کہ آپ سام بن نوحؑ کو زندہ کر دیں آپ قبر پر آئے اور کہا اے سام اللہ کے حکم سے اٹھو قبر شق ہوئی، بات دہرائی، حرکت پیدا ہوئی، تیسری بار کہا، سام قبر سے باہر آ گیا، مسیحؑ نے پوچھا رہنا پسند کرتے ہو یا واپس جاتے ہو؟ عرض کیا یا روح اللہ میں واپس جانا چاہتا ہوں اس وقت تک میرے پیٹ میں موت کی تلخی موجود ہے، رسول اللہؐ کے زمانے میں ایک شخص تھا جس نے جاہلیت میں ایک لڑکی کو ایک وادی میں پھینک دیا تھا جب ایمان لایا تو پشیمان ہوا، نبیؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے اپنی چھوٹی لڑکی سے یہ سلوک کیا ہے میں اپنے اس فعل کے لئے توبہ کرتا ہوں آنحضرتؐ وادی کے کنارے تشریف لائے، لڑکی کو بلایا، لڑکی نے عرض کیا، لبیک یا رسول اللہ! فرمایا تمھارے والدین اب مسلمان ہو چکے ہیں اب ان کے پاس جانا چاہتی ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہؐ!

میں آپ کے پاس موجود ہوں اپنے والدین کو اپنے رب پر ترجیح نہیں دیتی، لڑکی کی بات باپ سن رہا تھا عیسیٰؑ نے محمدؐ اور آپ کے اہل بیت کے آنے کی لوگوں کو بشارت دی تھی ہمارے نبیؐ نے فرمایا کہ اللہ نے عیسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ میرے کام میں کوشش کر، میں نے تمھیں بغیر باپ کے پیدا کیا اور آیت اللعالمین بنایا لوگوں کو آگاہ کر دو مجھ پر اور رسول نبی امّی پر ایمان لائیں، اس کی نسل سے ایک مبارکہ (فاطمہؑ) پیدا ہوں گی جو تمھاری ماں کے ساتھ جنت میں ہوں گی، اس شخص کے لئے بشارت ہے جس نے آپ کا زمانہ پایا، آپ کا کلام سنا۔ انبیاءؑ اور اوصیاءؑ کا غائب ہونا ایک قسم کا معجزہ ہے اگر ہلاکت کا خوف لمبا ہوتا تو غیبت بھی طویل ہوتی ہے اگر ہلاکت کا خوف تھوڑا ہوتا ہے تو زمانہ غیبت تھوڑا ہو جاتا ہے اگر یہ ہلاک ہو جائیں تو دین ہلاک ہو جائے اسی بنا پر غائب ہو جاتے ہیں جب خوفِ ہلاکت دور ہو جاتا تو ظاہر ہو جاتے ہیں، غائب ہونا جان کے ہلاک ہونے کے خوف سے ہوتا ہے۔ یونسؑ ہودؑ اور صالحؑ غائب ہو گئے تھے ابراہیمؑ دو دفعہ غائب ہو گئے تھے یوسفؑ موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور اوصیاءؑ غائب ہوئے محمدؐ دو دفعہ غائب ہوئے مہدیؑ آل محمدؐ ان ہی وجوہ کی بنا پر غائب ہیں، جان کا خوف دور ہو گا تو تشریف لائیں گے آپ کی غیبت کی خبر رسول اللہؐ حسنؑ حسینؑ علی بن حسینؑ محمد بن علیؑ جعفر بن محمدؑ موسیٰ بن جعفرؑ، علی بن موسیٰؑ محمد بن علیؑ، علی بن محمدؑ اور حسن بن علیؑ نے دی ہے ان حضرات سے ثقہ راویوں نے بیان کیا ہے جب حضرتؑ کو جان کا خوف جاتا رہے گا تو آپ کا جھنڈا بلند ہو گا، اللہ جھنڈے کو گویا کرے گا، اعلان کریگا یا ولی اللہ نکل آؤ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو قتل کرو حضرتؑ کی تلوار میان میں بند ہے جب آپ کے ظہور کا زمانہ آئیگا تو وہ خود بخود میان سے نکل پڑے گی اور حضرتؑ کو آواز دیگی کہ اب آپ کے لئے بیٹھنا جائز نہیں ہے یا ولی اللہ اٹھو اور اللہ کے دشمنوں کو قتل کرو، موسیٰؑ اور یوشعؑ کی وفات کے بعد حجج اللہ لوگوں کی نگاہوں سے غائب ہوئے، اللہ نے طالوت کو وحی کی کہ جالوت کو وہ شخص قتل کریگا جسکو تمھاری

زرہ پوری آگئی، طالوت نے زرہ پھینک دی اور داؤد نے پہن لی اسے فٹ آئی داؤد نے کہا مجھے جالوت دکھاؤ، جب دیکھا تو پتھر اٹھا کر مارا اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان ایسا لگا کہ پار ہوگیا، لشکرِ کفار اس طرح منتشر ہوا جس طرح جنگ خندق میں علیؑ بن ابیطالب نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا اور مشرکین کا لشکر تتر بتر ہوگیا، داؤد بنو اسرائیل میں الہام کے ذریعہ احکام رائج کرتے تھے رسول اللہؐ کے انتقال کے بعد آپکی زرہ صرف علیؑ کے جسم پر آئی، علیؑ کے بعد آئمہ کو یکے بعد دیگرے فٹ آتی رہی حتیٰ کہ مہدی (عجل اللہ فرجہ) کو فٹ آئیگی، آپ جوالیت، جوابیت اور طواغیت کو قتل کریں گے پھر داؤدؑ کے حکم کی طرح الہام کے ذریعہ حکم نافذ فرمائیں گے،

صادق آل محمدؑ سے مروی ہے کہ ہمارے قائم کی غیبت کی مدت لمبی ہوگی، عرض کیا گیا یہ کیوں؟ فرمایا تاکہ گذشتہ انبیاؑ کی سنت غیبت میں جاری ہو ان تمام کی غیبت کی مدت پوری ہو فرمایا آپ کی غیبت ضروری ہوگی، عرض کیا گیا کیوں؟ فرمایا جان کا خوف ہوگا، حضرت نے پشت کی طرف اشارہ کیا، صاحبؑ الامر کی ولادت لوگوں سے پوشیدہ ہوگی تاکہ کسی طاغوت کے گلے میں آپ کی بیعت نہ ہو جب خروج فرمائیں گے تو ایک رات میں اللہ تعالیٰ انتظامات مکمل کردیگا عرض کیا "غیبت کی مصلحت کیا ہے؟ فرمایا اس میں وہی مصلحت ہے جسطرح آپ سے پہلے حجج اللہ کی غیبت میں مصلحت تھی، مصلحت کی وجہ ظاہر ہونے کے بعد معلوم ہوگی جس طرح کہ کشتی کے پھاڑنے، لڑکے کو قتل کرنے اور دیوار کے کھڑے کرنے کے بعد موسیٰؑ کو حقیقت اس وقت معلوم ہوئی جب دونوں آپس میں جدا ہوئے تھے،

محمد بن حسن کرخی سے مروی ہے کہ ابو ہارون نے ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے صاحب الزمانؑ کو دیکھا تھا، آپ کا چہرہ چودھویں رات کا چاند معلوم ہوتا تھا، میں نے آپکی ناف پر بالوں کا سلسلہ دیکھا، حضرت نے ان پر کپڑا اٹھایا تو میں نے ان کو

مہر شدہ پایا، اس بارے میں میں نے ابو محمدؑ سے پوچھا تو فرمایا کہ موسیٰ بن عمرانؑ اسی طرح پیدا ہوئے تھے، اور ہم بھی اسی طرح پیدا ہوتے ہیں فارس کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ میں سامرہ میں آکر ابو محمدؑ کے مکان کے دروازہ پر بیٹھ گیا، آپ نے مجھے اجازت لینے سے پہلے طلب کیا، میں حاضر ہوا سلام کیا، فرمایا اے ابو فلاں کیا حال ہے؟ مجھے کنیت سے بلایا، فرمایا "فلاں! بیٹھ جاؤ" نام سے بلایا، میرے اہل اور قوم کے ہر ایک مرد اور عورت کے متعلق پوچھا، مجھے تعجب ہوا فرمایا "کیونکر ہوا؟" عرض کیا، خدمت کرنے کے لئے، فرمایا گھر میں رہو، میں دوسرے نوکر کے ساتھ گھر میں رہنے لگا، بازار سے ضروریات کی چیزیں لایا کرتا، گھر میں مرد ہوتے تو میں بغیر اجازت کے اندر چلا جاتا، ایک دن میں نے گھر میں آنے جانے کی آہٹ سنی، فرمایا اپنی جگہ رہو، میں ٹھہر گیا، نہ داخل ہو سکی اور نہ ہی باہر نکلنے کی جرأت تھی، نوکرانی باہر نکلی اس کے پاس ایک ڈھکی ہوئی چیز تھی جب چلی گئی تو حضرت نے مجھے بلایا، پھر نوکرانی کو بلایا، واپس آگئی، فرمایا کپڑا اٹھا دو، اس خوبصورت لڑکے کے چہرے سے کپڑا اٹھایا، پھر پیٹ سے کپڑا ہٹا دیا، ناف سے لیکر سینے تک سبز بال اُگے ہوئے تھے، سیاہ نہیں تھے، فرمایا! یہ تمہارے صاحب ہیں، نوکرانی سے فرمایا "اسکو لے جاؤ" اس دن کے بعد میں نے پھر اس بچہ کو کبھی نہ دیکھا، ایک عرصے کے بعد ابو محمدؑ کی خدمت میں آیا، آپ تشریف فرما تھے آپ کی دائیں طرف ایک گھر تھا جس پر پردہ پڑا ہوا تھا، میں نے عرض کیا "آقا" آپ کے بعد ہمارے صاحب الامرؑ کون ہیں؟ فرمایا "پردہ اٹھاؤ" میں نے پردہ اٹھایا اندر سے ایک لڑکا دس سال کا نکلا جو کھلی پیشانی اور ملیح چہرہ والا تھا جس کے دائیں رخسار پر تل تھا، ابو محمدؑ کے زانو پر بیٹھ گیا، فرمایا تمہارے صاحب ہیں پھر لڑکا اٹھ کھڑا ہوا۔ فرمایا بیٹے گھر میں وقتِ معلوم تک چلے جاؤ، وہ گھر میں چلے گئے اور میں دیکھ رہا تھا، فرمایا اے یعقوب! دیکھو گھر میں کون ہے، میں گھر کے اندر آیا اور دیکھا تو اس میں کوئی بھی نہ تھا

عبداللہ ثوری سے مروی ہے کہ میں بنو عامر کے باغ میں گیا، میں نے لڑکوں کو پانی کے تالاب میں تیرتے ہوئے دیکھا، ایک نوجوان چٹائی پر تشریف فرما تھا اور آستین کو اپنے منہ پر رکھے ہوئے تھا، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا م ح م د بن حسن ہیں جو آپ کے باپ کی شکل تھے

حسن بن حیا سے مروی ہے کہ میں میزاب کے تلے سجدہ کر رہا تھا اور دعا میں گڑگڑا رہا تھا اچانک محرک نے مجھے حرکت دی، کہا حسن بن حیا اٹھو! میں اٹھا، میں نے ایک کمزور جسم والی لونڈی کو دیکھا جس کا رنگ زرد تھا، میں نے خیال کیا کہ یہ چالیس سال یا اس سے زیادہ ہوگی، میرے آگے آگے چل پڑی میں نے اس سے کچھ نہ پوچھا، خدیجہ کے گھر میں آئی، دیوار کے درمیان دروازہ لگا ہوا تھا وہاں سے اوپر جانے کی سیڑھی لگی ہوئی تھی اوپر چڑھ گئی آواز آئی حسن! اوپر آجاؤ، میں سیڑھی پر چڑھ گیا، دروازہ پر بیٹھ گیا، صاحب الزمانؑ تشریف فرما تھے، فرمایا یا حسن! میں ہر حج میں تمھارے ساتھ تھا، پھر آپ نے اوقات گن کر بتائے میں حضرت کے قدموں پر گر پڑا اور بوسہ دینے لگا، فرمایا حسن! مدینہ میں جعفر بن محمد کے گھر میں ٹھہر جاؤ وہاں تمھیں کھانا پینا اور لباس ملے گا، مجھے ایک کاپی عطا کی، جسمیں فرج اور نبی اور آپکے اوپر درود کی دعا تحریر تھی، فرمایا اس طرح دعا کرو اور اس طرح ہم پر درود بھیجو، میرے محب اور دوست کے سوا اور کسی کو نہ دینا، اللہ جل جلالہ تمھیں توفیق عطا کرے میں نے عرض کیا آقا! اس کے بعد آپ کو دیکھوں گا، فرمایا جب اللہ چاہے گا، میں حج کر کے مدینہ جعفر بن محمدؑ کے گھر آگیا، میں گھر میں تین باتوں کیلئے آتا تھا، تجدید وضو سونا اور کھانا کھانے کیلئے مجھے پانی کا بھرا ہوا لوٹا مل جاتا تھا اس پر روٹی رکھی ہوئی ہوتی تھی، جس کو دن میں میرا جی کھانے کو چاہتا تھا میں کھاتا اور سیر ہو جاتا، سردیوں میں سردیوں کے اور گرمیوں میں گرمی کے کپڑے مل جاتے، میں دن میں پانی کا کوزہ لیتا اور گھر میں چھڑکاؤ کرتا اور خالی کوزہ چھوڑ دیتا، کھانا مجھے خود بخود مل

جاتا، بقیہ کھانا بطور صدقہ کے کسی کو دیدیتا تاکہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے کہ میرے ساتھ کون ہے

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا میرا فرزند میرے بعد قائم ہوگا اس کے متعلق انبیاء کے قاعدے تعبیر اور غیبت کے متعلق جاری ہوں گے، لمبی غیبت کی وجہ سے لوگوں کے دل بگڑ جائیں گے، آپ کا عقیدہ صرف وہی شخص رکھے گا جس کے دل میں ایمان ثابت ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے روح سے اس کی تائید کی ہوگی۔

باب ۱۸

ام المعجزات

قرآن صرف ہمارے نبی رحمت خاتم الانبیاءؐ ہی کی تصدیق نہیں کرتا بلکہ تمام گذشتہ انبیاء اور اوصیاء کی تصدیق کرتا ہے اور آنے والے اوصیاء کی بھی، قرآن صرف معجزہ نہیں ہے بلکہ اس میں بیشمار معجزات موجود ہیں جو ریت کے ذروں اور پتھر کے سنگریزوں سے شمار میں باہر ہیں چھوٹی سی سورۂ کوثر کو لیجئے اس میں دو صورتوں میں معجزہ پایا جاتا ہے ایک تو اس میں غیب کی باتوں کے خزانے پائے جاتے ہیں، خبر کے واقعہ ہونے سے پہلے آگاہ کیا اور وہ خبر حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی اس میں اللہ تعالیٰ نے کہا ان شانئک ھوالابتر واقعی محمدؐ کو ابتر کہنے والے کی دنیا سے بیخ و بن ختم ہوگئی، دوسرا طریقہ اس میں اعجاز کا یہ ہے کہ تھوڑے الفاظ بیشتر مطالب پر حاوی ہیں مختصر الفاظ میں رسولؐ کو بشارت بھی دی گئی اور عبادت کے لئے بھی ابھارا گیا، اسی قرآن کے ذریعے رسول اللہؐ نے عرب سے تحدی کی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قرآن نازل کیا ہے اور مجھے اس کے ساتھ مخصوص کیا ہے، اتنا عرصہ گذر جانے کے بعد عرب قرآن کی مثال بنا کر پیش نہ کر سکے عاجز اور ماندہ ہوگئے ہیں، یہ عاجزی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قرآن معجزہ ہے، جب یہ بات ثابت ہوگی

تو اس سے دو باتیں پیدا ہوتی ہیں کہ قرآن یا تو بذاتِ خود معجزہ ہے اس کی فصاحت کو دیکھ کر عرب مقابلہ نہ کر سکے، یا اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآن کے مقابلے سے روکے رکھا، اگر اللہ تعالیٰ روکے رکھتا تو مقابلہ کرتے اس سے رسول اللہؐ کی نبوت کی صحت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کاذب کی تصدیق نہیں کرتا اور جھوٹے آدمی کے لئے معجزہ قرار نہیں دیتا

آنحضرتؐ نے مکہ میں ظہور فرمایا، لوگوں کو اپنی نبوت کی دعوت دی اور یہ قرآن بھی حضرتؐ کے ہاتھوں ظاہر ہوا ہے، رسول اللہؐ کے ظہور میں تو کسی کو شک نہیں، البتہ قرآن کے معجزہ ہونے میں شک ہے، رسول اللہؐ نے قرآن کے ساتھ تحدی کی اور کہا کہ مجھے اللہ نے قرآن کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور کہا ہے مجھے اللہ نے جبرئیلؑ کے ذریعے اس سے آگاہ کیا ہے، عرب نے اس بات کو رد نہیں کیا۔ رد نہ کرنا معجزہ ہے، انہیں اس بات کی دعوت دی، اگر قرآن خدا کی کتاب نہیں ہے تو اس کی مثل بنا کر لاؤ، وہ مثل بنا کر نہ لا سکے، اگر لاتے تو جس طرح نفس قرآن موجود ہے۔ ان کا بنایا ہوا مثل بھی موجود ہوتا، مثل کا موجود نہ ہونا معلوم ہوا کہ وہ لاچار اور بے بس تھے ورنہ ضرور بناتے ان کا نہ بنانا ثابت کرتا ہے کہ قرآن معجزہ ہے، نبی کی نبوّت اور وصی کی وصایت کی صداقت معجزہ ہی سے ثابت ہوتی ہے۔ معجزہ لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جو دوسرے کو عاجز بنا دے عرف میں اس چیز کو کہتے ہیں، کہ معجزہ لانے والا دوسرے کو ایسے لانے سے عاجز کر دے۔ شرع میں ہر وہ فعل جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے امر کے طور پر تکوین کے طور پر صادر ہو لوگوں کی عام عادت کو توڑنے والا ہو، زمانۂ تکلیف میں اور دعوے کے مطابق ہو، وہ معجزہ ہے، معجزے کی کئی شرائط ہیں، دوسرا کوئی شخص اس کی مثل نہ لا سکے اگر دوسرا شخص اس جیسا مثل لا سکا تو یہ بات پہلے شخص کی صداقت کی دلیل نہیں ہوگی، امر اور تکوین سے معجزہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو، معجزہ کے ذریعے نبی کی تصدیق کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لحاظ سے معجزہ کا اللہ کی طرف سے ہونا ضروری ہے

جس سے نبی اور وصی کی تصدیق ہو سکے، معجزہ ناقضِ عادت ہو، اگر عادت کے مطابق ہوگا تو وہ معجزہ نہ ہوگا اور لانے والے کی صداقت پر دلالت نہیں کرے گا۔ جیسا سورج کا مشرق سے نکلنا، معجزہ دعوئ نبوت کے ساتھ ساتھ ہو، معجزہ زمانۂ تکلیف میں صادر ہو اشراط ساعت کے وقت تو اللہ کا بنایا ہوا نظام الٹ پلٹ ہو جائے گا، اس وقت مدعی کی صداقت پر دلالت نہیں کریگا۔

قرآن معجزہ ہے عرب کو اپنے مثل کی دعوت دی ہے وہ نہایت صاحبِ فصاحت اور بلاغت تھے اور انہیں قرآن کی مثل بنانے سے کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں تھا، قرآن کا مثل نہ لانا ان کے عجز کی دلیل ہے، قرآن نے آیت فاتوا بسورۃ مثلہ کے ذریعہ عرب کو للکارا اس زمانے سے لے کر اس وقت تک قرآن کی مثل نہ بنانا قرآن کے معجزہ کی دلیل ہے حالانکہ ان میں فصیح و بلیغ لوگ اعشیٰ اور لبید کی مانند موجود تھے، جب قرآن کی مثل نہ لا سکے تو قرآن نے ان الفاظ سے ان کی عاجزی کو ظاہر کیا قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا کہہ دو اگر تمام زمین کے جنات اور انسان مل کر یہ چاہیں کہ قرآن کی مثل بنا کر لائیں وہ ایسا نہیں کر سکتے اگرچہ اس معاملے میں ایک دوسرے کی مدد ہی کیوں نہ کریں، نیز کہا فان لم تفعلوا ولن تفعلوا، اگر تم ایسا نہ کر سکے اور تم ایسا ہرگز ہرگز نہیں کر سکتے۔ جب قرآن کا مثل نہ لا سکے تو لوگوں کو قرآن سننے سے منع کرنے کا یہ طریقہ نکالا کہ یہ جادو ہے، علامہ مرتضیٰؒ کے نزدیک قرآن کے اعجاز کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرب سے قرآن کی ترتیب و فصاحت کا علم سلب کر لیا تھا، شیخ مفیدؒ کے نزدیک فصاحت میں خاص انداز وجہ اعجاز ہے، قرآن کی فصاحت، ترتیب خاص معجزہ ہے

باب ۱۹

حیلوں اور معجزات میں فرق

حیلے والا حیلہ کی اصل وجہ جانتا ہے مثلاً سامری نے گوسالہ کے اندر سوراخ ڈال دیئے ہوا داخل ہوتی اور اس سے آواز پیدا ہوتی، شعبدہ باز ظاہر میں دیکھنے والے کو جانور ذبح ہوتے دکھاتا ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا، انبیاء اور اوصیاء کے معجزات اس قسم کے نہیں ہوتے بلکہ وہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہوتے ہیں، مثلاً عصا کا اژدھا بن جانا، مردہ کا زندہ کرنا، جامد کا کلام کرنا، زہریلے جانوروں اور پرندوں کا بولنا اور غیب کی خبریں دینا اور قرآن کا معجزہ ہونا

آنحضرتؐ نے اولین و آخرین کے واقعات کی ابتدا خلقت دنیا سے لے کر قیامت تک خبر دی ہے جن واق[illegible] فرمایا۔ اہل کتاب نے انکی تصدیق کی، آنحضرتؐ نے ان کتب کو پڑھا نہیں تھا بغیر پڑھے واقعات سے آگاہ کرنا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے آنحضرتؐ نے اس آیت کے ذریعے غیب کی خبر دی جو صحیح ثابت ہوئی لتدخلن المسجد الحرام انشاء اللہ امنین محلقین رؤسکم ومقصرین لا تخافون، حالانکہ آپ تقویم، حساب، اصطرلاب اور نجوم کے علم کو نہیں جانتے تھے لیکن جن واقعات کی قرآن کی آیات کے ذریعہ خبر دی وہ صحیح ثابت ہوئے، لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون، من بعد غلبہم سیغلبون فی بضع سنین، سیہزم الجمع ویولون الدبر، لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا، وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونہا، نیز احادیث کے ذریعے بے شمار واقعات کی پیش گوئیاں کیں جو درست ثابت ہوئیں۔

باب ۲۰

علامات نبی اور ولایت ائمہ علیہم السلام

فصل ۱

عبداللہ بن سلیمان فارسی کا تب سے مروی ہے کہ میں نے انجیل میں پڑھا کہ لوگ نبی امی کی تصدیق کریں گے جو صاحب جمل، کملی، عمامہ، نعلین اور عصا ہوگا، روشن آنکھوں والا، واضح رخساروں والا کھلے ہوئے دانتوں والا جس کی گردن چاندی کی صراحی کی طرح ہوگی، جس کے سینہ سے لے کر ناف تک بال ہوں گے، آپ کے سینہ پر گندمی رنگ کے بال نہیں ہوں گے، رقیق البشرہ ہوں گے مضبوط ہاتھوں اور قدموں والے ہوں گے، تمام جسم سے ملتف ہوں گے، آپ کے چہرہ کا پسینہ موتیوں کی مانند ہوگا جس کی خوشبو مشک سی ہوگی، آپ سے پہلے اور نہ ہی آپ کے بعد کوئی پاکیزہ خوشبو والا دیکھا جائے گا۔ آپ کی نسل ایک مبارکہ (فاطمہؑ) سے چلے گی، اس مبارکہ کا گھر بہشت میں ہوگا جس میں کوئی دکھ اور تکلیف نہیں ہوگی اس کے دو فرزند ہوں گے جو جوانان بہشت کے سردار ہوں گے، اس کے کلام کی قرآن تصدیق کریگا، اس کا دین اسلام ہوگا۔ رسول اللہؐ کی پیدائش کے دو سال بعد سیف بن ذی یزن نے حبشہ کو فتح کیا، اس کے پاس عرب کا وفد آیا جس میں عبدالمطلب بن ہاشم بھی تھے اس نے چپکے سے عبدالمطلب سے کہا، میں تمہیں ایک راز سے آگاہ کرتا ہوں، اسے اس وقت تک پوشیدہ رکھنا جب تک اس بارے میں اللہ تعالیٰ اجازت نہ دے، میں نے کتاب مکنون اور علم مخزون میں ایک بڑی خبر دیکھی ہے اور لوگوں کو عموماً آپ کے گروہ کو خصوصاً شرف حاصل ہوگا، عبدالمطلب نے کہا، آپ جیسا انسان قیمتی

راز سے آگاہ کرے اور میں اسے پوشیدہ نہ رکھوں، فرمایئے وہ راز کیا ہے کہا مکہ میں ایک بچہ پیدا ہوگا جس کے دونوں شانوں کے درمیان خوشبو کا مقام ہوگا، ایسے اوصاف کے مالک کے لئے امامت ہوگی آپ حضرات کو اس کے ذریعہ قیامت تک شرف حاصل ہوگا۔ یہ آپ کے پیدا ہونے کا زمانہ ہے، بلکہ پیدا ہو چکے ہیں، آپ کا نام محمدؐ ہے آپ کے والدین انتقال کر جائیں گے۔ آپ کی کفالت پہلے دادا پھر چچا کرے گا، اس کی ولادت پوشیدہ ہوئی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس کو علی الاعلان مبعوث کریگا ہم میں سے اس کے مددگار بنائے گا۔ اس کے ذریعے اپنے دوستوں کو عزت اور دشمنوں کو ذلیل کریگا، بتوں کو توڑیں گے، آگ بجھائیں گے، اللہ کی عبادت کریں گے، شیطان کو دھمکائیں گے اس کا قول فعل ہوگا، اس کا حکم عدل ہوگا۔ نیکی کا حکم دیں گے اور خود بھی اس پر عمل کریں گے بری بات سے منع کریں گے اور خود اسے مٹائیں گے۔ اے عبدالمطلب آپ یقیناً اس کے دادا ہیں عبدالمطلب سجدہ میں گر پڑے کہا سر اٹھالو، میرے بیان نے تمہیں چونکا دیا ہے، کہا میرا ایک لڑکا تھا جو مجھے پیارا تھا، میں نے اپنی قوم کی ایک شریف عورت سے اس کی شادی کی تھی اس نے لڑکا جنا اور میرے پاس لائی، میں نے اس کا نام محمدؐ رکھا، اس کے ماں باپ مر گئے ہیں، میں خود اور اس کا چچا اس کی کفالت کرتے ہیں، بادشاہ نے کہا اس کو یہودیوں سے بچائے رکھنا، میری بات کو اپنے ساتھیوں سے پوشیدہ رکھنا۔ مجھے آپ کے بارے میں ان پر بھروسہ نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ مجھے موت جلدی آئے گی ورنہ میں مدینہ کو سلطنت کا دارالخلافہ قرار دیتا اور آپ کی مدد کرتا اور محمدؐ کا کام مضبوط کرتا، یہاں محمدؐ کی قبر ہوگی"۔ آنحضرتؐ کا حال تبع کو معلوم ہوا تو آپ کا انتظار کرنے لگا، کہا عنقریب مکہ میں ایک نبیؐ پیدا ہوگا، جو مدینہ کی طرف ہجرت کریگا، یمن سے لوگوں کو لاکر مدینہ میں یہودیوں کے ساتھ بسایا تاکہ وہ آنحضرتؐ کی امداد کریں۔ تبع کے متعلق شبہ نہ کرو وہ مسلمان تھا۔

ابوطالبؓ اور عبدالمطلبؓ معرفت والے عالم تھے۔ محمدؐ کی حقیقت کو بخوبی سمجھتے تھے جہال اہلِ کفر اور گمراہوں سے اپنا ایمان پوشیدہ رکھا ہوا تھا، اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے کہ میں نے علیؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ خدا کی قسم میرے باپ، میرے دادا عبدالمطلبؓ اور ہاشمؓ نے کبھی بت کی پوجا نہیں کی، پوچھا گیا کہ کس چیز کی عبادت کرتے تھے؟ کہا بیت المقدس کی طرف منہ کر کے دینِ ابراہیمؑ پر نماز پڑھتے اور اس کی پیروی کرتے تھے۔ ایک روز علی علیہ السلام نے سلمان فارسیؓ سے کہا کہ ہمیں اپنی حقیقت سے آگاہ کیجئے، عرض کیا میں شیراز کا رہنے والا تھا، والدین کا پیارا تھا، میں والدین کے ساتھ عید کے روز گرجا میں گیا، وہاں ایک آدمی آواز دے رہا تھا ان لا الٰہ الا اللہ وان عیسیٰ روح اللہ وان محمد رسول اللہ یا کہا حبیب اللہ محمدؐ کی محبت میرے گوشت اور خون میں سرایت کر گئی، گھر واپس آیا، چھت میں ایک معلق کتاب کو دیکھا، باپ سے پوچھا یہ کون سی کتاب ہے؟ فرمایا اے روزبہ (سلمانؓ کا پہلا نام) واپسی پر اس کتاب کو دیکھا ہے پہلے موجود نہیں تھی، اگر تم نے اس کو پڑھا تو ضرور تمہیں قتل کر دوں گا، میں نے باپ کی بات ماننے سے انکار کیا، رات چھا گئی، میرے ماں باپ سو گئے، میں نے اس کتاب کو لیا، اس میں تحریر تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ یہ وہ وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدمؑ سے لیا کہ اس کے صلب سے ایک نبیؐ پیدا ہوگا جس کا نام محمدؐ ہوگا، جو لوگوں کو مکارم اخلاق کی تعلیم اور بتوں کی پوجا سے منع کرے گا، اے روزبہ تم علیؑ کے وصی ہو تم اس کی خدمت کرو تمہیں مقصد تک پہنچائیں گے، میں نے یہ پڑھ کر ایک زوردار چیخ ماری، میرے والدین جاگ پڑے واقعہ سے آگاہ ہوئے، مجھے کنوئیں میں ڈال دیا اور کہا توبہ کرو ورنہ قتل کر دیں گے۔ میں نے کہا جو چاہو کرو محمدؐ کی محبت میرے سینے سے نہیں نکل سکتی۔ میں صرف عبرانی زبان جانتا تھا، اس روز مجھے عربی سمجھا دی گئی، میرے والدین کنوئیں میں میرے پاس پتلی پتلی روٹیاں بھیجا کرتے۔ جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کنوئیں میں رہا، کنوئیں میں رہتے ہوئے لمبا عرصہ گذر گیا، میں نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا

پالنے والے تو محمدؐ اور ان کے وصی کو دوست رکھتا ہے، میں ان کا وسیلہ دیکر عرض کرتا ہوں مجھے جلد نجات دے میرے پاس ایک سفید پوش انسان آیا اور کہا اے روزبہ اٹھو، میرا ہاتھ پکڑ کر ایک گرجا میں لایا وہاں ایک راہب تھا، راہب نے کہا روزبہ تم ہو؟ میں نے کہا میں ہی ہوں، میں نے اس کی دو سال خدمت کی مرتے وقت مجھے انطاکیہ کے راہب کے پاس جانے کی ہدایت کی اور تختی دی جس میں صفاتِ محمدؐ تحریر تھے، میں انطاکیہ کے راہب کے پاس آگیا میں گرجے کے اوپر آگیا فرمایا روزبہ تم ہو عرض کیا میں ہی ہوں، میں نے اس کی دو سال خدمت کی، اس نے محمدؐ اور آپ کے وصی کے صفات بتائے وفات کے وقت کہا اے روزبہ محمدؐ بن عبداللہ کی ولادت کا وقت قریب ہے، حجاز چلے جاؤ، میں اس کی موت کے بعد حجاز کی طرف روانہ ہوا، میں ان لوگوں سے مل گیا، جو حجاز جا رہے تھے، میں بھی ان کا ایک فرد بن گیا، انہوں نے صرف بکری کو قتل کیا اور بھونا اور شراب منگوائی مجھ سے کہا کھاؤ میں نے انکار کیا، انہوں نے مجھے قتل کرنا چاہا، میں نے کہا مجھے قتل نہ کرو، میں تمہاری غلامی کا اقرار کرتا ہوں مجھے یہودی کے پاس بیچ دیا اس نے مجھ سے حالات دریافت کئے، میں نے الف سے ی تک سب بتا دیئے، کہا میں تم سے اور محمدؐ سے کینہ رکھتا ہوں، مجھے نکال کر گھر کے دروازے پر لایا جہاں بہت ریت پڑی تھی، کہا اگر میں نے صبح تک ریت کو یہاں پڑے دیکھا تو تمہیں قتل کر دوں گا میں تمام رات ریت کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ پھینکتا رہا، میں تھک گیا۔ ریت تھوڑی اٹھائی تھی، میں نے کہا۔ اے پالنے والے تو محمدؐ اور اس کے وصی کو دوست رکھتے ہو۔ ان کا وسیلہ دیتا ہوں مجھے اس مصیبت سے نجات دے اللہ تعالیٰ نے ہوا کو بھیجا اس نے ریت کو اڑا کر اس جگہ ڈال دیا، جہاں یہودی نے ڈالنے کو کہا تھا، صبح کو یہودی نے دیکھا تو کہا تم جادوگر ہو، میں تمہیں اس بستی سے نکال دوں گا کہیں تم اس بستی کو تباہ نہ کر دو، مجھے وہاں سے لا کر ایک یہودی عورت کے ہاتھ بیچ دیا، اس نے اپنے باغ کا مجھے نگران مقرر کیا، ایک روز میں نے باغ میں دیکھا کہ سات

آدمیوں پر ابر سایہ کئے ہوئے آ رہا ہے، میں نے سمجھا کہ نبیؐ ان میں ضرور موجود ہوگا!" باقی واقعہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ قس بن ساعدہ الایادی پہلا شخص ہے جو جاہلیت کے زمانے میں رسول اللہؐ کے مبعوث ہونے پر ایمان لایا، نبیؐ کو نام و نسب سے پہچانتا تھا، لوگوں کو آپ کے آنے کی بشارت دیتا تھا اور تقیہ کرتا تھا، فتح مکہ کے روز رسول اللہؐ کعبہ کے اندر موجود تھے، ایک وفد آپ کے پاس آیا پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ عرض کیا یہ وفد بکر بن وائل کا ہے، فرمایا تم میں کوئی قس بن ساعدہ الایادی کو جانتا ہے؟ کہا وہ مر گیا ہے۔ فرمایا اللہ قس پر رحمت کرے، وہ قیامت کے روز ایک امت کی صورت میں محشور ہوگا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ کعب بن اسد گردن زدنی کے لئے رسول اللہؐ کی خدمت میں پیش ہوا، یہ غزوۂ بنو قریظہ کی بات ہے۔ رسول اللہؐ نے دیکھ کر فرمایا تمہیں ابوالحواس کی وصیت نے کوئی فائدہ نہ دیا، اس کا قصہ یوں ہے کہ کعب شام سے آ رہا تھا، اسے کہا گیا ہے کہ تم گدھے پر سوار ہو، یہ زمانہ نبیؐ کے ظاہر ہونے کا ہے جو مکہ میں ظاہر ہوں گے اور مدینہ کی طرف ہجرت کریں گے۔ جو دراز گوشت پر سوار ہوں گے۔ جس کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہوگی، دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی، کندھے پر تلوار رکھیں گے۔ کعب کہنے لگا یا محمدؐ بات تو یہی ہے اگر یہودی مجھے ملامت نہ کرتے تو میں آپ پر ایمان لاتا اور تصدیق کرتا، میں پرانا مذہب پسند کرتا ہوں، آنحضرتؐ نے اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا۔

ابوطالبؑ سے مروی ہے کہ میں آنحضرتؐ کی پیدائش کے آٹھویں سال تجارت کی غرض کے لئے شام کی طرف روانہ ہوا، گرمی سخت تھی، سفر کی تیاری پختہ تھی مجھے خوف تھا کہ اگر میں سفر پر چلا گیا تو دشمن کہیں محمدؐ کو اذیت نہ پہنچائیں۔ میں نے آنحضرتؐ کو ساتھ لے جانے کا ارادہ کیا، مجھے لوگوں نے کہا اس قدر سخت گرمی میں محمدؐ کو کیوں لے جاتے ہو؟ میں نے کہا، اگر میرے ساتھ ہوں گے تو میرے دل کی تسلی ہوگی، مکہ میں چھوڑ جانے میں خطرہ ہے، آپ کی خاطر ایک اونٹنی مہیا کی اور سوار کیا، جس

اونٹ پر آپ سوار تھے وہ میرے آگے آگے تھا اور تمام قافلے سے آگے تھا، جب گرمی سخت ہو جاتی تو سفید بادل برف کے ٹکڑے کی مانند آکر آپ کو سلام کرتا اور آپ کے سر پر رک جاتا اور آپ سے جدا نہ ہوتا اکثر اوقات ہم پر مختلف قسم کے پھل گراتا اور ہمارے ساتھ چلتا رہتا، اس سے پہلے پانی کی سخت تنگی ہوتی دو دیناروں میں ایک مشک ملتی لیکن اس سفر میں یہ عالم تھا کہ پانی کے حوض بھرے ہوئے تھے، پانی عام تھا اور زمین سبز تھی، ہم نے گرجا کو دیکھا کہ گھوڑے کی تیزی کی طرح ہماری طرف آ رہا ہے۔ ہمارے قریب آکر رک گیا، اس سے ایک راہب نکلا، بادل ایک لمحہ بھی محمدؐ سے الگ نہ ہوتا تھا، راہب لوگوں سے بات نہیں کرتا تھا اور نہ ہی اسے علم تھا کہ یہ کیسا قافلہ ہے۔ محمدؐ کو دیکھ کر پہچان گیا، میں نے اسے کہتے ہوئے سنا، اگر ان میں کوئی ہو سکتا ہے تو وہ آپ ہیں، راہب کے قریب ایک بڑا درخت تھا، ہم اس کے نیچے اتر پڑے جو سوکھا تھا، ٹہنیاں بہت کم تھیں، پھل بالکل نہیں تھا، جب محمدؐ اترے تو درخت تازہ ہو گیا، ٹہنیاں محمدؐ پر ڈال دیں، سرسبز ہو گیا اور پھل لایا جو تین قسم کے تھے، دو پھل موسم گرما کے تھے اور ایک موسم سرما کا، ہم تمام حیران ہو گئے، جب راہب نے یہ بات دیکھی تو جا کر اتنا کھانا محمدؐ کے لئے تیار کیا جس قدر آپ کھا سکیں، کھانا لے کر آیا اور کہا اس لڑکے کا وارث کون ہے؟ میں نے کہا میں ہوں، کہا تم اس کے کیا لگتے ہو؟ میں نے کہا اس کا چچا ہوں، کہا اس کے کئی چچا ہیں تم کون سے چچا ہو۔ میں نے کہا میں آپ کے باپ کا بھائی ہوں ہاں اور باپ سے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہ ہیں، کہا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں کھانا پیش کروں، میں نے کہا پیش کیجئے، میں نے محمدؐ سے مخاطب ہو کر کہا کہ ایک شخص کھانا پیش کرنا چاہتا ہے۔ فرمایا "وہ صرف میرے لئے ہے میرے اصحاب کے لئے نہیں ہے؟" بحیرا نے کہا اس سے زیادہ کی میرے پاس استطاعت نہیں تھی، فرمایا اجازت ہے کہ میرے ساتھ میرے اصحاب کھا سکیں؟ کہا کیوں نہیں؟ فرمایا "اللہ کا نام لے کر کھاؤ، ہر ایک نے کھایا اور سیر ہو گیا، بحیرا حضرتؐ کے سر پر کھڑا ہوا تھا اور لحظہ لحظہ آپ کے سر کو بوسے

دیتا تھا، اور کہتا تھا وہ ہے اب مسیحؑ کی قسم لوگ نہیں سمجھتے، قافلے کے ایک آدمی نے کہا کہ پہلے بھی ہمارا یہاں سے گذر ہوتا ہے۔ لیکن تم نے یہ سلوک کبھی نہیں کیا تھا، کہا میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جس کو تم نہیں دیکھتے، جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے، اگر اس لڑکے کے بارے میں جو میں جانتا ہوں تم جانتے تو اس کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر وطن لے جاتے۔ میں نے آپ کے آگے ایک نور کو آتے دیکھا جو زمین اور آسمان کے درمیان پھیل گیا، میں نے لوگوں کو دیکھا، جن کے ہاتھوں میں یاقوت اور زبرجد کے پنکھے تھے جو آپ پر جھل رہے تھے، کچھ اور لوگ آپ پر میوے نچھاور کر رہے تھے پھر یہ بادل تو آپ سے جدا ہی نہیں ہوتا، میرا گرجا آپ کی خدمت میں اس تیزی سے دوڑ کر آیا جس طرح تیز گھوڑا چلتا ہے، یہ درخت خشک تھا جس کی ٹہنیاں کم تھیں اب اس کی ٹہنیاں زیادہ ہو گئیں ہیں اور درخت بڑا ہو گیا، تر و تازہ ہو گیا اور پھل لایا، حوضوں کا پانی حواریوں کے زمانے سے ختم ہو گیا تھا، جب وہ بنو اسرائیل کے پاس آئے اور انہوں نے ان کی نافرمانی کی، ہم نے کتاب شمعون صفا میں دیکھا کہ آپ نے ان پر بددعا کی تھی اور حوضوں کا پانی ختم ہو گیا تھا۔ جب ان حوضوں میں پانی پھر آگیا ہے تو جان لو کہ یہ نبیؐ کی وجہ سے ہوا ہے جو مکہ میں ظاہر ہوں گے اور مدینہ کی طرف ہجرت کریں گے۔ قوم میں امین اور آسمان میں احمدؐ کے نام سے مشہور ہوں گے، اسمٰعیل بن ابراہیمؑ کی اولاد سے ہوں گے، خدا کی قسم یہ وہی ہیں"۔ بحیرا نے جب محمدؐ سے جدا ہونا چاہا تو سخت رو دیا اور کہا آمنہ کے فرزند! میں دیکھ رہا ہوں کہ عرب آپ پر تیر برسا رہے ہیں، اعزا نے آپ کا بائیکاٹ کر دیا ہے۔ مجھ سے مخاطب ہو کر کہا، آپ اس کے چچا ہیں، اس کے بارے میں اپنے باپ کی وصیت کا خیال رکھنا، عنقریب اس کی وجہ سے قریش آپ کو چھوڑ دیں گے، اس کی پرواہ نہ کرنا۔ آپ کے لئے ظاہر میں ایمان لانا ناممکن ہو گا۔ آپ پوشیدہ ایمان لائیں گے، عنقریب آپ کا ایک فرزند پیدا ہو گا جو اچھی طرح آپ کی مدد کریگا

جسکا نام آسمانوں میں بطل، ماحی، شجاع النزع، ابو الفرضین اور مستشہد ہوگا، وہ عرب کے سردار ہوں گے، کتب میں اصحاب موسیٰؑ سے تورات میں اور اصحاب عیسیٰؑ سے انجیل میں زیادہ مشہور ہیں، بحیرا نے عرض کیا، اے اللہ کے نبیؐ. آپ کس قدر پاکیزہ اور پاکیزہ سیرت کے مالک ہیں، کیا کہنا اس نبی کا جس کی اکثر انبیاءؑ نے پیروی کی، اس کا کیا کہنا جس کے نور سے اللہ نے دنیا کو منور کیا، کیا کہنا اس کا جس کا ذکر مسجدوں میں گونج رہا ہے، میں دیکھ رہا ہوں کہ عرب و عجم طوعاً و کرہاً آپکی پیروی کر رہا ہے، میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ لات اور عزیٰ کو توڑ رہے ہیں، قدیم گھر نے اپنی کنجیاں تمہارے آگے پیش کی ہیں. جنت اور دوزخ کی کنجیاں آپکے ہاتھ میں ہیں، ریح اکبر آپکے ساتھ ہے، بتوں کو توڑنے والے آپ ہی ہیں، اسوقت تک قیامت واقع نہیں ہوگی جب تمام بادشاہ مجبور ہوکر آپکے دین میں داخل نہ ہوں، لگاتار کبھی آپکے ہاتھ اور کبھی پاؤں چومتا تھا، اگر میں نے آپ کا زمانہ پایا تو ضرور آپکے سامنے جہاد کروں گا. خدا کی قسم آپ ہی سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں، خدا کی قسم جس روز آپ پیدا ہوئے زمین ہنس پڑی تھی اور قیامت تک ہنستی رہے گی، خدا کی قسم مندر، بت اور شیطان رو پڑے اور قیامت تک روتے رہیں گے، آپ ہی دعوتِ ابراہیمؑ، بشارتِ عیسیٰؑ ہیں آپ جاہلیت کی نجاستوں سے دور اور پاک ہیں، مجھ سے مخاطب ہوکر کہا، میں دیکھتا ہوں کہ آپ اسکو اس کے شہر میں واپس لے جائیں گے، پھر یہودی، نصرانی اور اہلِ کتاب اس لڑکے کی ولادت کے متعلق جانتے ہیں، اگر اس کو دیکھ لیں تو آپ کی اتباع کریں، آپکے زیادہ دشمن یہودی ہیں آپکے بھتیجے نبوت اور رسالت پر فائز ہوں گے، آپ لوگوں کے پاس وہ بہت بڑی چیز لائیں گے، جس طرح موسیٰؑ اور عیسیٰؑ لایا کرتے تھے، ہم شام کے قریب پہنچ گئے، خدا کی قسم ہم نے شام کے تمام محلوں کو جھومتے ہوئے دیکھا، ان پر سورج سے بڑا نور بلند تھا، تمام شہر میں خبر پھیل گئی، ہر آدمی اور ہر راہب آپکے پاس

آ گیا جبر عظیم جس کا نام نسطور تھا حاضر ہوا، سامنے بیٹھ کر دیکھنے لگا، آنحضرتؐ نے کوئی بات نہ کی. تین روز یہی کام کیا. تیسرے روز حضرتؐ کے پیچھے گھوما معلوم ہوتا تھا کہ کوئی چیز تلاش کر رہا ہے، پوچھا اس کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا محمدؐ بن عبد اللہ. خدا کی قسم اس وقت اس کا رنگ بگڑ گیا، کہا آپ کی خدمت میں عرض کیجئے کہ ذرا پشت سے کپڑا ہٹا دیں. میں نے محمدؐ سے اس بات کی درخواست کی، آپنے کپڑا ہٹا دیا، مہرِ نبوت کو دیکھ کر گر پڑا اور بوسے دینے لگا اور روتا تھا مجھ سے کہا فوراً اس کو وہاں لے جاؤ جہاں پیدا ہوا ہے، اگر آپ کو معلوم ہوتا کہ ہماری زمین پر آپکے کس قدر دشمن ہیں تو آپ اس کو ہرگز نہ لاتے، ہر روز نسطور خدمت میں حاضر ہوتا اور کھانا لاتا تھا، جس روز روانہ ہوئے تو آنحضرتؐ کی خدمت میں قمیض پیش کی، مجھ سے کہا آپ سے عرض کروں کہ اس قمیض کو پہن لیں اور مجھے یاد رکھیں، آنحضرتؐ نے اس بات کو قبول نہ کیا، میں نے دیکھا کہ نسطور نے اس بات کو ناگوار تصور کیا ہے، میں نے رنجیدگی کے ڈر سے قمیض کو لے لیا، میں محمدؐ کو لے کر فوراً مکہ میں آ گیا، خدا کی قسم مکہ کی ہر عورت، بوڑھے، جوان، چھوٹے اور بڑے نے ابو جہل کے سوا آنحضرتؐ کا شوق سے استقبال کیا، ابو جہل شراب میں مدہوش تھا،

خالد بن اسد اور طریف بن ابی سفیان سے مروی ہے کہ ہم اس سال تجارت کی خاطر شام روانہ ہوئے، جس سال رسولؐ اللہ تشریف لے گئے. میں نے راستہ میں پرندوں اور جنگلی جانوروں کو آپ کی خدمت میں جھکتے ہوئے دیکھا، جن کے رنگ زعفران کی طرح تھے اور ان پر کپکپی طاری تھی، ہم سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آنحضرت ہمارے بزرگ کے پاس چلیں جو قریب ہی بڑے گرجا گھر میں موجود ہیں، ہم نے کہا ہمارا اور آپ کا کیا تعلق؟ کہا آپ کو کوئی ضرر نہ پہنچے گا. بلکہ ہم آپ کی عزت کریں گے ان کا خیال تھا کہ ہم میں محمدؐ موجود ہیں، ہم ان کے ساتھ بڑے گرجا گھر میں آئے یہ ایک مضبوط گرجا تھا، بزرگ ان کے درمیان تشریف فرما تھا اور ارد گرد شاگرد تھے، ہاتھ میں

کتاب کھولی۔ ایک ہماری طرف دوسری دفعہ کتاب کی طرف دیکھ کر اپنے اصحاب سے کہا، تم نے کچھ نہیں کیا، جس کو میں چاہتا ہوں اس کو نہیں لائے، حالانکہ وہ یہاں موجود ہے، ہم سے پوچھا آپ کون ہیں؟ ہم نے کہا "قریش کے آدمی! کہا کون سے قریش سے؟ ہم نے کہا اولادِ عبد شمس سے کہا اور بھی کوئی تمہارے ساتھ ہے؟ ہم نے کہا بنو ہاشم کا نوجوان ہے جس کا نام یتیم عبد اللہ بن عبد المطلب ہے، خدا کی قسم ہم نے اس کو دیکھا، وہ گر کر بیہوش ہوگیا، پھر کود کر کھڑا ہوگیا، کہا مجھے وہ جوان دکھلاؤ، خدا کی قسم نصرانیت ختم ہوگئی، صلیب کا سہارا لے کر سوچنے لگا، اسی بطریق اور شاگرد گرد موجود تھے، کہا محمدؐ کے حق کی قسم مجھے وہ (محمدؐ) ضرور دکھلاؤ، ہم نے کہا اچھا دکھلاتے ہیں، ہمارے ساتھ آئے، محمدؐ بازار بصرا میں موجود تھے، خدا کی قسم آپ کا چہرہ ہلال کی طرح چمک رہا تھا، ہم نے چاہا کہ قس کو بتلائیں کہ محمدؐ آپ ہی ہیں لیکن اس نے کہا آپ ہیں آپ ہی ہیں۔ آپ کو پہچان لیا، آپ کے قریب ہوا، آپ کا سر چوما، کہا آپ مقدس ہیں آپ سے علامات دریافت کئے پھر کہا، اگر میں نے آپ کا زمانہ پایا تو مجھے ضرور آپ کے حق کی تلوار دی جائے گی، کہا جانتے ہو اس کے پاس کیا چیز ہے؟ ہم نے کہا نہیں، کہا آپ کے ساتھ زندگی اور موت ہے جس نے آپ کا دامن پکڑا وہ لمبے عرصہ تک زندہ رہے گا، جو آپ سے منہ موڑے گا وہ ایسی موت مرے گا جس کے بعد کبھی زندہ نہیں ہوگا، آنحضرتؐ کے چہرے پر بوسہ دیا اور واپس چلا گیا۔

بکر بن عبد اللہ اشجعی اپنے آبار سے روایت کرتے ہیں کہ ہم بھی شام کی طرف اس سال روانہ ہوئے جس سال رسولؐ اللہ روانہ ہوئے تھے، ایک میں خود تھا ایک عبد مناف بن کنانہ، تیسرا نوفل بن معاویہ، ہم ابو موہب راہب کو ملے اس نے دونوں سے پوچھا تم کون ہو؟ کہا کعبہ کے رہنے والے قریش تاجر، کہا قریش کا اور آدمی بھی آیا ہے؟ ہم نے کہا بنو ہاشم کا ایک جوان ہے، جس کا نام محمدؐ ہے ہم نے کہا خدا کی قسم میں آپ ہی کو چاہتا ہوں، دونوں نے کہا اسے قریش میں احمدؐ کوئی نہیں کہتا: بلکہ

یتیم ابو طالب کہتے ہیں، جو ایک عورت کے اجیر ہیں جن کا نام خدیجہؓ ہے، آپ کا اس کے پاس کیا کام ہے؟ اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا وہی ہیں وہی ہیں مجھے دکھلاؤ، کہا ہم نے اسے بصرا کے بازار میں چھوڑا ہے، اسی دوران میں محمدؐ ظاہر ہوئے، راہب بغیر بتائے آپ کو پہچان گیا، الگ ایک گھنٹہ تک آنحضرتؐ سے سرگوشیاں کرتا رہا، پھر آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، اس نے آستین سے کوئی چیز نکال کر محمدؐ کی خدمت میں پیش کی آپ نے انکار کیا، آنحضرتؐ سے الگ ہوا، ہم سے کہا، خدا کی قسم یہ آخری زمانے کے نبیؐ ہیں، عنقریب خروج کریں گے، لوگوں کو لا الٰہ الا اللہ کی گواہی کی طرف بلائیں گے، جب یہ دیکھو تو آپ کی پیروی کرو، پھر کہا کیا ابو طالبؑ کا وہ بیٹا پیدا ہوا ہے۔ جس کا نام علیؑ ہے، ہم نے کہا ابھی نہیں، کہا ایک سال کے اندر پیدا ہوں گے، سب سے پہلے ایمان لائیں گے، ہمارے ہاں وہ محمدؐ کے وصی کے نام سے مشہور ہیں، جس طرح محمدؐ نبوت کے ساتھ موصوف ہیں وہ سید العرب ہیں جن کو تلوار دی جائے گی، جن کا نام علاءِ اعلیٰ میں علیؑ ہے، وہ محمدؐ کے بعد قیامت کے روز تمام مخلوق سے اعلیٰ ذکر والے ہوں گے جن کا نام فرشتوں نے بطل ازہر مفلح رکھا ہے، جہاں بھیجے جائیں گے کامیاب ہو کر آئیں گے، آسمانوں میں چمکتے ہوئے سورج سے زیادہ مشہور ہیں

فصل ۲ علامات صاحب الزمانؑ اور ائمہؑ

ازہر بن مسرور بن عباس بن حامد بن مسلم بن فضل سے مروی ہے کہ میں ابو سعید غانم بن سعید ہندی کے پاس کوفہ میں آیا، مجھے اس کے بارے میں ایک بات معلوم ہوئی تھی، میں نے اس سے حالات پوچھے، کہا میں ہندوستان کے ایک شہر قشمیر میں تھا، بادشاہ کی کرسی کے گرد چالیس آدمی جمع تھے، اس نے تورات، انجیل اور زبور کو پڑھا، ہماری معلومات میں اضافہ کیا، ایک دن محمدؐ کا ذکر کیا، ہم نے کہا آپ کا ذکر ہماری کتب میں موجود ہے، آنحضرتؐ کی تلاش میں نکل پڑے، راستہ میں ترکوں نے

ڈاکہ ڈالا، ہم متفرق ہو گئے، میں اکیلا کابل پہنچا، وہاں سے بلخ آیا، وہاں کا امیر ابن ابی شمعون تھا، میں اس کی خدمت میں آیا، اپنا مدعا عرض کیا، اس نے فقہا اور امراء کو میرے ساتھ مناظرہ کے لئے جمع کیا، میں نے ان سے محمدؐ کے بارے میں پوچھا، کہا وہ ہمارے نبی ہیں جو محمدؐ بن عبداللہ ہیں اور فوت ہو چکے ہیں، میں نے کہا، آپ کا خلیفہ کون ہے؟ کہا، ابوبکر، میں نے کہا نسب بیان کرو انہوں نے قریش تک نسب گنا، میں نے کہا یہ وہ نبی نہیں ہے جن کا ذکر ہماری کتب میں موجود ہے، ہمارے ہاں جس نبیؐ کا ذکر ہے اس کے خلیفہ اس کے ابن عم اس کی بیٹی کے شوہر اور رسول اللہؐ کے فرزندان کے باپ ہیں، انہوں نے کہا یہ شخص شرک سے نکل کر کفر میں داخل ہوا، جو شخص اس عقیدہ کا ہوگا، اس کی گردن اڑا دیں گے، میں نے کہا کسی دلیل سے اپنے عقیدہ سے باز آؤں گا، امیر نے حسین بن شکیب کو بلایا کہا اس شخص سے مناظرہ کرو، عرض کیا آپ کے پاس علماء اور فقہا موجود ہیں ان سے مناظرہ کے لئے کہئے کہا میں کہتا ہوں مناظرہ کرو، حسین بن شکیب مجھے اکیلا لے گیا، میں نے اس سے محمدؐ کے متعلق پوچھا اس نے بھی ان کے بیان کے مطابق بات کی لیکن خلیفہ کے متعلق کہا کہ آپ کا خلیفہ آپ کا ابن عم علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب، آپ کی بیٹی کے شوہر اور آپ کے فرزندوں حسنؑ اور حسینؑ کے والد ہیں میں نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدؐ رسول اللہؐ، میں امیر کی خدمت میں آکر مسلمان ہو گیا، حسین سے کہا ان کو لے جاؤ اب ان پر شرائط اسلام عائد ہیں، حسین مجھے لے گیا اور اسلام کی باتیں سمجھائیں، میں نے کہا ہم نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد ایک خلیفہ کے بعد دوسرا خلیفہ ہوگا، علیؑ کے بعد خلیفہ کون ہو؟ کہا حسنؑ، حسینؑ حتیٰ کہ اس نے امام حسن عسکریؑ تک ائمہؑ کے نام لئے کہا حسن عسکریؑ کے خلیفہ کی تلاش کرو، میں تلاش میں نکل پڑا، اسی فکر میں صحرا کی چھان بین کر رہا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ اپنے آقا کی خدمت میں حاضر ہو، مجھے ایک گھر میں لے گیا جو باغ میں موجود تھا، میرے آقا بیٹھے ہوئے تھے، میرے ساتھ ہندی میں کلام کیا، مجھے سلام کہا، مجھے میرے

نام سے آگاہ کیا، چالیس آدمیوں کا الگ الگ نام لے کر مجھ سے پوچھا، فرمایا تم اس سال اہل قم کے ساتھ حج کا ارادہ کر رہے ہو لیکن اس سال حج نہ کرنا واپس خراسان چلے جاؤ، اگلے سال حج کرنا مجھے ایک تھیلی دی، فرمایا یہ تیری زادِ راہ ہے، بغداد میں کسی کے گھر نہ جانا جو کچھ دیکھا ہے اس کے متعلق کسی کو آگاہ نہ کرنا

ابو دیان سے مروی ہے کہ میں امام حسن عسکریؑ کی خدمت کیا کرتا تھا، شہروں سے خطوط لا کر آپکی خدمت میں پیش کرتا، جس بیماری میں آپؑ کا انتقال ہوا اس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا خط لکھ کر دیا فرمایا اس کو لے کر مدائن چلے جاؤ، تم ۱۵ روز غیر حاضر رہو گے، پندرہویں روز سامرہ میں آؤ گے میرے گھر سے رونے کی آواز سنو گے، میں نہلانے کے مقام پر پڑا ہوں گا، ابو دیان نے عرض کیا، آقا آپکے بعد امام کون ہوگا؟ فرمایا جو میرے خطوط کا جواب طلب کریگا، وہ میرے بعد قائمؑ ہوگا، مجھ پر اس قدر رعب طاری تھا کہ میں یہ نہ پوچھ سکا کہ ہمیانوں میں کیا ہے، میں خطوط لے کر مدائن چلا گیا، جواب لے کر پندرہویں روز سامرہ میں آ گیا، حضرت کے گھر سے گریہ و بکا کی آواز آ رہی تھی، حضرتؑ نہلانے کی جگہ پر لیٹے ہوئے تھے، آپ کا بھائی جعفر کذاب گھر کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا، اس کے ارد گرد شیعہ جمع تھے جو تعزیت دے رہے تھے اور مبارکباد بھی، میں نے دل میں کہا کہ اگر امام یہی ہیں تو امامت ختم ہو گئی میں جانتا تھا کہ جعفر شراب، نشہ اور نبیذ پیتے، جوا کھیلتے اور طنبور بجاتے ہیں، امام حسن عسکریؑ کا غلام آیا، عرض کیا کہ آپکے بھائی کو کفن دیا جا چکا ہے، تشریف لے جا کر نماز جنازہ پڑھئے، جعفر شیعوں کے ساتھ گھر میں پہنچا، امام کی لاش مکفن ہو چکی تھی، جعفر نے آگے ہو کر بھائی کی نماز پڑھانا چاہی، تکبیر کہنا چاہی اچانک ایک گندمی رنگ بچہ نمودار ہوا، جعفر کی چادر کو کھینچا اور کہا چچا ہٹو باپ کی نماز پڑھانے کا میں حقدار ہوں، جعفر پیچھے ہٹ گیا، بچے نے نماز پڑھائی، حضرتؑ کے باپ کے پہلو میں آپ کو دفن کرایا، مجھ سے فرمایا بصری خطوط کے جواب لاؤ، میں نے پیش کر دیئے، میں نے دل میں

کہا ایک علامت تو پوری ہوگئی باقی ہمیانی والی علامت باقی ہے، ہم جعفر کے پاس آئے اس کی بری حالت تھی، حاجر وشار نے عرض کیا آقا! یہ لڑکا کون تھا؟ کہا مجھے علم نہیں ہے؟ ہم بیٹھے ہوئے تھے، قم کے لوگ آئے، حسن بن علیؑ کے متعلق پوچھا حضرتؑ کی موت سے آگاہ کیا، کہا اب امام کون ہے؟ کچھ لوگوں نے جعفر کی طرف اشارہ کیا، انہوں نے سلام کیا، کہا ہمارے پاس مال اور خطوط ہیں، فرمایئے خطوط کن کے ہیں اور مال کتنا ہے؟ جعفر کپڑے جھاڑتے کھڑے ہوگئے، کہا مجھ سے علم غیب کی باتیں پوچھتے ہو، جعفر چلا گیا، ایک نوکر آیا، کہا تمہارے پاس فلاں فلاں اشخاص کے خطوط اور ایک ہمیانی ہے جس میں ہزار دینار ہیں، انہوں نے خطوط اور مال حوالے کیا، کہا اس کو بھیجنے والے امام ہیں، ابودیان کا بیان ہے کہ میں امام حسن عسکریؑ کے فرمان کو ہمیانی کے بارے میں سمجھ گیا۔

بیسار موصلی سے مروی ہے کہ مجھے میرے باپ نے آگاہ کیا کہ ابو محمدؑ کے انتقال کے وقت جبال اور قم سے وفد مال لے کر حسب عادت آئے، ان لوگوں کو امام حسن عسکریؑ کی وفات کا علم نہیں تھا سامرہ میں آکر امامؑ کے بارے میں پوچھا، کہا گیا وفات پا گئے ہیں، پوچھا آپ کا وارث کون ہے؟ کہا آپ کا بھائی جعفر، اس کے متعلق پوچھا؟ کہا باہر سیر کرنے گئے ہیں، آپ دجلہ پر شراب پینے گئے اور گویئے بھی ساتھ تھے، یہ لوگ آکے دیکھ کر کہا یہ امام کی صفت نہیں ہے، بعض نے کہا چلو مال مالکوں کو واپس کر دیں گے ابو العلی جعفر قمی نے کہا ذرا چل کر اس کا امتحان بھی کر لیں، جعفر واپس آیا، ان لوگوں نے جا کر سلام کیا اور کہا کہ ہمارے آقا ابو محمدؑ کا مال ہے، کہا کہاں ہے؟ کہا ہمارے پاس ہے، کہا میرے پاس لاؤ، کہا یہ مال خاص طریقے سے جمع ہوتا ہے، کہا وہ کیا؟ کہا یہ مال عام شیعوں کا ہوتا ہے، کسی کا ایک دینار کسی کے دو اور کسی کے تین دینار ہوتے ہیں، پھر اس تمام مال کو جمع کر کے ایک تھیلے میں ڈال کر اس پر مہر لگا دیتے ہیں، جب ہم ابو محمدؑ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ فرماتے کل مال اتنا ہے، فلاں اور فلاں کی طرف سے اتنا ہے، آپ تمام لوگوں کے نام لیتے اور مہر کے نشان سے آگاہ کرتے

کرتے، جعفر نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو، میرے بھائی کے بارے میں وہ بات کہتے ہو جس کو آپ نے نہیں کیا، یہ تو علم غیب کی باتیں ہیں، یہ لوگ جعفر کی بات سن کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے کہا مال مجھے دیدو، کہا ہم لوگ مستاجر اور وکیل ہیں ہم ان علامات کے ساتھ مال دیں گے جن علامات کے ساتھ ابو محمدؑ کو دیا کرتے تھے ورنہ مالکوں کو واپس کر دیں گے، پھر ان کی مرضی جو چاہے فیصلہ کریں جعفر سامرہ میں خلیفہ کے پاس گیا اور ان لوگوں کے خلاف دعویٰ کیا، یہ لوگ حاضر ہوئے، خلیفہ نے کہا جعفر کو مال دیدو، کہا اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کا بھلا کرے ہم تو صرف مالکانِ مال کے وکیل ہیں انہوں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم مال علامت اور دلالت کے ساتھ سپرد کر دیں، جو ابو محمدؑ کے ساتھ جاری ہو چکی ہے، خلیفہ نے کہا علامات اور دلالت کیا ہیں؟ کہا ابو محمدؑ دیناروں اور اس کے مالکوں کا نام اور مقدار سے آگاہ کرتے تھے، آپ جب یہ باتیں بتاتے تب ہم مال سپرد کرتے۔ ہم کئی دفعہ ابو محمدؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہمیں انہیں علامات اور دلالت سے آگاہ کرتے، اب آپ کا انتقال ہو گیا ہے، اگر یہ شخص امام کا وارث ہے، تو ہمیں ان حالات سے آگاہ کرے جن حالات سے آپ کے بھائی آگاہ کیا کرتے ورنہ مال مالکوں کو واپس کر دیں گے، جعفر نے کہا یا امیر المؤمنین یہ لوگ میرے بھائی پر جھوٹ بولتے ہیں یہ علم غیب ہے خلیفہ نے کہا یہ لوگ تو صرف قاصد ہیں اور قاصد کا کام تو صرف پیغام پہنچانا ہوتا ہے، جعفر حیران رہ گیا، یہ لوگ واپس روانہ ہونے لگے، ایک خوبصورت چہرہ والا لڑکا جو خادم معلوم ہوتا تھا ان کے پاس آیا اور آواز دی اے فلاں، اے فلاں بن فلاں تمہیں تمہارے آقا بلاتے ہیں۔ انہوں نے کہا آپ ہمارے آقا ہیں؟ کہا معاذ اللہ! میں تمہارے آقا کا غلام ہوں۔ ہم آپ کے ساتھ چل پڑے، ہم ابو محمدؑ کے گھر میں داخل ہوئے۔ خدا کی قسم القائمؑ ایک تخت پر تشریف فرما تھے گویا کہ چاند کا ٹکڑا تھے، سبز لباس پہنا ہوا تھا۔ ہم نے سلام عرض کیا، آپ نے سلام کا جواب دیا، فرمایا کل مال اتنا ہے

فلاں اتنا لایا ہے اور فلاں اتنا اتنا، تمام مال بیان فرمایا، کپڑے اور جانور وغیرہ بیان فرمائے، ہم آپ کے آگے اللہ کے سجدہ میں گر گئے۔ آپ کے سامنے زمین کو بوسہ دیا، ہم نے آپ سے جو چاہا پوچھا آپ نے جواب دیا، آپکی خدمت میں مال لائے۔ القائمؑ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم سامرہ میں کوئی چیز نہ لایا کریں آپنے ہماری خاطر بغداد میں ایک شخص کو مقرر کیا ، ہم مال اس کے ہاں سپرد کردیں، حضرتؑ کے ہاں سے توقیعات جاری ہونے لگے۔ ہم آپکے ہاں سے واپس روانہ ہوئے، ابوالعباس محمد بن جعفر حمیری قمی کو خطوط اور کفن دیا اور اس سے فرمایا عظم اللہ اجرک فی نفسک ابوالعباس عقبہ ہمدان میں پہنچ کر انتقال کر گیا، رحمۃ اللہ تعالیٰ اس کے بعد اموال بغداد میں مقرر کردہ دروازہ پر آنے لگے ان حضرات کے توقیعات جاری ہوتی تھیں، ان حضرات کے ہاتھوں علامات اور دلائل ظاہر ہوتے تھے۔ (قائم آلِ محمدؑ) کا پہلا وکیل شیخ عثمانؒ بن سعید عمری، پھر آپ کا فرزند جعفر محمدؒ بن عثمان پھر ابوالقاسم حسینؒ بن روح، پھر شیخ ابوالحسینؒ بن محمد سمری، پھر غیبت کبریٰ کا زمانہ شروع ہو گیا، حضرتؑ کے تمام وکلاء حضرتؑ کی آگاہی سے مال کی تفصیل اور مقدار سے آگاہ کیا کرتے تھے

محمد بن یعقوب اسحاق بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر عمری سے سوال کیا کہ میرا خط صاحب الزمانؑ کی خدمت میں پہنچا دیجئے، جس میں چند مشکل مسائل درج تھے، مولانا صاحب الزمان علیہ الصلوٰۃ الرحمٰن کے ہاتھ سے توقیع موصول ہوگئی، فرج کا ظہور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، وقت معین کرنیوالے جھوٹے ہیں، محمد بن ابراہیم اہوازی کے دل کو اللہ تعالیٰ درست کر دے گا اور اس کے شک کو دور کر دے گا۔ غیبت کا فائدہ ایسا ہے جس طرح سورج آنکھوں سے غائب ہو جاتا ہے اور فائدہ دیتا ہے، حوادث واقعہ میں ہماری احادیث کی روایت کی طرف رجوع کرو وہ تم پر حجت ہے اور میں حجت اللہ ہوں، تعجیل فرج کی دعا زیادہ مانگا کرو۔

محمد بن ابراہیم مہزیار سے مروی ہے کہ میں عراق میں شاکی ہو کر وارد ہوا، میرے پاس توقیع وارد ہوئی، مہزیاری سے کہو ہم نے وہ بات سمجھ لی ہے جو اپنے علاقہ میں ہمارے دوستوں سے کہی ہے ان سے کہہ دینا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی یہ آیت نہیں سنی یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم، امر ایمان قیامت تک باقی رہے گا، تم نے نہیں دیکھا کہ ہم نے تمہارے لئے جاء پناہ مقرر کی ہیں جہاں تم پناہ لیتے ہو، اور علامات مقرر کی ہیں جن سے ہدایت پاتے ہو، آدمؑ سے لیکر امام حسن عسکریؑ کے زمانہ تک جب ایک نشان غائب ہو جاتا تھا تو دوسرا ظاہر ہو تا تھا، ایک ستارے کے غائب ہونے سے دوسرا ستارہ ظاہر ہوتا تھا، امام حسن عسکریؑ کے انتقال کے بعد تم نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور تمہارے درمیان جو سبب تھا اس کو ختم کر دیا، ایسا ہرگز نہیں، یہ بات نہ پہلے تھی اور نہ آئندہ ہو گی حتیٰ کہ قیامت قائم ہو گی، اللہ تعالیٰ امر کو ظاہر کریگا اور لوگ اس بات کو مکروہ تصور کریں گے، اے محمد بن ابراہیم دل میں شک کو جگہ نہ دو کہ اللہ تعالیٰ حجت سے زمین کو خالی رکھے گا، کیا وفات سے پہلے تمہارے باپ نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ ابھی کسی کو بلاؤ تاکہ میرے پاس جو دینار ہیں ان کو گن لے جب تم نے دیر کی تو اس کو دینا روں اور اپنی ذات کا خوف ہوا، تمہیں کہا تم خود گن لو، تمہیں ایک تھیلی نکال کر دی جس کا رنگ فلاں قسم کا تھا، تیرے پاس تین تھیلیاں اور ہمیانی اسوقت موجود ہے جس میں مختلف قسم کے دینار ہیں، تم نے ان دیناروں کو گنا، شیخ نے ان پر اپنی مہر لگائی اور تمہیں کہا کہ میری مہر کے ساتھ اپنی مہر لگا دو، اگر میں زندہ بچ گیا تو ان دیناروں کا میں خود مالک ہوں، اگر مر گیا تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے، دینار میرے پاس بھیج دو: محمد بن ابراہیم کا بیان ہے کہ میں سامرہ زیارت کی خاطر آیا، ناحیہ کا ارادہ کیا، مجھے ایک عورت ملی، کہا تم محمد بن ابراہیم ہو؟ میں نے کہا ہاں، کہا واپس چلے جاؤ، تم اس وقت نہیں پہنچ سکتے، رات کو آنا، اسوقت دروازہ بند ہے (رات کو) اس گھر میں داخل ہونا جس میں چراغ جل رہا ہو، میں نے ایسا کیا، دروازے پر آیا وہ کھلا ہوا تھا، میں اس عورت کے بیان کردہ گھر میں گیا، میں نے اپنے آپ کو دو قبروں

کے درمیان پایا، نوحہ اور بکا کرنے لگا۔ ناگاہ میں نے آواز کو سنا اے محمد! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، جس بات پر ہو اس سے توبہ کرو۔

محمد بن مقبل سے مروی ہے کہ مجھے ابو جعفر عمری نے بلایا کہ کپڑے اور تھیلی واسط میں لے جاؤ اور اس شخص کو دیدو جو تمہارے سوار ہونے کے بعد سب سے پہلے تمہیں ملے۔ مجھے سخت رنج ہوا کہ مجھ ایسا آدمی ایسے کام کے لئے روانہ کیا جائے۔ میں واسط کی طرف روانہ ہو گیا۔ سوار ہوتے سے سب سے پہلے ایک شخص مجھے ملا۔ میں نے اس سے حسن بن محمد بن قطاۃ صیدلانی واسط کے وکیل وقت کے بارے میں پوچھا کہا وہ میں ہوں۔ کہا آپ کون ہیں؟ میں نے کہا محمد بن مقبل ہوں میرے نام سے مجھے پہچان گیا۔ مجھ پر سلام کیا۔ میں نے اس پر سلام کیا۔ ایک دوسرے کو گلے لگایا۔ میں نے کہا ابو جعفر عمری آپ پر سلام کہتے ہیں اور یہ کپڑے اور تھیلی آپ کے پاس بھیجی ہے کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے محمد بن عبداللہ حائری مر گیا ہے میں اس کے کفن کی خاطر نکلا تھا۔ کپڑوں کا جائزہ لیا تو وہ ضرورت کے لئے کافی تھے۔ ابو جعفر اسود سے مروی ہے کہ ابو جعفر عمری نے اپنی قبر کو خود کھودا تھا اور تختہ سے اس کو ڈھانپ دیا تھا۔ میں نے اسکا سبب پوچھا تو کہا مجھے اپنے دفن کے لوازمات کو خود مطے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسکے دو ماہ بعد وہ مر گیا۔

علی بن محمد بن مقبل سے مروی ہے کہ میں ابو جعفر عمری کی وفات کے بعد آپکے سر کی جانب بیٹھا ہوا آپ سے باتیں کر رہا تھا۔ ابو القاسم حسین بن روحؒ پاؤں کی جانب تشریف فرما تھے۔ میری طرف متوجہ ہو کر کہا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں ابو القاسم حسین بن روحؒ سے وصیت کروں۔ میں سر کی طرف سے اٹھ آیا اور ابو القاسم حسین بن روحؒ کا ہاتھ پکڑا اور اپنی جگہ بٹھایا۔ میں پاؤں کی جانب بیٹھ گیا۔ علی بن محمد بن مقبل سے مروی ہے کہ میرے باپ کے اعزہ میں سے ایک عورت کا نام زینب تھا، جو محمد بن عبدلانی کی بیوی تھی۔ جعفر بن محمد بن مقبل کے پاس آ کر کہنے لگی کہ میں مال شیخ ابو القاسم حسین بن روحؒ کے حوالے کرنا چاہتی ہوں۔ آپ نے ترجمہ کے فرائض کی خاطر اس کے ساتھ بھیج دیا۔ میں آپ کی خدمت میں

آیا۔ آپ نے ایک زبان میں پوچھا جس کا مطلب یہ ہے کہ تم کیسے ہو اور تمہارے بچوں کا کیا حال ہے۔ مجھے ترجمان کے فرائض ادا کرنے کی ضرورت نہ رہی اس نے مال آپکے سپرد کر دیا۔ ابو عبداللہ سرورہ قمی اہواز کے ایک تہجد گذار شخص سرور سے روایت کرتے ہیں کہ میں گونگا تھا بول نہیں سکتا تھا میرا چچا اور باپ مجھے اٹھا کر شیخ ابو القاسم حسین بن روحؒ کی خدمت میں لائے، اس وقت میری عمر ۱۳ یا چودہ سال کی تھی، دونوں نے شیخ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت (صاحب الزمانؑ) کی خدمت میں عرض کیجئے کہ میری زبان کھل جائے۔ شیخؒ نے کہا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے کہ حائر کیطرف جاؤ، سرور کا بیان ہے کہ ہم حائر کیطرف روانہ ہوئے غسل کر کے ہم نے زیارت کی۔ حائر حسینؑ کی میرا باپ اور چچا چلائے سرور! میں نے فصیح زبان میں لبیک کہا، کہا بول سکتے ہو، میں نے کہا، ہاں

عاملی بغدادی سے مروی ہے کہ مجھے معروف بن حاسن نے دس ڈلے سونے کے دیئے کہ میں مدینۃ السلام میں ابو القاسم حسین بن روحؓ کے حوالے کر دوں، میں نے انکو اٹھا لیا، معاذہ اہویہ میں ڈلہ ضائع ہو گیا۔ مجھے ضائع ہونے کا علم نہ رہا۔ میں مدینۃ السلام میں آ گیا۔ ڈلے دینے کیلئے نکالے ایک کم پایا۔ اس وزن کا ایک ڈلا خریدا۔ نو ڈلوں میں شامل کیا۔ ابو القاسم حسین بن روحؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تمام ڈلے پیش کئے۔ فرمایا خریدا ہوا ڈلہ لے لو گمشدہ ڈلے کیطرف اشارہ کیا کہ یہ ہم تک پہنچ چکا ہے میں نے دیکھا کہ وہ وہی ڈلا تھا۔ ابو جعفر بن محمد بن علی بن احمد بن نوح عبداللہ بن منصور بن یونس بن روح صاحب صادقؑ سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن صیدنی مقیم بلخ کو کہتے ہوئے ” کہ میں نے حج کا ارادہ کیا، میرے پاس سونے اور چاندی کے ڈلے تھے، یہ لوگوں نے دیئے کہ میں ابو القاسم بن روحؒ کے حوالے کر دوں۔ میں نے سرخس کے مقام پر خیمہ لگایا وہاں ریت تھی۔ ایک ڈلا ریت میں گم ہو گیا۔ مجھے اس کا علم نہ رہا۔ میں ہمدان میں آ کر سونے اور چاندی کے ڈلوں کو الگ الگ کرنے لگا۔ ایک چاندی کا ڈلہ مفقود پایا جس کا وزن ایک سو تین مثقال تھا۔ اپنے مال سے ایک اور ڈلہ تیار کیا اور ان میں رکھ دیا۔ مدینۃ السلام میں آیا۔ شیخ حسین بن روحؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ چاندی اور سونے کے تمام ڈلے آپکی خدمت میں پیش ہوئے۔ میں نے جو ڈلہ تیار کیا تھا اس کو ہاتھ بڑھا کر اور ڈلوں سے نکال لیا۔

میری طرف پھینک کر کہا یہ ہمارا ڈلا نہیں ہے، ہمارا تو سرخس کے مقام پر جہاں تم نے خیمہ لگوایا تھا ریت میں ضائع ہو گیا ہے وہاں واپس جاؤ، ریت کے نیچے تلاش کرو عنقریب اس کو پالو گے ہمارے پاس یہاں آنا لیکن مجھے نہیں پاؤ گے، میں سرخس واپس آیا جہاں اترا تھا وہاں اترا، میں نے ڈلے کو ریت کے نیچے پایا جس پر گھاس پھوس اگ آئی تھی، میں نے لے لیا اور اپنے شہر آ گیا، دوسرے سال حج کیلئے روانہ ہوا میرے ساتھ چاندی کا ڈلا بھی تھا مدینۃ السلام (بغداد) میں آیا شیخ ابوالقاسم کا انتقال ہو چکا تھا، شیخ ابوالحسن علی بن محمد سمری سے ملا آپ نے ڈلہ طلب کیا، میں نے پیش کر دیا،

ابو محمد بن حسن بن محمد مکتب سے مروی ہے کہ میں بغداد میں تھا جس سال ابوالحسن سمری کا انتقال ہوا وفات سے چند روز پہلے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، لوگوں کے سامنے توقیع کو نکالا جس کو میں نے لکھ لیا تھا اے علی بن محمد! تمہارے بھائیوں کا اس بارے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر بڑا ہے تم کچھ روز کے اندر انتقال کرنے والے ہو اپنے امر کو جمع کر لو اپنے قائم مقام کی کسی کو وصیت نہ کرو غیبت تامہ کا زمانہ آگیا ہے ظہور اللہ کے حکم کے بعد ہو گا۔ یہ لمبی مدت کے بعد ہو گا، لوگوں کے دل سخت ہو جائیں گے اور زمین ظلم سے بھری ہو گی۔ عنقریب میرے شیعوں میں ایسے بھی ہوں گے جو صاحب الزمانؑ کے دیکھنے کا دعوے کریں گے جو شخص سفیانی کے خروج سے پہلے صاحب الزمانؑ کو دیکھنے کا دعویٰ کرے وہ کافر اور مفتری ہے، ہم نے توقیع کو لکھ لیا آپکے ہاں سے چلے آئے، چھٹے روز دوبارہ گئے تو آپ جان کنی کے عالم میں تھے۔

علی علیہ السلام نے فرمایا مجھ سے سوال کرو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ صعصعہ بن صوحان نے عرض کیا دجال کب آئے گا، فرمایا: مسئول سائل سے زیادہ عالم نہیں ہے ہاں اس بارے میں علامات موجود ہیں لوگ نماز فوت کر دیں گے، امانت کی خیانت کریں گے، جھوٹ کو حلال سمجھیں گے، سود کھائیں گے عمارتیں مضبوط بنائیں گے، دنیا کے عوض دین فروخت کریں گے، احمقوں سے کام لیں گے، عورتوں سے مشورہ کریں گے، قطع رحم کریں گے، خواہش کی پیروی کریں گے، خون بہائیں گے، صبر کمزوری پر اور

ظلم فخر پر محمول ہو گا، امیر فاجر اور وزیر ظالم ہوں گے، علماء خائن اور فقیر فاسق ہوں گے، جھوٹی گواہی تسلیم ہو گی، فسق و فجور علانیہ ہو گا، بہتان گناہ اور سرکشی قبول ہو گی، قرآن بھی حروف میں لکھے ہوئے ہوں گے مسجدیں سجائی جائیں گی، مینار بلند ہوں گے، شریروں کی عزت ہو گی، صفوں میں اژدہام ہو گا، دل مختلف ہوں گے عہد شکنی ہو گی، عورتیں مردوں کے ساتھ تجارت میں شریک ہوں گی، دنیا کا حریص ہو گا فاسقوں کی آواز بلند ہو گی، ان کی بات مانی جائے گی، ذلیل ترین آدمی قوم کا لیڈر ہو گا بدکار پرہیزگار تصور ہو گا، جھوٹا سچا اور خائن امین بن جائیگا مرد عورتوں کے ساتھ اور عورتیں مردوں کے ساتھ منسوب ہوں گی، گواہ بغیر مشاہدہ کے گواہی دیگا، دین اور اثر کے بغیر تفقہ ہو گا، بھیڑوں کی کھال پہنیں گے۔ لوگ مردار سے زیادہ بدبودار ہوں گے اور بہت زیادہ کڑوے ہوں گے اس وقت الوحا الوحا العجل العجل ہو گا اس وقت بہترین مسکن بیت المقدس ہو گا۔ ایک ایسا وقت آئیگا۔ ہر آدمی اس میں رہنے کی خواہش کریگا، اصبغ بن نباتہ نے کھڑے ہو کر کہا یا امیر المومنینؑ دجال کیا چیز ہے؟

فرمایا، دجال صائد بن صاوید ہے، وہ بدبخت ہے جس نے اسکی تصدیق کی، نیک بخت وہ ہے جس نے اس کی تکذیب کی، اصفہان سے ایک بستی سے نکلے گا جو یہودیہ کے نام سے مشہور ہو گی، اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہو گا جس کو ہر شخص پڑھے گا "کافر ہے"۔ سخت قحط کا زمانہ ہو گا، سرخ رنگ کے گدھے پر سوار ہو گا، اس کے گدھے کا ایک قدم ایک میل پر پڑیگا، زمین اس کے لئے لپیٹ دی جائے گی، بلند آواز سے اعلان کریگا جس کو مشرق و مغرب کے تمام انسان اور جن سنیں گے، میرے دوستو! ادھر آؤ انا الذی خلق فسوی وقدر فھدی انا ربکم الاعلی اللہ کا دشمن جھوٹا ہو گا اور ایک آنکھ سے کانا ہو گا، کھانا کھائیگا، بازاروں میں چلے گا، اس کے اکثر ماننے والے ولد الزنا ہوں گے اور اصحاب طیالسہ، اللہ تعالیٰ اسکو شام میں افیق کی گھاٹی پر جمعہ کے روز تین گھنٹے گذرنے کے بعد اس شخص کے ہاتھ سے قتل کریگا جس کے پیچھے عیسیٰؑ بن مریم

نماز پڑھینگے اس کے بعد بہت بڑی مصیبت ہوگی، انہوں نے کہا یا امیرالمؤمنین وہ بڑی مصیبت کیا ہوگی؟ فرمایا ایک دابہ کوہ صفا سے نکلے گا جس کے پاس سلیمانؑ کی انگوٹھی اور موسیٰؑ کا عصا ہوگا انگوٹھی مومن کی پیشانی پر رکھ دے گا جس پر یہ عبارت چھپ جائیگی ھذا مومن حقاً یہ سچا مومن ہے اور کافر کے چہرے پر رکھے گا تو یہ عبارت چھپے گی۔ ھذا کافر حقاً یہ پورا کافر ہے۔ مومن آواز دیگا کہ کافر کے لئے ویل ہے اور کافر کہے گا، مومن کے لئے طوبیٰ ہے آج میں یہ بات پسند کرتا ہوں کہ میں تم جیسا ہوتا اور بڑی کامیابی پر فائز ہوتا، پھر دابہ (جانور) سر اٹھائیگا، اللہ کی اجازت سے اسے مشرق اور مغرب کے درمیان رہنے والی مخلوقات دیکھے گی، جب سورج مغرب سے طلوع کریگا تو توبہ بند ہوجائیگی پھر توبہ قبول نہیں ہوگی نہ ہی کوئی عمل کام آئیگا، اگر اس سے پہلے ایمان نہیں لایا تو ایمان لانا کوئی فائدہ نہیں دیگا، فرمایا اس کے بعد کے واقعات مجھ سے نہ پوچھو میرے حبیبؐ نے فرمایا تھا کہ میں انکے متعلق اپنی عترت کے سوا اور کسی کو آگاہ نہ کروں، نزال بن صبرہ سے مروی ہے کہ میں نے صعصعہ بن صوحان سے پوچھا کہ امیرالمؤمنینؑ کا اس فرمان سے کیا مقصد ہے؟ کہا جس کے پیچھے عیسیٰؑ بن مریم نماز پڑھینگے وہ بارہویں امام حسینؑ بن علیؑ کی اولاد سے نویں امام ہونگے، وہی روشن سورج ہیں جو مغرب سے طلوع کریں گے، رکن اور مقام کی جگہ ظاہر ہوں گے، تمام زمین پر غالب ہونگے، میزانِ عدل رکھیں گے، کوئی کسی پر ظلم نہیں کریگا، امیرالمؤمنینؑ نے فرمایا کہ میرے حبیبؐ نے مجھے آگاہ کیا تھا کہ میں اپنی عترت کے سوا اور آگے بات کسی کو نہ بتاؤں۔ مخالفین دجال کے بارے میں نافع بن عمر جہنی سے حدیث روایت کرتے ہیں کہ دجال غائب ہوگیا ہے، ایک طویل عرصہ کے بعد آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا، لیکن قائم آلِ محمدؑ کے بارے میں انکار کرتے ہیں کہ اتنی مدت تک انسان کس طرح غیب رہ سکتا ہے اور یہ بات نہیں مانتے کہ آپ تشریف لائیں گے، زمین کو عدل وانصاف سے بھر دینگے اس سے پہلے ظلم وجور سے پر ہوگی حالانکہ قائم آلِ محمدؑ کے متعلق رسولؐ اور ائمہؑ نے آپکے نام اور نسب کے ساتھ نص کی ہے اور آپکی طویل غیبت

کے بارے میں آگاہ کیا ہے۔ مخالفین کی مخالفت کا مقصد اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانا ہے واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون تعجب کی بات ہے کہ مخالفین رسول اللہؐ کی یہ حدیث تو بیان کرتے ہیں کہ عمارؓ کو باغی گروہ قتل کریگا، علیؑ کی داڑھی علیؑ کے سر کے خون سے خضاب ہوگی، حسینؑ تلوار سے اور حسنؑ زہر سے شہید کیے جائیں گے لیکن قائم آلِ محمدؑ کے بارے میں رسول اللہؐ کی حدیث کی تصدیق نہیں کرتے حالانکہ آنحضرتؐ نے آپکے آنے، غیبت ہونے اور آپکے نام ونسب کی تصریح کردی ہے اس بارے میں آنحضرت کا فرمان صحیح ہے ہمیں مخالفین کی اس روایت پر تعجب ہوتا ہے کہ عیسیٰؑ کا کربلا سے گذر ہوا انہی ہرنوں کو اکٹھے ہوئے دیکھا، وہ عیسیٰ کے پاس آکر رونے لگے عیسیٰؑ اور آپکے حواری بیٹھ گئے اور رونے لگے۔ حواریوں کو علم نہیں تھا کہ عیسیٰؑ کیوں بیٹھے اور کیوں رو رہے ہیں، عرض کیا روح اللہ کیوں روتے ہیں، فرمایا جانتے ہو یہ کون سی زمین ہے؟ عرض کیا نہیں، فرمایا یہ وہ زمین ہے جہاں احمدؐ رسول اللہ کے رسولؐ اور حرہ طاہرہ بتول میری ماں کی شبیہ کا فرزند قتل ہوگا اور اس زمین میں دفن ہوگا، یہ زمین مشک سے زیادہ خوشبودار ہے، کیونکہ یہ فرزند شہید کی مٹی ہے، اسی طرح انبیاءؑ اور اولادِ انبیاءؑ کی مٹی ہوتی ہے، مجھے ان ہرنوں نے آگاہ کیا ہے کہ وہ اس زمین کی گھاس فرزند مبارک کی مٹی ہونیکی وجہ سے شوق سے چرتے ہیں، پھر آپنے زمین پر ہاتھ مار کر ہرنوں کی مینگنیاں اٹھائیں اور سونگھیں، فرمایا اے معبود! ان مینگنیوں کو اس وقت تک باقی رکھ حتیٰ کہ آپکا باپ انکو سونگھے تاکہ آپکے لئے تعزیت اور تسلی کا باعث ہوں اور عیسیٰؑ رو پڑے، حضرت علیؑ کا جب زمین کربلا سے گذر ہوا تو آپنے ان واقعات سے آگاہ کیا، مخالفین اس بات کو تو مانتے ہیں کہ ان ہرنوں کی مینگنیاں چھ سو سال سے زیادہ عرصہ تک باقی رہیں، بارشوں اور ہواؤں نے ان کا کچھ نہیں بگاڑا لیکن قائم آلِ محمدؑ کے اتنی دیر تک زندہ رہنے کو نہیں مانتے کہ آپ تشریف لاکر زمین کو عدل وانصاف سے بھر دینگے بلکہ کہتے ہیں کہ مہدیؑ ابھی آئیں گے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں امیرالمومنینؑ کے ساتھ تھا، آپ صفین کیطرف تشریف لے جا رہے

تھے، نینوا میں اترے جو شط الفرات ہے، بلند آواز سے فرمایا اے ابن عباسؓ! جانتے ہو یہ کونسی زمین ہے میں نے کہا میں تو نہیں جانتا، فرمایا جس طرح میں جانتا ہوں اس طرح جانتے تو اس سے نہ گذرتے۔ مگر میری طرح رو پڑتے، پھر حضرتؑ کافی دیر تک روتے رہے، آپکی ریش اقدس آنسوؤں سے تر ہوگئی، اور آنسو سینے پر گرنے لگے فرماتے آہ آہ! میں نے آلِ سفیان گروہ شیطان اور اہل کفر کا کیا بگاڑا ہے اے ابو عبداللہ صبر کرنا جسطرح تم مصائب سے دوچار ہوگے اسی طرح تمہارا باپ بھی ہوگا پھر حضرتؑ نے پانی طلب فرمایا، وضو فرمایا جتنا اللہ نے چاہا نماز پڑھتے رہے، فرمایا اے ابن عباس! پہلے کیطرح کلام فرمایا ایک لمحہ آنکھ لگ گئی، پھر بیدار ہوگئے، فرمایا ابن عباس! میں نے عرض کیا جی آقا! فرمایا بتاؤں میں نے خواب میں کیا دیکھا؟ عرض کیا آپ کی آنکھ لگ گئی تھی اور میں نے اس میں بھلائی دیکھی، فرمایا میں نے آسمان سے آدمیوں کو اترتے دیکھا جن کے ساتھ سفید جھنڈے تھے، تلواریں لگائے ہوئے تھے جو سفید تھیں اور چمک رہی تھیں، اس زمین کے گرد اتر پڑے، میں نے ان کھجوروں کو دیکھا کہ اپنی ٹہنیوں کو زمین پر ڈال دیا ہے جن سے تازہ خون جوش مار کر نکلتا ہے، میں نے اپنے فرزند اور جگر کے ٹکڑے حسینؑ کو دیکھا جو خون میں ڈوب گئے ہیں، فریاد کرتے ہیں لیکن کوئی فریاد رس نہیں، سفید آدمی آسمان سے اتر کر آواز دیتے ہیں رسول اللہؐ کی آل صبر سے کام لو تم شریر آدمیوں کے ہاتھوں قتل ہوگے، اے ابو عبداللہ یہ جنت آپکی مشتاق ہے پھر مجھے تعزیت دی اور کہا اے ابو الحسنؑ تمہیں بشارت ہو، قیامت کے روز جب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونگے تو اس کے ذریعہ اللہ آپکی آنکھیں ٹھنڈی کریگا، پھر میں نیند سے بیدار ہوگیا، خدا کی قسم اسی طرح مجھے صادق مصدق ابو القاسمؐ نے فرمایا، یہ زمین کرب و بلا ہے، اس میں حسینؑ اور سترہ وہ انسان دفن ہوں گے جو تمام کے تمام میرے اور فاطمہؑ کے فرزند ہوں گے، یہ زمین آسمانوں میں حرمین اور بیت المقدس کی زمین کی طرح کرب و بلا کے نام سے مشہور ہوگی! اے ابن عباس ہمارے اردگرد ہرنوں کی مینگنیاں پڑی ہیں، خدا کی قسم میں نے کبھی جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی

میری بات جھوٹی ثابت ہوئی ہے، اور ان مینگنیوں کا رنگ زعفران کی طرح زرد ہو چکا ہے ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ میں نے مینگنیوں کو ایک جگہ اکٹھا پایا، آواز دی یا امیر المومنینؑ! میں نے اسی نمونے کی مینگنیاں پالیں ہیں فرمایا اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا پھر جلدی جلدی ہماری طرف بڑھے اور انکو اٹھا کر سونگھا، فرمایا بعینہ وہی ہیں، ابن عباسؓ جانتے ہو یہ کونسی مینگنیاں ہیں۔ یہ وہ مینگنیاں ہیں جن کو عیسیٰؑ بن مریم نے سونگھا تھا، پھر حضرت علیؑ کی گفتگو کو دہرایا جو اوپر کی سطور میں بیان ہو چکی ہے، پھر علیؑ نے کہا اے عیسیٰؑ بن مریم کے رب حسینؑ کے قاتلوں، آپ پر ظلم کرنیوالوں آپکے خلاف مدد کرنیوالوں اور آپکو چھوڑنے والوں کو برکت نہ دینا، پھر آپ کافی دیر تک روتے رہے ہم بھی آپکے ساتھ روتے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت منہ کے بل غش کھا کر گر پڑے، جب افاقہ ہوا مینگنیوں کو اٹھا کر چادر میں باندھ دیا، مجھے حکم دیا کہ تم بھی اٹھا کر باندھ لو، جب ان سے تازہ خون نکلتا ہوا دیکھو تو سمجھ لو کہ میرا بیٹا ابو عبداللہؑ اس زمین میں شہید کیا گیا ہے، میں نے مینگنیوں کو حفاظت سے باندھ لیا، میں گھر میں سویا ہوا تھا، محرم کی دس تاریخ تھی، خواب سے بیدار ہوا مینگنیوں سے خون جاری تھا، میں گریہ کرنے بیٹھ گیا اور کہا حسینؑ شہید ہوگئے، فجر کے وقت تمام مدینہ کہر آلود تھا۔ سورج کو گویا گرہن لگا ہوا تھا، مدینہ کی دیوار پر خون کے دھبے تھے، میں نے ایک آواز کو سنا اور میں ڈر رہا تھا آلِ رسولؐ صبر سے کام لو فرزندِ رسولؐ شہید ہوگئے۔" روح الامین گریہ و زاری کرتے ہوئے اترے رونے لگے، میں بھی رو پڑا، میں نے ان لوگوں کو اس بات سے آگاہ کیا، جو حسینؑ کے ساتھ تھے انہوں نے کہا جس طرح آپنے سنا ہم نے بھی سنا تھا۔ ہم میدان کارزار میں تھے، ہم نے اس شخص کو دیکھا، وہ خضر علیہ السلام تھے

علامات قبل خروج مہدیؑ

فصل ۳۔ رسول اللہؐ نے فرمایا قیامت سے پہلے دس علامات ہونگی، سفیانی اور دجال کا آنا، دھوئیں کا

نکلنا، قائم (آلِ محمدؐ) کا خروج کرنا، مغرب سے سورج کا نکلنا، مشرق اور مغرب میں گہن لگنا، عدن سے آگ کا آنا، اور لوگوں کو محشر کی طرف ہانکنا، قزوین سے ایک شخص خروج کریگا، مشرک بہت جلد اس کی اطاعت کرینگے، خوف کے مارے مؤمنین سے پہاڑ بھر جائیں گے، جس نے ہم اہلبیتؑ کے قائمؑ کو پایا اس کے لئے طوبیٰ ہے قیامت سے پہلے آپکی اقتدا کی ہو، آپکے دوست کو دوست رکھا ہو اور آپکے دشمن سے بیزاری کی ہو اور ائمہؑ سے تولا کیا ہو۔ رسول اللہؐ نے فرمایا تمہارے بعد ایسے لوگ آئینگے ان میں سے ایک آدمی کو تم میں سے پچاس آدمیوں کا اجر ملیگا، عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے آپکے ساتھ بدر، احد اور حنین میں جہاد کیا اور قرآن ہمارے بارے میں نازل ہوا، فرمایا جو کچھ وہ برداشت کرینگے تم نے وہ برداشت نہیں کیا جتنا انہوں نے صبر کیا اس قدر صبر تم نے نہیں کیا۔ حذیفہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مہدیؑ رکن اور مقام کے درمیان بیعت لیں گے۔ آپکا نام احمد عبداللہ اور مہدیؑ ہوگا۔ قیامت اسوقت تک نہیں آئیگی جب تک ساٹھ جھوٹے نہیں آئیں گے۔

امیرالمؤمنینؑ نے منبر پر فرمایا آخری زمانہ میں میرا فرزند خروج کریگا جو سفید مشرب، حمرۃ مدرج چوڑے بطن اور اٹھے ہوئے شانوں والا جس کی پشت پر دو شامے ہونگے ایک شامہ چمڑے میں ہوگا، ایک شامہ نبیؐ کے شامے کی مانند ہوگا۔ آپکے دو نام ہونگے۔ ایک خفی اور ایک جلی، خفی احمد ہوگا، جلی محمد۔ جب تم انکو دیکھو گے تو انکے لئے مشرق اور مغرب کے درمیان تمام چیزیں روشن ہوجائینگی۔ بندوں کے سر پر ہاتھ رکھے گا، مومن کا دل روشن ہوکر فولاد سے زیادہ مضبوط ہوگا، آپ میں چالیس آدمیوں کی طاقت ہوگی مُردے کے دل میں قبر میں آپکی وجہ سے خوشی ہوگی وہ قبور میں ایک دوسرے سے ملاقات کرینگے، قیام (قائم آلِ محمدؐ) کی ایک دوسرے کو بشارت دیں گے، جگر خورہ کا فرزند خشک وادی سے باہر آئیگا وہ ایسا آدمی ہوگا رجسکا چوتھا حصہ چہرے کا جانوروں کا سا ہوگا، موٹی گردن والا ہوگا جس کے چہرہ پر چیچک کے داغ ہوں گے دیکھنے میں کانا معلوم ہوگا۔ اس کا نام عثمان اور اسکے باپ کا نام عتبہ ہوگا۔ وہ ابوسفیان کی

کی اولاد میں سے ہوگا۔ جب شام کی فرشتہ بستی پیوندِ زمین ہوجائیگی تو جگر خوارہ کے فرزند کے خروج کا انتظار کرنا جو خشک وادی سے نکلے گا۔ تمہیں تیرہ و تاریک فتنہ سے آگاہ کیا ہے اس سے صرف تومہ نجات پائیگی، عرض کیا گیا تومہ کیا ہے؟ فرمایا تومہ وہ ہے کہ انسان کو اپنے دل کی بات کا علم نہیں ہوگا، عمرؓ نے آپ سے مہدیؑ کی صفت دریافت کی، فرمایا، وہ جوان ہوگا، خوبصورت چہرہ اور بالوں والا ہوگا بال کندھوں پر پڑے ہوں گے، چہرہ کا نور داڑھی کی سیاہی سے بلند ہوتا ہوگا، بہترین لونڈی کا فرزند ہوگا۔ قائمؑ کے سامنے سرخ اور سفید موت ہوگی، سرخ موت تلوار اور سفید موت طاعون ہوگا۔ حسن بن علیؑ نے فرمایا جس امر کا تم انتظار کرتے ہو وہ اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک تم ایک دوسرے پر تبرا اور لعنت نہیں کروگے، ایک دوسرے کے منہ پر تھوکوگے اور ایک دوسرے پر کفر کی گواہی دوگے۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا مہدیؑ اس وقت تک خروج نہ کرینگے جبتک سورج کے ساتھ ایک آیت طلوع نہ کریگی، آپ سے پوچھا گیا کہ ہمیں مہدیؑ کے اوصاف، دلائل اور علامات بتایئے فرمایا آپکے خروج سے پہلے جزیرہ کی زمین پر ایک آدمی ہوگا۔ جس کا نام عوف سلمی ہوگا۔ جس کا ٹھکانا تکریت ہوگا، اور مسجد دمشق کے ساتھ قتل ہوگا پھر سمرقند میں شعیب بن صالح خروج کریں گے۔ پھر سفیانی ملعون خشک وادی سے خروج کریگا جو عتبہ بن ابی سفیان ملعون کا بیٹا ہوگا۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے جعفر جعفی سے فرمایا، آسمان سے آواز آئیگی تمہیں دمشق کے علاقے سے سنائی دیگی، شام کی جابیہ بستی غرق ہوجائیگی اس سال اختلافات کی ہر زمین میں بھرمار ہوگی، سب سے پہلے جس زمین میں تباہی ہوگی وہ شام کی زمین ہوگی پھر تین جھنڈوں کے بارے میں اختلاف ہوگا، اصہب، اشہب اور سفیان کے جھنڈے کے بارے میں۔ صادق آلِ محمدؐ نے فرمایا ایک اعلان کرنیوالا ابوطالب کے فرزند کے نام کا اعلان کریگا، قیام پہلے دو علامتیں ہونگی جب سے آدمؑ زمین پر آئے ہیں وہ دونوں علامتیں واقع نہیں ہوئیں۔ نصف ماہ رمضان میں سورج گہن ہوگا۔ اس کے آخر میں چاند گہن، پھر نجومیوں کا حساب ختم ہوگا۔ خراسان سے

سیاہ جھنڈے نکلیں گے جو کوفہ کی طرف آئیں گے، گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ قائمؑ عاشورہ کے روز جو شنبہ کے دن واقع ہوگا رکن اور مقام کے درمیان بیٹھے ہوئے ہیں جبرئیلؑ کا ہاتھ آپکے ہاتھ پر ہوگا اور اعلان کریگا کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر بیعت کرو، آپ زمین کو انصاف سے بھر دینگے قائمؑ کوفہ میں تشریف لائیں گے ہر مومن آپکی خدمت میں حاضر ہوگا، صادق آلِ محمدؑ نے فرمایا، سفیانی کا ماہِ رجب میں خروج یقینی ہے نفسِ زکیہ کا قتل یقینی، دن کے اوّل حصہ میں منادی آسمان سے ندا کرے گا جس کو ہر قوم اپنی زبان میں سنے گی تمہیں یقین ہونا چاہیئے حق علیؑ اور آپکے شیعوں کیساتھ ہے اسوقت باطل پرست شک میں پڑ جائیں گے، قائمؑ کے نام کا اعلان ۲۳ رمضان کی شب کو ہوگا، عاشورہ کے روز کھڑے ہونگے، سونیوالا کھڑا ہو جائیگا بیٹھنے والا کھڑا اور کھڑا ہونے والا بیٹھ جائیگا، یہ آواز کیوجہ سے ہوگا، اعلان کرنیوالا جبرئیل ہوگا، قائمؑ جب قیام فرمائیں گے تو مومن کو قبر میں بتایا جائیگا، تمہارے صاحب (امام زمانہؑ) ظہور فرما ہیں اگر چاہو تو آپ سے جا ملو اگر اللہ کی کرامت میں کھڑا ہونا چاہتے ہو تو کھڑے ہو جاؤ، امام حسینؑ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپکے پاس ابی بن کعب بھی موجود تھے، مجھ سے رسولؐ اللہ نے فرمایا اے ابو عبداللہ تمہیں خوش آمدید ہو اے آسمانوں اور زمین کی زینت!۔ ابی نے کہا۔ یا رسول اللہؐ آپ کے سوا آسمان اور زمین کی زینت اور کون ہو سکتا ہے۔ فرمایا حسینؑ زمین کی نسبت آسمان میں زیادہ مشہور ہیں آپ کا نام یمینِ عرش اور انتہا عرش پر لکھا ہوا ہے آپکی اولاد میں مہدیؑ پیدا ہوگا، ہر مومن آپ سے راضی ہوگا۔ انصاف کا فیصلہ کریں گے اور اسی کا حکم دیں گے۔ مکہ سے خروج کریں گے حتی کہ دلائل اور علامات جمع ہو جائینگے اللہ تعالیٰ تمام دنیا کے کونوں سے آپکے اصحاب کو جمع کریگا جو اہل بدر کے مجاہدوں کی تعداد کے برابر ۳۱۳ ہوں گے، آپکے پاس ایک صحیفہ ہوگا جس میں آپکے اصحاب کے نام معہ ولدیت اور مقام کے ہونگے، اُبی نے کہا آپکے علامات اور دلائل کیا ہونگے؟ فرمایا جب آپکے خروج کا زمانہ ہوگا تو وہ علم خود بخود پھیل جائے گا، علم اعلان کریگا کہ اللہ کے ولی خروج فرمائیے، اللہ کے دشمنوں کو قتل کیجئے، آپکے پاس اللہ کی تلوار ہوگی۔ آپکے خروج کے وقت تلوار خود بخود نکل پڑیگی آپکو

تلوار آواز دیگی یا ولی اللہ خروج فرمایئے، اللہ کے دشمنوں کے بارے میں بیٹھنا آپکے لئے جائز نہیں ہے جبرئیلؑ آپکے دائیں اور میکائیلؑ بائیں ہونگے، شعیبؑ بن صالحؑ آپکے مقدمہ جیش میں ہونگے اللہ تعالیٰ آپ پر ۱۲ صحیفے اور ۱۲ مہریں نازل کریگا، ہر امامؑ کے عمل کو اس طرح بجا لائیگا جسطرح امامؑ کے صحیفہ میں تحریر ہوگا۔ سہل بن سعید سے مروی ہے کہ مجھے ہشام بن عبدالملک نے کنوئیں کھودنے کا حکم دیا، ہم نے دو سو قامت کنواں کھودا تو نیچے سے ایک کھوپڑی برآمد ہوئی، اسکے اردگرد کھودا تو پتھر پر کھڑا ہوا ایک آدمی ملا جس نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے اس کا دایاں ہاتھ سر پر ضرب کی جگہ رکھا ہوا تھا، ہم نے ہاتھ کو سر سے ہٹایا تو خون جاری ہو گیا، ہاتھ پھر رکھ دیا تو زخم ٹھیک ہو گیا، اس کے کپڑے پر یہ عبارت تحریر تھی "میں شعیبؑ بن صالحؑ اللہ کا رسول شعیب نبی ہوں، قوم نے مجھے ضرب لگا کر اس کنوئیں میں پھینک دیا ہے اور اوپر مٹی ڈال دی ہے"۔ یہ واقعہ ہشام کو لکھا کہا دوبارہ مٹی ڈال دو، امام رضاؑ نے فرمایا میرے چوتھے فرزند پر اہل آسمان اور زمین روئیں گے۔ امعین (امامؑ) کے بعد کتنے مومن متاسف اور غمگین ہونگے، گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ان حضرات کو آواز دی جا رہی ہے جسطرح قریب سے سنائی دیگی اسی طرح دور سے سنائی دیگی جو مومنین کیلئے رحمت اور کافروں کے لئے عذاب ہوگی حسن بن محبوب نے عرض کیا کونسی آواز فرمایا ماہِ رجب میں تین آوازیں آسمان سے آئیں گی الا لعنته الله على الظالمين ازفت الازفة يا معشر المومنين، تودن ہدنا باد زالحق عین الشمس، یہ مومنین کے میر ہیں اور ظالمین کو ہلاک کرنے والے ہیں حمیری کی روایت کی رو سے تیسری آواز یوں ہوگی۔ بدفا بری فی قون الشمس، اللہ تعالیٰ نے فلاں کو بھیج دیا، اس کی بات سنو، اطاعت کرو اور تمام کے تمام حاضر ہو جاؤ اسوقت لوگوں کے پاس فرج آ جائیگی، امانتیں ادا ہوں گی اگرچہ ایک دانہ ہی کیوں نہ ہو مومنین کے دل ٹھنڈے ہونگے، امام رضاؑ نے فرمایا فرج کی علامت ایک حدیث ہوگی جو حرمین کے درمیان واقع ہوگی، میں نے عرض کیا وہ حدیث کیا چیز ہے؟ فرمایا ایک چھوٹا عصام، دونوں

مسجدوں کے درمیان ہوگا۔ فلاں بن فلاں عرب کے پندرہ ہزاروں کو قتل کریگا، ایک شخص نے ابوالحسنؑ سے فرج کے بارے میں پوچھا، فرمایا یہ اسوقت ہوگا جب قیس کے علم مصر میں اور کندہ کے علم خراسان میں ہونگے۔ جصلت ہروی نے امام رضاؑ سے سوال کیا کہ آپکے قائمؑ کی کیا علامت ہے جب خروج فرمائیں گے؟ فرمایا سخت ہاتھ والے اور جوان دکھائی دیں گے، دیکھنے والا آپکو چالیس سال کا یا اس سے کم کا خیال کریگا ایک علامت یہ ہوگی کہ دن اور رات گذرنے کے باوجود آپ بوڑھے نہیں ہونگے حتیٰ کہ آپکو موت آجائیگی، اس قسم کی علامتیں بے شمار ہیں، جب قائمؑ خروج فرمائیں گے تو سلام میں آپکو کہا جائیگا السلام علیک یا بقیة الله فی ارضه۔ امام محمد تقی علیہ السلام نے عبدالعظیم حسنیؓ سے فرمایا مہدیؑ وہ ہیں جنکا غیبت میں انتظار کرنا اور ظہور کے وقت ایمان لانا واجب ہے وہ میری اولاد میں سے تیسرا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپکا کام ایک رات میں ٹھیک کردیگا، جس طرح کہ موسیٰؑ کا کام، جب اپنی بیوی کیلئے آگ لینے گئے تھے، ایک رات میں ہوگیا، آپ وہ ہیں جن کا نام اور کنیت رسول اللہؐ نے رکھی ہے، آپ کی خاطر زمین لپیٹ دیجائیگی، عرض کیا گیا قائمؑ کا نام قائمؑ کیوں ہے؟ فرمایا آپ موت کے بعد (غیبت کے بعد) قیام فرما ہونگے، کچھ لوگ آپکی امامت کے قائل مرتد ہوجائینگے، منتظر اس لئے ہیں کہ آپکی غیبت طولانی ہوجائیگی مخلص آپکے خروج کا انتظار کرینگے، شکی انکار کردینگے، عجلت طلب ہلاک ہونگے" امام علی نقیؑ نے فرمایا جب تمہارے صاحب (امام زمانہؑ) ظالموں کے گھر سے غائب ہوجائیں تو خروج کی توقع رکھنا، لوگ آپکے بارے میں کہیں گے کہ آپ پیدا نہیں ہوئے، احمد بن اسحٰق امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں پوچھنے کیلئے حاضر ہوئے کہ آپکے بعد آپکا جانشین کون ہوگا، جب امامؑ نے امام زمانہؑ کو دیکھا تو سوال کرنے سے پہلے فرمایا اس کی مثال خضرؑ اور ذوالقرنینؑ کی سی ہے، خضر نے آبحیات پیا وہ زندہ ہیں (اسرافیل کے) صور پھونکنے تک نہیں مرینگے، ہر سال حج کے زمانے میں عرفہ کے مقام پر تشریف لاتے ہیں اور مومن کی دعا کے وقت آمین کہتے ہیں۔

تمت بالخیر

ماہ صفر ۱۴۰۰ھ ماہ جنوری ۱۹۸۰ء